Childhood Love base
Secrent Agent base
University Love Stoy
Innocent Girl vs Genius boy
رافعہ شیخ
میں بنو تیری تقدیر پیا

Book : Main Bano Teri Taqdeer Piya

Author : Rafia Sheikh

Genre : Childhood Love Story, One sided Love Story, Secret Agent Base, University Love Story, Innocent Heroin vs Genius Hero

NOVEL IN URDU

میں بنوں تیری قدیر پیا

رافعہ شیخ

آج سمر ویکیشن کے بعد سکول کا پہلا دن تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح آج بھی سکول نا جانے کے لئے رو رہی تھی۔۔۔

اور سب گھر والے اُسے مختلف لالچ دے کر سکول بھیجنے کی کوشش کر رہے تھے۔۔۔

"اُسے کوئی پیسے نہیں دینا پہلے بھی سکول میں کچھ اُلٹا کھالیا تھا اور دو دن سکول سے چھٹی کا موقع مل گیا تھا، اس کی صحت کا اندازہ تو ہے۔۔۔

سکول سے آنے کے بعد اسے ہم خود ہی کوئی اچھی چیز لا کر دے دیں گے لیکن اُسے کوئی لنچ ٹائم کے لئے فروٹ چاٹ کا ٹفن بنا دیں۔۔۔"

اسجد صاحب نے نیوز پیپر پڑھتے ہوئے مہر النساء بیگم سے کہا۔۔

وہ اکثر سکول میں کچھ الٹا سیدھا کھا لیتی تھی جس کے سبب چار دن بیماری میں گزارتی تھی۔۔

اس لئے اسجد صاحب نے سکول لنچ کے لئے پاکٹ منی دینے سے سب کو منع کر دیا تھا۔۔

"بابا مجھے سکول نہیں جانا۔۔"

روز کی طرح آج بھی اس کی فریاد عروج پر تھی۔۔۔

لیکن کسی نے کان نا دھرتے ہوئے گاڑی میں بٹھا کر اسکول پہنچایا۔۔۔

اور وہ روز کی طرح روتی ہوئی کلاس روم میں داخل ہوئی۔۔۔

سب بچوں نے اُس کا مذاق اُڑانا شروع کر دیا تھا جو بالکل بدلنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔۔

جب بچہ پہلی بار سکول جاتا ہے اکثر روتا ہے کچھ دن۔۔ لیکن پھر اس کو یقین آ جاتا ہے رونے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اسے ہر حال میں سکول جانا ہے اور کچھ عادت بھی ہو جاتی ہے تو ایڈ جسٹ کر لیتا ہے۔

لیکن یہاں قصہ کچھ مختلف تھا۔۔

کیونکہ اس کی زندگی میں جب سے سکول لائف کا دور شروع ہوا تھا وہ سالوں گزرنے کے باوجود بھی اُسے پہلا دن ہی لگتا تھا۔۔

وہ چھٹی جماعت کی طالبہ تھی لیکن روتے ہوئے وہ کوئی نرسری کی بچی لگتی تھی۔۔

جسے فرق نہیں پڑتا کوئی اس کے بارے میں کیا سوچے گا کیا بولے گا۔۔۔

NOVEL IN URDU

اسے سب سے بری جگہ سکول لگتی تھی اور سب سے زیادہ سکون گھر میں ملتا تھا۔۔

لیکن اس کے گھر والوں نے بھی اس کی پڑھائی مکمل ہونے تک اپنی کمر کس لی تھی اگر اس کی سنتے تو اس نے نرسری میں ہی تعلیم کو خیر باد کہہ کر گھر میں بیٹھ جانا تھا۔۔۔

وہ رو ہی رہی تھی کہ اس کے برابر میں اس کا ہم عمر بچہ آکر بیٹھا، وہ نیو آنے والا بچہ تھا جو کہیں سے ٹرانسفر کروا کر یہاں آیا تھا آج اُس کا اِس سکول میں فرسٹ ڈے تھا اس لیے یہ کلاس اِس کے لیے انجان تھی۔۔

تمام کلاس میں اس بچے کے داخل ہوتے ہی چہ مگوئیاں شروع ہوگئی تھی جو آتے ہی اس روتی ہوئی لڑکی کے پاس والی سیٹ پر جا بیٹھا تھا۔۔

اس کی ظاہری پرسنالٹی بہت پُر کشش تھی۔۔

وہ کلاس میں سب سے الگ اور نمایاں لگ رہا تھا۔۔۔

اس کے سلیقے سے بنے بال اور ڈریسنگ کو دیکھ کر اندازہ ہو رہا تھا وہ بہت سٹائلش اور رکھ رکھاؤ والا ہے۔۔

" یہ میری جگہ ہے یہاں سے اٹھو۔" اس کے بیٹھنے پر وہ چونک کر متوجہ ہوتی ہوئی بولی۔۔

"اس پر تمہارا نام لکھا ہوا ہے کیا۔۔؟"

اس نے اس کے مٹے مٹے آنسوؤں کے نشان دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔۔۔

"میں اپنی جگہ پر کسی کو نہیں بیٹھاتی آپ بھی اٹھو یہاں سے۔۔۔"

اس نے سوں سوں کرتے اس کی آنکھوں کو بغور دیکھ کر کہا۔۔۔

"بٹھاتی نہیں ہو یا تمہارے اتنا رونے کی وجہ سے کوئی بیٹھتا نہیں ہے۔۔۔" وہ لاپروائی سے اپنی چیزیں سیٹ کرتا ہوا بولا۔

وہ انتہا کا صاف گو انسان تھا اور اُس کی اِس بات نے یہ ثابت کر دیا تھا۔۔۔

وہ ہونہہ کر کے کلاس میں داخل ہوتی ٹیچر کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔۔

"بیٹا جی اُٹھ جائیں اور کتنا سونا ہے؟؟

کیا پورے مہینے کی نیند آج ہی لینی ہے۔۔

آپ یونی بھی نہیں جا رہے ہیں۔"

سُکینہ بیگم کو آج پہلی بار اُسے جگانے کے لئے آنا پڑا تھا۔۔۔

ورنہ وہ فجر کے ٹائم جو اُٹھتا تھا رات گئے تک جا کر سوتا تھا۔۔۔

اُس کی نیند بہت تھوڑی تھی جس کے سبب وہ چند گھنٹے سو کر ہی فریش ہو جاتا تھا۔۔

"مام بس یہ دیکھیں میں اُٹھ گیا۔۔ آپ کا شیر بیٹا جاگ رہا تھا۔۔"

اس نے اٹھ کر بھرپور انگڑائی لیتے ہوئے کہا۔۔۔

"حمزہ میر آپ سے ہم نے کہا تھا یہ بزنس کو سیریئس نا لیں فی الحال اپنی ڈگری کمپلیٹ کریں۔۔۔

جب ڈگری کمپلیٹ ہو گی تو بزنس وغیرہ بھی دیکھ لیں خود کو ابھی سے اتنا بزی کیوں کر لیا ہے۔۔"

سُکینہ بیگم نے آج ایک بار پھر روبوٹ بن چکے اپنے بیٹے کو سمجھانے کی ناکام کوشش کی۔۔۔۔

لیکن انہیں معلوم تھا کرنی تو اس نے اپنی مرضی ہی ہے۔۔۔

جو دل میں آتا تھا وہی کرتا تھا۔۔

اگلا بندہ منع کر کے تھک جاتا تھا۔۔۔

"مام میں بزنس اور پڑھائی دونوں کو ہینڈل کرنے کے قابل ہوں میں تو اس کے علاوہ اور بھی دو چار کام

آسانی سے کر سکتا ہوں۔۔ ایم او۔کے۔۔ کوئی برڈن نہیں مجھ پر۔۔۔

اور مام آپ مجھے بس حمزہ کہا کریں پلیز، حمزہ میر نہیں کہا کریں۔۔"

اس نے ان کی گود میں سر رکھتے ہوئے کہا تو وہ اُسے گھورنے لگیں آخر اسے اپنے ہی نام کے دوسرے حصہ

سے کیا مسئلہ تھا۔

جب بھی کوئی اس کے نام کے ساتھ میر استعمال کرتا تھا اس کا دل کرتا اپنے نام سے میر ہٹا دے۔۔۔

"چلیں فریش ہو کر نیچے آئیں آپ کے ڈیڈ بھی پریشان ہیں آج آپ اتنا لمبا کیسے سو گئے۔۔"

سُکینہ بیگم نے اس کی بات پر نفی میں سر ہلایا اور اس کے بال سنوارتے ہوئے نرمی سے بولیں۔۔۔

وہ منہ کے زاویے بگاڑتا ہوا فریش ہونے چلا گیا۔۔

اس کا روم اس کے ہونے یا نا ہونے پر بھی صاف ستھرا رہتا تھا۔۔۔

وہ اتنا نفاست پسند تھا کہ پرانے دور کی خاتون کو بھی مات دے جایا کرتا تھا۔ چیز جہاں سے اٹھاتا استعمال کر کے اسی جگہ ویسے ہی سیٹ کر کے رکھتا جس سے روم بہترین حالت میں رہتا تھا۔

بچپن سے اب تک اس نے کسی معاملے میں اپنے ماں باپ کو تنگ نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ اپنی ذات میں گُم رہنے والا انسان تھا۔۔

جس کا ایک ہی شوق تھا، اپنے آپ کو پرفیکٹ رکھنا اور بس۔۔۔۔

اُسے کسی دوسرے سے کوئی سروکار ہی نہیں تھا۔۔

سب کا ماننا تھا وہ خوبصورت اور انٹیلیجنٹ ہے اس لئے مغرور ہے لیکن ایسا نہیں تھا۔۔

وہ بہت زیادہ ریزروڈ رہتا تھا اور سامنے والے کو بھی ایک فاصلہ پر رکھتا تھا۔۔۔

اسے اس معاملہ میں بھی لوگوں کی رائے سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔

زندگی میں صرف ایک ہی دوست بنایا تھا اور اس کے جانے کے بعد کبھی دوست کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔۔۔

وہ فریش ہو کر نیچے پہنچا تو اس کے ڈیڈ یعنی وجاہت صاحب سربراہی کرسی پر براجمان تھے اُسے دیکھ کر مسکرائے اور ناشتہ اسٹارٹ کیا۔۔۔

اس کے بنا تو اس کے مام ڈیڈ کے حلق سے ناشتے اور ڈنر کا ایک نوالہ نہیں اترتا تھا۔۔

اور وہ اپنے بنائے گئے وقت کا بہت پابند تھا۔۔۔

جو ٹائم وہ خود کو کام کے لئے دیتا تھا اسی ٹائم پر وہ کام مکمل کر کے خود کو آزاد محسوس کرتا تھا۔۔۔

اپنی ذہانت کے سبب آج اپنی پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنے ڈیڈ کا بزنس بھی سنبھال رہا تھا۔

اس کے ماں باپ اس پر جتنا فخر کرتے کم تھا۔

وہ جس میدان کا حصہ بنتا تھا پہلی پوزیشن کے ساتھ لوٹتا تھا۔۔

آج تک وہ کسی میدان میں نہیں ہارا تھا سوائے ایک میدان کے۔۔۔

وہ ایم بی اے کے لاسٹ ایئر میں تھا اور وہ اسٹوڈینٹ از ٹرینی کے طور پر اپنے ڈیڈ کی کمپنی میں جاب کرنے لگا لیکن صرف چند منتھس میں ہی اُس نے کمپنی پر ہولڈ حاصل کر لیا تھا۔۔۔

اپنے ڈیڈ کے ساتھ باقاعدہ ہر معاملے کو دیکھ بھی رہا تھا۔۔۔

ہفتے میں صرف دو چکر کمپنی کے ورکرز کو اِدھر سے اُدھر دوڑانے کے لئے کافی ہوتے تھے۔۔

وہ دو دن صرف چند گھنٹے یونی سے آکر کمپنی جاتا تھا اور یہ چند گھنٹے ہر ورکر کا امتحان ہوتے تھے۔۔

کمپنی کے ورکرز کی دعا تھی وہ اِن کا باس ہرگز بھی نا بنے۔۔۔

"حمزہ آج یونی کیوں نہیں گئے۔۔"

وجاہت صاحب نے کافی کا سِپ لیتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"ڈیڈ سمسٹر بریک ہے، اسائنمنٹ ریڈی کرنے کے لیے کچھ پوائنٹس کلئیر کرنے تھے آج اور وہ خود میں آل ریڈی کر چکا ہوں۔۔

آج یونی جانا بیکار تھا وقت ہی ضائع ہوتا میرا۔۔۔۔"

وہ کچھ بے زار سا دکھائی دے رہا تھا۔۔۔

"اچھا چلیں چھوڑیں اس بات کو وقاص چوہان کی بیٹی نور آپ کو پسند کرتی ہیں اگر آپ کی اجازت ہو تو میں منگنی وغیرہ طے کر لیتے ہیں۔۔"

انہوں نے مکمل بات بتا کر رائے مانگی وقاص چوہان ان کے بزنس پارٹنر تھے اور ان کا وجاہت میر کے گھر آنا جانا لگا رہتا تھا اور وہ کیا حمزہ سے ملنے والی ہر دوسری لڑکی کی خواہش ہوتی تھی کہ ایٹ لیسٹ حمزہ ان سے دوستی ہی کر لے۔۔۔

NOVEL IN URDU

لیکن وہ دوستی تو کیا دیکھنا بھی گوارہ نہیں کرتا تھا اور پھر وہ لڑکیوں میں اکھڑ مزاج, کھڑوس اور مغرور کے نام سے مشہور ہو چکا تھا۔۔۔

ہر دوسری لڑکی یونی میں بیٹ لگاتی تھی کہ ان میں اپنی اداؤں سے حمزہ میر کو قابو کرنے کا ہنر ہے لیکن وہ ان کے لڑکی ہونے کو بھی پسِ پشت ڈال کر اچھی خاصی انسلٹ کر جاتا تھا اور یوں آج تک کوئی لڑکی اسے اپنی طرف مائل اور دوستی کرنے کا ٹاسک پورا نہیں کر پائی تھی۔۔

"ڈیڈ ہر دوسری لڑکی کا آپ کے بیٹے پر کرش ہے کیا سب کو اپنی بہو بنائیں گے۔۔"

وہ بے نیازی سے ناشتے سے انصاف کرتے ہوئے گویا ہوا۔۔۔

"ہاہاہاہاہاہا!!!!" وجاہت صاحب کا اس کی بات پر بھرپور قہقہہ گونجا۔۔۔

"تو آپ کسی ماڈل کی طرح اتنا مین ٹین اور سٹائلش رہیں گے تو لڑکیوں کی نظروں میں بھی آئیں گے۔۔۔ آپ بچپن سے ہی انٹیلیجنٹ ہونے کے ساتھ ساتھ خوبصورت بھی ہیں ہم خود پریشان ہو جاتے تھے جب ہم سے ہمارے دوست اپنی بچیوں کی نسبت آپ سے طے کرنے کی ضد کرتے تھے اور ہمیں منع کرتے ہوئے شرمندگی ہوتی تھی۔۔"

انہوں نے بچپن میں بھی لوگوں کو اس کی پرسنالٹی سے متاثر ہو کر رشتہ مانگتے ہوئے دیکھا تھا۔۔

اور وہ ہنس کر ٹال جاتے تھے۔۔۔

ان کا بیٹا ہمیشہ اپنے لُکس اور ڈریسنگ کی وجہ سے یونیک لگتا تھا، کچھ چہرے کی دلکشی خداداد تھی کچھ وہ خود
کو سنوار کر بھی رکھتا تھا۔۔۔

"بچپن سے ہاں کرتے رہتے تو آپ لوگوں کی ابھی چار کی جگہ چار سو بہوئیں ہوتی۔۔

اور سب ایک دوسرے کو قتل بھی کر چکی ہوتی۔۔۔

شکر آپ کا بیٹا جیل جانے سے بچ گیا۔۔"

اس نے بے حد سیریس انداز سے مذاقاً کہا تو سُکینہ بیگم اور وجاہت صاحب ہنسنے لگے۔۔

"تو آپ کی طرف سے انکار ہے؟"

سُکینہ بیگم نے دوٹوک انداز میں پوچھا۔۔۔

"جی بالکل انکار ہے۔۔۔ لڑکی میں خود پسند کروں گا۔۔۔ تب تک کے لئے آپ کی ساری نا ہونے والی
بہوؤں کو میری طرف سے انکار۔۔ انکار انکار۔۔"

وہ مسکرا کر ہلکے پھلکے لہجے میں دفعہ انکار کہتا کرسی کھسکا کر اٹھا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔۔۔

پیچھے دونوں میاں بیوی ہنستے ہوئے اس کی باتیں دہرا رہے تھے۔۔۔

NOVELINURDU

"حمزہ میر تمہاری آنکھیں اتنی ریڈ کیوں رہتی ہیں۔۔"

آج اس بچی نے اس کے بیٹھنے پر پوچھا۔۔

وہ جب سے کلاس میں آیا تھا وہ اس کی آنکھیں ہی غور سے دیکھتی تھی۔۔۔

پوری کلاس میں سب سے رِچ اور کلاس کا ٹاپر وہی تھا۔۔

اُس سے سب نے دوستی کرنے کی کوشش کی لیکن اُسے آتے ہی کلاس کی سب سے بورنگ اور روتی بچی نے اٹریکٹ کیا تھا اسی کو وہ دوست بنا چکا تھا۔۔

وہ۔۔۔ جس کے رونے کے باعث سب اس سے دور بھاگتے تھے۔۔۔

اور وہ پڑھائی میں بھی ایوریج سٹوڈنٹ تھی۔۔۔

"پتہ نہیں کیوں ریڈ رہتی ہیں آئیز۔۔"

اس نے صاف ٹالتے ہوئے جواب دیا۔۔۔وہ جانتا تھا اس کے وضاحتی جواب کے بعد بھی کچھ دن تک پھر یہی سوال دوہرانے لگے گی۔۔

"توڈاکٹر کو دِکھاؤناں، اس طرح تمہاری پوری آنکھیں ریڈ ہو جائیں گی پھر کیا کروگے۔۔"

وہ آنکھوں میں فکر لیئے اُس سے مخاطب تھی۔۔۔

اور باقی کلاس فیلوز اس کی اتنی کلوزنیس پر جل بھن رہے تھے۔۔

جس بچی سے کلاس میں کوئی دوستی نہیں کرنا چاہتا تھا اس سے آتے ہی کلاس میں ایک رِچ اور پرکشش پرسنالٹی کے حامل لڑکے نے دوستی کرلی تھی، ہضم نا ہونے والی بات تھی۔

"دِکھالوں گا۔۔"

بس اتنا جواب دے کر وہ نوٹ بک پر جھک کر کچھ لکھنے لگا۔۔۔

وہ کبھی فارغ تو بیٹھتا نہیں تھا۔۔۔

اس کے ہاتھ پاؤں جاگتے ہوئے کمال دِکھایا کرتے تھے۔۔

اور یہ کمال سب کو حیران کرتا تھا۔۔

چھٹی جماعت کا طالب علم ساتویں آٹھویں کی میتھ سالو کردیا کرتا تھا۔۔۔

کلاس میں میتھس ٹیچر کے آجانے سے وہ اس کے مزید سوالات سے بچ گیا تھا۔

ٹیچر نے نیو ایکسرسائز کے دو تین سوالات سمجھائے تھے جن کے دوران وہ کبھی کبھی اسے بھی دیکھتا جو پوری توجہ سے ٹیچر کو دیکھ اور سن رہی تھی شروع میں وہ سمجھتا تھا وہ توجہ سے لیکچر سنتی ہے مگر اب وہ جان چکا تھا کہ دماغی طور پر وہ غیر حاضر لڑکی بظاہر غور سے ٹیچر کو دیکھتی تھی۔

ٹیچر سمجھا کر اس سے ملتے جلتے چند سوالات پوائنٹ آوٹ کرتی پریکٹس کا کہہ رہی تھی جو اسی میتھڈ اور

فارمولا سے حل ہونا تھے۔

ساری کلاس سر ہلاتی سوالات کرنے کی کوشش کرنے لگی۔وہ بھی وائٹ بورڈ کو دیکھتی اگلے سوالات کی بجائے ٹیچر کے کیے سوالات حرف با حرف اپنے رجسٹر پر اتارنے لگی۔

وہ تیزی سے سوال کرتا جارہا تھا اور جب تقریباً کر چکا تو اس کے رجسٹر پر نظر ڈالی حسبِ معمول وہ اب بس سوالات لکھتی ٹائم گزار رہی تھی۔

"اس ایکسر سائز کو پریکٹس نہیں کرو گی تو اس کے ٹیسٹ میں پھر سے فیل ہو جاؤ گی، کوئسچنز سمجھ نہیں آئے ؟"

اس نے اُسے مخاطب کر کے اچانک سوال کیا۔

"نہیں مجھے میتھس نہیں پسند، ٹیسٹ میں فیل ہو گئی تو سزا ملے گی اور میں سزا کے لئے تیار ہوں لیکن میتھس مجھے سمجھ نہیں آتی۔"

وہ واقعی ہر ٹیسٹ میں سزا قبول کر لیا کرتی تھی لیکن میتھس کا ٹیسٹ نہیں کر سکتی تھی۔۔

"ہممم"

وہ کہہ کر سامنے دیکھنے لگا جہاں ٹیچر ان سب کے کر لینے کا ویٹ کر رہی تھیں۔۔

اور وہ اِدھر اُدھر دیکھ رہی تھی جیسے اسے میتھس سے کوئی غرض ہی نہیں ہو۔۔۔

کلاس ابھی بھی کوئسچن سالو کرتی کبھی کبھی ٹیچر سے ہیلپ لیتی مصروف تھی اور وہ پندرہ منٹ میں سالو کر کے اب اسے زبردستی سالو کروا رہا تھا۔۔پہلے سوچا چھوڑ دے لیکن پھر ٹیچر اُس کی دوست کو ڈانٹیں یہ حمزہ میر تو بالکل نہیں چاہتا تھا۔۔۔پھر یہ سوچ کر وہ اُسے زبردستی آنکھیں دیکھا کر میتھ سولو کروانے لگا

جسے میتھس سے کوئی غرض ہی نہیں تھی۔۔۔

اسے تو اسکول سے بھی کوئی غرض نہیں تھی۔۔۔

اور وہ اس کے رعب ڈال کر سوالات کروانے پر پہلے ناراض پھر خوش ہوتی ہوئی اس کے کیے سوالات دیکھ دیکھ کر چھاپنے لگی۔۔۔۔

اور اس زندگی میں پہلی بار اس نے کلاس ورک میں خود سے سوالات کیے تھے اور بالکل ٹھیک کیے تھے۔

ٹیچر بھی چیک کرتے ہوئے حیرت سے اُسے دیکھنے لگی اور پھر مسکرادیں انہیں لگا وہ اب محنت کرنے لگی ہے۔۔۔۔

وہ چیٹنگ سے ہی سہی لیکن ڈانٹ اور اس بار کے ٹیسٹ میں سزا سے بچ چکی تھی۔۔۔

جو کہ اس کے لئے خوش آئند تھا۔۔

گھر جا کر اپنی بڑی بہن کو اپنے کلاس میٹ کے بارے میں حرف با حرف بتاتی چلی گئی۔۔۔

اور وہ حیرت سے اسے سنے گئی۔۔۔

"سنا ہے آج باس کے بیٹے نہیں آئیں گے۔"

آج حمزہ میر کا آفس آنے کا دن تھا۔۔

آفس کو ورکرز نے بڑی نفاست سے سیٹ کر دیا تھا۔۔

اور اب ایک دوسرے سے گفتگو میں مصروف تھے۔۔

"میں تو سوچتا ہوں جب وہ ہمارے باس بن گئے تو کیا ہو گا۔۔۔"

ایک ورکر نے بڑی پریشانی سے اپنے ماتھے پر آئے پسینے کو پونچھ کر کہا۔۔

"جیسے ہم دو دن سانسیں روک کر گزارتے ہیں ویسے ہی پورا ہفتہ گزاریں گے۔۔۔"

سب کو اس کے آنے سے پریشانی ہوتی تھی وجہ اس کا حد سے زیادہ سنجیدہ اور سخت رویہ تھا جو وہ یہاں سب سے رکھتا تھا۔۔۔

"ویسے آج وہ کیوں نہیں آئیں گے کیا تمہیں باس نے بتایا ہے۔؟"

تیسرا ورکر جو تھوڑا فاصلے پر کھڑا سب سن رہا تھا اس نے حیرت سے آ کر پوچھا۔۔

"وہ آج اپنے بابا کے ساتھ میٹنگ کے لئے دبئی جارہے ہیں مجھے تو یہی اطلاع موصول ہوئی ہے۔۔"

جو ورکر سب سے پہلے آیا تھا اُس نے بتایا۔۔

چلو اچھا ہے بس وہ ایک دوماہ کے لئے غائب ہو جائیں۔۔"

اس نے دل میں دعا کرتے ہوئے کہا۔۔

"کون ایک دو منتھس کے لئے غائب ہو جائے۔۔"

حمزہ میر نے داخل ہوتے تین ورکرز کو ساتھ جمع دیکھ کر وہیں قدم بڑھا دیئے اور اس کے قدموں کی آواز تو ساتھ چلتے بندے کو بھی سنائی نہیں دیتی پھر وہ تو اس سے کافی فاصلے پر کھڑے محو گفتگو تھے۔۔۔

سارے ورکرز اس کے آتے ہی کھڑے ہو گئے اور وہ تینوں سب سے بے بہرہ ہو کر اپنی باتوں مطلب اس کی برائی میں مصروف تھے۔۔۔

"وہ ہمارے کھڑوس بوس حمزہ۔۔۔

ایک تو وہ اپنا پورا نام بھی نہیں لینے دیتے ہیں۔۔"

حمزہ کے پوچھنے پر دو نے مُڑ کر دیکھا اور دیکھتے ہی گلے میں کانٹے چبھنے لگے جب کہ ایک ورکر نے بے نیازی سے بنا دیکھے جواب دیا۔۔۔

اُن دو نے تھوک نگلتے ہوئے اس کا رُخ حمزہ کی جانب کیا۔۔۔

NOVEL IN URDU

اور اس کو دیکھتے ہی اسے سمجھ نا آئے کیا اور کیسے ری ایکٹ کرے اس لئے کھسیانی ہنسی ہنس کر اپنے ساتھ موجود اُن دو کو گھورا جو اس کے بولنے سے پہلے بھی بتا سکتے تھے۔۔۔

"مجھے کسی نے حمزہ میر کہا تو اس کا اِس آفس میں آخری دن ہو گا۔۔۔ میں سب کے لئے صرف اور صرف حمزہ ہوں۔۔ گاٹ اِٹ؟؟"

اس نے با آواز بلند تمام ورکرز کو مخاطب کرتے ہوئے وارن کیا۔۔

سب نے سمجھ کر ہاں میں سر ہلایا۔۔

"اور مجھ سے اتنا ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے میں آپ لوگوں کی طرح انسان ہی ہوں بس مجھے وقت پر کام نا کرنے والے لوگوں سے سخت قسم کی چڑ ہے۔۔۔

آپ لوگ اپنا بیسٹ دیں گے تو میں بھی بلاوجہ کسی کو کچھ نہیں کہوں گا۔۔۔

اور آپ لوگوں نے سہی سنا ہے میں دو دن کے لئے دبئی جا رہا ہوں تھوڑی پریکٹس فارنرز کے ساتھ بھی ہو جائے۔۔۔

لیکن ڈیڈ یہیں ہوں گے صرف میں اور مسٹر وقاص چوہان جا رہے ہیں۔۔۔

آئی ہوپ آپ لوگ میرے نا ہوتے ہوئے میری کمی محسوس کریں گے۔۔"

ساری بات سنجیدگی سے کرتے ہوئے آخری جملے پر وہ پراسرار سا مسکرا دیا۔۔

سارے ورکرز بھی دبا دبا سا ہنستے بظاہر زور و شور سے اس کی بات سے اتفاق کرنے لگے۔۔

وہ کہہ کر تھوڑا بہت کام اور فائلز لے کر کمپنی سے نکل کر گھر پہنچا تو وہاں جا کر معلوم ہوا سُکینہ بیگم نے اس کی پیکنگ پہلے سے ہی کر دی تھی اس کا سفری بیگ تیار تھا۔۔

”میں کر لیتا ناں مام۔۔ آپ نے کیوں تکلیف اٹھائی“

وہ خفا ہو کر انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

"آپ کے ڈیڈ بھی کمال کرتے ہیں جس دن جانا ہے اُس دن آپ کو بتا رہے ہیں کہ آپ کو آج رات کی فلائٹ سے دبئی جانا ہے۔۔"

وہ اپنے ہزبینڈ کے عین ٹائم پر بتانے سے اچھا خاصا بدمزہ ہوئی تھیں۔۔

"کوئی بات نہیں مام اگر وہ ایک ہفتے پہلے بھی بتاتے تو مجھے جانا ہی ہوتا۔۔۔ کیا فرق پڑتا ہے انہوں نے آج ہی بتا دیا تو۔۔"

حمزہ نے ہلکا پھلکا لہجہ اختیار کرتے انہیں پُرسکون کرنا چاہا۔۔

"بیگ چیک کر لیں آپ، کہیں کچھ رہ تو نہیں گیا۔"

انہوں نے اس کا دھیان پیکڈ بیگ کی طرف کیا۔۔

جو چیزیں چھوٹ جانے پر شکوہ کرنے کے بجائے خرید لیتا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہی پیکنگ کی ہو گی مام، آپ نے کی ہے اس لئے میں بے فکر ہوں۔۔۔"

وہ کہہ کر باتھ لینے چلا گیا کچھ ہی دیر میں اُسے وقاص صاحب کے ساتھ دبئی کے لئے ایئرپورٹ کی طرف نکل جانا تھا۔۔۔

"کلاس آج سے آپ لوگوں کا اسٹوڈنٹس ویک اسٹارٹ ہو رہا ہے۔۔

جس میں آپ لوگوں کو مختلف گیمز میں پارٹسپیٹ کرنا ہے۔۔

گیمز میں جیتنے والوں کو مزے مزے کے انعامات دیئے جائیں گے۔۔۔

اور آپ لوگوں کو انجوائے کرنے کا بھرپور موقع ملے گا۔۔۔

جو اسٹوڈنٹس پارٹسپیٹ کرنا چاہتے ہیں وہ ون بائے ون آکر نام لکھواتے جائیں۔۔"

ٹیچر نے کلاس میں آتے ہی اناؤنس کیا اور آرام سے بیٹھ کر لسٹ بنانے لگیں کلاس میں سب کی ایکسائٹمنٹ اور گیمز کی سلیکشن کی وجہ سے ہلکا سا شور پیدا ہونے لگا تھا جب اچانک حمزہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

"عینا چلو اٹھو نام لکھوانا ہے۔۔"

حمزہ میر نے اُسے زبردستی اٹھاتے ہوئے کہا اور ہر جگہ اسے عینا کو تو ضرور ساتھ گھسیٹنا ہوتا تھا وہ بھی منہ بناتے ہوئے اٹھ گئی۔۔

ہوش توتب اڑے جب اُس نے اپنے ساتھ اُس کا بھی نام لکھوایا، اُس نے ہمیشہ کی طرح بہت احتجاج کیا لیکن بے سود رہا کیونکہ وہ اِس معاملہ میں بالکل بہرہ بن جاتا تھا اور صرف اپنی مرضی ہی کرتا تھا نا رائے لیتا نا ہی اجازت، بس حکم کرنے جیسا اطلاع دے دیتا تھا اس مرتبہ بھی وہ میم کو نام لکھوا چکا تھا چند لمحے تو وہ ہونق زدہ اس کا منہ دیکھتی رہ گئی تھی۔

اُس کی تو وہ ویسے بھی بہت کم ہی سنتا تھا۔۔

اور آج بھی اس کے رونے دھونے کو کسی خاطر میں نہیں لایا گیا۔۔

ریسنگ میں نام لکھوا کر پُر سکون سا ہو گیا اور اُس معصوم کی جان خطرے میں ڈال گیا۔۔۔

گیمز نیکسٹ ویک سے شروع ہونے تھے اور اُس کے لیے ڈریسنگ کی کوئی پابندی نہیں تھی چاہے یونیفارم ہو یا گھر کی عام ڈریسنگ۔۔۔

پورا ہفتہ سٹوڈنٹس نے گیمز کو ڈسکس کرتے اور اپنے طور تیاری کرتے گزارا تھا اور ایک واحد عینا تھی جس نے پورا ہفتہ رونا دھونا مچاتے حمزہ میر کا دماغ کھایا تھا کہ اس نے گیم میں اس کا ہی نام کیوں لکھوایا؟ کلاس میں اور بھی بہت لوگ تھے کسی اور کا لکھوا لیتا مگر حمزہ میر کے لیے اس کی ہر کام میں پرفیکٹ پارٹنر وہی تھی جو کسی کام میں کبھی پرفیکٹ نہیں رہی تھی۔

ہفتہ گزر گیا اور وہ دن آن پہنچا جس کے لیے سب تیاریاں کر رہے تھے۔

اس دن سب گیمز کو لے کر ایکسائیٹڈ تھے۔۔

جبکہ آج بھی وہ روتے ہوئے سکول آئی تھی آج کا صدمہ پڑھائی نہیں گیم تھی جس میں اس کی مرضی اور دلچسپی زیرو پرسنٹ تھی مگر حمزہ کی مہربانی سے شامل ہونا پڑ رہا تھا۔۔

وہ آج اپنے چاچو کے ساتھ سکول آیا تھا اور ہمیشہ کی طرح مہنگا لباس پہنے نک سک سے تیار تھا۔ چونکہ گرمیاں عروج پر تھیں اس کی آنکھوں کی سرخی بڑھ چکی تھی جسے خاص طور پر عینا سے چھپانے کے لیے اس نے سیاہ گلاسز لگائے ہوئے تھے۔

"کیا یہ گلاسز سکول میں بھی پہن کر رکھو گے۔۔؟؟"

حمزہ کے چاچو نے اُس کو بنا گلاسز اتارے کار سے اُترتے دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔۔

اِسی وقت وہ بھی گاڑی سے اُتر کر سکول کے گیٹ سے داخل ہو رہی تھی اُسے دیکھ کر رُک گئی۔۔

"وہ لڑکی دیکھ رہے ہیں جو وائٹ فروک میں کھڑی ہے" حمزہ نے دور سے اس کی طرف دیکھتے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"وہ بہت تنگ کرتی ہے اِس لئے یہ سَن گلاسز لگا کر رکھوں گا۔۔"

اس نے چِڑ کر اُس کی جانب دیکھتے ہوئے اپنے چاچو کو گلاسز پہننے کی وجہ بتائی، وہ نہیں چاہتا تھا وہ کم از کم آج کے دن اس کی آنکھوں کی طرف متوجہ ہو۔

وہ سمجھ کر ہنسنے لگے کہ یہ لڑکی یقیناً اُس کی ریڈ آئیز کو دیکھ کر کچھ کہتی ہو گی۔۔

وہ گاڑی سے اُتر کر اُس کی جانب بڑھ گیا۔۔

اِس نے ہی اُسے تاکید کی تھی وائٹ ڈریس ویئر کر کے آنا۔۔

کیونکہ وہ خود بھی بلیک جینز پر وائٹ شرٹ پہن کر آیا تھا۔۔

وہ اُسے ساتھ لئے سکول میں داخل ہو تا سیدھا کلاس روم کی طرف بڑھا جب کہ عینا کی منتظر نظریں اس پر جمی تھیں آخر وہ ڈارک گلاسز کب اتارنے والا تھا؟

کسی کلاس فیلو لڑکے نے اُسے کچھ بات کہنے کے لئے بلایا تو وہ "عینا یہیں رہنا میں ابھی آیا۔۔" کہہ کر چلا گیا۔۔

وہ آج اس کی بات ماننے کے بجائے اپنی کلاس فیلوز کی طرف بڑھ کر ان سے ہیلو ہائے کرنے لگی۔۔

عینا کی سلام دعا بڑھتی جارہی تھی۔

وہ لڑکوں کے پاس کھڑا اپنا ان کی سنے عینا کو بار بار گھور رہا تھا جو معصوم اس سے بے خبر آج سب سے بات کرتی خوش ہو رہی تھی۔۔

حمزہ اچانک اس کی طرف بڑھا جب ایک لڑکے نے اس کا ہاتھ پکڑ کر روکا۔ وہ لوگ گیمز کو ڈسکس کر رہے تھے حمزہ کا بات کے درمیان جانا انہیں حیران کر گیا تھا۔

"میرا ہاتھ چھوڑو مسئلہ کیا ہے تمہارے ساتھ۔۔"

حمزہ نے ہاتھ جھٹک کر چھڑواتے ہوئے اس لڑکے کو گھورا۔۔

وہ جلد از جلد عینا کے پاس جانا چاہتا تھا اور اسے یہ رکاوٹ تپا گئی تھی۔۔

"یار بات کر رہے ہیں زرا سن تو لو۔۔ ریسنگ میں دو لوگ کا پیئر بنے گا تم کس کے ساتھ بناؤ گے پیئر یہ تو بتا دو۔ اس رونی صورت ماماز گرل کے پاس بعد میں چلے جانا" حمزہ کی بے چینی سے انجان ان لڑکوں کے ٹولے نے اُسے گھیرتے ہوئے شرارت سے کہا۔۔

اور پھر اِس نے یہ بات کہنے والے لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر بری طرح مروڑ دیا لڑکے کی بے اختیار چیخ نکلی ایسا ہی کچھ حال راستہ روکنے والے مزید تین کا بھی کرنے والا تھا وہ، باقی سب اس کی ظالمانہ حرکت پر اپنی جگہ ساکت رہ گئے تھے۔۔

اور پھر کچھ دیر بعد شور پر پہنچتے ٹیچرز نے بڑی مشکل سے ان چار لڑکوں کو اس کے چنگل سے نکالا جو ان پر لاتیں گھونسے برسائے جا رہا تھا۔۔۔

ان لڑکوں نے عینا کا مذاق بنایا تھا۔۔

اور ان کا یہ مذاق ان پر بہت بھاری پڑ گیا تھا۔۔

ان لانچوں کو ہیڈ آفس لے جایا گیا۔

NOVEL IN URDU

عینا لڑکیوں کے ساتھ کھڑی حیران پریشان سی اسے دیکھے گئی۔۔جو آفس جاتے ہوئے بھی اسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔

اس کے بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔

عینا کی آنکھوں میں خوف اور پریشان سے بس کچھ دیر میں آنسو آنے والے تھے۔۔۔

ہیڈ مسٹریس نے پوری بات سن کر حمزہ کو جانے دیا جبکہ ان چاروں کو وہیں روک لیا۔۔

وہ جب واپس کلاس روم میں آیا تو اسے بدستور دوسری کلاس میٹس کے پاس کھڑے پایا تھا۔۔

"میرے ہوتے ہوئے تمہیں کسی سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے، میرے علاوہ تمہارا کوئی فرینڈ نہیں ہے۔۔"

وہ سیدھا اس کے سر پر پہنچا اس کا ہاتھ پکڑے کھینچ کر اپنے ساتھ لے آیا۔۔

اور دھمکی کے انداز میں کہا۔۔

جب سے اس سے دوستی ہوئی تھی اس نے سب سے بات کرنے پر پابندی لگا دی تھی جو عینا کو لگا سٹڈیز کی وجہ سے منع کیا ہوگا مگر آج کے فری دن میں بھی اس کی وہی پابندی عینا کو سہما گئی تھی۔۔

عینا اس کی اتنی پوزیسِو نیچر سمجھ نہیں پا رہی تھی۔۔

اسے لوگوں کی باتوں اور لوگوں کو سمجھنا نہیں آتا تھا۔۔

جو اس کے ارد گرد کے لوگ کہہ دیں وہ ٹھیک تھا اس کے لئے۔۔۔

وہ بہت معصوم سی تھی۔۔

ارد گرد کے لوگوں سے اور ان کی سوچ سے ناواقف سی۔۔

وہ اس کے غصے سے خوف زدہ ہوتی اس کی ہدایت پر اثبات میں سر ہلانے لگی۔۔۔

باقی کلاس فیلوز ایک دوسرے سے باتوں میں مشغول ہو گئے گفتگو کا موضوع حمزہ میر تھا سب کے لیے حمزہ کا یہ روپ حیران کُن تھا لیکن اسے پرواہ نہیں تھی کوئی اس کے بارے میں کیا سوچتا ہے۔

مگر عینا نے بس یہ بات سمجھ لی اسے حمزہ کے علاوہ کسی سے بات کرنے کی اجازت نہیں، کیوں؟ وہ یہ سوچنے سمجھنے سے قاصر تھی اور حمزہ سے سوال کرنے کی ہمت اس میں نا تھی۔۔

" یہ دیکھو ڈیڈ نے دبئی سے میرے لئے بھیجی ہے۔۔۔"

وہ اسے پریشان دیکھ کر اس کے سامنے بازو کرتا اسے اپنی نیو واچ دکھانے لگا۔۔

اس کی کوئی چیز پاکستانی نہیں ہوتی تھی اس کے استعمال کی ہر چیز دوبئی سے آتی تھی۔

اس کے ڈیڈ کی وہاں بزنس برانچ تھی اور وہ اس کی فرمائش پر ہر چیز وہیں سے لایا کرتے تھے۔۔۔

اور ہر نئی چیز عینا کو دکھانا حمزہ کے لیے لازم تھا جو وہ سکول لا کر عینا کو دکھاتا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

وہ بھی پوری توجہ اور اشتیاق سے اس کی ہر چیز کو دیکھتی تھی۔ جیسے اب اس کی واچ کو ہاتھ میں لیے وہ بغور معائنہ کر رہی تھی۔

بنا یہ سوچے کہ وہ پوری کلاس میں صرف اسے ہی کیوں ہر معاملے میں گھسیٹتا ہے اسے ہی کیوں اپنی ہر چیز دکھاتا ہے؟ آج کا جھگڑا کس بات پر ہوا اور کیوں؟ وہ ان سوچوں سے دور تھی اس کی سمجھ ابھی اتنی بڑی نہیں ہوئی تھی، بس اسے اتنا پتا تھا حمزہ میر اس کا دوست ہے اور ہر بات شئیر کرنا اس کے لیے فرض ہے۔

جب تک وہ حمزہ میر کی حرکتیں اور باتیں سوچنے سمجھنے کے قابل ہوئی تھی، پانی سر سے گزر چکا تھا۔۔

وہ دیر سے سونے اور اُٹھنے والی اب تک سو رہی تھی۔۔

اُسے اس کی ماما کوئی دس بار آواز لگا کر جا چکی تھیں۔۔۔

لیکن اس کی نیند پوری ہونے میں ہی نہیں آ رہی تھی۔۔

"اب اگر تم نہیں اٹھی تو یہ ٹھنڈا ٹھنڈا پانی تمہارے اوپر پھینک دوں گی پھر نہیں بولنا پہلے کیوں نہیں بتایا۔۔"

اس کی آپی اس کے سر پر کھڑی کڑے تیور لئے کہہ رہی تھی۔۔۔

اور اس کے ڈھیٹ بنے سونے پر ٹھنڈے پانی سے بھرا گلاس اس کے اوپر انڈیل دیا۔۔

اور وہ سیلاب سیلاب کا نعرہ لگاتی ہوئی اٹھی تو اس کی آپی ہنس ہنس کر دوہری ہو گئی۔۔۔

"آپی ایسے کون کرتا ہے بھلا۔۔۔

تھوڑا سا تو سونے دیتیں۔۔مجھے گیلا کر دیا۔۔۔"

وہ جو پانی سے بری طرح الرجک تھی خفگی سے بولتی اپنے کپڑے جھاڑنے لگی جو کہ گیلے ہو چکے تھے۔۔۔

"ایسا میں کرتی ہوں میری پیاری بہن۔۔۔

اگر اب کوئی اٹھانے آتا تو بہت ڈانٹ پڑتی لڑکی رات بھر جاگ کر کورین ڈرامے دیکھتی ہو اپنی صحت پر رحم کھاؤ۔۔۔

دماغ تمہارا ویسے ہی کمزور ہے اور یہ رات بھر اپنے دماغ پر اور زور دے کر رکھتی ہو بابا کو معلوم ہوا تو خود نبٹنا۔۔"

اس کی آپی نے ہمیشہ کی طرح اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ آپی کے بونے پر مسلسل ہاں میں سر ہلاتی ان کے خاموش ہوتے ہی چینج کرنے چلی گئی۔۔

"کچھ کہہ کر نہیں گئی یعنی اس کے دماغ میں کچھ چل رہا ہے۔۔

یہ لڑکی نہیں سدھرے گی۔۔"

وہ افسوس سے لیپ ٹاپ کی ڈیڈ بیٹری دیکھ کر خود سے ہی ہم کلام ہوئی۔۔۔

وہ تیار ہو کر نیچے آئی تو سب غصے سے اسے گھور رہے تھے۔۔۔

"آج آپ کو یونی میں ایڈمیشن کے لئے جانا تھا اور آپ سوتی رہی۔۔"

اسجد صاحب نے گھورتے ہوئے کہا۔۔۔

"مجھے نہیں پڑھنا۔۔"

اس نے دوٹوک لہجے میں کہا کہ شاید اس بار خواہش کا احترام کیا جائے لیکن نہیں یہ تو اس کی بہت بڑی غلط فہمی تھی۔۔۔

"آپ نے پہلے ہی اپنے چار سال ضائع کر دیئے ہیں لیکن آپ نے یہی کہنا ہے آپ نے نہیں پڑھنا اللہ اللہ کر کے تو آپ نے انٹر کیا ہے۔۔۔

لیکن ہم میں سے کوئی تب تک سکون سے نہیں بیٹھے گا جب تک آپ گریجویشن یا اگر چاہیں تو ماسٹرز نہیں کر لیتیں۔۔۔"

اسجد صاحب سمیت سب کی خواہش تھی اس کے پاس بھی ڈگری ہو۔۔

سارے بہن بھائی اعلیٰ تعلیم حاصل کر چکے تھے اور اس نے اپنی بیماری کے سبب چار سال ضائع کر دیئے تھے۔۔۔

"میں پھر بھی نہیں پڑھوں گی۔"

بچپن کی طرح وہ اب بھی رونے بیٹھ گئی تھی۔۔۔

"کچھ بھی کرلیں شونا آپ کو یونی میں ایڈمیشن لیناہی ہو گا۔۔"

بڑے بھائی خرم نے بھی اس کے رونے کو خاطر میں نالاتے ہوئے کہا۔۔۔

وہ تین بھائی بہن تھے۔

سب سے بڑے خرم جو انگلینڈ سے تعلیم حاصل کر کے اپنا بزنس رن کر رہے تھے ان سے چھوٹی عمیمہ تھی جو ماسٹر ز کر کے اب فارغ تھی اور سب سے چھوٹی پڑھائی چور عنادل تھی۔۔ جس نے انٹر تک کی تعلیم ان سب کے پریشر میں آکر کمپلیٹ کی تھی۔۔

پھر کافی بیمار ہو جانے پر اس کی تعلیم کو بریک لگا۔۔

اس کا دماغ ویک ہو چکا تھا۔۔

اسے پرانی باتیں بھول چکی تھی۔۔

بس دھندلا دھندلا کچھ یاد آجاتا تو اپنی بہن سے پوچھنے پر اسے پوری اسٹوری معلوم ہوتی کیونکہ وہ ہر بات اپنی بہن کے کانوں میں انڈیلتی رہتی تھی جس کے سبب وہ اپنی لوسٹ میموری تھوڑی بہت یاد رکھ پائی تھی۔۔۔

وہ بھائی کی شکل بڑی بیچارگی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔

لیکن وہ ہنس کر نو کہہ رہے تھے۔۔۔

جیسے کہتے ہوں کچھ بھی کر لو پڑھنا تو پڑے گا۔۔

آج کا دن وہ سو کر گزار چکی تھی لہذا اب یونی جانا ممکن ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

اور ایک دن بھی پڑھائی سے جان چھوٹ جائے اس کے لیے کسی نعمت سے کم نا ہوتا تھا۔

"حمزہ میر یہ آنکھیں کب تک ریڈ رہیں گی۔۔؟؟ کیا تم نے ڈاکٹر کو دکھایا تھا۔۔؟؟ ان کی سرخی بڑھ گئی ہے۔۔"

اس نے گلاسز ہٹا کر حماقت کر دی تھی وہ پھر سے آنکھوں کا قصہ کھول بیٹھی تھی۔

وہ اسی کی وجہ سے بناسَن کے سن گلاسز لگائے رکھتا تھا۔

اور وہ اس کی آنکھوں پر نظر پڑتے ہی فکر مندی سے سوال پر سوال کیئے گئی۔۔۔

"یہ بس ایسی ہی ہیں، خود ٹھیک ہو جائیں گی۔۔"

وہ لاپرواہی سے بول کر دوبارہ آنکھوں پر گلاسز چڑھا گیا۔۔

ورنہ وہ جب تک اس کی آنکھیں دیکھتی اپنا سوال کا نا ختم ہونے والا سلسلہ جاری کیے رکھتی۔۔۔

آج کلاس میں گیمز ہونے والے تھے پچھلی کلاس میں صرف انٹرو اور گیمز سے ریلیٹڈ انفو دی گئی تھی۔۔۔

"فسٹ گیم ریسنگ ہے اور جو پئیر سب سے پہلے پہنچا وہ ونر۔۔۔"

تقریباً بارہ کے قریب اسٹوڈینٹس ریس والی لائن میں کھڑے ہو گئے جہاں سے ریس اسٹارٹ ہونی تھی۔۔۔

ریس دو دو پئیرز کی تھی پئیرز کا ایک ساتھ وننگ پوائنٹ تک پہنچنا ضروری تھا، ان میں وہ دونوں بھی شامل تھے۔ ہمیشہ کی طرح حمزہ نے اپنا پئیر عینا کے ہی ساتھ بنایا تھا۔ حمزہ اسے بار بار اسپیڈ سے دوڑنے کی ہدایت کر رہا تھا جسے وہ بنا کوئی دلچسپی لئے سن رہی تھی۔۔

اسے اس گیم میں اسی نے زبردستی گھسیٹا تھا ورنہ وہ صرف دیکھتی ہی تھی۔۔۔

وہ گیم سٹارٹ ہونے سے پہلے تک اسے آمادہ کرنے کی کوشش کرتی رہی تھی کہ اس کا نام نکلوا دیں لیکن وہ نہیں مانا تھا اسے خوف تھا عینا کے ساتھ شاید وہ ہار جائے لیکن اپنا پئیر اسے اور کسی کے ساتھ منظور نا تھا۔۔

ریس شروع ہونے پر حمزہ بہت تیزی سے دوڑتا ہوا سب سے آگے نکل رہا تھا اور اس نے اس کا ہاتھ بھی پکڑ رکھا تھا۔۔۔

وہ درمیان میں کئی دفعہ گرتے گرتے بچی تھی مگر اسے لائن پار کرنے کی جلدی تھی اس کے گرنے کو نظر انداز کرتا اسے دوبارہ اٹھاتا وہ مزید تیزی سے دوڑنے لگتا۔۔۔

اس نے اس کا ہاتھ فنشنگ لائن کراس ہونے تک نہیں چھوڑا تھا۔۔۔

اور وہ عینا کی بدولت شاید لائف میں پہلی بار فسٹ کی بجائے سیکنڈ پوزیشن لے گیا تھا مگر وہ خوش تھا۔۔

جبکہ عینا کو جیتنے کی خوشی سے زیادہ اپنے ہاتھوں پیروں پر آئی خراشوں کا دکھ تھا۔۔

"آج تم جیتی ہو عینا۔۔ ہم سیکنڈ آئے ہیں" حمزہ اسے خوش نا دیکھ کر حیرت سے بتا رہا تھا۔

"اور مجھے چوٹیں بھی لگی ہیں۔۔ میں زخمی ہوئی ہوں" عینا نے اس کے سامنے ہاتھ کی ہتھیلیاں پھیلا کر دکھاتے ہوئے تاسف سے کہا۔

"آج تم میرے گھر چلو گی۔۔؟ تمہیں سب سے ملوانا چاہتا ہوں، آخر کو وہ تمہارا گھر ہے آئی مین کبھی تو جانا ہی ہے۔۔"

اس کی ناراضگی سے بے نیاز وہ فرمائش کر رہا تھا۔ اسے آج پھر شدت سے خواہش ہوئی تھی عینا کو اپنے گھر لے جانے کی۔

وہ اپنی چوٹوں کو دیکھتی خفا سی نظر اس پر ڈالتی رخ پھیر گئی۔۔۔

جو آج سیکنڈ پوزیشن لے کر بھی پُر سکون تھا۔۔

"کسی کے گھر جانا اچھی بات نہیں ہوتی اپنے گھر والوں سے پرمیشن لینی پڑتی ہے۔۔"

وہ غصے سے بولی تو اس نے بھی آگے کوئی ضد نہیں کی، یہ بس اس کی ایک چھوٹی سی خواہش تھی کہ عینا اس کے گھر جائے اور اس خواہش کا اظہار وہ اکثر کرتے ہوئے اسے آفر کرتا اور ہر بار وہ انکار کر دیتی تھی جس پر بنا بُرا منائے یا ضد کیے وہ خاموش ہو جاتا تھا۔

اب بھی یک ٹِک وہ اسے اپنی چوٹوں کا معائنہ کرتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

جسے جتنے کی کوئی خوشی ہی نہیں تھی۔۔۔

حمزہ اور وقاص چوہان دبئی پہنچ چکے تھے۔۔وقاص چوہان کی بیٹی بھی ان کے ہمراہ تھی۔۔

چونکہ ان کی بزنس برانچ دبئی میں تھی اس لئے دبئی کے زیادہ کمپنی ایشوز کو ایم۔ڈی مسٹر چوہان ہی ڈیل کرتے تھے۔

حمزہ یہاں کے معاملات کافی حد تک سمجھ لینے کے بعد اب دوبئی برانچ کا بھی جائزہ لینا چاہ رہا تھا۔

ایئرپورٹ پر حمزہ، نور چوہان کو دیکھ کر بدمزہ ہو گیا تھا۔۔۔

مسٹر چوہان نے اپنی بیٹی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر چھا جانے والی بیزاری کو بغور دیکھا تھا۔۔

"یہ بس ٹور کے لئے جا رہی ہے، ہمارے بزنس معاملات سے دور رہے گی۔۔"

انہوں نے اپنی بیٹی کے پُر جوش چہرے کو دیکھ کر نظریں چراتے ہوئے حمزہ کو وضاحت دی۔ جبکہ نور کا چہرہ حمزہ کو دیکھ کر کھِل اٹھا تھا۔۔

وہ صرف کندھا اُچکاتا اثبات میں سر ہلا گیا، جیسے اسے فرق ہی نہیں پڑتا وہ موجود ہو یا نا ہو۔۔

وہ بظاہر لاپرواہی ظاہر کر گیا مگر اسے نور چوہان کا یوں ان کے ساتھ آنا نامناسب لگا تھا۔

وہ ایئرپورٹ سے سیدھا ہوٹل چلے گئے جہاں تینوں کے رومز الگ تھے۔۔

دوسرے دن ان کی یہاں تین میٹنگز ہونی تھیں جن میں پہلے میٹنگ اس کی برانچ ٹیم کے ساتھ تھی۔

حمزہ میر یہاں پہلی دفعہ باقاعدہ کسی بزنس میٹنگ میں حصہ لے رہا تھا، ورنہ جب تک اس کے ڈیڈ دبئی رہے تھے وہ بس آؤٹنگ کے لیے آتا جاتا رہا تھا۔۔۔

ان تینوں نے رات کا کھانا ہوٹل میں ساتھ کھایا تھا یہی سب تو نور چاہتی تھی ساتھ رہنا اور ساتھ کھانا پینا، اور اسی بات کا اندازہ ہونے پر حمزہ کے تاثرات ناگوار رہے تھے۔۔

دو دن ان لوگوں کے میٹنگز میں گزارنا تھے اس کے بعد ایک دن فری تھا، چوتھے دن شام میں ان کی واپسی کی فلائٹ تھی۔۔

اس دوران فری وقت میں اس کا ارادہ تھوڑا آؤٹنگ کرنے کا تھا۔۔

وہ دبئی کافی عرصے بعد آیا تھا۔۔۔

اس لئے اس بار کچھ ٹائم یہاں سپینڈ کرنے کا ارادہ تھا اور یہ کچھ ٹائم ایک روز کا ہی تھا۔۔

شاپنگ کرنا چاہتا تھا، کچھ چیزیں اپنی مام ڈیڈ کے لئے بھی لینی تھی۔۔۔

وہ جب بھی کہیں جاتا تو ان کے لئے قیمتی تحفے ضرور لاتا۔۔

کھانے کے بعد کافی منگوائی گئی تو وہ اپنی کافی روم سروس سے منگوانے کا ارادہ کرتا وقاص صاحب سے ایکسکیوز کرتا ہوا اپنے روم میں چلا آیا۔۔

نور کی نظروں کے مسلسل تعاقب پر اس نے بمشکل ضبط کیا تھا۔

اس نے ایک بار بھی اس کی جانب پورے ڈنر ٹائم میں نہیں دیکھا تھا لیکن وہ مسلسل اپنی نظریں اس پر جمائے بیٹھی تھی۔۔۔

وہ اسی وجہ سے کم ہی کسی محفل میں جاتا تھا اسے اپنی اٹریکٹو پرسنالٹی کا اندازہ تھا، لڑکیاں اسے آس بھری نظروں سے دیکھتی تھیں اور اسے لڑکیوں کی اس فکشن سے چڑ تھی۔۔

اس کا خیال تھا کہ شاید اپنی زات میں گم رہنے والے لڑکے، لڑکیوں کو اٹریکٹ کرتے ہیں یا پھر کم گو ریزرو رہنے والے۔۔۔

یا پھر لڑکیاں اس کی دولت اور زہانت کی وجہ سے اسے پسند کرتی تھی مگر سچ تو یہ تھا لڑکیوں کی پسندیدگی میں زیادہ ہاتھ اس کی دلکشی اور سنجیدہ مغرور طبیعت کا تھا جو لڑکیوں کو اس کی طرف مائل کرتا تھا۔

وہ اب لڑکیوں کی مسلسل توجہ سے پریشان ہو چکا تھا۔۔

اب اپنے آپ کو باہر کی دنیا سے مخفی بھی نہیں رکھا جا سکتا تھا۔۔۔

ایسا تو نہیں ہو سکتا تھا کہ وہ گھر کی چار دیواری میں بند ہو کر بیٹھ جائے۔۔۔

یونی میں بھی لڑکیوں کی انہی حرکتوں کی وجہ سے زیادہ وقت لائبریری میں گزارتا تھا۔۔

لیکچر میں آدھے پوائنٹس تو وہ خود ہی پڑھ کر کلئیر کرلیتا تھا، جانے کیوں وہ آدم بیزار ہو چکا تھا، جانے کیوں اس سے کوئی بھی برداشت نہیں ہوتا تھا؟ آخر کیوں وہ یوں الگ رہ کر ہی پر سکون ہوتا تھا؟ کیا چاہتا تھا؟

گہری سانس بھرتے سوچوں کو پرے دھکیلتے وہ سامنے کھڑکی کے پار نظر آتے چاند کو دیکھتے ہوئے کہیں کھو گیا اور ہاتھ میں تھاما کافی کا کپ ویسے کا ویسا رہ گیا اسے ایک سپ لینے کا بھی ہوش نا تھا۔

کافی چند منٹوں میں برف ہو چکی تھی۔۔

دروازے کی اچانک دستک پر وہ چونک کر خیال سے جاگا، مسلسل دستک نے اس کے سحر میں خلل ڈالا تھا۔۔

وہ کافی کے کپ کو ٹیبل پر رکھ کر دروازے پر ہوتی مسلسل دستک پر ناگواری سے دروازہ کھولنے گیا۔۔۔

سامنے نور کھڑی تھی۔۔

وہ اتنی رات میں بھی نِک سک سی تیار کھڑی تھی۔۔

اسے دیکھ کر حمزہ کے چہرے کے خدوخال تن گئے۔۔۔

"اس ٹائم یہاں آنے کا مطلب جان سکتا ہوں۔۔؟؟"

اس کے لہجے میں کافی سختی تھی۔۔

اس کے نہایت سرد لہجے پر نور کو ریڑھ کی ہڈی میں سرسراہٹ محسوس ہوئی تو ایک پل کے لیے اسے خوف محسوس ہوا تھا مگر بس ایک پل اور وہ خود کو سنبھالتی ڈھٹائی سے مسکرائی۔

وہ چاہے جتنا سخت لہجہ اختیار کرلے اس نے حمزہ کا پیچھا نہیں چھوڑنا تھا۔۔

"میں بور ہو رہی تھی۔۔ سوچا آپ کے ساتھ گپ شپ کر لیتی ہوں تو آ گئی۔۔"

نور نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔۔

اُس نے اِس کی بات پر آئی برو اچکائے۔۔

اور ہاتھ پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھا تو وہ رات کا ایک بجا رہی تھی۔۔

اس نے نور کو اتنا کب فری ہینڈ دیا تھا کہ وہ آج یہاں آ کر اس کے ساتھ اتنی رات گئے باتیں کرنے کی بات کر رہی تھی۔۔۔؟ وہ دل میں حیران ہوا تھا۔

"اس وقت میں بھرپور نیند چاہتا ہوں اور میں نے تم سے اس سے پہلے کب گپ شپ کی تھی جو آج بورنگ فیل ہونے پر میرے پاس چلی آئی۔۔

اور میں کوئی بوریت دور کرنے کا سامان نہیں ہوں۔۔۔

زیادہ بور ہو رہی ہو تو موبائل, لیپ ٹاپ اور ٹی وی کے ساتھ ساتھ مسٹر چوہان بھی اویل ایبل ہیں۔۔۔

تو پلیز اب میرے روم کا دروازہ تم تو ہر گز مت کھٹکھٹانا۔۔"

حمزہ نے بنا کوئی لحاظ رکھے بے مروتی سے جواب دیا۔ وہ تھوڑا سا ہی دروازہ کھولے کھڑا تھا۔۔

اور ہاتھ کی مدد سے دروازے کو روک رکھا تھا کہیں پورا نا کھول جائے۔۔۔

بیڈ پر کچھ اہم چیزیں پڑی ہوئی تھی اور وہ اس کی نظروں میں نہیں آنے دینا چاہتا تھا۔۔۔۔

اس نے آئی بروز غصے سے بھینچ کر بات مکمل کی اور ٹھاہ کی آواز سے دروازہ بند کر دیا۔۔۔

اس کے یوں دھاڑ سے دروازہ بند کرنے اور غصے کرنے پر وہ سہم کر دروازے سے اچھل کر دو فٹ پیچھے ہوئی پھر روتی ہوئی اپنے روم میں غائب ہو گئی۔۔۔

ادھر حمزہ بیڈ پر پڑا اپنا سامان اٹھانے لگا۔۔۔

آنکھوں میں کرچیاں چبھ رہی تھی۔۔۔

اس سامان سے اس کی یادیں وابستہ تھیں، یہ اس کا قیمتی سامان تھا۔

یہ یادیں وہ آج تک سب سے چھپاتا آیا تھا تو کیسے ممکن تھا ایک تھرڈ پرسن کی ان پر نظریں بھی پڑنے دے

دیتا۔۔

اسے نا ہی نیند آنی تھی اور نا ہی وہ سونا چاہتا تھا۔۔۔

اس کا ارادہ آج چاند کو تکتے رات گزار دینے کا تھا۔۔۔

"حمزہ میر اب میں تمہارے ساتھ کسی گیم میں بھی پارٹنر نہیں بنو گی۔۔"

وہ کل ہوئی گیم سے ملنے والی خراشوں کے غم سے ہی نہیں نکل پائی تھی۔

اس سے پہلے کہ آج پھر وہ اسے اپنے ساتھ پارٹنر بنانے کے لئے سوچتا اس سے پہلے ہی عینا نے صاف صاف انکار کر دیا۔۔۔

وہ پہلے ہونق زدہ سا دیکھتا رہا پھر ہنسنے لگا جیسے کہتا ہو کیا واقعی کر سکتی ہو ایسا؟

"وہ دیکھو ذرا اس حمزہ کو۔۔۔ کبھی کسی سے مسکرا کر بات نہیں کی اور اس روتی ماماز گرل کے ساتھ دانت نکال کر ہنستا اور باتیں کرتا ہے۔۔۔"

ٹولی کی صورت میں کھڑے چار پانچ کلاس فیلوز کی نظریں ان دونوں پر ہی تھیں۔۔

"اسے اس کلاس میں صرف وہی پسند ہے۔۔ وہ عینا کو کسی سے دوستی تک نہیں کرنے دیتا۔۔"

دوسرے لڑکے نے بھی منہ بنا کر کہتے ہوئے ان دونوں کو دیکھا جہاں روہانسی صورت بنائے بیٹھی عینا سے حمزہ مخاطب تھا۔

"عینا پارٹنر تو تمہیں ہی بننا پڑے گا میرا۔۔"

اس نے اپنا اٹل فیصلہ سنایا۔

"تو تم ایسے کرو گیم ہی نہیں کھیلو پھر تمہیں دکھ بھی نہیں ہو گا کہ عینا تمہاری پارٹنر نہیں ہے۔۔۔"

اس نے اپنی طرف سے جگمگاتی آنکھوں سے اسے دیکھتے مخلصانہ مشورہ پیش کیا تھا جو حمزہ میر کو ایک آنکھ نہیں بھایا۔۔۔

"میں گیم بھی کھیلوں گا اور اس بار ہم فرسٹ پرائز بھی وِن کریں گے۔۔

اور میری پارٹنر تو تم ہی بنو گی۔۔"

وہ پُراسرار سا مسکراتے ہوئے گویا ہوا تھا شہد رنگ آنکھوں میں روشنیاں سی پھیلی تھیں۔۔۔

آج اس کی آنکھوں میں سرخی قدرے کم تھی۔۔۔ورنہ پہلے تو اس کی آنکھیں بے حد سرخی مائل ہوتی عینا کو متوجہ کرتی تھیں اور وہ فکرمندی سے آنکھیں دیکھ کر سوال پر سوال کرتی جاتی تھی۔۔۔

اس کی چھوٹی سمجھ میں حمزہ کی اتنی بڑی بات نا بیٹھی تو وہیں بیٹھ کر اسے منانے کے لیے رونے لگی۔۔

اور وہ اس کے رونے پر اپنا سر پیٹ کر رہ گیا۔۔

اس کے لئے کسی بھی چیز سے زیادہ پڑھائی مشکل تھی مگر اب یہ جان کو لگی نئی مصیبت سٹوڈنٹ ویک کا برڈن وہ بالکل برداشت نہیں کر پا رہی تھی اس لئے رونے لگی کہ شاید وہ رحم کھا کر ہی کہہ دے کہ اس گیم میں، میں تمہاری جان بخش دیتا ہوں۔۔۔

لیکن وہ حمزہ میر انتہا کا ضدی لڑکا اسے سمجھتا تو خوب تھا مگر من مانی پر مائل رہتا تھا، اب بھی وہ خفگی سے اسے دیکھے گیا۔۔

عینا کے ماتھے پر باب کٹ بال بکھرے ہوئے تھے، یہ سٹائل اس کے بیبی فیس پر خوب جچتا تھا۔

وہ ریزروڈ اور شائے سی لڑکی اس وقت رونے دھونے کے ڈرامے کرتی کلاس فیلوز سے بے نیاز حمزہ میر کو ترچھی نظروں سے دیکھے جا رہی تھی۔۔۔

"عینا!!!میری پارٹنر تم ہی بنو گی۔۔ چاہے کچھ بھی کرلو اور پلیز اب رونا بند کرو۔۔ تمہارا کاجل بہہ گیا ہے اور تم چڑیل لگ رہی ہو۔۔"

اس نے عینا کو ہنسانے کی کوشش کی تو وہ اس بار پریشان ہوتی مزید زور و شور سے رونے لگی۔۔

حمزہ نے تاسف سے نفی میں گردن ہلا کر اپنے رومال سے اس کی آنکھوں سے بہہ جانے والے کاجل کی لکیر صاف کی تو وہ بھی رونا ضائع جاتا دیکھ کر چپ ہوتی اس کے ہاتھ سے رومال چھین کر خود اپنی آنکھوں کے ساتھ ساتھ سُوں سُوں کرتی ناک بھی صاف کر گئی اور رومال ڈسٹبن کی طرف پھینکنے لگی جب حمزہ نے بے ساختہ روکا۔

"عینا یہ میرا رومال ہے، پھینک کیوں رہی ہو، مجھے واپس دو۔۔۔"

اس نے بھی بنا چونکے یا سوال کیئے ڈسٹبن کی طرف بڑھا ہاتھ اس کی طرف کر دیا اور منہ بسورتی اپنی سیٹ پر جا کر بیٹھ گئی۔۔ حمزہ بھی رومال اپنی پاکٹ میں رکھتا سیٹ کی طرف بڑھا، ٹیچر کلاس میں داخل ہو رہی تھیں۔ دوستوں کے ساتھ گروپس بنا کر پھیلے سب سٹوڈنٹس اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔

"کلاس آج آپ لوگوں کو انڈیویجوئل ہو کر ڈرائنگ بنانی ہے۔۔۔"

کلاس میں داخل ہونے کے بعد ٹیچر نے روٹین ورک کرنے کے بعد بات کا آغاز کیا۔۔۔

اور یہاں عینا خوشی سے اچھل پڑی، اس بار پیئر گیم نہیں تھی، چلو جان چھوٹی۔۔۔ سنگل سٹوڈنٹ کامپیٹیشن تھا۔۔۔ اس لئے حمزہ بھی پارٹنر نہیں بنائے گا اور اسے بھی نہیں گھسیٹے گا۔۔۔

حمزہ نے مسکراہٹ دبا کر اسے ٹیچر کی بات پر خوشی سے مسکراتے دیکھا تھا۔۔۔

جب ٹیچر نے ڈرائنگ شیٹ اس کے آگے رکھی تو عینا کے لبوں سے مسکراہٹ غائب ہوئی۔۔

اس نے مشکوک نظروں سے حمزہ کی جانب دیکھا۔۔۔

وہ اس کے دیکھنے پر مسکراتا ہوا اپنی شیٹ پر نام لکھنے لگا۔۔۔

پھر سکتہ زدہ بیٹھی عینا کے ہاتھ سے بھی شیٹ لے کر اس کی شیٹ کا کالم فِل کرنے لگا۔۔۔

ٹیچر ہر کامپیٹیشن کے لئے ایک دن پہلے ہی نام لے کر لسٹ تیار کرتی تھی اور اس بار بھی عینا نے تو ہر گز نام نہیں لکھوایا تھا۔

مگر وہ اتنی غافل رہی کہ اسے معلوم ہی نا ہو سکا حمزہ اس کے ساتھ کیا کر گیا۔۔۔

"یہ یہ ڈرائنگ میں بناؤں گی۔۔"

عینا نے غصے سے ڈرائنگ شیٹ کو پٹختے ہوئے کہا۔۔۔

"جی بالکل تم ہی بناؤ گی اور آج میں تمہاری ہیلپ نہیں کر سکتا، جتنا ٹائم ہے اس ٹائم میں, میں صرف اپنی ہی بنا سکتا ہوں۔۔۔ اور ٹیچر بھی چیک رکھیں گی سو یو کانٹ چیٹ۔۔"

وہ کہہ کر اپنی ڈرائنگ کرنے میں مصروف ہو گیا۔

اور عینا غصے سے ڈرائنگ شیٹ پر کلر پنسل گول گول گھمانے لگی۔۔۔

اسے حمزہ میر پر بہت غصہ آ رہا تھا جو بنا اس کی مرضی پوچھے اس کا نام ہر جگہ لکھواتا پھر رہا تھا۔۔۔

جو کام اس نے کبھی نہیں کیا تھا وہ کام حمزہ زبردستی کروا دیا کرتا تھا۔

آنکھوں میں آنسو لئے وہ بے بسی سے شیٹ پر دائرے بنائے گئی نیتجتاً وہ یہ کامپٹیشن ہار چکی تھی جبکہ حمزہ میر نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔۔۔

عینا کو اپنے ہارنے کا رتی برابر بھی دکھ نہیں تھا۔۔

جبکہ حمزہ کی ڈرائنگ کو "ماسٹر پیس" کا ٹائٹل ملا تھا۔

اس کے پاس دوسری صلاحیتوں کے ساتھ یہ ٹیلنٹ بھی گاڈ گفٹِڈ تھا۔

پورے سکول میں وہ ماسٹر پیس دِکھایا گیا تھا، اس کی ڈرائنگ دیکھنے والوں کی آنکھیں حیرت اور رشک سے پھیل گئی تھیں۔۔

اس نے ایک سنسان جنگل میں لڑکی کو روتا ہوا بنایا تھا جو دریا کنارے بیٹھی تھی اور کچھ فاصلے پر ایک لڑکا اس کی جانب جگنو لے کر آ رہا تھا۔۔۔

اس ڈرائنگ نے سب کو مبہوت کر دیا تھا دیکھنے والا بار بار تعریف کرتا تھا جبکہ عینا کی سمجھ میں وہ ڈرائنگ تھیم یا کلر سکیم نہیں بیٹھا تھا۔

اس کو تو وہ ڈرائنگ بس صحیح ہی لگی تھی۔۔۔

جتنی خوشی اور جوش سے اس نے عینا کو سب سے پہلے ڈرائنگ دِکھائی تھی اتنی ہی بے دلی اور نا سمجھی سے اس نے دیکھی تھی۔۔۔

وہ خاموش سا اسے دیکھے گیا۔۔۔

آج کا دن عنادل کے لئے سکول کے پہلے دن جیسا تھا۔۔

اُسے جب صبح نو بجے عمیمہ نے بڑی مشکل سے اٹھایا تو وہ کافی دیر رونا دھونا اور بہانے بازی کرتی رہی۔۔

"آپی مجھے سچ میں مزید نہیں پڑھنا۔

میں گھر میں پر سکون زندگی گزارنا چاہتی ہوں، کیوں سب میرا سکون ختم کرنا چاہتے ہیں۔

میری تو یونی میں کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ہے نا کوئی دوست نا کوئی کلاس فیلو ایسا ہو گا جس سے میں ہیلپ لے سکوں، میں اکیلی کیسے مینیج کروں گی۔۔

آپی بابا اور بھائی کو سمجھائیں مجھے نہیں پڑھنا۔۔۔

نہیں پڑھنا، نہیں پڑھنا، نہیں پڑھنا۔۔"

وہ مسلسل روتے ہوئے نہیں پڑھنے کا راگ لاپ رہی تھی، وہ ہر معاملہ میں دوسروں پر ڈیپینڈ کرنے والی لڑکی سٹڈیز کے لیے بھی اکیلی جانے سے کتراتی تھی۔

اسے پڑھنے سے زیادہ غم اکیلے یونی جانے کا ستا رہا تھا۔ اتنے زیادہ لوگوں کی نظروں میں آنا آسان تھوڑی تھا اس کے لیے۔۔ مگر کوئی اس کی مشکل سمجھنے کو تیار ہی نہیں تھا۔

اس کے اتنا گھبرانے اور رونے پر اس کی آپی بھی پریشان ہو چکی تھی مگر ظاہر نا کیا۔۔

"شونا کیا معلوم وہاں کوئی تمہیں "میر" مل جائے جو تمہیں ہر مشکل میں ڈالے بھی اور نکالے بھی۔۔۔"

وہ روتے ہوئے اچانک اپنی آپی کی بات پر رونا روکتی ٹھٹک کر انہیں تکنے لگی۔۔۔

NOVEL IN URDU

"کون؟ کس کی بات کر رہی ہیں آپی آپ۔۔؟؟ کیا کچھ ایسا ہے جو مجھے نہیں یاد۔۔؟"

اس نے سوچنے، یاد کرنے کی کوشش کرتے عمیمہ سے استفسار کیا تو وہ ہڑبڑا گئی۔۔

اس کی میموری لوس ہو جاتی تھی صرف حال میں ہوئی باتیں یاد تھیں یا وہ باتیں جن کا ذکر گھر والے کرتے رہتے تھے، اسے دماغ پر زور ڈالنے کی پریشانی سے بچانے کے لیے عمیمہ نے اسے میر کی باتوں سے دور رکھا تھا جو اکثر عنادل سکول سے آکر اس کے گوش گزارتی تھی۔۔۔

ڈاکٹر کی ہدایت کے مطابق اسے ذہنی دباؤ سے دور رکھنا تھا ورنہ جو اس کی رہی سہی میموری ہے وہ بھی چلے جانے کا خطرہ تھا۔۔۔

"کوئی نہیں یار بس میں یہ کہہ رہی تھی کہ شاید وہاں تمہاری کوئی اچھی دوست بن جائے اور وہ تمہاری پڑھائی میں ہیلپ کرے۔۔

ویسے یہ بہت بری بات ہے شونا تم جو یہ ہر کام، ہر بات کے لئے سہارے ڈھونڈتی ہو، ساری زندگی ایسا نہیں ہو سکتا۔۔ اب تم خود سے فیصلے کرنا سیکھو۔۔۔ کیا صحیح ہے کیا غلط ہے خود سے طے کرو۔۔ لوگوں کی باتوں میں آکر اپنا نقصان نا کر بیٹھو کبھی۔۔

سمجھ رہی ہو نا میری بات؟.."

اس نے ہمیشہ سمجھائی جانے والی باتیں دوبارہ دہرائی۔۔۔

اسے چیزیں، باتیں بھول جاتی تھیں جس کا صرف یہی حل تھا کہ بات بار بار دہرائی جائیں۔۔

اگر اسے ایک بار کوئی بات بتائی جاتی تھی تو وہ بھول بھی جاتی تھی لہذا اسے دن میں بیس بار باتیں عمیمہ آتے جاتے کہہ کہہ کر یاد رکھواتی تھی۔۔۔

اس کا دماغی مسئلہ تھا اور ڈاکٹرز کے مطابق احتیاط سے ٹھیک ہونا تھا۔۔۔

اور عنادل کو یہی بھول جاتا تھا اسے احتیاط کن چیزوں سے کرنی ہے۔۔۔

"میں یاد رکھوں گی ناں آپی۔۔"

اس نے عادت کے مطابق لاپروائی سے بات سنی اور زور و شور سے اثبات میں سر ہلایا۔۔

لیکن اسے تھوڑی دیر میں یہ بھی بھول جانے والا تھا کہ یاد کیا رکھنا ہے۔۔

اسے احتیاط بھی عمیمہ کرواتی تھی لیکن جہاں اس کی نظریں چوکتی تھیں وہاں عنادل کوئی بد احتیاطی کر جاتی تھی۔۔۔

اسے ٹھنڈا پانی پینا اور ٹھنڈی چیزیں کھانا منع تھا۔۔

فلو سے اس کے دماغ کی وینز پر اثر پڑتا تھا اور نتیجتاً اس کی آنکھیں ریڈ ہو جاتی تھیں۔۔۔

سردیاں وہ بالکل برداشت نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

فلو سے سارا کام خراب ہو جاتا تھا۔

جتنا بھی گھر والے سمجھالیں لیکن اسے سمجھایا ہوا بھی بھول جاتا تھا۔۔

اس کو بار بار یاد دلانے کے لئے ایک فرد کا اس کے سر پر کھڑے رہنا ضروری تھا جو کہ ناممکن تھا۔۔

سب کی اپنی پریشانی، اپنے کام تھے۔۔اس کے باوجود وجاہت صاحب سمیت اس کی ماما مہر النسا بیگم, بھائی خرم اور آپی عمیمہ اسے میڈیسن سے لے کر کھانے پینے کے لئے روکتے ٹوکتے رہنے کی بھرپور کوشش کرتے تھے۔۔۔

لیکن وہ پھر بھول کر ٹھنڈا پانی پی جاتی تھی یا فریج سے نکال کر کوئی نا کوئی چیز منہ میں رکھ لیتی تھی پھر مسئلہ دماغ سے ہوتا ہوا آنکھوں کی سرخی تک پہنچتا تھا۔۔

"بھائی آتے ہوں گے عنادل جلدی سے اٹھو۔۔۔"

اسے مسلسل بستر میں گھسے دیکھ کر عمیمہ نے کہا۔۔

"کیا بھائی؟ بھائی لے کر جائیں گے یونی۔۔"

وہ چیخ کر پھرتی سے اٹھی تھی۔۔

اس کے سوفٹ سویٹ سے بھائی کا شدید غصہ تب باہر آجاتا تھا جب انہیں کوئی آفس سے لیٹ کروا دے۔۔

"آج بھائی ساڑھے نو بجے جائیں گے ابھی ڈریس پریس کر کے دے آئی ہوں کہہ رہے تھے شونا کی وجہ سے دیر ناہو ورنہ اس کا لیپ ٹاپ ضبط کر لوں گا۔۔"

اس نے اپنے بھائی کی بات دہرائی تو وہ لیپ ٹاپ چھِن جانے سے بچنے کے لیے تیزی سے اٹھ کر تیار ہونے بھاگی۔ وہ کام نا کرنے والی جب کوئی کام کرتی تو بہت پھرتی سے کرتی تھی۔ یہ نقصان بہت بڑا تھا اس کے کورین ڈرامے ڈاؤن لوڈِڈ تھے۔۔

خرم کے پاس لیپ ٹاپ جاتا تو سب ڈیٹا ڈیلیٹ ہو کر واپس آتا۔۔۔

عمیمہ اسے پھرتی سے تیار ہوتے دیکھ کر اپنی ہنسی ضبط کر رہی تھی۔۔

آج ان کے بھائی کو آفس ہی نہیں جانا تھا اسے اٹھانے کے لئے عمیمہ نے بس ایک بہانہ کیا تھا اور یہ بہانہ کامیاب رہا تھا۔۔

اس نے شارٹ فروک پر پاجامہ پہن رکھا تھا اور سر پر فروک کے رنگ کا حجاب اوڑھے وہ بہت جاذبِ نظر لگ رہی تھی۔۔

اس کی آپی نے دیکھ کر ماشاءاللہ کہا تو وہ جھینپ گئی۔۔۔

ناشتے کے بعد خرم کے ساتھ خرم کی ہی منتخب کردہ یونی میں پہنچی۔۔۔

وہاں اسٹوڈنٹس کا جم غفیر دیکھ کر اسے خوف محسوس ہوا وہ چار سال بعد دوبارہ اسٹوڈنٹ لائف اور اتنے

لوگوں میں قدم رکھ رہی تھی۔۔۔

اندر سے دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔۔

اس سے پہلے کہ وہ لب کشائی کرتی کہ مجھے نہیں پڑھنا، خرم اس کے چہرے کے تاثرات سے سمجھتا ہوا اسے یونی کے داخلی گیٹ سے ہاتھ پکڑ کر اندر لے گیا۔۔

اور وہ اس کے ساتھ کھینچتی ہی چلی گئی۔۔۔

قریب سے گزرتے اسٹوڈنٹ کو حیرت سے دیکھ رہی تھی، یونی کا ماحول کالج یا سکول سے بالکل الگ تھا۔

وہ بھی حیرت سے دیکھ رہی تھی نک سک سے تیار لڑکیاں اور لڑکے یہاں وہاں آزادی سے گھوم رہے تھے۔۔

وہ کہیں دو، کہیں چار تو کہیں دس لوگوں کا گروپ بنائے وہاں موجود ہلا گلا کرنے میں مصروف تھے۔۔۔

آفس پہنچنے تک خرم نے عنادل کا ہاتھ تھامے رکھا تھا۔۔

اندر داخل ہونے پر اس کا ہاتھ آزاد کیا۔۔

ڈاکیومنٹس جمع کروا کر فارم فِل کروایا گیا۔۔۔

خرم نے ہی اس کا فارم فِل کیا اسے دیتا تو اس نے دیکھ کر ہی صدمہ سے رونا شروع ہو جانا تھا جیسے اس کا زبردستی نکاح کروایا جا رہا ہو۔۔۔

کلاسز کا آغاز ایک ماہ پہلے ہو چکا تھا جلد از جلد پر اسس کمپلیٹ کر کے اسے لیکچرز میں شامل ہونے کا کہا گیا تھا۔۔

واپسی پر گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر غصے سے بیٹھی جبکہ خرم نے بیٹھ کر اسٹیرنگ سنبھال لی۔۔۔

اور وہ سوں سوں کرتی دوبارہ رونا شروع کر چکی تھی، صدمہ ہی صدمہ تھا اتنے انجان لوگوں میں ایک اکیلی وہ، روزانہ کیسے وقت گزارے گی۔

کیسے سب کی نظروں سے بچے گی۔

مگر یہ بھی جانتی تھی اس بار اس کی کسی نے نہیں سننی تھی۔۔۔

وہ اپنا کام بہت خراب کر چکی تھی۔۔۔

گھر میں رہ کر لیپ ٹاپ کی جان کھائے رکھتی تھی اور آنکھیں ریڈ کر لیتی تھی۔۔

سب کا خیال تھا اس کو اگر پڑھائی میں بزی کر دیا جائے تو ان سب سے باہر آسکتی تھی۔۔۔

وہ ایڈمیشن ہونے کا دکھ لئے گھر کے راستے کی طرف گامزن تھی۔۔۔

جہاں پہنچ کر آپی کو دوبارہ بتانا تھا کہ اسے نہیں پڑھنا۔۔۔

یونی میں لوگ اچھے نہیں ہیں۔۔۔

کوئی اس کی مدد نہیں کرے گا پڑھائی میں، کیا خبرانہیں ترس آجائے اور مدد کے طور پر ایڈمیشن کینسل ہو جائے۔

اسے اپنی آپی کا صبح کا لیکچر بھی بھول چکا تھا۔۔۔

استوڈنٹ ویک اپنے اختتام کو پہنچ چکا تھا۔۔

اس دفعہ عینا نے جو گیمز پہلے ہمیشہ دور سے بیٹھ کر دیکھے تھے، ان میں پارٹسپیٹ کرنے کا شرف حاصل ہوا تھا۔۔جو کہ حمزہ میر کی بدولت تھا۔۔

حمزہ نے سب گیمز میں اسے بھی اپنے ساتھ شامل رکھا تھا۔۔۔

وہ بری طرح روتی رہی لیکن اس نے اس کی کوئی بات نہیں سنی۔۔

وہ حمزہ سے ناراضگی جتاتی اب بھی منہ موڑے اپنے سکول بیگ سے پیسے نکال رہی تھی۔ یہ پیسے اس کے نا تھے مگر اس کے پاس موجود تھے۔

یہ عجیب بات اس کے ساتھ کچھ عرصہ سے ہو رہی تھی۔عینا جسے پاکٹ منی نہیں ملتی تھی اس کے بیگ میں اچھے خاصے پیسے موجود ہوتے تھے۔

اس نے کبھی نہیں نوٹ کیا تھا کہ حمزہ سے دوستی کے کچھ عرصہ بعد اس کے ساتھ یہ واقع روز رونما ہونے

لگا تھا۔۔۔

چونکہ اس کے صحت کے سبب گھر والے تو پیسے نہیں دیتے تھے مبادا وہ الٹا سیدھا کھا کر بیمار نا ہو جائے۔۔۔

اسے کبھی کچھ تو کبھی کچھ ٹفن میں دے دیا کرتے تھے جسے وہ حمزہ کے ساتھ شئیر کر کے کھاتی تھی اور کچھ اپنے کلاس میٹس کو زبردستی کھلا کر ٹفن فنش کر دیا کرتی تھی تا کہ گھر جا کر اسے اپنی ماما سے ڈانٹ نا سننی پڑے۔۔۔

ایسے میں وہ کینٹین سے کبھی کچھ کھا پی نہیں سکتی تھی۔

حمزہ کو یہ دیکھ کر اچھی فیلنگز نہیں آتی تھی سب کا کینٹین سے کچھ نا کچھ لے کر کھانے پر عینا کا منہ پھولا رہتا تھا جو حمزہ میر کو بھی فیل ہونے لگا تھا۔۔

وہ اسے پیسے دے کر ہرٹ نہیں کر سکتا تھا اسی لیے خاموشی سے اس کے بیگ میں پیسے رکھنا شروع کر دیئے۔۔

وہ گھر جا کر دیکھتی تو سب سے پوچھتی اسے پیسے کس نے دیئے سب ایک دوسرے پر شک کرتے تھے کہ اس کی رونی صورت دیکھ کر شاید کسی نے دے دیئے ہونگے۔۔۔

لیکن کوئی دیتا ہی نہیں تھا تو حامی کیسے بھرتا۔۔۔

اس کی آپی معاملے کی جڑ تک پہنچ چکی تھی لیکن اسے بتانے سے گریز ہی کیا تھا کہ عینا کے الٹے دماغ میں پتہ

NOVEL IN URDU

نہیں کیا آ جائے۔۔

اس کی آپی نے سوچا جب تھوڑی سمجھدار ہو جائے گی تو خود سمجھ جائے گی پیسے کون رکھتا ہے اور کیوں رکھتا ہے۔۔۔

اس نے کافی ٹائم تک روز کلاس فیلوز سے بھی پوچھا تھا۔۔۔

اس پر حمزہ نے کہا تھا جس کے بھی ہیں، یہ تمہارے بیگ میں ہیں تو یہ تمہارے ہوئے۔۔۔

اس لئے آرام سے کھاؤ پیو فکر کی کیا بات ہے اور اس نے اس بات پر مزے سے عمل کیا تھا۔۔۔

کینٹین سے روز کچھ نا کچھ کھالیا کرتی تھی۔۔

حمزہ سر پر کھڑا ہوتا تھا اس لئے کچھ الٹا سیدھا کھانے نہیں دیتا تھا مگر پھر بھی وہ بازاری چیز اور آئلی چیزوں سے پرہیز ممکن نا ہو پایا تھا۔۔۔

اور عینا بنا یہ جانے کہ پیسے دینے والا بھی وہی ہے مزے سے کینٹن سے چیزیں کھا کر انجوئے کرتی تھی بنا اپنی مسلسل خراب ہوتی صحت کی پرواہ کیے۔

اس کی ہیلتھ خراب رہنے لگی تھی مگر گھر والے اصل معمّہ حل کرنے سے قاصر تھے جبکہ حمزہ میر اس سب معاملے کے نقصان یا گہرائی کو سمجھنے سے قاصر تھا۔ بس وہ یہ دیکھ رہا تھا عینا اس بات سے خوش تھی تو وہ بھی خوش تھا۔

حمزہ میر میں کچھ دن کے لئے دادو کے گھر جا رہی ہوں۔۔۔"

اس نے آنکھوں میں خوشی لئے اسے مخاطب کیا۔۔۔

وہ فری ٹائم میں ایکسر سائز پریکٹس کر رہا تھا اسے اپنا ورک کرنے کے بعد عینا کو بھی کر کے دینا تھا، میتھ ایکسر سائز سولو کر کے وہ دیتا جو عینا گھر جا کر بس پریکٹس کرتی تھی مگر وہ عینا کے لیے ڈبل کلاس ورک کرنے کو بھی تیار رہتا تھا۔

اگر وہ یہ نا کرتا تو عینا بھی کوئسچن سمجھنے کی مشکل سے بچنے کے لیے چھوڑ دیتی تھی، میتھس تو وہ ہر گز نہیں کرتی تھی۔۔۔

ایگزیمز کے لئے حمزہ ساتھ ساتھ ایوریج مارکس کی تیاری کروا رہا تھا کہ وہ فیل ہونے سے بچ سکے۔۔۔

"نہیں تم نہیں جاؤ گی اپنی دادو کے گھر۔۔"

وہ یکدم چونکا اور بنا کوئی اس کی خوشی کا لحاظ کئے صاف صاف لفظوں میں جانے سے انکار کر دیا۔۔

جیسے وہ اس کی ہر بات مانتی ہو۔۔

"لیکن میں پھر بھی جاؤں گی۔۔"

عینا نے ناک پر سے مکھی اڑائی۔۔

"میرے گھر بھی تو نہیں آتی نا تم، میں تمہیں مام اور دادو سے ملواتا۔۔"

اس نے ہمیشہ والی بات دوہراتے خفگی سے جتایا۔۔

عینا سے دوستی کے بعد اس کی سب سے بڑی خواہش تھی کہ وہ عینا کو ایک بار ضرور اپنی فیملی سے ملوائے لیکن وہ کبھی راضی ہی نہیں ہوتی تھی۔

"نہیں حمزہ میر کسی کے گھر اپنے بابا ماما کی اجازت کے بغیر جانا بری بات ہوتی ہے۔۔"

اس نے آنکھیں پٹپٹا کر بڑی عقل مندی کی بات کی اور وہ ہمیشہ کی طرح بنا کوئی ضد کئے خاموش ہو گیا۔۔

اور اپنا میتھس ورک کرنے کے بعد اس کا کرنے لگا موڈ حسب معمول اس کے جانے کا سن کر خراب ہو چکا تھا۔

وہ جو اپنے رجسٹر کے خالی پیجز کو ایسے گھور رہی تھی جیسے اس کی گھوریوں سے میتھس کے سوالات خود بخود سولو ہو جائیں گے۔۔۔

حمزہ کے رجسٹر لے کر سوال سولو کرنے پر خوشی سے رجسٹر پر چلتا اس کا ہاتھ دیکھنے لگی۔۔

اور اگلے دن وہ نہیں آئی تھی۔۔

حمزہ میر کی نظروں نے کافی دیر تک اس کا انتظار کیا لیکن وہ نہیں آئی اس سے یہی اندازہ ہوا کہ وہ اس کے منع کرنے کے باوجود بھی دادو کے گھر جا چکی تھی اور اسے جانا ہی تھا مگر حمزہ کے لیے ہر بار اس کی ایک دن کی غیر حاضری بھی بھاری ہوتی تھی۔

وہ اسے دیکھ کر دن کا آغاز کرتا تھا اور باقی دن اس کی باتیں اور حرکتیں سوچ کر گزارتا تھا۔عینا حمزہ میر کے لیے آکسیجن جیسی ضروری تھی۔

دو تین دن تک وہ نہیں آئی حمزہ نے اس کے گھر کے قریب رہنے والے ایک کلاس فیلو سے اس کا پوچھا۔۔

وہ پہلے حیران ہوا کہ آج کیسے حمزہ میر بذاتِ خود اس سے بات کرنے اس کے پاس آیا تھا۔۔

"عینا تمہارے گھر کے قریب رہتی ہے نا؟؟ وہ کب تک آئے گی۔۔؟"

حمزہ نے اس کے پاس جا کر بے تابی سے بنا بات گھمائے براہ راست سوال کیا۔

"مجھے کیسے معلوم ہو گا کہ وہ کب آئے گی۔۔ گھر کے قریب رہنے کا یہ مطلب تو نہیں ہے میں اس کے آنے جانے کی بھی خبر رکھوں۔۔"

حمزہ کے بات کرنے پر زین جو پہلے خوش ہوا تھا لیکن اس کا عینا کے متعلق سوال سن کر بہت روکھے انداز سے اس نے حمزہ کو جواب دیا۔۔

اور حمزہ میر کا عینا کے لئے اس کا یہ لہجہ اور بات پسند نہیں آیا۔۔

ایک مکا گھما کر اس کی ناک پر دے مارا جس پر زین گالی دیتا ہوا اپنی ناک پر ہاتھ رکھے نیچے بیٹھ گیا۔۔۔

گالی برداشت نا ہونے پر حمزہ نے دوسرا مکہ اس کے پیٹ میں دے مارا۔۔

وہ اس اچانک حملے پر بلبلا اٹھا۔۔۔

"اگر ٹیچر کو میرے بارے میں کچھ کہا تو یاد رکھنا کہ ایسی ڈوز دوبارہ بھی دے سکتا ہوں۔۔"

وہ مکا فضا میں لہراتے دھمکی آمیز لہجے میں گویا ہوا۔۔

زین ایک ہاتھ پیٹ پر اور ایک ناک پر رکھے شاکڈ کھڑا تھا۔۔

اسے سمجھ نہیں آرہا کہ وہ اس وقت درد پر روئے یا دھمکی پر۔۔۔

پھر زین نے ٹیچر کے پوچھنے پر یہ کہہ دیا کہ وہ گر گیا ہے اس لئے ناک سرخ ہو رہی ہے۔۔

حمزہ اسے مسلسل خونخوار نظروں سے گھور رہا تھا جس کی وجہ سے اس نے فوراً کہانی بنائی۔۔

حمزہ کو ویسے ہی عینا کے نا آنے پر تپ چڑھی ہوئی تھی باقی کسر زین نے اس کے خلاف بول کر نکال دی تھی۔۔۔

وہ اب خاموشی سے اکیلا ڈیسک پر بیٹھا ٹیچر کی جانب متوجہ تھا۔۔

اس نے ایک نظر اپنے برابر موجود خالی جگہ کو دیکھا تھا پھر اس کے بعد حمزہ میر نے دوبارہ وہاں نہیں دیکھا تھا۔۔۔

عنادِل کا آج یونی کی باقاعدہ کلاسز کا پہلا دن تھا اور اس کی گھبراہٹ حد سے سوا تھی۔۔

رو رو کر آنکھوں کے پپوٹے بھی سوجا لیے تھے۔۔

عمیمہ سمجھا سمجھا کر تھک چکی تھی مگر یونی کا جو خوف سوار تھا سر پر وہ اتر کر نا دیا۔

اور اس نے جو یونی نہیں جانا کی مالا جپی تھی وہ ختم نا ہو سکی۔

زندگی میں پہلی بار اس کے ساتھ زور زبردستی کرنے کے بجائے اس کے بابا نے اچھا خاصا ڈانٹا بھی تھا۔۔

"شونا ایسے کرو گی تو بابا ڈانٹیں گے ہی نا۔۔ چلو اب ریڈی ہو جاؤ میں بھی بھائی کے ساتھ تمہیں چھوڑنے جاؤں گی۔۔ ٹھیک ہے۔۔؟؟"

گھر والوں کی سختی پر رنجیدگی سے اس کی آنکھوں سے گرم سیال جو بہہ رہے تھے عمیمہ نے بے چارگی سے انہیں صاف کرتے پچکارتے ہوئے کہا۔

"وہاں اگر کسی نے میرا مذاق بنایا یا کچھ الٹا کیا تو۔۔؟"

اسے یونی کے فرسٹ ڈے سو قسم کے خطرے لاحق تھے۔۔۔ جن میں سے ایک دو کا ذکر وہ عمیمہ سے کر گئی تھی۔۔

نیو کمرز کی ریگنگ۔ سینئیرز کے پرانکس، الٹے سیدھے مذاق۔۔ ان سب کے بارے میں عمیمہ نے نہیں بتایا تھا۔۔ کچھ پرانکس تو نیو سٹوڈنٹس کو رلا دیتے ہیں جیسا کہ غلط ڈیپارٹمنٹ بتا دینا، ڈیپارٹمنٹ کا راستہ بتانے کے بہانے یونی کے سنسان ایریا میں لے جانا یا کسی اکیلے کمرے میں بند کر دینا وغیرہ اور اگر اس کے

NOVEL IN URDU

ساتھ ایسا کچھ بھی عمیمہ نے عنادل کو بتا دیا تو مر جائے گی لیکن یونی نہیں جائے گی۔۔

"شونا پہلے جاؤ تو سہی یونی، اتنے سارے خوف پال کر جاؤ گی تو جو نہیں ہونا وہ بھی ہو جائے گا۔۔"

عمیمہ نے فکر مندی سے اسے دیکھا جس کا چہرہ سفید پڑ رہا تھا اور آنکھیں ہلکی ہلکی سرخی سے بھری تھیں۔۔

"سنو اگر تم دو ماہ میں یونی میں ایڈجسٹ نا ہو سکی تو میں خود بھائی,ماما بابا سے بات کروں گی اور انہیں کہوں گی تمہیں گھر میں ہی کسی طرح تعلیم حاصل کروا دیں۔۔۔ ٹھیک ہے۔۔؟"

اس نے عنادل کے کچھ بھی سمجھانے کے جواب میں مسلسل روتے ہوئے دیکھ کر بہلایا تو وہ بھرائی آنکھوں سے ہی اسے دیکھتی خوش ہو گئی۔۔

"پکا پرامس کریں پھر آپ دو ماہ بعد اگر میں کہوں، مجھے نہیں جانا تو آپ سب سے بات کر کے مجھے اس یونی کے چُنگل سے نکال لیں گی۔۔"

اس نے جھٹ آنسو صاف کرتے ہوئے اپنا سیدھا ہاتھ وعدے کی یقین دہانی کے لئے عمیمہ کے سامنے کیا۔۔

اب وہ قدرے بہتر تھی کہ دو ماہ بعد، عنادل کے حساب سے، اس کی جان یونی سے چھوٹ جانی تھی۔۔

اس کے دماغ نے بھی اسے اسی طرح پڑھائی سے چھٹکارے کا مشورہ دیا۔۔

وہ تیار ہونے کے لئے اٹھ تو گئی تھی لیکن اندر ہی اندر اسے سو اندیشے تھے اسے لوگوں اور پھر یونی کا خوف

نارمل نہیں ہونے دے رہا تھا۔۔۔

دوسرے دن برانچ ورکرز کے ساتھ میٹنگ میں لگ بھگ تین سے چار گھنٹے لگے تھے۔

پھر تھوڑے گیپ سے حمزہ میر کی میٹنگ دوسری پارٹی کے ساتھ ہوئی۔۔

جس کے سبب سارادن میٹنگ کرتے کرتے ہی گزرااور حمزہ کسی ماہر بزنس مین کی طرح ان سے سوالات کرتا اپنے اور ان کے ڈاؤٹس کلئیر کر رہا تھا۔

اس کے سوال اور ان کے جواب کے بعد وہ مزید چیزیں پوائنٹ آؤٹ کرتا تو وہ سب اس کی ذہانت پر عش عش کر اٹھتے۔۔۔

ان سب پر اس کا پہلا تاثر یہی پڑا تھا کہ وہ واقعی ویسا ہی ہے جیسا اس کے بارے میں سنتے آئے تھے۔۔۔

آج کے دن ان کی برانچ میں بس حمزہ کا نام گونج رہا تھا۔۔۔

باس کا بیٹے، ان کی بول چال، رکھ رکھاؤ اور مغرورانہ انداز، ان کی ڈریسنگ, چلنے کا اسٹائل سب ورکرز آج یہی ڈسکس کر رہے تھے۔۔۔

یہاں کے ورکرز کی خواہش تھی کہ وہ ان کی برانچ کو ہینڈل کرے وہ ابھی جانتے نہیں تھے جب وہ ساتھ ورک کرے تو کتنا سختی سے پیش آتا ہے جبکہ جس کمپنی میں ہفتے کے ایک دو دن جہاں گزارتا تھا وہ سب

جانتے تھے ان کا بس چلتا تو وہ اسے وہاں کبھی نہیں آنے دیتے۔۔

شاید جب وہ یہاں کے ورکرز سے کام لیتا تو ان کی بھی سوچ بدل جاتی تھی۔۔۔

"مسٹر وقاص چوہان اب ہمیں ہوٹل کے لئے نکلنا چاہیئے میں آج کافی ٹائرڈ فیل کر رہا ہوں۔۔"

حمزہ سب ورکرز سے مل کر باہر نکلا تو اس نے وقاص صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔

وہ کل پوری رات نہیں سویا تھا لیکن پھر بھی وہ مسلسل ایکٹیو رہا تھا مگر اب وہ کافی تھکن محسوس کر رہا تھا۔

ہوٹل پہنچ کر بھرپور نیند لینا چاہتا تھا جو کہ تین سے چار گھنٹے ہی ملنی تھی، لے کر فریش ہونا چاہتا تھا۔۔۔

"شیور سر چلتے ہیں ویسے بھی شام ہو چکی ہے نور بھی میرا انتظار کر رہی ہو گی۔۔"

انہوں نے ہامی بھرتے ہوئے گاڑی کو اشارے سے قریب آنے کا کہا۔۔۔

دونوں کار میں سوار ہو کر ہوٹل تک پہنچے پیچھے آفس میں ناجانے حمزہ میر کا کتنے دن تک چرچا ہونا تھا۔۔۔

اُسے لوگوں کی تعریف سے کبھی فرق نہیں پڑا تھا، نا ہی پڑنے والا تھا۔۔

وہ عادی تھا ان سب باتوں کا۔۔

ہوٹل پہنچ کر دیکھا سامنے نور پارکنگ ایریا میں ٹہل رہی تھی یقیناً وہ ان لوگوں کا انتظار کرتے ہوئے ہی یہاں آئی تھی۔۔

"دیکھا سر میں نے کہا تھا ناں نور بیٹی ہمارا انتظار کر رہی ہو گی۔۔"

حمزہ جو کہ موبائل میں مصروف تھا وقاص صاحب کے مخاطب کرنے پر ایک سرسری نظر گاڑی کے شیشے کے پار سے نظر آتی نور پر ڈال کر ہنکار بھرتا دوبارہ موبائل میں مصروف ہو گیا۔۔

کار کے رکنے پر گارڈز جو کہ ہوٹل کے دروازے پر کھڑے تھے کار کا ڈور کھولنے کے لئے آگے بڑھے لیکن حمزہ کے اشارہ سے روکنے پر بنا دروازہ کھولے واپس مُڑ گئے۔۔۔

اسے یہ چھوٹے چھوٹے کام کروانے میں شرمندگی ہوتی تھی۔۔۔

ہاتھ سے دروازہ ہر کوئی کھول سکتا ہے ایک بار تو حمزہ نے تپ کر اچھا خاصا گارڈز کو ڈانٹا تھا۔۔

کہ آپ لوگوں کو ایسا پروٹوکول دیتے ہیں تو پھر وہ چھوٹے لوگوں کی عزتِ نفس کا بھی خیال نہیں کرتے اپنے آپ کو مالک سمجھ کر سب کام کروانے لگ جاتے ہیں۔۔

یہ الفاظ گارڈ کے دل پر نقش ہو گئے تھے اور اس شخص نے کبھی کسی کے لئے ڈور اوپن نہیں کیا تھا۔۔۔

دوبارہ پھر اسی جگہ حمزہ کا جانا ہوا تو اُس نے دور سے ہی دیکھ لیا وہی گارڈ کھڑا تھا جبکہ ایک امیر شخص اُس سے دروازہ کھلوانے کیلئے اِس پر رعب جھاڑ رہا تھا۔۔۔

حمزہ میر دور سے ہی گارڈ اور اس مغرور امیر شخص کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"صاحب آپ کار کا دروازہ خود بھی کھول سکتے ہیں اپنے آپ کو بڑا دکھانے کے چکر میں اپنے رب کو ناراض

ناکر دیجئیے گا۔۔۔"

گارڈ نے دھیمے لہجے میں اس شخص کے بار بار استفسار پر جواب دیا۔۔۔

"وہ منہ میں کچھ بڑبڑاتا ہوا کار سے نکلا۔۔۔

اس کے ڈرائیور نے کار کا دروازہ اوپن کرنا چاہا تو اِس نے منع کر دیا۔۔۔

وہ شخص غصے سے گارڈ کو گھورتا ہوا اندر داخل ہوا۔۔۔

حمزہ میر کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔۔۔

وہ جتنا سخت خول خود پر چڑھائے رکھتا تھا اندر سے اتنا ہی نرم دل تھا۔۔

اسے لوگوں کی عزت کا خیال سب سے پہلے رہتا تھا۔۔

مسٹر چوہان کو معلوم تھا وہ اپنا کام خود کرنے کا عادی ہے اس لئے اس کے ساتھ جب جب ہوتے تھے وہ خود بھی اپنے ہاتھ پاؤں ہلا لیا کرتے تھے۔۔

ان کی بیٹی اپنے ہاتھ سے پانی کا گلاس تک نہیں لیتی تھی۔۔۔

وہ دونوں سے واقف تھے اور جانتے تھے ان کی بیٹی سیر اب کے پیچھے بھاگ رہی ہے ان میں زمین آسمان جیسا فرق تھا۔۔

لیکن وہ باپ تھے اپنی بیٹی کی آنکھوں کے جلتے دیئے بجھتے ہوئے دیکھنے سے ڈرتے تھے۔۔۔

کل حمزہ کے تلخ روئے کے بعد بھی وہ آج سجی سنوری پینٹ پر وائٹ شرٹ پہنے کھڑی کافی پُر کشش اور خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

آتے جاتے لوگ اُسے دیکھتے ہوئے گزر رہے تھے۔۔۔

اُسے کسی بناؤ سنگھار کی ضرورت نہیں تھی لیکن اُسے لگتا تھا حمزہ میر اِسی طرح قابو کیا جاسکتا تھا۔۔۔

"ہائے بابا۔۔ آپ تو میرے جاگنے سے پہلے ہی چلے گئے تھے۔۔

مجھے جگا تو دیتے تو میں ساتھ چلی جاتی، میں اُٹھ کر آپ لوگوں کو ڈھونڈ رہی تھی پھر یاد آیا آپ لوگوں کی آج میٹنگز ہیں۔ اور میں یہاں سارا دن بور ہوتی رہی بابا مجھے بھی ساتھ لے جاتے میری بھی تھوڑی آوٹنگ ہو جاتی۔"

NOVEL IN URDU

حمزہ پر نظریں جمائے وہ مسٹر وقاص چوہان سے لاڈ سے بول رہی تھی۔۔۔

"چوہان صاحب میں آرام کرنے جارہا ہوں آج کا دن بہت ٹف رہا ہے امید ہے مجھے کوئی ڈسٹرب نہیں کرے گا۔۔۔

ڈنر پر آپ کو جوائن کرتا ہوں۔۔"

وہ کہہ کر اپنی توانا چال چلتے سر اسر نور کو اگنور کر تا لفٹ میں غائب ہو گیا۔۔۔

نور کو اپنا آپ بہت کم تر محسوس ہوا تھا۔۔۔

وہ دونوں کو مخاطب کر کے بات کر رہی تھی اور حمزہ بے نیازی دِکھا کر اپنی بات کہہ کر چلتا بنا۔۔۔

"بیٹی آفس کام کرنے کی جگہ ہوتی ہے آؤٹنگ کی نہیں۔۔۔

سر نے شکر آپ کی بات پر کچھ سختی کا مظاہرہ نہیں کیا۔۔۔

ان کے سامنے اپنی امیج آپ خراب کر رہی ہیں۔۔

اور آپ اب سے حمزہ سر کے پیچھے بھاگنا چھوڑ دیں وہ آپ کے لئے سراب سے بڑھ کر کچھ نہیں، ان کے پیچھے بھاگنے سے آپ کے ہاتھ کچھ نہیں لگنا۔۔"

انہوں نے اپنی جانب سے اُسے سمجھانے کی مکمل کوشش کی۔۔

وہ باپ تھے اسے آنے والی صورتحال سے بچانا چاہتے تھے۔۔۔

لیکن نور ازلی ضدی تھی۔۔ بچپن سے جس پر وہ ہاتھ رکھ دیتی پھر اُسے چیز چاہیئے ہوتی اور یہ تو پھر جیتا جاگتا انسان تھا وہ کیسے ہار مان لیتی۔۔۔

چوہان صاحب کو مطمئن کرنے کے لئے نور نے بظاہر ہاں میں تو سر ہلا دیا لیکن اُس کے چہرے کے تاثرات اس کی ہاں سے مطابقت نہیں رکھتے تھے۔۔

"ہم اب ڈنر پر ملیں گے بیٹا جب تک آپ اس شاندار ہوٹل کی سیر کریں۔۔

پھر کل ہم دونوں باپ بیٹی مل کر دبئی کی نئی جگہیں دریافت کریں گے۔۔"

ان کے کہنے پر نور نے "ٹھیک ہے بابا" کہا تو وہ اپنے روم کی جانب بڑھ گئے جبکہ نور وہاں کھڑی پتہ نہیں کن سوچوں میں گُم تھی۔۔۔

پھر کچھ سوچ کر اس کے قدم حمزہ کے روم کی جانب بڑھے۔۔۔

لیکن بیل تک جاتا ہوا ہاتھ ہوا میں معلق رہ گیا۔۔

"مسٹر حمزہ میر میں بھی نور چوہان ہوں اور تمہیں حاصل کرنا میری ضد بن گئی ہے۔۔۔ نور کے سحر سے بچ کر دیکھانا اب تم۔۔"

کچھ سوچ کر مسکرائی اور اپنے روم کی جانب بڑھتے ہوئے دل ہی دل میں خود سے مخاطب تھی۔۔۔۔

چار دن کے بعد واپس لوٹنے پر عینا سکول آئی تھی اور جب وہ کلاس روم میں داخل ہوئی تو حمزہ کے چہرے پر رونق آنے کی بجائے خفگی چھائی ہوئی تھی۔۔

وہ اُس سے شئیر کرنے کے لئے بہت ساری باتیں ساتھ لے کر لوٹی تھی۔۔

لیکن حمزہ نے اس کے مخاطب کرنے پر بھی جواب نہیں دیا۔۔

منہ پھلائے بیٹھا رہا۔۔۔

"حمزہ میر کیا ہوا؟ مجھ سے بات کیوں نہیں کر رہے ہو۔؟"

عینا نے روہانسی ہو کر پوچھا۔۔

کچھ ہی پل میں حمزہ کے رویے سے عینا کی آنکھوں سے سیلاب بہہ جانا تھا اسے بھلا کہاں عادت تھی حمزہ کے اگنور کرنے کی۔۔۔

وہ اب بھی دوسری طرف منہ کئے بیٹھا رہا تھا۔۔

اور عینا کی بس ہو چکی تھی حمزہ میر اس کا واحد دوست تھا جو اس کی ہر الٹی سیدھی باتیں سنتا تھا اسے وقت دیتا تھا۔ اگر وہ بھی خفا ہو جائے تو عینا اکیلی ہو جاتی۔

عینا نے جو رونا شروع کیا ساری کلاس سمیت ٹیچر بھی اس کے رونے پر بوکھلا گئیں۔۔

سب کے پوچھنے پر کہ "کیوں رو رہی ہو" کے جواب میں بھی وہ بنا کچھ کہے روتی رہی۔۔

"عینا چپ ہو جاؤ۔۔"

حمزہ میر کے نرمی سے کہنے کی دیر تھی وہ سسکتی آنسو صاف کرتی خاموش ہو گئی۔۔

اور باقی سب کلاس فیلوز کو اس کی اِس حرکت پر یقین آ گیا کہ وہ ماماز گرل بری طرح حمزہ میر پر ڈیپینڈ کرنے لگی ہے۔۔

مگر کسی نے بھی حمزہ کے سامنے اس کا مذاق نہیں بنایا کہ اُس سے کچھ بعید نا تھی کہ وہ کسی کی ناک پھوڑ دے تو کسی کا ہاتھ ہی توڑ دے۔۔

"کیا تم مجھ سے ناراض ہو حمزہ میر۔؟"

اس نے سوں سوں کرتے ہوئے پوچھا۔۔

وہ صرف ایک بات کہہ کر خاموش ہو گیا تھا آخر وہ اتنا خاموش کیوں ہو گیا تھا۔ چار دن بعد وہ مل رہے تھے وہ باتیں کیوں نہیں کر رہا خوش کیوں نہیں ہوا، عینا کو پریشانی ہوئی تھی۔

"نہیں۔۔۔ نہیں ہوں میں تم سے ناراض۔۔۔

میں بھلا تم سے ناراض ہو سکتا ہوں۔۔

بس تھوڑا غصہ ہوں تم اتنے دن تک اسکول نہیں آئی اتنا سارا کام جمع ہو گیا۔۔۔ پڑھائی کا الگ لوس ہو گیا۔.."

ان سب میں وہ یہ بات دل میں دبا گیا کہ اُس نے عینا کو کتنا مس کیا۔۔

ان دنوں وہ کس قدر غصے میں رہا۔۔

بات بات پر سب سے جھگڑتا رہا اور ہاتھ اٹھاتا رہا۔۔۔

وہ کم گو حمزہ سے کھڑوس حمزہ بن گیا تھا مگر وہ عینا کو اپنی یہ کمزوری کیسے بتا دیتا اس لیے خاموش رہا۔۔

صرف چار دن میں وہ اتنا بدل گیا تھا کہ اس کے مام ڈیڈ بھی بہت پریشان رہے تھے۔۔۔

"ہونے دو لوس تھوڑے سے لوس سے کچھ نہیں ہوتا اور ویسے بھی میرے ساتھ حمزہ میر ہے۔۔"

اس نے بہت فخر سے اس کے ساتھ ہونے کا کہا تو حمزہ میر چار دن میں پہلی بار مسکرایا تھا۔۔

* *

"میری بس ایک بات مان لو عینا۔۔"

اس نے التجائیہ انداز میں کہا تو وہ پوری اس کی جانب گھوم گئی۔۔

"ہاں بولو نا حمزہ میر۔۔"

اس نے جھٹ سے اس کی طرف توجہ کی تھی۔۔

اس پر روڈ اور مغرور انداز ہی جچتا تھا۔۔

ایسے التجا کرتے ہوئے وہ کہیں سے حمزہ میر نہیں لگتا تھا۔۔۔

"میرے ساتھ میرے گھر چلو ناں۔۔

دادی جان سے بھی ملواؤں گا اور مام سے بھی۔۔

دونوں بہت سویٹ ہیں تمہیں بہت سارا پیار کریں گی۔۔اور تم سے مل کر خوش بھی ہوں گی۔۔ان فیکٹ وہ تم سے ملنا چاہتی ہیں، دیکھنا چاہتی ہیں۔"

وہ آج اپنی بات منوا لینا چاہتا تھا۔۔

اسی دوران کلاس میں دوسرے اسٹوڈنٹ فرہان کا بھائی داخل ہوا۔۔۔

وہ اپنے بھائی سے بات کر رہا تھا اور عینا کی نظریں اس کی آنکھ کے پاس موجود زخم پر تھی۔۔۔

جب وہ اس کے پاس سے گزر کر جانے لگا تو عینا نے اسے روکا۔۔۔

اور چل کر اس کے پاس گئی۔۔

"آپ کی یہ آنکھ کے پاس کیا ہوا ہے۔۔؟"

وہ لڑکا ان کا سینئر تھا اور عمر میں بھی بڑا تھا اور عینا کسی کو بھی اگنور کہاں کر سکتی تھی۔

وہ اس کی فکر مندی پر مسکرا دیا۔۔۔

"یہ الرجی ہے۔۔۔کچھ ٹائم میں ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔"

اس لڑکے فرقان نے اس کے فکر مندی لئے چہرے کو بغور دیکھتے ہوئے بتایا۔۔۔

ابھی عینا کچھ کہتی حمزہ ہاتھ پکڑ کر اُسے کھینچتا ہوا لے گیا۔۔

"کیا بات کر رہی تھی اُس سے۔۔؟"

بہت غصیلے انداز سے حمزہ نے پوچھا اس سے یوں عینا کا ہر ایک سے بات کرنا برداشت نہیں ہوتا تھا مگر عینا کو سمجھانا مشکل ترین امر تھا۔

"وہ میں بس پوچھ رہی تھی آنکھ کے پاس کیا ہو رہا ہے، تم نے دیکھا اس بوائے کی آنکھ کے پاس زخم ہے اور۔۔"

عینا اپنا بازو چھڑواتے ہوئے جواب دیتی فکر مندی ظاہر کر رہی تھی۔ حمزہ میر کا جی چاہا اپنا سر پھاڑ دے۔

"کسی کو کہاں کیا ہو رہا ہے یہ تمہارا مسئلہ نہیں ہے، تم سب کی فکر مت کیا کرو، اب تم اُس سے یا کسی سے دوبارہ بات نہیں کرو گی۔۔"

حمزہ نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے سمجھانا چاہا تو وہ منہ پھلا گئی۔۔۔

ٹیچر کے داخل ہونے پر فرقان بھی کلاس سے چلتا بنا۔۔۔

اور حمزہ کی گھر جانے والی بات بیچ میں رہ گئی۔۔

عنادل کو سارے راستے خرم اور عمیمہ خوف سے نکالنے کے لئے اُسے مختلف باتوں میں لگاتے ہوئے آئے۔۔

لیکن یونی کے گیٹ پر پہنچتے ہی اُس کی شکل رونے والی ہو گئی۔۔

"اب میں اندر اکیلے جاؤں گی، تو سوچیں میرا کیا ہو گا۔؟"

وہ گاڑی سے اُتر کر اندر اکیلے جاتے ہوئے پھر سے خوف محسوس کرتی شیشے پر جھکی روہانسی ہو کر ان سے پوچھنے لگی، ایک آخری امید کے تحت کہ شاید وہ لوگ ترس کھا کر اسے یونی بھیجنے کا ارادہ بدل دیں۔۔

اس کے ایک بار پھر سے رونے کی تیاری شروع ہونے پر دونوں گاڑی سے اتر آئے۔

"شونا تم نے خود ہی جانا ہے ناں یونی اور ہم جانتے ہیں اندر کچھ نہیں ہو گا ان فیکٹ تم نیو فرینڈز بناؤ گی انجوائے کرو گی۔۔۔"

عیمہ نے بچوں کی طرح سینے سے لگائے اُسے پچکارتے ہوئے کہا تو اس نے منہ بسورا اسے کب چاہئیے تھی فرینڈز۔۔۔

"میری گڑیا بہت بہادر ہے۔۔ وہ اکیلے سب ہینڈل کر سکتی ہے۔۔۔ اور آج میری گڑیا ہمارا سر فخر سے بلند کرے گی۔۔"

خرم نے اُسے موٹیویٹ کیا تو وہ اثبات میں سر ہلانے لگی جیسے وہ بریو ہے اور سب کا مقابلہ کر سکتی ہے۔۔

دونوں اُسے یونیورسٹی کے گیٹ پر چھوڑے واک آؤٹ کر گئے اور اِن کے جاتے ہی عنادل کی حالت ایسی تھی کہ پوری دنیا وہ تنہا رہ گئی ہے۔۔

سہاروں پر چلنے والی کا اِس چھوٹی سی دنیا "یونیورسٹی" میں کوئی سہارا نہیں تھا۔۔۔

اندر ہی اندر خوف سے دوچار ہوتے ہوئے اُس نے آگے کی جانب قدم بڑھائے۔۔

اُسے کچھ معلوم نہیں تھا اپنے ڈیپارٹمنٹ اور لیکچر ہال کا اسے کیسے پتہ چلے گا یا لیکچرز کیسے لیے جاتے ہیں، وہ سب باتوں سے انجان تھی۔۔

میموری لوس کے بعد سے اُسے بہت کم باتیں یاد رہتی تھیں۔۔۔

صرف وہ باتیں جن کا ذکر اُس کے گھر والے وقتاً فوقتاً کرتے رہا کرتے تھے کہ وہ سکول جاتے ہوئے روتی تھی، وہ بہت حساس تھی، بے پرواہ تھی یہ سب باتیں اُسے اپنے متعلق یاد تھیں۔۔

اور کچھ باتیں بار بار بتانے کے بعد بھی وہ بھول جایا کرتی تھی۔۔

اب بھی خرم کی بتائی، یاد کروائی ہر ہدایت خوف کے زیر اثر وہ بھلا چکی تھی۔

وہ خوف سے لرزتی اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

کہ اچانک دو لڑکے اور تین لڑکیاں اِس کے سامنے آ کر رُکے تو وہ ڈر کر کچھ قدم پیچھے ہوئی۔۔۔

اِن پانچوں کے لبوں پر شرارتی مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔

لیکن عنادل نیو اسٹوڈنٹ کے ساتھ ہونے والی ریگنگ اور پرانکس سے انجان تھی۔۔

NOVEL IN URDU

"کیا آپ لوگ میری مدد کر سکتے ہیں؟"

عنادل نے پانی سے بھری نم آنکھوں سے انہیں دیکھتے، خوف سے لرزتے ہوئے سوال کیا تو وہ پانچوں حیران ہوئے جو اِن کے کچھ الٹی حرکت کرنے سے پہلے ہی اِن کے جال میں پھنس چکی تھی، یعنی بہت آسان لڑکی تھی۔۔۔۔

"براوو!!!"

اِن میں سے ایک اسٹائلش لڑکی نے بالوں کو ایک ادا سے پیچھے کرتے ہوئے چاروں کو دیکھ کر کہا تو اُن چاروں نے ایک دوسرے کو آنکھ ماری۔۔۔

عنادل کے دل کو جو سکون ملا تھا کہ شاید یہ لوگ کچھ مدد کر سکتے ہیں اُس کی اِن حرکت پر وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔۔

"بالکل ڈول ہم آپ کو بتائیں گے نا آپ کی کلاس کہاں ہے ویسے آپ کا سبجیکٹ کیا ہے؟"

ان میں سے ایک لڑکے نے جس کے کالر کے بٹن کھلے ہوئے تھے انداز لوفرانہ تھا، عنادل کو ڈول کہہ کر پوچھا تو وہ اِس طرزِ خاطب پر چڑ گئی۔۔

"مجھے ڈول نہیں کہیں۔۔ میرا نام عنادل ہے عنادل اسجد عالم اور میں بی۔بی۔اے فرسٹ ایئر سٹوڈنٹ ہوں۔۔"

اُس نے بڑی معصومیت لئے ان لوگوں سے کہا تو ان میں سے ایک کے علاوہ باقی چار کا قہقہہ گونجا۔۔

آس پاس کے لوگ دور سے ہی تماشا دیکھ رہے تھے۔۔۔

پرانے اسٹوڈنٹس کو اِن کی حرکتیں معلوم تھیں اِس لئے محظوظ ہوتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"سن یہ لڑکی معصوم سی ہے اِس کو چھوڑ دیتے ہیں کہیں بددعا دے دی تو لگ ہی نا جائے۔۔"

ایک لڑکے نے اِس کی معصومیت کو مد نظر رکھتے ہوئے دوسرے کے کان میں کہا تو وہ گھورنے لگا۔۔

وہ بھی خاموشی سے اِن میں شامل ہو گیا لیکن اُسے پہلی بار کسی کے ساتھ مذاق کرتے ہوئے اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔

"آپ یہاں سے سیدھا جائیں گی تو ففتھ روم کے برابر میں جو راستہ ہے اُس سے ٹرن لے لیں پھر رائٹ سائیڈ مُڑ جائیں وہاں ایک بڑا سا ہال بنا ہوا دِکھے گا اس کے بیک ڈور سے بالکل سامنے ایک گیٹ آئے گا بس وہی آپ کا ڈیپارٹمنٹ ہے۔۔"

اِن میں سے ایک لڑکی نے کہا تو عنادل اِن کا شکریہ ادا کرتی اِن کے بتائے گئے راستے کو بار بار ذہن میں دوہراتی اس جانب بڑھ گئی۔۔۔

اِس کے تھوڑا دور جاتے ہی وہ چاروں ہنس رہے تھے جبکہ پانچویں لڑکے کو ٹینشن تھی کیا اِس لڑکی کو یہ بھی نہیں معلوم تھا فریشرز کے ساتھ یہاں کیا ہوتا ہے۔۔۔؟

اِن کی مسکراہٹ سے بھی وہ کوئی اندازہ نہیں لگا سکی تھی۔۔

وہ چلتی گئی اور ہال کے بیک ڈور سے نکلتی ہوئی آگے بڑھی تو اسے مٹی اور درخت کے علاوہ کچھ نظر نا آیا۔۔

اور واپس مُڑ کر جانے لگی دروازے پر پہنچ کر دروازے کو پُش کرنے پر معلوم ہوا دروازہ لاک ہو چکا ہے۔۔

اور یہاں آکر عنادل کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز کر رہ گیا، بہن بھائی کی سمجھائی ہر بات اور لالچ سب بھول گئی، اسے پڑھنا ہے اور یہاں آنا ہے تو اسے بہادر بن کر رہنا ہو گا اس بابا کی یہ بات بھی بھول گئی۔ وہ بہادر ہے سب کر سکتی ہے سب باتیں اور ہمت، دلاسے، تسلیاں سب کچھ ہوا ہو گیا۔

خوف سے آنکھیں اِدھر اُدھر گھمائیں لیکن اُسے کوئی دوسرا راستہ یہاں سے جانے کا دِکھائی نہیں دیا نا ہی کوئی اور نا ہی سٹوڈنٹس نظر آئے، وہ کس سے مدد مانگے گی اور کیسے باہر نکلے گی؟

کسی کو شاید معلوم ہی نہیں ہو سکے گا اور وہ یہاں اکیلی پھنسی مر جائے گی۔۔۔

پسینے سے شرابور ہوتا حجاب اور خوف سے کانپتی ہوئی وہ اِس صورتحال سے نکلنے کی کوئی تدبیر کرنے کی بجائے وہ بس یہی سوچ رہی تھی اب اس کے ساتھ کیا ہونے والا تھا اور یہ کہ اس کا یونی آنے کا فیصلہ ہی غلط تھا۔۔

ایک تو دماغ نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا تھا اوپر سے وہ یہاں آنا بھی نہیں چاہتی تھی اور آتے ہی اُس کے ساتھ کیسا مذاق کیا گیا تھا۔۔۔

وہ اب زور زور سے دروازے کو ہاتھ مارتے ہوئے وہیں بیٹھتی چلی گئی۔۔

نازک سفید مومی ہاتھوں کی ہتھیلیاں سرخی مائل ہو چکی تھیں۔۔ لیکن وہ اپنے حواس گُم ہونے سے پہلے پہلے یہاں سے نکل جانا چاہتی تھی۔۔۔

اچانک کھٹ کی آواز سے دروازہ کھُلا وہ جو حواس کھونے لگی تھی فوراً ہوش میں آئی۔۔۔

بیٹھے بیٹھے اُس نے آنے والے کو دیکھا۔۔

سب سے پہلے اِس کی نظر آنے والے کے جوتے پر پڑی مردانہ بلیک شوز۔۔۔

جیسے جیسے اوپر کو نظر جاتی گئی اُس کے ذہن نے جو شکل چند سیکنڈ میں تخلیق کی تھی وہ اُس کے بالکل اپوزٹ تھی۔۔

وہ ایک لڑکی تھی جس کے بال شولڈر تک تھے۔۔۔

منہ میں چیونگم چباتی ہوئی اس کی طرف بغور دیکھ رہی تھی۔

بلیک پینٹ پر بلیک شرٹ پہنے اُس کے اوپر بلیک کلر کا ہی لونگ کورٹ پہنے سر پر بلیک کیپ پہنے وہ کہیں سے بھی لڑکی نہیں لگ رہی تھی البتہ چہرے کے نرم نقوش بتاتے تھے کہ وہ ایک لڑکی ہے۔۔۔

"یار!!! تم لڑکیاں جب ایسے روتی ہو تو مجھے ترس آنے کے بجائے غصہ آتا ہے۔۔"

وہ چیونگم کو ایک طرف تھوک کر گویا ہوئی۔۔۔

"کیا آپ کو مجھ پر غصہ آرہا ہے۔۔؟"

عنادل نے حیرت سے اٹھتے ہوئے اپنے آنسوؤں سے تر چہرے کو ہاتھوں سے پونچھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

افففف اِس کی معصومیت تو اِس ڈون نما لڑکی کو بھی پگھلا گئی۔۔۔

"اچھا سنو لڑکی یہاں سے چلو یہاں آنا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ ایریا بند رہتا ہے یونی والوں نے دیکھ لیا تو جرمانہ لگے گا۔۔۔"

اُس نے عنادل کی غصے والی بات کو اگنور کیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے نکال کر ہال میں لے آئی۔۔۔

"لیکن میں وہاں خود نہیں گئی تھی آپی۔۔"

اِس کے چئیر پر بیٹھنے کے بعد عنادل نے اُسے تمام قصہ بتانا چاہا۔۔

"لڑکی آپی کسے کہا۔۔؟ میں زامیہ چودھری ہوں یہاں سب مجھے چودھری کہتے ہیں۔۔۔

کیونکہ انہیں میں لڑکی نہیں لگتی۔۔۔

اور تم بھی مجھے چودھری ہی کہنا۔۔"

اِس کے آپی کہنے پر زامیہ نے خونخوار شیرنی بنے اُسے گھور کر کہا تو وہ سہم گئی۔۔۔

"اوکے لیکن میں زامیہ کہوں گی اتنا پیارا نام ہے بھلا چودھری کیسا نام ہوا یہ تو سرنیم ہے۔۔"

عنادل نے منہ پھلا کر کہا تو اِس کا دل کیا اِس معصوم سی لڑکی کا گال جو حجاب میں لپٹا دل موہ رہا تھا، چٹکی بھر لے۔۔۔

"اوکے زامیہ کہو کچھ بھی کہو آپی نہیں کہنا بس آپی باجی باجا ان سب سے چِڑ ہوتی ہے مجھے۔۔۔"

وہ منع کرنا چاہتی تھی کہ تم بھی سب کی طرح چودھری کہو لیکن وہ ناجانے اُسے ہی کیوں منع نہیں کر پائی۔۔۔

وہ جاننا نہیں چاہتی تھی اُسے یہاں کس نے بھیجا ہے اِس لئے اُسے بتانے کا بھی موقع نہیں دیا وہ اِس یونی میں دو سال سے تھی اور سب کی فطرت و طبیعت سے واقف، کب کون کس کے ساتھ کیا کرتا ہے سب کا پتہ وہ صرف دو سیکنڈ میں چلا لیا کرتی تھی۔۔

اِس کی باجا والی بات پر عنادل سب بھلائے ہنس دی۔۔

"تمہارے ہاتھ بہت سرخ ہو رہے ہیں، میں ابھی پانی لے کر آتی ہوں یہاں سے جانا نہیں ٹھنڈے پانی سے ٹھیک ہو جائے گا ورنہ سوج نا جائے ہاتھ۔۔"

وہ اسے کہہ کر اپنے بیگ سے پانی لینے چلی گئی۔۔

وہ یونیورسٹی کے گارڈن میں ٹہل رہی تھی کہ ان پانچوں کے قہقہے نے اُسے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

وہ معاملے کو جان کر اور اِن سب کے بار بار بھولی معصوم لڑکی کہنے پر زامیہ کا دل کیا دیکھے تو اتنی پاگل لڑکی

کون ہے جو اِن کی چال میں پھنس چکی ہے۔

ہال میں داخل ہوتے ہی دروازے کو پیٹتی عنادل کی بس ہونے سے پہلے زامیہ پہنچ چکی تھی۔۔۔

اور اب ان کی درگت بنانے کا سوچتے ہوئے وہ محظوظ ہوتی ہوئی اپنا بیگ اٹھالائی جو تب جلدی میں وہیں چھوڑ آئی تھی۔۔۔

"اوہ!!تو تم ہو وہ جس نے اُس روتی لڑکی کو بچایا ہے ورنہ شاید رات تک وہی پڑی رہتی۔۔"

جولی جو اِن پانچوں کے گروپ کی ممبر تھی اُس نے آکر زامیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"میں چودھری ہو چودھری یاد رکھنا اگلی بار اُس لڑکی کے ساتھ کچھ کیا تو اِس چودھری کو ایک بار اپنی اندھی نظروں سے دیکھ لینا ورنہ پھر چودھری وارننگ نہیں دیتا ڈائرکٹ ایکشن مووی دیکھاتا ہے اور پھر کیا فائدہ یونیورسٹی والے بنا ٹکٹ کے مفت میں ایکشن مووی دھچکاوں دھچکاوں دیکھیں گے۔۔"

اُس نے باقاعدہ ہوا میں ہاتھ پاؤں چلا کر بتایا وہ کیسے اِن سب پر بھاری پڑ سکتی ہے اور اُسے جانتا کون نہیں تھا یونی میں۔۔

بس ایک بار چودھری نام لینے کی دیر تھی وہ جس راستے سے گزرتی تھی سب بتا دیا کرتے تھے وہ کہاں سے گزر کر کہاں گئی ہے۔۔۔

ایک تو لباس کا اسٹائل الگ اوپر سے بولنے کا۔۔

جولی سے کوئی بات نا بنی تو وہاں سے کھسک گئی۔۔۔

چودھری کے بارے میں ایک بات مشہور تھی۔۔۔

"چودھری زامیہ سے پنگا اِز ناٹ چنگا۔۔"

اکثریت یونی کے اسٹوڈنٹ چودھری زامیہ کہا کرتے تھے تاکہ چودھری پہلے آ سکے۔۔

جس نام سے وہ تہلکہ مچا کر رکھتی تھی۔۔۔

پانی سے ہاتھ دھلایا تو کافی حد تک ہاتھ کی سرخی ٹھیک ہوئی۔۔

"آپ کون سی کلاس میں ہیں زامیہ۔۔؟"

عنادل نے ہاتھ پونچھتے ہوئے پوچھا۔۔

وہ جو سہارے ڈھونڈتی تھی اُسے زامیہ کی شکل میں سہارا مل چکا تھا۔۔اب وہ تھوڑی ریلیکس سی اُس سے باتیں کر رہی تھی۔۔

زامیہ کا اِس کی بات پر ایک بھرپور قہقہہ گونجا۔

"میں؟"

وہ ایسے پوچھ رہی جیسے اُس کے علاوہ بھی کوئی زامیہ موجود ہے اُدھر۔۔

NOVEL IN URDU

"ارے اپُن تو پچھلے دو سال سے ایک ہی کلاس میں ہے۔۔"

اُس نے محظوظ ہو کر بتایا تو عنادل کی حیرت سے آنکھیں باہر آنے کو تھی۔۔۔

"ہیں لیکن ایسا کیوں؟ کیا آپ کو بھی میری طرح پڑھنا نہیں پسند۔۔؟"

وہ پُرجوش انداز سے پوچھنی لگی چلو اِس کی نیچر کا تو کوئی ملا اُسے۔۔۔اب زامیہ نے اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"مجھے پڑھنے کا کیا کسی چیز کا شوق نہیں ہے۔۔۔رائیڈنگ کا ہے لیکن باپ نے قسم دے رکھی ہے۔۔ کو وِپیا بننے کا تھا ماں نے پہاڑ کے سائے سے بھی دور رہنے کی قسم دی ہے۔۔۔ پیراشوٹ کا شوق تھا۔۔۔"

"کہ بھائی نے قسم دے دی بلون سے بھی دور رہنا۔۔۔"

اُس کی بات ابھی بیچ میں تھی کہ عنادل نے سنجیدگی سے اگلی بات اُچک لی۔۔۔

اور بس یہاں وہ جو سب کی قسمیں بتا رہی تھی پہلے حیرت سے اُسے دیکھا پھر پیٹ پر ہاتھ رکھے ہنستی ہی گئی۔۔۔

عنادل نے اپنی طرف سے بالکل سنجیدہ بات کی تھی اُسے سمجھ نہیں آیا اِس میں ہنسنے والی کیا بات تھی۔۔۔

"یار تم بہت مزے کی لڑکی ہو۔۔"

اِس بار زامیہ نے اِس کے گال پر چُٹکی کاٹ ہی لی اور وہ بلبلا کر دور ہوتی ہوئی گال پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

"کلاس نہیں لینی کیا چلو اِس سے اُس کی کلاس پوچھ کر وہ زامیہ کے ساتھ ہی نکل گئی۔۔۔

"آپ میرے ساتھ اندر کیوں آ رہی ہیں۔۔؟"

عنادل نے اُسے اپنے ساتھ کلاس میں داخل ہوتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔۔۔

کیونکہ یہی وہ کلاس ہے جس میں دو سال سے فیل ہو رہی ہوں۔۔۔"

ببل کا ریپر کھولتی وہ تین ببل ایک ساتھ منہ میں رکھ گئی۔۔

عنادل سرہاں میں ہلا کر درمیاں کی بینچ پر بیٹھی تو زامیہ بھی اُس کے ساتھ بیٹھ گئی۔۔۔

اُسے معلوم تھا وہ ابھی بھی خوف کا شکار ہے۔۔۔

کلاس میں اتنے لوگوں کو دیکھ کر اِس نے انجانے میں اُس کا بازو کو سختی سے پکڑا تھا۔۔۔

اور وہ اِس معصوم کے ساتھ ساتھ رہنا چاہتی تھی تاکہ کوئی اِس کے ساتھ کچھ کر نا سکے۔۔۔

لیکچرز سے فری ہو کر وہ دونوں کینٹین کی طرف بڑھیں۔

"میں کل سے نہیں آؤں گی یونی۔۔"

آج جو کچھ ہوا اِس کے زیر اثر عنادل نے کینٹین میں بیٹھے ہوئے اداسی سے بتایا۔۔۔

"کیوں نہیں آؤ گی؟"

وہ سمجھ چکی تھی پھر بھی اُس سے سننا چاہتی تھی۔۔۔

"یہاں کوئی بھی اچھا نہیں ہے۔۔"

اُس نے ناک سکیڑ کر کہا۔۔

اِس کی حرکتیں بہت الگ اور یونیک تھیں جو زامیہ کو اچھی لگ رہی تھی۔۔

"کسی سے تمہیں کیا لینا میں تو ہوں نا اچھی۔۔۔ بس مجھ سے واسطہ رکھو اور پڑھنا نہیں پسند تو میری طرح ہر سال ایک ہی کلاس میں رہنا گھر والے کچھ کریں نا کریں تمہارا ویاہ ضرور کریں گے۔۔۔"

اس نے ہنس کر کہا تو وہ نا سمجھی سے دیکھنے لگی۔۔۔

"ارے بھئی ویاہ مطلب شادی۔۔۔"

زامیہ کو چند گھنٹوں میں اِس کے فیس ایکسپریشن سمجھ آنے لگ گئے تھے۔۔۔

"دادو کہتی تھی میں بہت بھولی ہوں اِس لئے شادی تک سمجھدار ہو جاؤں پھر دادو کا انتقال ہو گیا ورنہ وہ ہوتی تو میں لوگوں کی باتیں بھی سمجھنے لگ جاتی۔۔۔"

افسوس اور دکھ کے ملے جلے تاثر سے عنادل نے بات بتائی تو زامیہ لمبی سانس بھر کر رہ گئی۔۔

اُسے تو مذاق بھی سمجھ نہیں آتے تھے۔۔۔

بہت محنت کی ضرورت تھی اِس پر۔۔۔

ہلکی پھلکی باتوں کے دوران زامیہ اسے ریگولر یونی آنے پر منا چکی تھی یا یہ کہا جائے زبردستی مجبور کر کے منوا چکی تھی۔۔۔

پہلے دن کلاس کچھ خاص نہیں تھی۔۔۔

ٹیچرز اور اسٹوڈنٹس کے انٹروڈکشن پر مبنی رہا اور زامیہ دو سال سے ٹیچرز کی شکل دیکھ کر بھی بیزار ہو چکی تھی۔۔۔

ہوٹل کے روم کے بالکل وسط میں ڈبل بیڈ تھا۔۔

سامنے بڑی سی ایل ای ڈی آویزاں تھی۔۔

جسے ایک پل کے لئے بھی حمزہ نے دیکھنا گوارہ نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ اتنا مصروف رہا دو دن موبائل میں موجود اب تک نوٹیفکیشن بھی نہیں دیکھ سکا تھا۔۔۔

سیدھے ہاتھ کی طرف نہایت بڑی شیشے کی کھڑکی تھی۔۔۔ جس کے پار سے ہوٹل کا سرسبز خوبصورت گارڈن دِکھائی دیتا تھا۔۔۔

وہاں ہر وقت لوگ کپل کی صورت میں موجود رہتے تھے۔۔۔

بائیں ہاتھ پر بالکنی تھی جہاں سے ہوٹل کا پارکنگ ایریا صاف دکھائی دیتا تھا۔۔۔

وہ جب بھی کوئی روم بُک کرواتا تھا اُس میں ویو کا خاص خیال رکھتا تھا۔۔

طبیعت پر اچھے اثرات کے لئے ماحول کا نیچر کے مطابق ہونا انسانی فطرت اور ذہن پر مثبت اثرات مرتب کرتا ہے۔۔۔

اس وقت گلاس ونڈو پر کرٹن پھیلائے ہوئے تھے کمرے میں بالکل تاریکی کیے وہ اوندھے منہ سویا نیند کر رہا تھا۔

ابھی بمشکل دو گھنٹے ہی سو پایا ہو گا کہ موبائل کی بِپ پر چونک کر اُٹھا۔۔

نیند سے بھری گلابی آنکھیں رگڑتے وہ اٹھ بیٹھا اور قریب پڑا موبائل اٹھایا۔

موبائل کو ہاتھ میں لئے اب وہ دیکھ رہا تھا کون اُسے مسلسل کالز کئے جا رہا ہے۔۔

ڈیڈ کے نام سے چار مِسڈ کالز تھیں جو کال ریسیو نہ ہونے کی صورت میں نوٹیفکیشن پر موجود تھی۔۔

وہ اب بیڈ کراؤن سے ٹیک لگائے بیٹھا وجاہت صاحب کو کال بیک کر رہا تھا۔ بکھرے الجھے بال پیشانی پر بے ترتیبی سے پھیلے ہوئے تھے۔

کچھ سیکنڈز کے بعد کال اٹینڈ ہو گئی تھی۔۔

روم میں کب سے فُل آن اے سی کی وجہ سے اچھی خاصی خنکی چھائی ہوئی تھی مگر وہ بناٹی شرٹ کے بالکل

ریلیکس تھا۔۔۔

"اسلام علیکم ڈیڈ!!"

اس نے کال ریسیو ہونے پر سلام کیا۔۔

"وعلیکم السلام میر صاحب!!میر صاحب تو دبئی کیا گئے، یہ بھی بھول گئے کہ پیچھے ان کے ایک عدد ڈیڈ اور مام بھی ہیں جن کا ان کے بغیر گزارا نہیں، جنہیں وہ بھول کر آرام سے میٹنگز کر رہے ہیں اور ہمیں اُڑتی اُڑتی اطلاع ملی ہے جیسے یہاں کے ورکرز کا آپ جینا حرام کر کے رکھتے آپ کا پلان وہاں کے ورکرز کے ساتھ بھی کچھ ایسا کرنے کا ہی ہے۔۔۔"

وجاہت صاحب کو معلوم تھا اُسے حمزہ میر کوئی کہے تو چِڑ ہوتی ہے اِس لئے جب اُن کا تنگ کرنے کا موڈ ہوتا تو وہ حمزہ کو میر صاحب کہتے تھے، آج بھی وہ خوشگوار موڈ میں میر صاحب بول رہے تھے۔۔۔

اور وہ بظاہر چِڑتا تھا لیکن اُسے ڈیڈ کا ایسے تنگ کرنا پسند تھا۔۔۔

اور وہ حمزہ میر نہیں صرف میر صاحب ہی تو کہتے تھے۔۔۔

اور بھلا وہ اپنے ڈیڈ کو کیسے روک سکتا تھا۔۔

"ڈیڈڈڈڈڈ"

وہ اتنی تعریف اور میر صاحب کی گردان پر ڈیڈ کو لمبا کھینچ گیا۔۔

جواباًان کی ہنسی کی آوازا سپیکر کے پار سے گونج گئی، حمزہ مسکرایا۔

"میں واقعی کیاور کر کے ساتھ زیادہ روڈ ہو جاتا ہوں۔۔؟"

وہ کب,کیسے تلخ ہو جاتا تھااُسے معلوم ہی نہیں ہو تا۔۔۔اور سب سے مشکل کام چہرے پر فیک مسکراہٹ سجا کر رکھنا تھا۔۔۔

اندر سے جیسا ہو تا باہر چہرے پر بھی وہی تاثرات دکھائے دیتے تھے، سنجیدہ، تلخ اور سرد سے تاثرات۔۔۔

"نہیں آپ روڈ تو نہیں ہوتے البتہ کام کو لے کر بہت زیادہ ٹچی ہو جاتے ہیں۔۔ ہر بندے کو اسپیس چاہئیے ہوتی ہے بیٹا۔۔۔

جیسے کبھی ایسا آپ کے ساتھ بھی تو ہوتا ہو گا کبھی آپ سستی سے کام کریں یاکام کرنے کادل ناچاہے طبیعت کسی بات سے بوجھل ہو تو آپ ریسٹ کرتے ہیں خود کو ریلیکس کرتے ہیں، ان کو اتناوقت تو ضرور دیں وہ اپناکام آسانی اور دل جمعی سے پورا کرنے کے لیے خود کو ریلیکس کریں۔۔۔"

وجاہت صاحب ٹھہر ٹھہر کر بولتے اپنا تجربہ اس میں منتقل کر رہے تھے۔۔۔

"ڈیڈ یہ سب تو میں بھی سمجھتا ہوں اِس لئے ہفتے میں ایک بار جاکر پورے ہفتے کا کام سمجھا دیتا ہوں۔۔۔ایک ہفتے کا کام میں اکیلے دو دن میں کر سکتا ہوں لیکن ڈیڈ جب میں سٹارٹ میں آفس آنا شروع

ہوا تو ورکرز نے اپنا کام ایک ہفتے میں بھی نہیں کیا پھر بتائیں ڈیڈ میں کیسے سب سے سختی سے عمل نا کرواؤں؟ ہماری کمپنی ہے ہمیں اِسے بلندیوں تک لے کر جانا ہے۔۔۔ وہ سب اپنا کام کر کے اپنی زمہ داری سے بری الزمہ ہیں۔۔"

وہ اب ان کی توجہ اُن حالات پر دلانا چاہتا تھا جس پر کبھی انہوں نے غور ہی نہیں کیا ہو گا۔۔۔

"بیٹا جی ہم صرف کچھ سالوں کے مہمان ہیں اُس کے بعد کمپنی اور ورکرز آپ کے ہیں, آپ جیسے چاہیں ہینڈل کریں، ہمیں بس اپنے بیٹے کو اُس مقام پر دیکھنا ہے جس مقام کی ہم خواہش کرتے ہیں۔۔۔"

اِن کی کچھ سالوں والی بات پر حمزہ میر کا دل ایک پّل کو رُک کر دھڑکا تھا۔۔۔

"ڈیڈ آپ چھوڑ کے جانے کی بات نہیں کیا کریں۔۔

اور آپ بیلیو کریں میں نے بہت سارے پروگرامز سیٹ کئے ہیں بس لاسٹ سمسٹر سے نمٹ لوں پھر آپ بھی دیکھیں گے ہماری کمپنی جو ٹاپ فائیو میں ہے وہ نمبرون پر ہو گی۔۔۔"

اُس نے شروع میں خفا ہونے کے بعد پُرجوش ہو کر کہا۔۔۔

"بیٹا جی ہم کمپنی چھوڑنے کی بات کر رہے ہیں دنیا کی نہیں۔۔

ابھی تو آپ کی شادی کرنی ہے پھر پوتا پوتیوں کو اپنی کمر پر بیٹھا کر سیر کروانی ہے۔۔

ایسے کیسے اتنی جلدی چلے جائیں۔۔۔

اور ہمیں آپ پر مکمل اعتماد ہے اِس لئے بس یونی ختم ہوتے ہی ہم گھر میں آرام کریں گے اور آپ کام۔۔"

انہوں نے حمزہ کی آواز میں اپنے جانے والی بات پر گھلتی بے بسی کو محسوس کرتے ہوئے اپنی بات کو دوسرا رُخ دیتے ہوئے کہا تو وہ سن کر پھیکا سا مسکرا دیا۔۔۔

"شکریہ ڈیڈ مجھ پر ٹرسٹ کرنے کے لئے ویسے آپ نے پوتا کہا یعنی ایک اور پوتیوں کا ذکر کیا یعنی ایک سے زیادہ کیا اِس کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔؟"

وہ بھی بات بدل گیا، اُس کی سمجھ میں یہ بات نا آئی تو پوچھ بیٹھا۔

"ہاں جی ہم نے بالکل یہی کہا ہے۔۔

اِس کا یہ مطلب ہے ہمیں پوتیاں چاہئیے ہماری تو کوئی بیٹی ہی نہیں ہے اِس لئے ہمیں بہت ساری پوتیوں کے روپ میں بیٹیاں چاہئے اور آپ کی مام کہتی ہیں مجھے چھوٹا حمزہ میر چاہئیے۔۔اِس لئے نا چاہتے ہوئے بھی پوتے کا ذکر کرنا پڑا۔۔"

وجاہت صاحب اور سُکینہ بیگم اِس کی فیوچر پلاننگ میں اِس قدر آگے نکل گئے تھے حمزہ میر دل مسوس کر رہ گیا، جانے اس کی قسمت میں کیا لکھا تھا، اسے اس کی چاہت ملتی تھی کہ نہیں ایسے میں ماں باپ کے یہ خواب اس کے دل میں کانچ کی طرح کھب جاتے تھے، خواہشیں تو بہت تھیں مگر خوشی کہیں نہیں تھی۔۔۔

وہ اُس کے مل جانے تک کسی دوسری لڑکی کا اپنی زندگی میں تصور بھی گناہ سمجھتا تھا۔۔۔

کجا کہ کسی دوسری لڑکی کو زندگی میں شامل کرتا۔۔

وہ بنا کچھ کہے کال کٹ کر گیا۔۔۔

اپنے دکھتے سر کو دونوں ہاتھوں سے دبانے لگا۔۔

وہ نہیں کہہ پایا ڈیڈ میں ساری زندگی ایک کے انتظار میں گزار سکتا ہوں یا یہ نہیں کہہ سکا اُس کی عینا نہیں ملی تو وہ شادی جیسا تصور بھی اپنی زندگی میں ہونے نہیں دے گا مگر یہ کہنا ان کے خواب توڑ دیتا، خوشیوں کی مسکراہٹوں کی امید ختم کر دیتا۔۔

اور حمزہ میں اتنی جرأت کبھی نہیں ہو سکتی تھی کہ ان کے خواب چھین لے۔ وہ نہیں بول پایا مگر وہ سب باتیں سن بھی نہیں پاتا تھا۔۔

کبھی کبھی اُسے لگتا شاید عینا اپنی لائف میں اتنی آگے بڑھ گئی ہو گی کہ پیچھے مڑ کر دیکھنا اُس کے بس میں نہیں ہو گا۔۔۔

وہ آج ڈنر کے لئے نہیں جانا چاہتا تھا پرانی سوچوں نے ایک بار پھر اُس پر حملہ کر دیا تھا۔۔

نیند سے مخمور آنکھیں اُس کی یاد میں مزید گلابی ہو گئی تھی۔۔۔

وہ مسٹر چوہان کو ڈنر پر نا آنے کا میسج کر کے سر سہلاتے ہوئے مختلف سوچوں کے شکنجے میں جکڑا خود کو دربدر

بھٹکا تا رہا۔۔۔

حمزہ میر بہت سے معاملوں میں خوش قسمت ہونے کے باوجود ایک معاملے میں بدنصیب تھا۔

دنیا کے سامنے وہ پرفیکٹ انسان ایک ہی تمنا لا حاصل کو سینے سے لگائے اندر سے بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھا۔۔۔۔

دوسرے دن حمزہ عینا سے نیا آئیڈیا شئیر کر رہا تھا کہ وہ اس کے گھر کیسے آئے۔۔

"تم اپنی آپی کے ساتھ ہمارے گھر آجاؤ۔۔

تمہیں اکیلے آنے میں مسئلہ ہے نا آپی ساتھ آؤ گی تو نہیں ہوگا مسئلہ۔۔"

وہ خوشی سے اُسے آئیڈیا دے رہا تھا۔۔۔

"اچھا آئیڈیا ہے میں آپی سے بولوں گی کہ ہم دونوں حمزہ میر کے گھر چلتے ہیں۔۔

گھر والے بھی شاید مان جائیں۔۔۔"

عینا نے آگے سے کٹے ہوئے باب کٹ بالوں پر پھونک مار کر آنکھوں پر آتے بوں کو پیچھے کیا۔۔

"پھر تم آؤں گی نا۔۔؟"

اس کے جواب پر حمزہ کا چہرہ کھل اٹھا تھا۔۔۔

فرقان اپنے بھائی کی کلاس میں روز آتا تھا اور وہ عینا اس کی الرجی کا روز پوچھا کرتی تھی۔۔

"ڈاکٹر کو دیکھایا ہے آپ نے؟؟ یہ نشان پھیل رہا ہے۔۔"

عینا حد سے زیادہ سب کے لئے فکر مند ہونا یا کرتی تھی۔۔

اُسے حمزہ کا غصہ بھی بھول گیا تھا جو اِس کے بات کرنے پر کچھ دن پہلے اُس نے کیا تھا۔۔

"یہ ٹھیک ہو جائے کا بس کچھ وقت در کار ہے۔۔۔

آپ کبھی ہمارے گھر آئیں نا۔۔۔

آپ کے گھر کے پاس ہی ہے ہماری کالونی۔۔زیادہ دور بھی نہیں ہے۔۔

پھر کب آرہیں ہیں؟؟"

فرقان نے خود سے سارا پلان ترتیب دیا اور اب ضد کر رہا تھا۔۔۔

جبکہ حمزہ میر نے کبھی عینا کے ساتھ زبردستی سے گھر نہیں بلایا تھا۔۔۔وہ چاہتا تھا عینا اپنی رضامندی سے اس کے گھر آئے۔۔۔

حمزہ نے آپی کے ساتھ آنے والے مشورے کے بعد دوبارہ نہیں کہا تھا۔۔۔

"میں ایسے نہیں آسکتی پرمیشن لینی پڑتی ہے۔۔"

عینا نے جواب دیا اور اُس جگہ چلی گئی جہاں حمزہ کھڑا کینٹین سے اُس کے لئے کھانے پینے کا سامان لے رہا تھا۔۔

اُس کی اِن دونوں کی جانب کمر تھی ورنہ حمزہ فرقان کو اِس بار نہیں چھوڑتا۔۔۔

عینا کے جانے پر فرقان بھی اپنے بھائی (حمزہ اور عینا کا کلاس فیلو فرحان) کی جانب بڑھ گیا۔۔

"ماما مجھ سے پوچھ رہیں تھیں میں بازار سے کچھ کھا تو نہیں رہی۔۔"

عینا نے حمزہ کا اِس کی جانب بڑھایا ہوا فرنچ فرائیز کا ڈبا تھام کر بتایا۔۔۔

"اور عینا تو کبھی جھوٹ نہیں بولتی۔۔

پھر تم نے کیا کہا آنٹی سے۔۔؟"

اب وہ دونوں کینٹین میں موجود بینچ پر براجمان ہو رہے تھے۔۔۔

"میں نے کچھ کہا ہی نہیں بس پھر بات بیچ میں اٹک گئی۔۔"

عینا نے اپنی آنکھوں کے پاس آتی لمبی سی لَٹ کو پھونک مار کر پیچھے کیا اور ساتھ فرائیز کھانے لگی۔۔۔

"ویسے تمہارے ساتھ بہت اچھا کوانسیڈینس ہو جاتا ہے ہر بار جواب دینے سے بچ جاتی ہو۔۔

NOVEL IN URDU

اور مزے کی بات جھوٹ بھی نہیں بولنا پڑتا۔۔"

حمزہ نوٹ کرتا آرہا تھا وہ جھوٹ نہیں بولتی لیکن قدرتی طور پر سوال کے جواب سے بچ جاتی ہے جس کا جواب اُسے نا دینا ہو۔۔۔

"ہیں ناں لیکن میں نے کبھی یہ نوٹ ہی نہیں کیا۔۔"

عینا کو اِس وقت سامنے رکھی فرائیز کھانے کی بہت جلدی تھی۔۔

"ویسے آنٹی کو شک کیسے ہوا کہ تم باہر کی چیزیں کھا رہی ہو۔۔؟"

اِس نے حبشیوں کی طرح کھاتے ہوئے عینا سے پوچھا اُس نے کبھی اپنی ڈَل طبیعت کے بارے میں اُس سے ذکر ہی نہیں کیا تھا اور نا ہی کبھی حمزہ نے یہ پوچھا تھا کہ اُسے پاکٹ منی کیوں نہیں ملتی۔۔۔

عینا کی شکل سے اندازہ کرنا مشکل ہی تھا کہ وہ بیمار بھی ہوتی ہے۔۔

اُس کا فیس بیماری میں بھی خوش گوار ہی رہتا تھا۔۔۔

"ماما نے ڈاکٹر سے چیک کروایا تھا زبردستی تو گندے ڈاکٹر انکل نے بتایا کہ میں باہر کی چیزیں کھا رہی ہوں اور دادو کے گھر بھی دو دن بیمار پڑی رہی۔۔۔

دادو نے بھی خوب ڈانٹا۔۔

ڈاکٹر نے کہا ہے میں ایسے ہی باہر کی چیزیں کھاتی رہی تو میرے ساتھ مستقبل میں مسلئے ہوں گے۔۔۔

اور فلو تو اتنا برا ہوا تھا حمزہ میر میری آنکھیں نہیں کُھل رہی تھی۔۔۔

دو دن تک سب میرے آگے پیچھے گھوم کر تاکید سے دوائیں دیتے رہے اور وہ بہت زیادہ کڑوی تھی۔۔۔"

عینا نے منہ بسور کر ساری داستان سنائی تو حمزہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔۔

وہ جو اُس کی خوشی کے لئے کر رہا تھا وہ تو اُس کے ساتھ سراسر زیادتی کر رہا تھا۔۔

ایک ہی جست سے حمزہ نے اِس کے سامنے سے آدھا ہوا فرائیز کا ڈبا کھینچ لیا اور خود کھانے لگا۔۔۔

"حمزہ میر واپس کرو یہ میرا ہے۔۔۔"

عینا نے غم و غصے سے چیخ کر کہا۔۔

"اب سے تم مجھے کینٹین میں بھی نظر آجاؤ پھر بتاتا ہوں تمہیں۔۔۔"

اِس سے زیادہ پھترلیے تاثرات حمزہ کے تھے۔۔۔

اُس کا دل کر رہا تھا عینا کو جھنجھوڑ کر پوچھے کب خود کے لئے سیریس ہو گی۔۔

لیکن یہ سب فضول تھا پتہ نہیں وہ کب ایک سمجھدار لڑکی ہونے کا ثبوت دے گی۔۔۔

حمزہ کے سخت تاثرات کا اثر تھا کہ عینا نے آگے سے کوئی آرگیو نہیں کیا تھا۔۔۔

وہ یونی سے آتے ہی بنا کچھ کھائے پیئے سو گئی تھی، درمیان میں کچھ دیر زامیہ کی کال اٹینڈ کرنے کے لئے اُٹھی تھی بات کر کے واپس نرم گرم بستر پر چادر تانے دوبارہ سو گئی تھی اور اب شام کے وقت عمیمہ کے زبردستی اٹھانے پر منہ بسورتی ہوئی اُٹھ بیٹھی تھی۔۔۔

کھانے کے لوازمات ٹرے میں سجائے اُس نے عنادل کے آگے رکھا تھا۔۔۔

اور اُسے تسلی سے کھاتے دیکھ عمیمہ کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا تھا وہ تو سمجھ رہی تھی اُس کے اٹھانے پر عنادل نے روتے ہوئے کہنا تھا آپی مجھے یونی نہیں جانا ہے۔۔

لیکن وہ چپ چاپ کھانے میں مصروف ہوئی تو وہ بھی اِس کے کھانا فنش کرنے کے انتظار میں وہی بیٹھ کر اس کا سیل فون دیکھنے لگی۔۔۔

"آپی کیا کوئی گیسٹ آنے والے ہیں ماما صبح بابا سے کچھ کہہ رہی تھیں۔۔۔؟"

اس نے پوچھ کر ایک نظر اُس پر ڈالی اور دوبارہ کھانے کی طرف دیکھنے لگی۔۔۔

"ہاں شاید کچھ لوگ آرہے ہیں مجھے بھی نہیں بتایا کل آئیں گے۔۔"

عمیمہ نے موبائل سائیڈ ٹیبل پر رکھا تب تک وہ کھانا آدھا کھا چکی تھی آدھے کا مطلب تھا اُس کا پیٹ بھر چکا تھا۔۔۔

"شونا میری خواہش ہے کہ کبھی تم یہ سارا کھانا فنش کر کے مجھے خوش کر دو۔۔"

اس کے خفگی سے کہنے پر عنادل ہلکا سا ہنس دی۔۔

"آپی آج پتا ہے یونی میں میرے ساتھ ایک گروپ نے کیا کیا۔۔۔؟"

وہ یاد آنے پر بتانے کے بجائے اُس سے ہی الٹا سوال کرنے لگی۔۔

عمیمہ کو ہنسی آئی لیکن کنٹرول کرتے ہوئے سننے لگی جس کا اُسے عنادل کے اٹھنے کا انتظار تھا۔۔

"شونا بتاؤ گی تو پتا لگے گا کیا ہوا تھا میں کیسے بتا سکتی ہوں۔۔"

عمیمہ اب پوری اسٹوری سننے کے لیے تیار ہوئی تھی، جاننا تھا آخر عنادل یونی نا جانے کی بات کیوں نہیں کر رہی، روئی بھی نہیں تھی اور کھانا بھی سکون سے کھایا، سب کچھ غیر متوقع تھا۔۔۔

عنادل نے یونی کی سب باتیں عمیمہ کے گوش گزار کیں۔۔۔

گھر والوں نے جان بوجھ کر عنادل کو یونی کی ریگنگ اور پرانک نہیں بتائے تھے آیا وہ جو پہلے ہی یونی کے فوبیا کا شکار تھی کہیں پھر ناضد پر اٹک جائے اور پڑھائی بہت ضروری تھی۔۔۔

لیکن صد شکر اُس کی مدد کو کوئی تو پہنچا تھا۔۔۔

عمیمہ سب کچھ سن کر گھبرا چکی تھی اگر کوئی مدد نا کرتا اور عنادل کو کچھ ہو جاتا تو۔۔۔؟ یہ سوچ بھی اسے خوفزدہ کر گئی۔۔

لاکھ اُسے بہادر بنانے کے درس دیتے مگر سب رائیگاں چلے جاتے تھے اور وہ جیسی تھی ویسی ہی رہتی تھی، بچپن سے اب تک، نا حالات نے اسے بدلا تھا نا ہی عمیمہ کی کمپنی نے۔۔۔

عمیمہ پھر بھی ہمت نہیں ہارتی تھی۔۔ اُسے معلوم تھا وہ بائے نیچر کانفیڈنٹ نہیں تھی، اسے لڑنا یا خود کو بہادر ظاہر کرنا نہیں آتا تھا اور عمیمہ اسے بہادر بننا سکھاتی اور سمجھاتی مگر اسے وہ سب باتیں بھول جایا کرتی ہے۔۔۔

اِس کی یہ بیماری سب کو ہرٹ کرتی تھی اسپیشلی عمیمہ کو کیونکہ سارا ٹائم عنادل اُسی کے ساتھ ٹائم سپینڈ کرتی تھی۔۔۔ اُسے ہر بات، عادت اور حرکت معلوم ہوتی تھی۔۔۔

"اچھا اب تم یہ کہو گی مجھے یونی نہیں جانا۔۔ شونا میری بات۔۔۔۔۔۔"

عمیمہ اس کی بات سے پریشان ہو گئی، اس کے ساتھ بہت سیریئس پرانک ہو چکا تھا اور اب وہ ضرور یونی نا جانے کی ضد کرنے والی تھی۔۔ وہ ابھی سمجھانا چاہ رہی تھی کہ بیچ میں عنادل بول پڑی۔۔۔

"آپی اگر میں نے ایسا کیا تو زامیہ مجھے گھر سے اٹھا کر لے جائیں گی۔۔۔

انہوں نے آج شام ہی کال پر دھمکی دی ہے۔۔ مجھے یونی جانا پڑے گا"

اس کی بات پر شاکڈ ہوتی عمیمہ دل ہی دل میں زامیہ کی شکر گزار بھی تھی کہ اُس کی بہن کو اُن اوباش نوجوانوں سے نا صرف بچا لیا تھا بلکہ یونی جانے کے لیے بھی منا لیا تھا۔۔

اور اُس کی حرکتیں بتانے پر عمیمہ ہنسے جا رہی تھی۔۔۔

"پاگل کلاس فیلوز کو بھائی اور آپی نہیں کہتے بیڈ مینرز سمجھا جاتا ہے اسپیشلی یونی لیول پر مس، میم، سر، ایسکیوز می یہ سب کہہ مخاطب کیا جاتا ہے۔۔۔"

وہ اپنی بہن کی معصوم باتوں پر ہنستے ہوئے بتانے لگی۔۔

"میں وہی دیکھ رہی تھی تمہارے موبائل میں نیا کانٹیکٹ نمبر ہے زامیہ ڈان کے نام سے۔۔۔"

اس نے چیک کرتے ہوئے موبائل میں نمبر دیکھ لیا تھا۔۔

عنادل نے صرف زامیہ لکھا تھا جبکہ اس سے موبائل لے کر زامیہ اپنے نام کے آگے ڈان لگا چکی تھی۔۔

یہ بات عمیمہ کو بتائی تو وہ ہنسنے لگی۔۔ کیا چیز تھی وہ۔۔

عمیمہ اِس کے موبائل اور لیپ ٹاپ پر چیک رکھتی تھی۔۔

ایسا نا ہو کسی بھی بری سیچویشن میں کہیں خوف سے خود پر جبر کرتی رہے بتانے کے بجائے۔۔

اور وہ وقتاً فوقتاً لیپ ٹاپ سے اینیمیٹڈ موویز بھی ڈیلیٹ کرتی رہتی تھی ورنہ رات کو نیند نا آنے پر جاگ کر اپنی آنکھوں اور سر درد کی پرواہ کئے بغیر مووی میں مگن رہتی تھی اور صبح اس کی آنکھوں کے سرخ ڈوروں سے معلوم ہوتا تھا وہ پوری رات سو نہیں پائی ہے۔۔

"اوکے آپی میں سمجھ گئی۔۔"

عنادل اب اس کے برابر میں آکر بیٹھ چکی تھی۔

"چلو اچھا ہوا زامیہ کے ڈر سے ہی سہی لیکن اب ہمارے کانوں کو یہ نہیں سننا پڑے گا مجھے نہیں پڑھنا، مجھے یونی نہیں جانا۔۔"

عمیمہ نے اِس کی ایکٹنگ کرتے ہوئے کہا تو حسبِ توقع وہ چڑ گئی۔۔

"آپی وہ بہت اچھی ہیں مجھے اپنے ساتھ ہی رکھا آل ٹائم۔۔۔ میں اگر یونی نا جاؤں تو وہ مجھے اٹھا کر لے جائیں گی یونی بٹ ایم او۔کے مجھے ایک پروٹیکٹو فرینڈ مل گئیں۔۔"

زامیہ سے دوستی کے بعد جہاں اسے ایسا سہارا ملا تھا جس پر ڈیپینڈ کر سکے، وہیں وہ بری طرح پھنس چکی تھی۔۔۔

یونی جاتی تو اپنے اندر کا ڈر بے چین رکھتا تھا، نا جاتی تو زامیہ کا ڈر سر پر سوار ہو جاتا تھا۔۔۔

مگر اب بھی سب باتوں کے بعد یونی جانے کا سوچ کر ہی پریشان ہوئی اور آنکھوں میں اس سے پہلے کہ سیلاب آتا عمیمہ کو مہر النسا بیگم نے بلا لیا، وہ کچھ دیر بعد آنے کا کہہ کر چلی گئی۔۔۔

جب کہ وہ اداسی سے سوچنے لگی کہ کل یونی جانا چاہئیے یا نہیں اگر زامیہ نہیں آئی اور وہ کسی دوسری مصیبت میں پھنس گئی تو۔۔۔؟

اُس کی سوچیں اُسے بے چین کئے ہوئے تھیں، جو اس کے ساتھ پہلے روز ہو چکا تھا اکیلے یونی جانے کو سوچنا

بھی اسے خوف سے دوچار کر رہا تھا۔۔۔

آج ایک پروفیسر نہیں آئے تھے۔۔ جن کے بارے میں زامیہ نے بتایا تھا وہ بہت سٹرکٹ ہیں۔۔۔ سخت لہجہ برداشت کرنا مشکل ترین کام تھا۔۔

اب نئی ٹینشن عنادل نے اپنے سر پر سوار کرلی تھی وہ تھی پروفیسر کا سخت رویہ۔۔۔

اپنے آپ کو سوچوں سے بچانے کے لئے وہ لیپ ٹاپ اٹھاتی اینیمیشن موویز کی کلیکشن میں سے ایک منتخب کر کے اُسے لگائے بیٹھ گئی۔۔۔

جب تک عمیمہ رات کے کھانے پر اُسے بلانے نہیں آئے گی اُس نے کمرے میں بند رہ کر لیپ ٹاپ کے آگے بیٹھے رہنا تھا اور اینیمے دیکھتے ہوئے وہ ہر فکر سے آزاد ہوتی تھی۔۔

نور جلے پاؤں کی بلی کی طرح اپنے روم میں شدید غم و غصے کی حالت میں چکر کاٹ رہی تھی۔۔

وجہ حمزہ کا ڈنر پر انہیں جوائن نہیں کرنا تھا۔۔۔

اُس نے صرف اپنے بابا کو دکھانے کے لئے ہی تھوڑا بہت کھانا کھایا تھا ورنہ حلق سے حمزہ میر کے نا ہونے پر نوالے نیچے ہی نہیں اتر رہے تھے، جتنا وہ اسے دیکھنے کے لیے پاگل ہوتی تھی اتنا وہ اس کے سامنے کم آتا تھا۔۔

وہ سپیشلی اُسی کے لئے بھرپور تیار ہو کر آئی تھی لیکن اُس کی تمام تیاریاں رائیگاں گئی تھی۔۔

کوئی اس سے پوچھتا جب کوئی انسان آنکھوں کو اتنا بھا جائے کہ ہر پل اس صورت کو دیکھنا چاہیں اور دل میں ایسے اتر جائے کہ دیکھتے ہی دھڑکن تیز ہو جائے، اور ایسا زندگی جیسا انسان نظر نا آئے، ایسا انسان جسے سامنے بٹھا کر دیکھتے رہو اور ساری عمر گزر جائے تب بھی کم لگے وہ انسان زندگی کے کچھ پل بھی میسر نا ہو تو کیسا لگتا ہے؟ کوئی نور سے پوچھتا کتنی تکلیف ہوتی ہے۔۔ وہ پاگل ہو رہی تھی دن بدن حمزہ کی محبت اسے اندر تک جلاتی جا رہی تھی وہ تھا کہ بے نیاز اور لاپرواہ۔۔۔

ڈریسنگ پر رکھے تمام پرفیومز کو نیچے زمین پر پھینکتی وہ اپنے بال نوچنے لگی۔۔۔

آنسو مسلسل آنکھوں سے بہہ رہے تھے جس کی وجہ سے کاجل کی لکیر بن گئی تھی۔۔

وہ کچھ سوچ کر تلخ سا ہنس کر اٹھی، خود میں امید جگاتی وہ دوبارہ اپنا چہرہ صاف کرتی پہلے سے زیادہ اپنے آپ پر وقت لگا کر تیار ہوئی۔۔۔

وہ میک اپ نا بھی کرتی تو اچھی لگتی تھی۔۔ حسین اور طرحدار تھی۔۔

عام لڑکی نا تھی آئیڈیل ہائیٹ نازک سی سفید رنگت والی انتہا کی حسین لڑکی تھی دیکھنے والوں کو کمی ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتی تھی ایک وہ حمزہ میر تھا جو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتا تھا، اُسے لگتا تھا میک اپ اور سٹائلش کپڑے لوگوں کو متوجہ کرتے ہیں۔۔

اور حمزہ میر کے علاوہ وہ سب کو ہی متوجہ کرنے میں کامیاب تھی۔۔

مگر جس کی توجہ حاصل کرنے کے لئے اتنی محنت کرتی تھی وہ ایک نظر دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا تھا۔۔

جانے کیسا سرد مزاج، پتھر جیسا انسان تھا جو پگھلتا ہی نہیں تھا۔۔

اور اس مغرور انسان کی نظر اندازی اور بے نیازی سے نور پیچھے ہٹنے کے بجائے مزید اُس کے سحر میں جکڑتی جا رہی تھی، وہ تھا ہی ایسا دلکش اور پاگل کر دینے والا، نور کو لگتا تھا اس میں حسن کے ساتھ ساتھ غرور اور انا کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھی، وہ کبھی جان ہی نہیں پائی وہ سخت مزاج اور ظالم انسان دراصل کیسا ہے۔۔

وہ ڈریس بھی چینج کر چکی تھی۔۔

ریڈ کلر کی ٹی شرٹ پر وائٹ پینٹ اور ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ حمزہ کے روم کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

ایک نظر اپنے بابا کے روم پر نظر ڈالی جو بند تھا یعنی وہ سو رہے ہوں گے۔۔

رات کے ساڑھے بارہ بجے وہ حمزہ میر کا روم نوک کر رہی تھی۔۔۔

حمزہ میر جاگ ہی رہا تھا اور سوچوں اور یادوں نے ہمیشہ کی طرح نیند چھین لی تھی اور دماغ شل کر دیا تھا ایسے میں وہ کڑوی کافی کا تلخی بھرا ذائقہ اسے جیسے سب بھلا دیتا تھا۔ اسے کافی کی شدت سے طلب ہو رہی تھی تو اُس نے روم سروس سے کافی آرڈر کی اور تقریباً پندرہ منٹ بعد بھی اب تک اُسے نہیں پہنچائی گئی تھی۔۔

"کتنی دیر کر دی کافی ہے یا۔۔۔۔"

وہ ڈور کھولتے ہی ضبط کھوئے، بِنا سامنے دیکھے بول رہا تھا کہ اچانک نور پر نظر پڑی تو وہ ٹھٹکا۔۔

"تم۔۔"

اُس کے چہرے کے تاثرات پل میں نہایت پتھریلے ہو گئے تھے۔۔۔

"جی میں۔۔۔مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔۔۔"

نور نے چہرے پر دنیا جہاں کی پریشانی اور بے بسی سموئے کہا تو حمزہ نے آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھا۔۔

"اور میں جانتا ہوں تم نے کچھ نہیں کہنا، سو پلیز گو ناؤ۔۔۔"

وہ سمجھ چکا تھا وہ صرف اور صرف اُس کا ٹائم لینے آئی ہے مگر اس کے پاس وہی وقت ہی تو نہیں تھا نا نور کے لیے نا ہی کسی اور لڑکی کے لیے، وہ ارادوں کا اٹل لڑکا تھا وہ اپنی بات پر قائم رہنے والا انسان تھا اس کا وقت جس ایک کے لیے ہمیشہ سے تھا اسی کے لیے بچا کر رکھتا تھا وہ بھلا کیسے اپنا قیمتی وقت کسی پر خرچ کرتا۔۔

"میری بات سنو پلیز حمزہ پلیز۔۔۔"

اس بار اس کی آنکھوں نے بھی بے بسی کی داستان سنا دی۔۔۔

وہ چند پل رُک کر دیکھتا رہا ہو سکتا ہے واقعی کوئی پریشانی ہو، وہ لگتا تھا مگر کٹھور تھا نہیں۔۔۔اسے اندر آنے کا کہہ کر بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

وہ کمرے کے وسط میں کھڑی اِس کا شاندار سا کمرہ دیکھ رہی تھی۔۔۔

"کچھ کہنے آئی ہو یا کمرہ دیکھنے۔۔"

حمزہ متوجہ تو موبائل کی جانب تھا لیکن مخاطب اسی سے تھا۔۔۔

"وہ میں۔۔۔ حمزہ مجھے غلط نہیں سمجھنا لیکن۔۔۔"

وہ ٹھہر ٹھہر کر اُس کی جانب دیکھے کہہ رہی تھی جبکہ وہ سنتے ہوئے اپنے موبائل پر مصروف تھا۔۔۔

اس کی عادت اور فطرت میں لڑکیوں کو دیکھنا نہیں تھا جو خود کو، اپنی آنکھوں کو امانت سمجھ لیں وہ ایسے ہوا کرتے ہیں دنیا کے لیے بے نیاز مگر درحقیقت امانت دار۔۔۔

اس نے لائف میں کبھی کسی کو اتنی اہمیت نہیں دی تھی کہ کوئی لڑکی اُس سے آکر بات کرے، اس کے رویہ میں مخصوص سرد پن سے کسی کو ہمت نا ہوتی تھی لیکن نور چوہان ہار ہی نیں مان رہی تھی اور آج نور سے دوٹوک بات کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ڈور پر ناکنگ ہوئی، نور کا رنگ اڑ گیا اگر اس کا باپ ہوا تو۔۔۔؟ اور اس تو کے آگے وہ سوچ بھی نہیں پائی جب حمزہ میر نے ڈور کھولا۔ اس کی کافی آئی تھی وہ کافی لے کر واپس آیا اور نور کی سانس بحال ہوئی تھی۔

وہ کافی لیے بے زار سا دوبارہ بیڈ پر جا بیٹھا، تلخ کافی کا سپ لے کر سائڈ ٹیبل پر رکھی، نور اس دوران بس اسے دیکھ رہی تھی۔

"بولو میں سن رہا ہوں۔۔ میں کانوں سے سنتا ہوں۔۔"

اُس کے اچانک چپ ہو جانے پر حمزہ نے بنا دیکھے اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔۔۔

"میں۔۔۔ میں تم سے بہت محبت کرتی ہوں حمزہ۔۔۔"

اس کی ابھی بھی نظریں حمزہ پر ہی مرکوز تھیں جس کے عضلات نور کی بات پر تن سے گ ئی ے تھے۔۔

وہ یہ سن کر نا شوکڈ ہوا نا ہی چونکا۔۔

"آگے کہو۔۔"

اُس کے پھر رک جانے پر حمزہ نے تنے ہوئے تاثرات سمیت بے نیاز لہجے میں ٹوک کر کہا۔۔

نور کو شدید انسلٹ فیل ہوئی کہ اُس کے جذبات کو چند پل رُک کر سننے کا بھی وہ متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔۔۔

ہتک اور توہین کی شدت سے چہرہ سرخ ہوا۔۔۔

"میں تمہیں کوئی سکرپٹ نہیں سنا رہی اپنی محبت کا اظہار کر رہی ہوں جو نا جانے کب سے دل میں دبائے بیٹھی ہوں اِس آس میں کہ کبھی تو تمہیں بھی مجھ میں کچھ دکھائی دے گا، میری خوبصورتی، دیوانگی، میرا عشق، کیا تمہیں کچھ نظر نہیں آتا حمزہ۔۔۔"

اب کے نور نے ان کے درمیان پانچ قدم کا فاصلہ طے کر کے بے بسی سے کہا۔۔۔

"میں نے کبھی تمہاری کسی بات پر حوصلہ افزائی نہیں کی تو مجھ پر یہ سب ہتھکنڈے استعمال کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔"

حمزہ نے درشتگی سے کہا۔۔

وہ آنکھوں میں جذبے سموئے ابھی بھی حمزہ کو دیکھ رہی تھی۔۔

حمزہ میر کافی کا کپ اٹھاتے اٹھاتے رک گیا۔

اور اب اس کے مقابل کھڑا اُسے غصے سے دیکھ رہا تھا۔۔

"معلوم ہے مجھے کہ تم نے کبھی مجھے سہی سے دیکھا بھی نہیں ہے لیکن حمزہ پلیز بلیو می مجھ سے زیادہ تمہیں کوئی نہیں چاہ سکتا۔۔"

نور نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھوں کو تھامنا چاہا، آج اگر اسے منتیں کر کے منوانا پڑا تو ایسے سہی، بند کمرے میں اگر پاؤں پکڑنے پڑے تو یہ بھی کر جائے گی۔۔۔

حمزہ نے اس کے ہاتھ تھامنے سے پہلے ہی اپنے ہاتھ پیچھے کر لئے تھے۔۔۔

"تم نے آج یہاں آکر اور یہ سب کہہ کر اپنی عزتِ نفس کو روند ڈالا ہے۔۔۔

اگر محبت ہے بھی تو تمہیں یوں کھلے عام مجھ سے اظہار نہیں کرنا چاہئیے تھا۔ میں کبھی بھی تم سے تو کیا تم جیسی کسی لڑکی سے بھی شادی نہیں کروں گا۔۔۔

تمہارے باپ نے اس وقت تمہیں میرے کمرے میں دیکھ لیا تو سوچو ان پر کیا گزرے گی۔۔"

حمزہ میر کا چہرہ اور آنکھیں غصے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھی مگر وہ آج ضبط کیے بول رہا تھا پھر آگے بڑھ کر روم کا ڈور کھولا اور یہ اشارہ تھا کہ وہ اب جا سکتی ہے مگر اسے یونہی کھڑے پایا تو اس کی طرف بڑھا اور اسے کھینچتے ہوئے کمرے سے نکالنے لگا لیکن نور نے اسی وقت حمزہ کی شرٹ کو مُٹھی میں دبوچ لیا تھا۔۔

شرٹ چھڑوانے کے چکر میں اس نے جب نور کا ہاتھ چھوڑا تو نور نے بنا وقت ضائع کئے اپنا سر اس کے سینے سے ٹکا دیا۔۔۔

حمزہ پر نور کے اس عمل سے حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔۔

"ڈونٹ ٹچ می ڈیم اٹ۔۔"

وہ غصے سے اسے جھٹکے سے پیچھے کرتے ہوئے پھنکارا تھا۔۔

حمزہ میر کو یوں اسے روم میں بلانے پر سہی پچھتاوا ہوا تھا اور اب اندازہ ہو رہا تھا ہمدردی میں کتنا غلط کر گیا تھا وہ۔۔

اس کا ارادہ تو نرمی سے سمجھانے کا تھا لیکن نور نے ہر حد کراس کر دی تھی۔۔

"تم میری۔۔نور چوہان کی محبت ہو۔۔"

سب کچھ بالائے طاق رکھ کر نور ہٹ دھرمی سے گویا ہوتی مزید قریب ہونے لگی کہ حمزہ کا ہاتھ جو نور کی حرکت اور الفاظ پر بے ساختہ اٹھا تھا چوہان صاحب کی پکار پر ہوا میں معلق رہ گیا۔۔۔

"سر!! یہ آپ۔۔۔ نور تم یہاں۔۔۔"

وہ آگے کچھ کہہ نا سکے، رات کے دوسرے پہر نور کا حمزہ کے پاس ہونا انہیں گنگ کر گیا، نور اتنی آگے بڑھ جائے گی ان کو اندازہ نہیں تھا۔۔۔

دروازہ کھلا تھا اور وہ دونوں دروازہ کے پاس ہی کھڑے تھے، حمزہ کی شرافت کا ثبوت اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا تھا، وہ اپنے کمرے میں تھا اور نور اس کے پاس آئی ہوئی تھی اور دروازہ جو مکمل کھلا ہوا تھا، منظر واضح تھا اور سمجھدار کے لیے اشارہ کافی ہوتا ہے۔۔۔

"بابا یہ اچھے انسان نہیں ہیں انہوں نے۔۔۔"

نور نے ادھوری بات کہہ کر کافی مہارت سے اپنا گناہ حمزہ کے سر ڈال دیا۔۔۔

جبکہ حمزہ بنا اپنی صفائی دئے غصے سے نور کو گھورے جا رہا تھا۔۔

چوہان صاحب نہیں آتے تو تین چار تھپڑ سے نور کی عقل وہ ضرور ٹھکانے لگا چکا ہوتا۔۔۔

"یہ کیا۔۔۔ کیا کہہ رہی ہو۔۔؟"

انہوں نے نور کو خود سے الگ کر کے پوچھا، ان کا چہرہ شرمندگی کی شدت سے زرد ہونے لگا تھا۔۔

وہ جوان کے آنے پر ان کے سینے سے لگی ہچکیاں لے لے کر رو رہی تھی۔

ان کے پوچھنے پر نظریں جھکا گئی۔۔۔

"تم کہنا چاہتی ہو سرنے۔۔۔ تمہارا دماغ خراب ہے یا میرا جو تمہاری بات پر یقین کروں۔۔۔ باپ ضرور ہوں لیکن اندھا نہیں۔۔"

چوہان صاحب نے اس کی ایکٹنگ اور جھوٹ پر دبا دبا چلاتے ہوئے کہا، وہ باپ کے لفظوں پر شوکڈ ہوئی۔۔۔

"بابا میں سچ کہہ رہی ہوں حمزہ نے روم میں بلایا!!!!!......."

ابھی نور کے الفاظ سہی سے ادا بھی نہیں ہوئے تھے کہ چوہان صاحب نے زور کا تھپڑ پہلی بار اپنی بیٹی کو مارا تھا، انہیں شدت سے احساس ہوا تھا نور کو مسلسل ڈھیل دینے کے نتیجہ میں یہ وقت آیا تھا کہ آج وہ سر اٹھانے کے قابل بھی نہیں رہے تھے۔۔۔

"شٹ اپ نور جسٹ شٹ یور ماؤتھ۔۔"

چوہان صاحب نور کے مسلسل جھوٹ پر سیخ پا ہوتے ہوئے رنج و غم سے چیخ کر بولے۔۔۔

نور گال پر ہاتھ رکھے آنکھوں میں آنسو لئے شکوہ کناں نظروں سے اپنے بابا کو دیکھتے ہوئے وہاں سے بھاگ کر اپنے کمرے میں پہنچی اور دروازہ لاک کر گئی۔۔

انسلٹ کا احساس اچانک ہوا تو اس کے قدم وہاں رکنے سے انکاری ہو گئے، اس ڈرامہ کے بعد وہ اپنے باپ کی نظروں سے بھی گر چکی تھی اور حمزہ کو پانے کی جو زرا امید تھی آج وہ بھی اپنے ہاتھوں سے گنوا دی۔۔۔

"سوری سر میں بہت شرمندہ ہوں۔۔"

شرمندگی کے سبب چوہان صاحب کے لیے سر اٹھا کر بولنا محال ہو رہا تھا۔۔۔

"آپ کو شرمندہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔

بچے جب بڑے ہو جاتے ہیں تو ہر تربیت کو بھلائے صرف اپنی مرضی کرتے ہیں۔۔۔

اس میں آپ کا کوئی قصور نہیں ہے۔۔۔

یہ تھوڑے وقت کی اٹریکشن ہے جو تھوڑا ٹائم لے گی لیکن نور کو احساس ضرور دلائے گی اس نے آج اپنی عزت نفس کے ساتھ سودا کر کے کتنی سنگین غلطی کی ہے۔۔۔

بس آپ سے ایک ریکوئسٹ ہے۔۔"

حمزہ نے تحمل سے سمجھانے کے بعد لفظ وارننگ کہنے کے بجائے ریکوئسٹ یوز کیا۔۔۔

حمزہ خود میں رہنے والا ضرور تھا لیکن بد تمیز وہ شروع سے نہیں تھا۔۔۔

"جی سر حکم کریں۔۔"

چوہان صاحب نے حیرت سے کہا۔۔۔

"آپ نور کو اب دوبارہ میرے سامنے ہرگز بھی نہیں آنے دیں گے۔۔۔"

اس نے ریکوئسٹ لفظ کا استعمال کیا تھا مگر لب ولہجہ میں واضح وارننگ تھی۔

چوہان صاحب کو اس کے سرد انداز نے بہت کچھ جتا دیا تھا، وہ اس بار معاف کر گیا تھا نیکسٹ ٹائم نہیں کر پائے گا۔۔۔

"اوکے سر میری کوشش ہوگی آپ کا اُس سے سامنا نہیں ہو۔۔"

وہ کہہ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔۔

حمزہ ایک گہری سانس خارج کر کے دروازے کو بند کیا اور بیڈ پر گرنے کے سے انداز میں لیٹ گیا۔۔۔

نور نے حمزہ کو اپنی حرکت اور باتوں سے بہت اَپ سیٹ کیا تھا۔۔

وہ آنکھیں موندے سر پر تکیہ رکھ گیا، آج نا یادیں سکون دینے والی تھیں نا وہ چہرہ جسے وہ سوچتا تھا، اب نیند بھی ممکن نا تھی۔۔

پیپرز کا آغاز ہوا اور اختتام پذیر بھی ہو گئے، اِس سب کے دوران عینا شدید پریشان رہی۔۔۔

اور حمزہ میر اپنے پیپرز کی تیاری چھوڑے اسے ہی گائیڈ کرتا رہا۔۔

اُس کا فائدہ حمزہ کو بھی ہوا۔۔اُسے دوبارہ بُک کھولنے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔۔۔

عینا کو سمجھاتے اور پڑھاتے ہوئے ہی وہ سب ٹاپک ریوائز کرلیتا تھا۔۔۔

عینا کو دو سے تین بار سمجھانے پر اُسے ٹاپک کا کانٹینٹ اچھے سے یاد ہو جاتا تھا۔۔

اور عینا ہونق سی اُسے بنا بُک کھولے سمجھاتے ہوئے دیکھتی تھی۔۔۔

"حمزہ میر مجھے یاد ہو گیا ہے۔۔۔بس کرو سر دکھ رہا ہے اب تو۔۔"

وہ مسلسل پڑھتے پڑھتے اُسے روک کر یہی کہتی تھی اس نے شاید زندگی میں پہلی مرتبہ اتنی سٹڈی ایک ساتھ کی تھی۔۔

وہ عینا کے لئے گھر سے فریش جوس بنوا کر لاتا تھا اور زبردستی اُس سے فِنش کرواتا تھا۔۔

شاید انجانے میں جو حمزہ کھانے پینے کے معاملے میں کوتاہی کر چکا تھا اُس کا ازالہ کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"پیپرز کے بعد اپنی آپی کے ساتھ ہمارے گھر آنا۔۔۔

میں نے دادی اور مام کو بھی بتایا ہے عینا ہمارے گھر آئے گی۔۔۔"

حمزہ پُر مسرت سا اُسے دیکھ کر بتانے لگا۔۔

جب وہ اپنی کسی خوشی کا اظہار کرتا تھا تو اِس کی آنکھوں میں سنہری جگنو جگمگاتے تھے۔۔۔

"ہاں آؤں گی لیکن ابھی تک آپی سے بات ہی نہیں کی میں نے۔۔۔

حمزہ میر اگر میں نہیں آسکی تو تم مجھ سے ناراض ہو جاؤ گے۔۔؟؟"

یہ سوال کرتے ہوئے عینا کی آنکھوں میں خوف تھا کہ اگر وہ اُس کے گھر نا جا سکی تو حمزہ میر اِس کا اکلوتا دوست اِس سے ناراض نا ہو جائے۔۔۔

"عینا تم چاہے کچھ بھی کرلو تمہیں آنا تو ہمارے ہی گھر ہے۔۔۔اِس لئے میں ناراض نہیں ہوؤں گا کبھی ۔۔"

پراسراری مسکراہٹ لبوں پر سجائے اس نے عینا کو دیکھ کر جواب دیا تو وہ نا سمجھی سے اُسے دیکھے گئی۔۔۔

"میں کیسے آؤں گی حمزہ میر تمہارے گھر۔۔۔؟"

اُسے لگا شاید اُس نے کوئی پلان بنایا ہوا ہے کہ کیسے وہ اِس کے گھر آسکتی ہے تبھی جوش سے پوچھا۔

"مجھے معلوم تھا تم نہیں سمجھو گی۔۔۔"

حمزہ اب خفگی سے چیزیں سمیٹ رہا تھا اور بڑبڑا بھی رہا تھا۔۔۔

"اتنی سادہ لوح لڑکی آج تک میں نے نا دیکھی اور نا سنی ہے۔۔"

اور عینا پریشانی سے کتابوں کو دیکھ رہی تھی کل پیپر تھا اور حمزہ اسے گراؤنڈ میں گر اسی پلاٹ پر بٹھائے پیپر سے متعلق سمجھانے کے لئے آیا تھا۔۔۔

آج کا دن فری تھا وہ مسلسل چار پیپر میں اپنے فری دن کی قربانی دے کر اُسے سمجھانے آرہا تھا۔۔

عینا کے ایگزیمنز روم میں جاتے ہوئے شکل کے تاثرات بگڑے ہوئے ہوتے تھے اور باہر آتے ہوئے خوشی سے اچھلتی تھی۔۔۔

اس کے پیپرز حمزہ کی بدولت بہت اچھے جا رہے تھے۔۔۔

پیپرز ہونے کے بعد وہ کھڑکی کے پار اپنے انتظار میں ٹہلتے ہوئے حمزہ کو انگوٹھا دِکھا کر بتاتی تھی پیپر کیسا ہوا۔۔۔

حمزہ میر پیپر ٹائمنگ سے آدھے گھنٹے پہلے ہی فری ہو جاتا تھا اور عینا فِکس ٹائم پر۔۔۔

پیپرز ختم ہوئے تو رزلٹ کی اناؤنسمنٹ تک سکول آف ہو گیا۔۔۔

عینا ہمیشہ کی طرح دادو کے گھر چلی گئی۔۔

اور حمزہ میر نیکسٹ کلاسز سٹارٹ ہونے کے دن گن رہا تھا۔۔۔

اور ہمیشہ کی طرح عینا فی الحال سب بھولے انجوائے کر رہی تھی اور ہمیشہ کی طرح عینا یہ بھی بھول گئی عمیمہ کے ساتھ اُسے حمزہ میر کے گھر جانا ہے۔۔۔

وہ رزلٹ اناؤنسمنٹ کے دن ڈائریکٹ دادو کے گھر سے سکول آئی تھی۔۔

ہئیر اسٹائل کٹ کروا کر اس بار قدرے لمبے بالوں کے ساتھ لوٹی تھی۔۔

حمزہ میر اسی کا انتظار کرتے ہوئے سکول گیٹ پر موجود تھا۔۔۔

ریڈ اور بلیک کلر کی فراک میں وہ ڈول سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔

آگے سے باب کٹ بال جنہیں مزید چھوٹا کیا گیا تھا، یہ اسٹائل بنا ہی اس کے چہرے کے لئے تھا۔۔

وہ چاچو کو بائے کہہ کر اُسی جانب بڑھ گئی جہاں حمزہ تھا۔۔۔

اُسے یہ یقین تھا حمزہ میر اِس کا انتظار کر رہا ہو گا۔۔۔

خوشی سے تمتماتے چہرے کے ساتھ اس کے پاس دوڑتی ہوئی پہنچی۔۔۔

NOVEL IN URDU

حمزہ اس کے نیو لُک پر تعریفی کلمات بھی نہیں کہہ سکا۔۔۔

وہ روکھا سا تھینکس لینے کے حق میں نہیں تھا جو عینا سب کو دیا کرتی تھی۔۔۔

"حمزہ آپ نے آج پرنس کا رول ادا کرنا ہے اس لیے ریڈی رہیں۔۔۔"

ٹیچر نے تیزی سے بولتے ہوئے اچانک حمزہ کے سر پر بم پھوڑا۔۔۔

اُس نے اینول فنکشن میں اپنا نام ہی نہیں لکھوایا تھا کہ عینا نے پہلے ہی کہہ دیا تھا وہ چھٹیوں میں دادو کے گھر

جائے گی پڑھ پڑھ کر اُسے پتہ نہیں کیا کیا ہو گیا تھا یہ تو عینا ہی جانتی تھی۔۔

"میم میں نہیں کر سکتا پرنس کا رول اور میں نے کوئی پریکٹس بھی نہیں کی ہے اِس رول کی۔۔۔"

حمزہ نے اپنے غصے کو دباتے ہوئے کہا وہ سامنے موجود سنڈریلا کو دیکھ کر کہہ رہا تھا جو اِن کی کلاس فیلو روزی تھی، وہ حمزہ کو پسند کرتی تھی حمزہ کے پرنس بننے کی خوشی میں مسکرا کر اُسے دیکھ رہی تھی جیسے کہہ رہی ہو ٹیچر کی بات تو ماننی پڑے گی اور میرے پرنس تو تم ہی ہو، حمزہ کو اس کی چپکو طبیعت سے ویسے ہی بہت الجھن محسوس ہوتی تھی کجا کہ اس کے ساتھ ایکٹ کرے۔۔

"حمزہ آپ کو ایک بار ایکٹ کر کے دِکھایا جائے گا پھر آپ اُسے ذہن نشین کر لینا۔۔۔ یہ کام آپ کے لئے بلکہ کوئی بھی کام آپ کے لئے مشکل تو نہیں ہے، اور یہ ایک چھوٹا سا ایکٹ ہے یہاں ایکٹنگ سے زیادہ لُکس دیکھے جاتے ہیں اور آپ پرنس لگتے ہو۔۔۔"

ٹیچر نے صورتحال سے نبٹنے کے لیے سچ جھوٹ ملا کر اسے بہلانا چاہا۔۔

انداز التجائیہ تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے لیکن میری ایک شرط ہے۔۔"

وہ اب اتنا بھی بدلحاظ نہیں تھا کہ ٹیچر سے ریکوئسٹ کروائے اس لئے مان گیا ساتھ اپنی خواہش کا بھی اظہار کر دیا۔۔۔

NOVEL IN URDU

"جی جی بتایئے کیسی شرط۔۔؟؟"

ٹیچر اِس کی نیم رضامندی پر خوش ہوتے ہوئے بولیں۔۔۔

"عینا میرے ساتھ ایکٹ کرے گی۔۔"

وہ یہ نہیں کہہ سکا میری پرنسز صرف عینا ہو گی۔

ooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

"عینا۔۔۔انہیں تو سیکھانے کے لئے ایک ویک درکار ہو گا اور ہمارے پاس دو گھنٹے ہیں۔۔۔پہلا ایکٹ پرنس اور سنڈریلا کا تھا لیکن اب ہم نے اُسے لاسٹ پر کر دیا تاکہ آپ لوگ پریکٹس کر سکیں۔۔۔روزی کی پریکٹس ہے اِس لئے میرا خیال ہے انہیں ہی سنڈریلا کا ایکٹ کرنے دیں۔۔۔"

ٹیچر اِس کی شرط پر بوکھلا گئیں۔۔

عینا کو سب ہی جانتے تھے وہ اتنی جلدی ایکٹ دیکھ کر ایکٹنگ نہیں کر سکتی تھی، وہ شائے تھی اور اسے سوشل فوبیا تھا اتنے لوگوں کے سامنے وہ ایکٹ کر ہی نہیں سکتی تھی۔

"آپ بس ایک بار مجھے اور عینا کو ڈائیلاگ اور ایکٹنگ سمجھائیں اگلے دو گھنٹے میرے پاس موجود ہیں میں عینا کو اس کی ایکٹنگ اور ڈائیلاگز سیکھا دوں گا، اور آپ نے ہی کہا یہاں ایکٹنگ سے زیادہ لُکس دیکھے جائیں گے۔۔

سی میم شی شیور لکس لائک سنڈریلا، پریٹی اینڈ انوسنٹ۔۔

آپ جیسے مجھ سے مطمئن ہیں ویسے ہی عینا سے بھی مطمئن رہیں۔۔"

وہ انہی کی بات ان پر لوٹاتا انہیں لاجواب کر چکا تھا، ٹیچر کے پاس اب کہنے کے لئے کچھ نہیں بچا تھا روم کے باہر موجود عینا کو پریکٹس روم میں بلوالیا گیا۔۔

اور عینا جو خوشی خوشی اندر گئی تھی ایکٹ کا سن کر بری طرح بوکھلا گئی مگر ہمیشہ کی طرح اس کے پاس حمزہ نے انکار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی تھی، وہ روہانسی صورت لیے حمزہ کے ساتھ پریکٹس کرنے لگی۔۔۔

روزی کی آنکھوں سے دونوں کو دیکھ کر شعلے ٹپک رہے تھے۔۔۔

یہ نفرت بھرے شعلے عینا کے لئے تھے۔۔

وہ آنکھوں میں آنسو لئے وہاں سے ہٹ گئی۔۔۔

جبکہ عینا کو اس وقت کسی کا ہوش نہیں تھا، حمزہ جتنی نرمی دکھاتا تھا اس سے کہیں زیادہ رعب جھاڑتا تھا جب وہ سختی پر مائل ہوتا تھا پھر عینا کو اس کی بات مان لینے میں ہی عافیت نظر آتی تھی اب بھی وہ اور حمزہ پریکٹس میں مگن تھے اور اگلے ایک گھنٹے میں حمزہ اُسے ایکٹ کے لئے کافی حد تک تیار کر چکا تھا۔۔

دونوں کے لباس سکول کی جانب سے دیئے گئے تھے۔۔۔

حمزہ میر پرنس کوٹ میں کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہو رہا تھا جو غلطی سے اِس دنیا میں آگیا ہو۔۔

عینا سنڈریلا کے یلو گاؤن میں خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

سب ٹیچرز نے ہی دونوں کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا تھا وہ دیکھنے میں رئیل پرنس پرنسز لگ رہے ہیں۔۔۔

ایکٹ وہی تھا جو ٹپیکل سنڈریلا سٹوری کا تھا۔ سوتیلی ماں کے پاس رہنے والی غریب لڑکی اور وہ ریاست کا ہونہار اور خوبصورت شہزادہ۔۔

جادو سے پرنسز بنی وہ لڑکی پرنس کی تقریب میں پہنچ جاتی ہے۔۔۔

اور بارہ بجنے پر اصلی روپ میں آنے کے ڈر سے پرنس کے ساتھ ڈانس کو چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے اور بھاگتے ہوتے اس کی ایک سینڈل وہیں رہ جاتی ہے۔۔۔

اور اُس سینڈل کی مدد سے شہزادہ اُسے ڈھونڈ کر شادی کر لیتا ہے۔۔۔

حمزہ نے پورا ایکٹ دل سے کیا تھا اور عینا کو خاص ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

اسے شروع میں اداس اور کام میں مگن رہنا تھا وہ سٹیج کے کنارے سر جھکائے جو کہا گیا تھا کرتی رہی۔۔

جب وہ پرنس پارٹی میں پہنچی تو بنا کسی طرف توجہ کئے حمزہ کو بغور دیکھتی اس کے اشاروں پر چلتے ہوئے پورا پرنسز کا کردار آخر تک بخوبی نبھایا۔ بقول حمزہ میر، رونا دھونا اور خوف زدہ صورت بنانے میں ویسے ہی وہ ماہر تھی۔

چند سیکنڈ پرنس کے سامنے رہنے کے بعد ٹائم لمٹ کا گھنٹہ بج چکا تھا۔

ایکٹ کے حساب سے اسے وہاں سے چلے جانا تھا پیروں میں ڈھیلی سینڈل ہونے کی وجہ سے ایک کی بجائے دونوں ہی پیروں سے اتار چکی تھی، اس غلطی پر عینا بری طرح گھبرا گئی تھی مگر عین وقت پر حمزہ کی بات یاد آگئی تھی۔

”عینا کوئی غلطی بھی ہو جائے تو ظاہر مت کرنا ایکٹ کے چند منٹس پورے کرنے ہیں کوئی بھی تمہاری ایکٹنگ نہیں دیکھ رہا ہو گا، سب کی نظر ہمارے چہرے کے تاثرات پر ہو گی۔۔“ یہ بات یاد آنے پر وہ بنا رکے جلدی سے آگے بڑھ گئی تھی۔ حمزہ کی اٹکی ہوئی سانس بحال ہوئی تھی۔

کردار میں سنڈریلا سوتیلی ماں کے خوف کے زیر اثر رہی تھی، مختصر وقت میں جلد وہ پرنس کی پارٹی کے سین تک پہنچے تھے جس میں سنڈریلا کا کردار ادا کرتی عینا چھپ کر پارٹی میں پہنچی تھی اور گھنٹہ بجنے پر لوٹ گئی تھی۔

آخری سین میں پرنس، سنڈریلا کی سینڈل تھامے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے وہ دونوں سب کی توجہ کھینچ گئے تھے۔۔

ہال میں موجود تمام افراد نے کھڑے ہو کر تالیاں بجا کر ان دونوں سمیت سائیڈ رول کرنے والوں کو بھی داد دی تھی۔

حمزہ کو معلوم تھا وہ لوگوں کا جم غفیر دیکھ کر گھبرا جائے گی اِس لئے وہ اُسے سمجھا کر لایا تھا سامنے دیکھنے سے گریز کرے اور عینا نے اِس کے کہے پر عمل کیا اور پہلی بار فرسٹ پرائیز وِن کیا۔۔۔

"حمزہ میر میری زندگی کی پہلی ٹرافی ہے یہ۔"

عینا ٹرافی کو بازوؤں میں بھینچے سینے سے لگائے اُسے بتا رہی تھی۔۔۔

"اور میں نے سنڈریلا کو جیت لیا۔۔۔"

حمزہ میر کی نظریں اس کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھی وہ ابھی بھی پرنسز گاؤن پہنے تیار سی رزلٹ اناونسمنٹ کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

"عینا۔۔"

وہ ہال میں ہوتے شور کی وجہ سے اُسے سن نہیں پا رہی تھی اِس بار حمزہ نے کان کے قریب جا کر پکارا۔۔۔

"ہاں بولو حمزہ میر۔۔۔"

وہ فوراً اُس کی جانب متوجہ ہوئی۔۔۔

ہال کا شور اُس کی پکار پر کہیں پیچھے رہ گیا۔۔

بس کچھ سنائی دے رہا تو حمزہ کے الفاظ۔۔۔

"مجھے کبھی حمزہ میر کہنا نہیں چھوڑنا۔۔

کیونکہ تمہارے علاوہ مجھے میرے پورے نام سے کوئی مخاطب نہیں کرتا اور میں چاہتا ہوں میں سب کے لئے صرف حمزہ رہوں اور عینا کے لئے حمزہ میر۔۔۔"

وہ ایک جذب سے کہہ رہا تھا اور عینا کو صرف الفاظ سنائی دے رہے تھے۔۔۔

"ٹھیک ہے حمزہ میر تم عینا کے لئے حمزہ میر ہو جیسے میں تمہارے لئے عینا۔۔۔

اب تو سب ہی مجھے عینا کہتے ہیں جیسے میرا یہی نام ہو۔۔۔"

وہ خوشی سے بتاتے ہوئے کھکھلا کر ہنسی۔۔

"سب کو منع کیا کرو نا تم سب کے لئے عنادل ہو اور میرے لئے عینا۔۔"

اسے بھی کسی کا عینا کہنا نہیں پسند تھا لیکن اب وہ کس کس سے لڑائی جھگڑے کرتا۔۔۔

"چھوڑو نا کہنے دو اگر نام لینے سے منع کروں گی تو انہیں برا لگے گا نہ حمزہ میر۔۔"

اُسے کسی کا دل دکھانا نہیں پسند تھا اور انجانے میں حمزہ کا سو بار دکھا چکی تھی۔۔۔

حمزہ خاموشی سے سامنے سٹیج پر اناؤنس ہوتے رزلٹ کی جانب متوجہ ہو گیا یہ تو طے تھا عینا حمزہ کو نہیں سمجھ سکتی تھی مگر حمزہ سے بڑھ کر عینا کو کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔

دونوں ساتھ تھے مگر ایک کے لیے یہ ساتھ عادت تھی، دوسرے کے لیے یہ ساتھ زندگی کی اشد ضرورت بن چکا تھا۔۔

دوسرے دن یونی لیٹ پہنچنے پر زامیہ اس پر بری طرح برہم تھی۔۔

وہ بتا نہیں پائی اس کا خوف ابھی بھی اندر ہی اندر ہچکولے لے رہا تھا، لگتا تھا ابھی کوئی آ کر اس سے کچھ ایسا بول دے گا کوئی ایسا پرانک کرے گا کہ اس کا دل بند ہو جائے گا اور اس بار اپنے آنسوؤں پر بند نہیں باندھ پائے گی۔۔۔

"بس کر دیں نا زامیہ اور کتنا ڈانٹیں گی بس دل نہیں تھا آنے کا پھر آپ کی وجہ سے آ گئی میں سوچ رہی تھی اگر آپ نا آئیں تو میرا کیا ہو گا۔۔۔"

اس کی مسلسل ڈانٹ پر عنادل نے منہ بسورتے ہوئے اپنا خوف چھپا کر کہا تو وہ طیش کے عالم میں اُسے گھورنے لگی۔۔۔

آج بھی زامیہ کا ڈریسنگ اسٹائل وہی تھا بس ڈریس دوسرا تھا۔۔۔

آج گرے کلر کی شرٹ پر بلیک پینٹ پہنے گرے کیپ پہنی تھی، بال کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔۔

اس نے نا ہی کوئی لپ گلاس لگایا تھا اور نہ ہی کوئی کاجل، میک اپ سے آزاد چہرہ، سادہ سی سانولی گندمی

رنگت اور بڑی بڑی آنکھوں پر لمبی مڑی ہوئی پلکوں کی جھالر, گول مٹول سے چہرے کی حامل زامیہ چودھری بہت پُر اعتماد دِکھائی دیتی تھی۔۔۔

اس کی شخصیت کافی اٹریکٹیو تھی۔۔

"میں نے کل جو بکواس کی تھی وہ تم نے ہوا میں اڑادی۔۔۔؟

میں نے کیا کہا تھا تم یونی نہیں چھوڑو گی۔۔۔

تمہارے بھیجے میں کوئی بات جاتی بھی ہے کہ نہیں یا بس بیک ٹرن لے لیتی ہے۔۔۔"

زامیہ غصہ کرتے ہوئے اِدھر اُدھر ٹہلتے ہوئے اس پر خفگی جتا رہی تھی، اس نے واحد دوست بنائی تھی اتنے عرصہ بعد اور دوست ایسی کہ شاید روزانہ اسے یونی آنے کے لیے منانا اور سمجھانا پڑتا اور یہی بات زامیہ کو ابھی سے تنگ کر رہی تھی۔۔۔

"آپ پہلی انسان ہیں جس کی باتیں مجھے آج بھی یاد ہے۔۔۔بس ماننے کا دل نہیں کر رہا تھا مگر پھر بھی آئی ہوں، کون سا ابھی لیکچر اسٹارٹ ہوا ہے میں آن داٹائم پہنچی ہوں بلکہ ابھی بھی دس منٹ ہیں سر کے آنے میں۔۔۔"

عنادل نے ہاتھ پر چہرہ ٹکائے آنکھیں مٹکاتے ہوئے کہا تو وہ اس کی لاپر وائی پر صدمے سے دیکھنے لگی۔۔۔

"لڑکی تم پہلی انسان ہو گی جسے میں مارنے سے پہلے وارن کروں گی۔۔۔

مطلب کل اتنا لمبا لیکچر دیا جس سے گلا بھی سوکھ گیا تھا اور یہ میڈم کہہ رہی ہیں آپ کی بات یاد تھی۔۔

بی بی جب یاد تھی تو جلدی آتی تو تمہیں اوپر کا فلور دکھاتی اور ضرورت پڑتی تو وہاں سے پھینک بھی دیتی۔۔۔

یونی ٹائم پر آنا پنکچوئیلٹی ہے نا کہ لیکچر ٹائم پر بھاگم بھاگ آنا۔۔ سمجھی۔۔؟ اور تم زامیہ چودھری کی دوست ہو تو ذرا خود کو گروم کرو، ایسی سلولڑکی میری فرینڈ نہیں ہو سکتی۔۔"

وہ سخت لہجے میں بول رہی تھی جب عنادل کا منہ اُترتا ہوا دیکھ کر آخر میں نرم پڑی۔۔

اس کا ارادہ ابھی سے اسے تھوڑا بریو کرنے کا تھا۔۔۔

اسٹارٹ سے ہی ان کی دوستی اچھی ہو گئی تھی۔۔۔

"اوکے زامیہ آئندہ آپی کی ایک آواز پر اُٹھوں گی۔۔۔"

عنادل کہتے ہوئے زامیہ کا ہاتھ پکڑے بات ختم کرتی اسے کلاس میں لے گئی تاکہ وہ مزید ناڈانٹے۔۔۔

کچھ ہی منٹ میں پروفیسر لیکچر کے لئے داخل ہو گئے تھے۔۔۔

اور زامیہ پروفیسر کے ساتھ یا یہ کہنا بہتر تھا کہ پہلے ہی لیکچر نوٹ کر چکی تھی۔۔۔

عنادل کو حیرت سے خود کو تکتا پا کر مسکرائی۔۔

"بولے تو دو سال کا ایکسپیر ئنس۔۔"

اس کے بولنے پر عنادل اوہ کر کے لیکچر نوٹ کرنے لگی۔۔

اور زامیہ اس کی کم عقلی پر اسے دیکھ کر رہ گئی۔۔۔

جسے یہ بھی نہیں معلوم تھا اس یونی کا سلیبس ہر سال چینج ہوتا تھا۔۔۔

اگر اس کے پاس ایکسپیریئنس تھا بھی تو نیو ٹاپک کا کیسے ہوتا۔۔۔؟

زامیہ سر جھٹکتی لیکچر کی طرف متوجہ ہوئی۔۔

ایک پروفیسر مسلسل لاپتہ تھے جن کے بارے میں پتہ چلا تھا وہ ریزائن کر کے جا چکے ہیں۔۔۔

عنادل نے اس بات پر اللہ کا شکر ادا کیا تو زامیہ کو ہنسی آ گئی۔۔

"لڑکی یہ سوچو اگر ان پروفیسر کی جگہ کوئی وڈے کھڑوس پروفیسر آ گئے تو ہم بیچاروں کا کیا ہو گا۔۔۔"

زامیہ نے اُسے ڈرانا چاہا اور اس کے تاثرات دیکھ کر زامیہ کو کامیابی ہوئی۔۔۔

"پھر میں یونی نہیں آؤں گی۔۔"

یہ جملہ بھی اب عنادل کے ساتھ گھر سے یونی تک کا سفر طے کر چکا تھا۔۔

کیونکہ اب پریشر زامیہ چودھری کا تھا تو دھمکی بھی اسے ہی ملنی تھی۔۔۔

"اب تم نے دوبارہ کہا یونی نہیں آؤں گی تو تمہارے آگے کے دو دانت توڑ کر کھڑکی کھول دوں گی یاد رکھنا۔۔"

اس بار عنادل کا پالا گھر والوں سے نہیں زامیہ چودھری سے پڑا تھا۔۔

وہ دھمکی سنتی نہیں دیتی تھی۔۔۔

"زامیہ۔۔"

عنادل صدمے سے چیخ پڑی اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیے جیسے زامیہ سے دانتوں کو بچانا چاہ رہی ہو۔۔

"ابھی نہیں توڑ رہی اگر یونی نا آنے کی بات کی تو پھر توڑوں گی۔۔۔"

زامیہ کو اس کے ساتھ رہتے ہوئے بار بار ہنسی آتی تھی لیکن وہ ضبط کئے چہرے کے تاثرات سخت رکھ کر بولتی تھی، وہ عنادل کو کوئی مارجن دینے کی متحمل نہیں تھی۔۔۔

آج کا یونی کا دن عنادل کا بہت اچھا گزرا تھا وجہ ایک بہترین دوست کا مل جانا تھا۔۔

جس نے میتھس میں بھی اس کی مدد کی تھی اور یہاں عنادل کو لگتا یہ منظر پہلے بھی اس کی آنکھوں سے کبھی گزرے ہیں، اس کا ستی سے میتھس سمجھنا اور کسی دوست کا پوری توجہ سے سمجھانا۔۔اس کے دماغ میں ایک سایہ سا لہرایا تھا لیکن اس نے وہم جان کر اگنور کر دیا۔۔۔

بریک ٹائم میں دونوں لنچ کرتے ہوئے باتیں کرتے (یعنی زامیہ دھمکی دینے میں اور عنادل سننے میں

مصروف) لنچ کر رہی تھیں۔

دو بالکل الگ مزاج کی لڑکیاں دوستی کے مضبوط دائرے میں داخل ہو گئی تھیں یوں کہ دیکھنے والے بھی اس جوڑی پر حیران تھے جن میں زمین آسمان جیسا فرق تھا، ایک مردمار لڑاکا لڑکی جو بولنے تک کا موقع نا دیتی اور دوسری باتوں سے بھی ڈر جانے والی، سب سے چھپ کر رہنے والی لڑکی تھی۔۔۔

اگلے دن حمزہ ان باپ بیٹی کو بتائے، ملے بغیر پاکستان جا چکا تھا۔۔

"نور تم نے پتہ ہے کیا کیا ہے۔۔؟

تم نے نا صرف اپنی عزت کو دو کوڑی کا کیا ہے بلکہ اپنے باپ کو اپنے عزیز دوست وجاہت کے سامنے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا ہے۔۔۔

سر ہمیں بنا انفارم کئے صبح چھ بجے ہی جا چکے ہیں۔۔

نور تم اتنی ضدی کیوں ہو آخر کیوں ہماری پرورش پر انگلیاں اٹھوانے پر تلی ہوئی ہو۔۔۔ آخر کیوں۔۔۔؟"

چوہان صاحب صبح نو بجے حمزہ کے روم میں پہنچے تو روم کو خالی پایا۔۔۔

اسٹاف سے پوچھنے پر معلوم ہوا وہ صبح چھ بجے کی فلائٹ سے پاکستان کے لئے جا چکے ہیں۔۔

وہ سمجھ سکتے تھے حمزہ نے ان کا لحاظ کرتے ہوئے گزشتہ رات کچھ نہیں کہا ہے اگر نور ان کی بیٹی نا ہوتی تو حمزہ کا ری ایکشن کچھ اور ہونا تھا۔۔

نور کو حمزہ کی طرف سے دیا جانے والا مارجن صرف چوہان صاحب اور اس کے ڈیڈ کے بیچ کا دوستانہ تھا۔۔

وہ صرف اتنا ہی لحاظ کر سکتا تھا جتنا اس نے رات کو کیا تھا۔۔۔

اس لئے رات ہی ٹکٹ بُک کروائے اور صبح کی پہلی پاسبل فلائٹ پر بِنا ان لوگوں کو انفارم کئے جا چکا تھا۔۔

نور سے دوبارہ سامنا ہونے کا مطلب تھا تمام لحاظ کو سائیڈ پر رکھ کر کچھ بھی کر جاتا جو کہ حمزہ بالکل نہیں چاہتا تھا۔۔۔

اس لیے خاموشی سے نکلنے میں ہی عافیت جانی۔۔۔

"بابا آپ میرے لئے اب اس قسم کے الفاظ استعمال کریں گے۔۔۔؟"

نور صدمے سے ان کی طرف دیکھ کر گویا ہوئی اسے لگا تھا اس کا باپ اس کا ساتھ دے گا مگر اپنے باپ کا بالکل غیر متوقع ردعمل اسے حیران کر رہا تھا۔۔

اس کے لئے محبت میں سب جائز تھا۔۔

چاہے اگلے بندے کو زبردستی خود سے ہی کیوں نا باندھنا پڑے۔۔۔

"تم نے کچھ چھوڑا ہے کہ آئندہ تمہارا باپ نظریں اٹھا کر وجاہت اور حمزہ کے سامنے کھڑا ہو سکے۔۔۔؟"

ابھی بھی اس کے اقرارِ جرم نا کرنے پر چوہان صاحب جھنجھلا گئے تھے۔۔۔

"میں نے اب ایسا بھی کچھ نہیں کیا ہے بابا جو آپ مجھ پر اتنا شاؤٹ کر رہے ہیں۔۔۔

اب یہ بتائیں پاکستان کب جانا ہے۔۔؟"

نا اس کی آنکھوں میں ندامت تھی اور نا ہی اپنے کئے پر کوئی پچھتاوا۔۔۔

"یہاں کی برانچ کے ساتھ ہماری میٹنگ تھی جسے حمزہ چھوڑ کر جا چکے ہیں۔۔

اور میں اس کمپنی کا سی ای او ہوں تمہیں پاکستان جانے کی پڑی ہے۔۔۔

اب تم میرے ساتھ ہی واپس جاؤ گی جو کہ ایک ہفتے بعد ممکن ہے۔۔۔

تم نے حمزہ کی یونی میں کیوں ایڈمیشن لیا تھا مجھے اب سب سمجھ آنے لگا ہے۔۔۔

لیکن مجھے معلوم ہے تم نے وہاں بھی کچھ حاصل نہیں کیا ہو گا سب لا حاصل ہے نور اب بھی وقت ہے سمجھ جاؤ۔۔۔"

چوہان صاحب پھولتی ہوئی سانسوں کے ساتھ بولے۔ غصہ، طیش کے عالم میں مسلسل بولنے سے ان کا سانس پھول چکا تھا۔۔۔

بنی بنائی عزت کی دھجیاں اڑا دی تھیں نور نے، اب جانے وہ مزید کیا کچھ کرتی، ان کے لیے اب اسے روکنا مشکل ہو رہا تھا وہ کچھ سمجھنے کو تیار ہی نا تھی۔۔

"بابا میں جو ہوں سہی ہوں اور اپنی مرضی سے جیتی ہوں اس لئے آپ پلیز نصیحت نا ہی کریں تو بہتر ہے۔۔"

وہ کہہ کر اپنے ہی کمرے سے چلی گئی۔۔

پیچھے چوہان صاحب گھبراہٹ کا شکار تھے جو کہ ان کی ہی بیٹی کی دین تھی۔۔۔

وہ اپنی بیوی کو صورتحال سے آگاہ کرنے کے لئے کال کرنے لگے۔۔۔

نور اکلوتی تھی۔۔ان کے بے جا لاڈ پیار نے اور اپنی ہر ضد پورا ہوتے دیکھ کر نور ضدی ہو گئ تھی۔۔

بچپن سے ہر ضد کو فرض سمجھ کر پورا کرنے والے بابا اب اس کی ایک ضد پوری نہیں کر رہے تھے۔۔

اس کی یہی ضد جنون بنتی جا رہی تھی۔۔۔

آگے نور کی یہ ضد چوہان صاحب کے لئے کس قسم کا نقصان کا سامان بن سکتی تھی یہ تو وہی جانتی تھی۔۔

حمزہ ایئرپورٹ سے میر ہاؤس جانے کے بجائے آفس آ گیا تھا اُسے معلوم تھا اس کے ڈیڈ وجاہت صاحب وہیں ملیں گے۔۔۔

لیکن بدقسمتی سے وہ کچھ ہی وقت پہلے کسی سیمینار کو اٹینڈ کرنے دوسرے شہر چلے گئے تھے۔۔۔

وہ وجاہت صاحب سے کچھ باتیں دبئی برانچ سے ریلیٹڈ ڈسکس کرنا چاہتا تھا، اگر گھر پر کرتا تو سُکینہ بیگم دونوں کو آفس کی باتیں بریک فاسٹ, لنچ یا ڈنر ٹائم کرتے ہوئے دیکھ کر سخت ناراض ہوتی تھیں۔۔۔

حمزہ میر کو اچانک وہاں دیکھ کر ورکرز کی سانسیں رُک گئی۔۔۔

دو تین ورکر نے اپنے کیبن میں رکھی بے ترتیب فائلز کو اس کی نظر پڑنے سے پہلے پھُرتی سے ٹھیک کیا تھا۔۔

"ڈیڈ کو کتنا وقت ہوا ہے گئے ہوئے۔۔؟"

حمزہ نے ایک ورکر سے پوچھا۔۔

"سر بس آدھا گھنٹہ پہلے ہی نکلے ہیں لیکن انہوں نے کہا تھا کہ آپ پرسوں۔۔"

وہ کہتے کہتے رکا شاید اسے خوف تھا حمزہ خفا نا ہو جائے اس کے جلدی آنے پر سوال کرنے سے۔۔

"ہاں بس کچھ چیزیں اور لوگ میری توقع کے خلاف تھے اس لئے جلدی چلا آیا۔۔۔"

پہیلی کے انداز میں حمزہ نے اپنے کف لنکس کھولتے ہوئے کہا، نور کا سوچ کر بھی اس کے اعصاب تن گئے تھے۔۔

ورکز کو حمزہ کی طبیعت پر تعجب ہوا جس نے کام کے علاوہ بھی کوئی بات کی تھی حالانکہ اس کے چہرے کے تاثرات معمول سے کہیں زیادہ پتھریلے تھے مگر لہجہ نرم تھا۔۔

NOVEL IN URDU

"سر یہ فائلز وہ ہیں جس کا آپ نے جاتے ہوئے کہا تھا چار دن میں تیار ہو جانی چاہئے۔۔

سر یہ فائلز ریڈی ہیں بس آپ پروف ریڈنگ کر لیں پھر ہم آپ کے مشورے سے حُبا کمپنی کے ساتھ ڈیل کریں گے وہ آپ کے ساتھ کام کرنے کی خواہش کا کافی دفعہ اظہار کر چکے ہیں۔۔"

منیجر کو اس کی بات سے حوصلہ ملا تھا تبھی پر جوش لہجے میں بنا رکے سب تفصیلات اسے بتائیں۔۔

حمزہ کو خوش گوار حیرت ہوئی اس بار آفس آنے پر اُسے یہ سننے کو نہیں ملا تھا کہ سر ٹائم کی کمی کی وجہ سے کام نہیں ہوا۔۔۔ بلکہ آج منیجر نے ٹائم سے پہلے ہی کام کر لیا تھا۔۔

شاید نہیں یقیناً یہ حمزہ میر کی ہی محنت کا نتیجہ تھا۔۔۔

"گڈ جاب حماد اظہر آپ نے وقت سے قبل کام کر کے مجھے خوش کر دیا ہے۔۔۔"

حمزہ بھی نور کی سوچ جھٹکتا مسکرا کر بولا، اس بار وہ سراہے بنا نہیں رہ سکا تھا۔۔۔

"شکریہ سر۔۔"

حماد اظہر جو کہ یہاں کے منیجر تھے انہیں حمزہ کی تعریف کرنا بہت پسند آیا تھا۔۔۔

حمزہ چند باتیں کر کے نیکسٹ ڈے ایوننگ ٹائم آفس آنے کا کہہ کر سب کام حماد کے سپرد کرتا گھر کو نکل گیا۔۔۔

سُکینہ بیگم اس سے ملتے ہوئے آبدیدہ ہو گئیں۔۔

جیسے حمزہ میر دو دن نہیں ایک زمانہ دور رہا ہو۔۔

"میرا بچہ!! شکر حمزہ تم جلدی آگئے دیکھو تمہارے ڈیڈ بھی مجھے اکیلے چھوڑ کر سیمینار میں چلے گئے۔۔"

وہ اس کے صدقے واری جاتے ہوئے گویا ہوئیں۔۔

"مام کام سے گئے ہیں ورنہ کہاں جاتے ہیں وہ۔۔۔ آپ کو تو بالکل چھوڑ کر نہیں جاتے۔۔"

حمزہ نے ایک آنکھ ونک کر کے شوخی سے کہا تو وہ جھینپ کر ہنس دیں۔۔

"بد معاش!! اپنی مام سے ایسے بات کرو گے۔"

وہ اب حمزہ کا کان پکڑ چکی تھیں اور وہ ہنستے ہوئے انہیں تنگ کر رہا تھا۔۔۔

"حمزہ۔۔"

اچانک کسی خیال کے تحت سُکینہ بیگم نے نہایت سیریس انداز میں اُسے پکارا۔۔

"جی مام۔"

وہ کہہ کر انہیں بغور دیکھنے لگا، وہ بات کرنے سے کترا رہی تھیں اور یہی بات حمزہ کو کھٹکی۔۔

وہ اسے لیے صوفہ پر بیٹھیں اور محبت سے اس کے ہاتھ تھامے ہوئے تھے انداز التجائیہ تھا۔۔۔

"وہ میں کہہ رہی تھی نور سے نا سہی کسی اور سے ہی شادی کی حامی بھر لیں۔۔ ہم ترس گئے ہیں اس گھر میں

NOVEL IN URDU

خوشیاں دیکھنے کو۔۔"

وہ آخر دل کی بات زبان پر لے آئی تھیں،وہ حمزہ کو فورس نہیں کرنا چاہتی تھیں مگر اب نہیں رہ پائی تھیں۔۔

"مام کیا آپ اب خوش نہیں ہیں۔؟کیا اس گھر میں خوشیاں نہیں ہیں۔۔؟"

حمزہ میر نے کافی حیرت سموئے یہ سوال کیا تھا۔۔

"کیوں نہیں ہے بیٹا خوش ہیں آپ ہماری رونق ہو،ہماری خوشی کی وجہ ہو لیکن آپ کی لائف بھی مکمل ہو جائے تو ہمیں حقیقی خوشی ملے گی۔۔"

انہوں نے اب کے حمزہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اس کے سلکی بکھرے بال سنوارے اور محبت سے کہا۔۔

"مام کیا شادی ہی سے ساری خوشیاں ملتی ہیں۔۔؟

مام یہ بہت غلط کانسیپٹ ہے اکثر پیرینٹس سوچتے ہیں وہ اپنے بچوں کی شادی کر دیں گے تو انہیں سکون اور ان کے بچوں کو دنیا کی تمام خوشیاں مل جائیں گی۔۔پیرینٹس صرف اپنا فرض پورا کرنا چاہتے ہیں اور اس جلدبازی میں اکثر اپنی اولاد کو خوشی کی بجائے مشکلات اور تکلیف بھری زندگی دے بیٹھتے ہیں۔۔

یقین مانیے مام شادی کے علاوہ بھی ہمارے پاس ایسے بہت سے موقع آتے ہیں جہاں ہم بہت زیادہ خوش

اور مطمئن ہوسکتے ہیں۔۔۔

آپ اگر کہیں تو میں تیار ہوجاتا ہوں شادی کے لئے لیکن مام نا ہی میری خوشیاں شادی سے منسلک ہیں اور نا ہی اس گھر کی۔۔

رہی بات اس کی کہ شادی سے زندگی مکمل ہوتی ہے تو بیشک شادی ادھورے انسان کو مکمل ضرور کرتی ہے بشرطیکہ وہ اس شادی سے مطمئن ہو۔" حمزہ میر نرمی سے انہیں سمجھاتے ہوئے بول رہا تھا وہ خاموشی سے سنتی رہیں۔۔

"اور شادی تب سکون دے گی جب کوئی ایسی ذات میرے ساتھ جڑ جائے جو میرے دل کا سکون ہو، جسے دیکھ کر ہی میرے چہرے پر خود بخود مسکراہٹ آجائے اور وہ وقت ابھی فی الحال حمزہ میر کی زندگی میں نہیں آیا ہے مام۔۔۔"

وہ ہاتھ میں سکینہ بیگم کا ہاتھ لئے ٹھہر ٹھہر کر بولتا آخر میں مسکرایا تو سکینہ بیگم نے گہری سانس بھری، حمزہ کی بات درست تھی وہ اس کو زبردستی کسی کے ساتھ جوڑنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھیں۔۔۔

"ہمیں ڈر لگتا ہے کل کو آپ کہہ دیں کہ مام یہ ہے آپ کی بہو اور ہم نے شادی کرلی ہے۔۔۔"

انہوں نے کچھ وقت مزید انتظار کا سوچ کر ہلکے پھلکے لہجے میں کہا تو ان کی بات پر پہلے حمزہ حیران ہوا پھر سمجھ آنے پر ہنسنے لگا۔۔۔

"مام سیریسلی آپ مجھ سے یہ سب کیسے ایکسپیکٹ کر سکتی ہیں۔۔

آپ بس انڈین ڈرامے کم دیکھا کریں۔۔"

وہ ہنسی دبائے شرارتی لہجے میں ان سے کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ آتے جاتے انہیں انڈین ڈرامے دیکھنے پر ٹوکتا تھا۔۔۔

"آپ میرے اور میرے ڈراموں کے بیچ نہیں بولا کریں۔۔۔"

وہ اس کے ڈرامے سے متعلق کہنے پر خفا ہوئیں۔۔

اور منہ دوسری جانب موڑ کر بیٹھ گئیں جس سے واضح تھا وہ اب ڈراموں کے متعلق بات نا کرے، یہ ان کا واحد شوق تھا اور حمزہ اکثر اسی کو نشانہ بنائے رکھتا تھا۔۔

حمزہ کا موڈ جو شادی کی بات پر خراب ہوا تھا اچانک بہت اچھا ہو گیا۔۔

"مام آپ بالکل بچوں کی طرح ری ایکٹ کرتی ہیں۔۔

ایک گھنٹے کے ڈرامے میں بمشکل دو سین دکھا کر اور باقی وقت وہ دھوم تانانا ٹائپ بیک گراؤنڈ میوزک سے بہلاتے ہوئے یہ ڈرامے بور نہیں کرتے۔۔۔؟"

وہ باقاعدہ مذاق اڑانے والے انداز میں کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"نہیں کرتے بور۔۔تو کیا اب اس ایج میں آپ کی طرح بزنس میگزینز اور بزنس کی بکس پڑھنے لگ جائیں یا اسٹڈی میں بیٹھ کر وہاں کی کتابیں کھنگالنے لگیں۔۔؟"

اب کے انہوں نے حمزہ کی ایکٹیویٹیز پر وار کیا تھا۔۔

وہ مسکراہٹ لبوں پر دبائے ان کے غصیلے تاثرات دیکھ رہا تھا جو صرف ان کے ڈراموں کو فضول کہنے پر ان کے چہرے پر ابھر آتے تھے۔۔۔

"میں فریش ہو کر آتا ہوں مام پھر ہم اس پر لمبی بحث کرتے ہیں اور میں کنفرم بتا رہا ہوں جیتوں گا تو میں ہی۔۔۔"

اس سے پہلے کہ سُکینہ بیگم دوبارہ اس تک پہنچ کر کان کھینچتیں وہ سیڑھیوں کے دو دو اسٹیپ پھلانگ کر جا چکا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

پیچھے وہ "بدمعاش" کہہ کر ہنسنے لگی۔۔

حمزہ سہی کہتا تھا خوشیوں کا تعلق شادی سے تو ہرگز نہیں ہوتا، وہ اس گھر کی رونق تھا اور اس کی مسکراہٹوں کی وجہ اس کے ماں باپ تھے۔۔

دوسرے دن حمزہ ہیڈ مسٹریس کے بلاوے پر ان کے آفس میں موجود تھا۔۔

جہاں ان کے ساتھ باقی ٹیچرز اسٹاف بھی موجود تھا۔۔۔

"حمزہ جیسا کہ آپ نے کل رزلٹ دیکھا اپنا۔۔"

میڈم نے گلا کھنکار کر اپنی بات کی تمہید باندھی اور مسکرا کر حمزہ کی طرف دیکھا۔

حمزہ ناسمجھی اور سوالیہ نظروں سے انہیں دیکھتا ان کے مزید بولنے کا منتظر تھا۔۔

آج سے نئی کلاسز کا آغاز ہو گیا تھا اور پہلے ہی دن اسے یوں آفس میں بلوایا گیا تھا تبھی اسے حیرت ہوئی۔

"آپ نے ٹاپ کر کے ثابت کر دیا ہے کہ آپ ہمارے ادارے کے برائٹ فیوچر ہیں۔۔۔

اور ہم سب مشورہ کرنے کے بعد اِس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ آپ کو سیونتھ لیول سکِپ کر کے ایٹتھ لیول میں پروموٹ کر دیا جائے۔۔۔"

حمزہ میر کے لئے میڈم کے یہ الفاظ خوشی کا باعث بننے کے بجائے اسے پریشان کر گئے تھے۔۔۔

سب سے پہلا خیال عینا سے بچھڑنے کا آیا تھا تو کیا وہ سکول کا آدھا وقت جو عینا کے ساتھ گزارتا تھا وہ بھی چھین لیا جا رہا تھا۔۔۔؟

اِس خیال سے اُس کی آنکھیں جلنے لگی تھیں۔۔۔

"سوری لیکن میں یہ نہیں کر سکتا۔۔"

سناٹے کی زد سے باہر آتے ہی حمزہ نے جھٹ انکار کیا۔۔

"لیکن آپ کا مستقبل آپ کو ایک سال آگے لے جا سکتا ہے۔۔۔

میری سمجھ سے باہر ہے آپ اپنی صلاحیتوں کو کیوں نہیں دیکھ پاتے جو آپ کو قدرت نے دی ہے۔۔۔

آپ ایسی ہی پروگریس رکھیں تو ہم ہر سال آپ کو پروموٹ کر کے آپ کی صلاحیتوں اور محنت کا خراج پیش کیا کریں گے آپ کو ایک سال آگے بڑھ جانے کا موقع مل رہا ہے۔۔"

اِس کے انکار سے ہیڈ مسٹریس سمیت ٹیچرز کا اسٹاف بھی دنگ تھا جو اپنے ترقی کے راستے میں خود ہی حائل ہو رہا تھا کوئی اور بچہ ہوتا تو اس بات کو بنا سوچے پہلی فرصت میں مان جاتا مگر حمزہ میر اتنا اچھا موقع ضائع کر رہا تھا۔۔

"کیا عینا بھی پروموٹ ہو سکتی ہے میرے ساتھ۔۔؟؟"

حمزہ کو اگر کوئی فکر تھی تو وہ صرف اور صرف یہ تھی وہ عینا کے بنا اگلی کلاس میں کیسے جا سکتا ہے۔۔

"سوری ٹو سے لیکن عینا صرف پاس آؤٹ ہوئی ہیں۔۔

اگر وہ کوئی پوزیشن بھی لے لیتی تو ہم انہیں آپ کے ساتھ پروموٹ کرنے کا سوچ سکتے تھے۔۔۔

ہم جانتے ہیں آپ کی فرینڈ شِپ مثالی ہے اور اِس فرینڈ شِپ کو سب ہی جانتے ہیں آپ نے عنادل کی پروگریس کے لئے جو کردار ادا کیا وہ کسی سے مخفی تو نہیں ہے۔۔۔"

میڈم سمیت سارے ٹیچرز ہی جانتے تھے حمزہ اور عینا کی دوستی کتنی سٹرونگ تھی۔۔۔

"پھر مجھے بھی پروموٹ نہیں ہونا میں ایسے ہی اسٹیپ بائے اسٹیپ اپنی منزل طے کرلوں گا۔۔۔"

وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

بیٹھے رہنے کا مطلب تھا سب اُسے پریشرائز کریں وہ پروموٹ ہو جائے۔۔۔

"بیٹا آپ سمجھ نہیں رہے، ہم آپ کے پیرنٹس سے بات کریں گے۔۔

مس ثمرین ان کی والدہ کو کال کرکے کل سکول آنے کا کہیں۔۔"

حمزہ "جی ٹھیک ہے" کہہ کر آفس سے نکلتا کلاس روم کی جانب بڑھتا چلا گیا۔۔۔

اُسے معلوم تھا فیملی کو سمجھانا زیادہ بڑا مسئلہ نہیں ہے۔۔

لیکن کیا پتہ اِس بار حمزہ میر غلط ثابت ہو جاتا۔۔

کلاس میں پہنچا تو دیکھا فرقان اور عینا گپیں لگا رہے تھے۔۔

حمزہ نے اُسے ایسی کینہ توز نظروں سے دیکھا کے وہ خود ہی اِس کے آجانے پر وہاں سے نو دو گیارہ ہوا۔۔

جیسی پیریڈز میں بریک ہوتا فرقان اِن کی کلاس میں نازل ہو جاتا تھا۔۔

اب تو حمزہ کو یقین آگیا تھا وہ اپنے بھائی فرحان کے پاس تو نہیں آتا تھا۔۔۔

اور اُس کے بارہا منع کرنے کے بعد بھی عینا اُس کی الرجی کا پوچھتی تھی۔۔۔

اور آج تو اُس نے عینا کو زبردستی گھر انوائیٹ کیا تھا۔۔۔۔

عینا کو اب اس کے ضدی پن کے آگے ہار ماننا ہی پڑی۔۔۔

"کیا بات کر رہی تھیں اُس سے۔۔؟"

اُس نے آتے سخت تاثرات لئے پوچھا۔۔۔

عینا کوئی جواب دیتی اِس سے پہلے ہی چھٹی کی بیل بجی۔۔۔

اور دونوں بیگز اُٹھائے باہر کی جانب نکل گئے۔۔۔

عینا پریشان تھی فرقان کے گھر کیسے جائے۔۔

اور اُس کے کہے کے مطابق فرقان کی ماما نے اُسے گھر بلایا ہے۔۔۔

اور وہ منع کر کے نافرمانی نہیں کر سکتی تھی۔۔۔

اِس لئے آنے کا اقرار کر گئی۔۔۔

حمزہ ویسے ہی میڈم کی بات سے پریشان تھا اِس لئے عینا کے جواب نا دینے کو نوٹس نہ لیتے ہوئے باہر موجود اِس کے انتظار میں کھڑے ڈرائیور کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اور عینا بھی اپنے بھائی کے ساتھ کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ کر سیٹ بیلٹ باندھنے لگی۔۔۔

شام کے وقت عینا اجازت لے کر دو روڈ کراس کر کے فرقان کی کالونی تک پہنچی۔۔

راستے میں اُسے محسوس ہوتا کوئی اِس کا پیچھا کر رہا تو کبھی دل عجیب لے پر دھڑکتا۔۔

اس کی ماما نے اُسے کہا بھی تھا ڈرائیور کے ساتھ چلی جاؤ لیکن اُس نے سوچا قریب تو ہے کیوں کسی کو پریشان کرنا اِس لئے خود ہی چلی جائے زیادہ بہتر ہے۔۔۔

وہ اُن کے گھر کے قریب ہی تھی کہ فرقان گھر سے نکلتا ہوا دیکھائی دیا۔۔۔

عینا کو دیکھ کر چونکا اور پھر تیز قدموں سے اُس تک پہنچا۔۔۔

عینا خوف کا شکار تھی۔۔

"چلو آجاؤ تمہیں مما سے ملواتا ہوں۔۔"

وہ خوشی سے اُسے گھر کی جانب چلنے کا کہنے لگا۔۔

عینا وہی جم گئی اچانک اُسے محسوس ہوا فرقان اُسے اغوا کر لے گا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر بھیگ منگوائے گا۔

بچپن سے اِدھر اُدھر جانے کے ڈر سے ماں باپ بچوں کے دماغ میں جو ڈالا کرتے تھے وہی عینا کے دماغ

میں گردش کرنے لگا۔۔

مارے خوف کے وہ وہیں کھڑی رہی اور فرقان اُسے کھینچنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔۔

"چلو نا گھر پر یہاں تک آ گئی اب گھر بھی تو چلو۔۔"

وہ پریشانی سے اُسے کھینچتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

جبکہ وہ خوف سے لرز رہی تھی۔۔۔

بس یہی سوچ آ رہی تھی یہ سہی انسان نہیں ہے بھیک منگوائے گا۔۔

وہ اُسے زبردستی گھسیٹتا کہ اُس کے بڑے بھائی باہر نکلے اور اپنے بھائی کو ایک لڑکی کو زبردستی کھینچتے دیکھ کر غصے سے دھاڑ کر اُس تک پہنچے۔۔۔

"کیا کر رہے ہو تم اِس بچی کے ساتھ اور یہ ہے کون۔۔؟؟"

عینا کو فرقان سے چھڑواتے ہوئے کہا تو وہ غصے سے عینا کو گھورنے لگا۔۔

"یہ میری دوست ہے گھر نہیں آ رہی جبکہ گھر آنے کے لئے ہی آئی ہے۔۔"

اُس نے غصے سے مُٹھی بھینچ کر اپنے بڑے بھائی کو بتایا۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے۔۔"

عینا نے لرزتے ہوئے اپنے لبوں پر لگا قفل توڑتے ہوئے کہا اور رونے لگی۔۔

وہ حد سے زیادہ خوف زدہ ہو گئی تھی۔۔۔

"گھر بتاؤ کہاں ہے میں ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔

جاؤ فرقان گاڑی کی چابی لے کر آؤ۔۔ تم سے تو میں آکر نمٹتا ہوں۔۔"

روتی ہوئی عینا کو اِس کے بڑے بھائی نے گاڑی میں بیٹھایا اور اُس کے گھر بتانے پر ڈراپ کیا۔۔

"پریشان نہیں ہونا وہ بس آپ کو گھر لے جانا چاہتا تھا میں اُس سے سختی سے پیش آؤں گا آپ فکر نہیں کرنا اور کبھی کہیں جاؤ تو کسی کو ساتھ لے کر لازمی جانا۔۔۔ گھر کا کوئی فرد ساتھ ہونا چاہ‌ئی یے، ٹھیک ہے بیٹا۔۔۔"

اُس نے بڑے بھائی کی طرح اُسے سمجھایا تو اُس کا رونا بند ہوا۔۔۔

شکریہ ادا کر کے عینا گھر چلی گئی اُس کے گھر میں داخل ہوتے ہی اُس نے بھی گاڑی گھمائی اور فرقان سے سختی سے پیش آنے کا سوچتے ہوئے نکلے۔۔۔۔

"حمزہ بات کو سمجھیں اگر آپ یوں ہی ضد پر رہے تو ہم آپ کے ڈیڈ کو کیا جواب دیں گے۔۔"

سُکینہ بیگم پروموٹ ہونے والے معاملے پر اُسے سمجھا سمجھا کر زچ ہو چکی تھیں۔۔

"مام آپ بھی مجھے سمجھیں ناں میں نہیں ہو سکتا پروموٹ۔۔

عینا۔۔۔"

اُس کا دل کر رہا تھا وہ کہیں چھپ جائے جہاں اُسے کوئی عینا سے دور کرنے والا نہیں ہو۔۔

"عینا عینا عینا کب تک آپ دوستی کے چکر میں اپنی لائف اسپوئل کریں گے۔۔

ہم پوچھتے ہیں آپ اپنی لائف کے ساتھ کھیلنا کب بند کریں گے؟ یہ کوئی مذاق نہیں ہے آگے جا کر یہ باتیں خود آپ کو بھی پچھتانے پر مجبور کریں گی۔۔۔"

اب سکینہ بیگم کی بس ہو گئی تھی۔۔۔

وہ سارا ٹائم گھر میں عینا عینا کرتا رہتا تھا اور انہیں اس بات سے کبھی اعتراض نا ہوا تھا مگر اب یہ بات نقصان دہ ہوتا جا رہا تھا۔۔

اور وہ یہ جاننے کے بعد کے پروموٹ وہ صرف اور صرف عینا کی وجہ سے نہیں ہو رہا تھا۔۔

اُن کو غصہ آرہا تھا اب، تو کیا وہ اپنی لائف میں آنے والے چانسز بھی ضائع کرے گا؟ اس دوستی کے لیے؟

"آپ کے ڈیڈ کو یہاں ہونا چاہیئے تھا تا کہ وہ آپ کو اچھے سے سمجھا سکتے، ہم تو آپ کی شکل دیکھ کر مجبوراً کوئی سخت قدم نہیں اُٹھا رہے ہیں مگر آپ مایوس کر رہے ہیں اب۔۔"

حمزہ سر جھکائے صوفے پر بیٹھا تھا۔۔ وہ اِس بار غلط ثابت ہو گیا تھا۔۔

آج ہی سکینہ بیگم سکول میں ہیڈ مسٹریس سے مل کر آئی تھیں اور اسی وقت سے ہی حمزہ کی شامت آئی ہوئی تھی، حمزہ کو لگا اب شاید اسے عینا سے دور کر دیا جائے گا، اسے عجیب خوف سا محسوس ہوا تھا۔۔۔

عینا کو بخار ہو گیا تھا جس کے سبب وہ سکول سے غیر حاضر تھی ورنہ حمزہ کا ارادہ اپنی ماں سے ملوانے کا تھا حمزہ نہیں جانتا تھا اچانک ایک دن بالکل ٹھیک جانے والی کو بخار کیوں ہوا۔۔؟

لیکن یہ بات اُسے طیش دلا گئی کہ فرحان سب کلاس فیلوز کو بتاتا پھر رہا تھا کہ عینا اُس کے گھر آئی تھی۔۔۔

یقیناً اُسے فرقان سے پتہ لگ گیا ہو گا۔۔۔

اُسے عینا پر حد سے سوا غصہ آرہا تھا لیکن وہ آج اُس کے غصے کے تاثرات دیکھنے سے قاصر تھی۔۔

"مام میں خود ڈیڈ سے بات کرلوں گا مجھے یقین ہے وہ میرے انکار کرنے پر مجھ پر زبردستی فیصلہ مسلط نہیں کریں گے، ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ می پلیز۔۔"

وہ مسلسل اپنی ماں کے غصے سے پریشان ہوتا بول اٹھا اور اٹھ کر کمرے میں چلا گیا۔

مقصد وجاہت صاحب سے بات کرنا تھا۔۔

وہ تقریباً چار سال سے دبئی میں مقیم تھے۔۔

سال میں ایک چکر لگا لیا کرتے تھے اور حمزہ اپنی زیادہ تر شاپنگ وہی سے کرتا تھا۔۔۔

اُس کے ڈیڈ پکچرز کے ذریعے اُس کی پسند جان کر اُسے اُس کی مطلوبہ چیزیں بھیج دیا کرتے تھے۔۔۔

حمزہ اور سُکینہ بیگم سمرویکیشن دبئی میں ہی گزارتے تھے اور یہ سب اس کے لیے انجوائے منٹ تھی مگر عینا سے ملنے کے بعد وہ اس صرف اس کے ساتھ رہ کر ہی خوش ہوتا تھا۔۔

"ڈیڈ۔!"

کال ریسیو ہونے پر حمزہ نے بے قراری سے انہیں پکارا۔۔۔

"جی ہمارے شیر سب ٹھیک تو ہے ناں؟"

اُس کی آواز سے واضح بے چینی محسوس کرتے انہوں نے استفسار کیا۔۔۔

"ڈیڈ مام کو سمجھائیں نا میں پروموٹ نہیں ہونا چاہتا۔۔۔"

وہ ناسمجھی سے سننے لگے انہیں کسی بات کا کوئی علم نہیں تھا۔۔۔

"کیا آپ کو سکول والوں نے پروموشن آپرچونیٹی دی ہے؟" وجاہت صاحب نے حیرت اور خوشی سے پوچھا۔ حمزہ کا سٹڈی ریکارڈ اچھا تھا مگر اتنا اچھا تھا انہیں اب پتا چل رہا تھا اور فخر سا محسوس ہوا۔۔

"جی ڈیڈ۔۔"

"تو آپ نہیں چاہتے کہ آپ کا ایک سال اسکِپ کر کے آگے بھیجا جائے؟ یہ بیسٹ چوائس ہے بیٹا۔۔ آپ کی مام بھی خوش ہونگی اگر آپ اِس آپرچونیٹی کو اویل کریں۔۔"

وہ معاملہ کافی حد تک سمجھ چکے تھے حمزہ کے انکار نے انہیں بھی قدرے پریشان کیا کہ ان کی خوشی بھی ماند

پڑ گئی۔۔

"جی ڈیڈ بالکل یہ بیسٹ چوائس ہو سکتی ہے بٹ ایم ناٹ سیٹسفائڈ،ڈونٹ فورس می ڈیڈ پلیز۔۔۔"

وہ آگے اِن کے بولنے کا منتظر تھا کہیں وہ بھی مام کی طرح غصہ نا کرنے لگ جائیں۔۔۔

"اِس کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔؟"

وہ سمجھ نہیں سکے اتنے اچھے چانس کو وہ اوائیڈ کیوں کر رہا ہے، حمزہ تو تیزی سے آگے بڑھنے کو ہی ترجیح دیتا تھا اب کیا وجہ تھی کہ وہ پیچھے رہ جانا چاہ رہا تھا۔۔۔

"ڈیڈ پلیز!! مجھے سٹیپ بائے سٹیپ جانا ہے پلیز مجھ پر سب پریشر ڈال رہے ہیں۔۔۔ڈیڈ یو آر مائی لاسٹ ہوپ، آپ بھی مجھے فورس کریں گے۔۔؟"

اب اگر کوئی اُس سے اِس معاملے میں زبردستی کرتا تو اِس کا ارادہ سکول ہی چھوڑ دینے کا تھا۔ اندر ہی اندر وہ سب سے خفا ہوتا جھلس رہا تھا، پہلی بار اس کا جی چاہا چیخ چیخ کر روئے۔۔

"اوکے جیسے آپ کو مناسب لگے ہم آپ کی خواہش کا احترام کرتے ہیں۔۔۔

آپ کی مام کو سمجھا لیں گے فکر نہیں کریں اور خوش رہیں بس۔۔"

وہ حمزہ کی دلگرفتگی محسوس کرتے بے چین ہوئے، بھلا حمزہ سے بڑھ کر بھی کچھ تھا؟

ان کے الفاظ تھے کہ سولی پر لٹکی اُس کی جان سے اسے رہائی ملی۔۔۔

"تھینکس ڈیڈ تھینک یو سو مچ۔۔"

وہ دل کی گہرائیوں سے شکریہ کہتا پہلے جیسا فریش بول رہا تھا۔

وجاہت صاحب مسکرائے، حمزہ کی زندگی سے بھرپور آواز ان کا کل اثاثہ تھی وہ بھلا کیسے اپنی رونق خود ختم کرتے۔۔

چند مختصر سی باتیں کرنے کے بعد وہ ریلیکس ہو کر کال کٹ کر کے گنگنانے لگا۔۔۔

عینا دو دن چھٹی کے بعد سکول پہنچی تو نڈھال نڈھال سی لگی۔۔۔

ٹیچرز سے اِس کے بھائی بات کر کے جا چکے تھے۔۔

اُس کی طبیعت خراب ہونے کا کلاس ٹیچرز کو معلوم تھا۔۔۔

اِس لئے چھٹی پر سمجھ جاتے تھے اُس کے ساتھ کوئی مسئلہ ہو گا۔۔

یا اُس کے بھائی میڈم کو کال کر دیا کرتے تھے یا خود آ کر بتا دیا کرتے تھے۔۔۔

"عینا تم ٹھیک ہو۔۔؟"

حمزہ خوش باش سا معلوم ہو رہا تھا۔۔

اُس کی ماما نے دوبارہ اِس ٹاپک پر بات نہیں کی تھی جس کا مطلب تھا ڈیڈا نہیں سمجھا چکے تھے۔

اس کا مطلب وہ اب عینا کے ساتھ رہے گا اور اس سے بڑھ کر خوشی کیا ہو سکتی تھی۔۔

"ڈاکٹرز نے پرہیزی غذا کھانے کو کہا ہے اور جو ڈاکٹرز چاہتے ہیں وہ مجھ سے نہیں ہوتا مجھ سے وہ ہیلدی ڈائٹ نہیں لی جاتی۔۔"

آنکھوں میں آنسوں لئے وہ اُسے اپنا غم بتا رہی تھی، گھر والے تو سختی سے پیش آنے لگے تھے شاید حمزہ ہی اسے سمجھ جاتا۔۔

"کیا باہر کی چیزیں کھا کھا کر ایسا ہوا ہے۔؟"

وہ بری طرح پریشان ہوا، اُسے پہلا خیال یہی آیا وہ جو اُس کی خوشی کے لئے پیسے چھپا کر رکھتا تھا وہ خوش تو ہوتی تھی مگر وہ اس کی صحت بگاڑ چکا تھا۔۔۔

"ہاں یہ بھی اور میں میں ڈر گئی تھی اِس لئے مجھے فیور ہو گیا تھا۔۔"

وہ نم آنکھوں سے اُس کی جانب دیکھ کر بتا رہی تھی۔۔۔

"کس سے ڈر گئی تھی۔؟"

حمزہ کو اِس کے ڈرنے والی بات نے چونکایا تھا وہ نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

"پتہ نہیں۔۔"

اُسے ڈر تھا وہ فرقان کے گھر جانے والی بات بتادے گی تو وہ کہیں اُس سے ناراض نا ہو جائے۔ وہ اس کے گھر نہیں گئی مگر فرقان کے گھر چلی گئی حمزہ یہ بات کبھی معاف نا کرتا اور وہ یہ بات جانتی تھی۔۔

وہ جان نہیں پائی وہ اِس کے بولنے سے پہلے ہی بد گمان ہوا بیٹھا تھا فلحال اُس کی خراب طبیعت کے سبب نرمی برت رہا تھا۔۔۔

"اوکے نہیں بتانا تو نہیں بتاؤ بس نارمل ہو جاؤ، جلدی سے ٹھیک ہو جاؤ۔۔"

اُس کے چہرے پر پھیلتے خوف کو دیکھ کر اُس نے ریلیکس کرنا چاہا۔

وہ نارمل روٹین والی باتیں کرنے لگا تاکہ اُس کا خوف جس چیز سے بھی ہے، زائل ہو سکے۔۔۔

ساتویں جماعت کے دن خوشگواری کے ساتھ گزر رہے تھے عینا ویسی ہی کم عقل سی تھی اور حمزہ بھی وہی تھا، اُسے ہر چیز سے بچانے والا، ہر جگہ اپنے ساتھ اور خود تک محدود رکھنے والا۔۔۔

میتھس میں بدستور عینا حمزہ کے بنا کچھ نہیں کر پاتی تھی۔۔

ساتویں سے آٹھویں جماعت تک کا سفر حمزہ کے لئے پسند سے پیار اور پیار سے محبت کے مراحل طے کر رہا تھا۔

وہ اب اپنی عادت کی حقیقت جان رہا تھا، یہ ضرورت نہیں محبت تھی۔۔

عینا اُس کے تمام جذبوں سے انجان اُس کی عادت کی لپیٹ میں تھی۔۔

وہ اگر ایک دن بھی چھٹی کرتا جو کہ حمزہ بہت کم اور بہت مجبور ہو کر کرتا تھا، اُس پر بھی عینا دوسرے دن رونا دھونا مچا دیا کرتی تھی لڑتی جھگڑتی حمزہ کو مزید سے مزید دل کے قریب محسوس ہوتی تھی۔۔۔

سیونتھ لیول میں بھی حمزہ نے ٹاپ کیا اور عینا نے ففتھ پوزیشن لی۔۔۔

حمزہ کو خود کے ٹاپ ہونے سے زیادہ عینا کے ففتھ آنے کی خوشی تھی اور عینا کی نظریں حمزہ کی ٹرافی اور گفٹس پر ہوتی تھی۔۔

وہ ابھی تک بے پرواہ سی تھی۔۔

اور پھر ایک بار حمزہ کے سامنے امتحان کھڑا ہو گیا۔۔

ایٹتھ کلاس سکِپ کر کے اُسے نائنتھ میں بھیجا جا رہا تھا۔۔

اور ہمیشہ کی طرح حمزہ نے ضدی پن سے عینا کا ساتھ چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا مگر اس بار وہ گھر والوں اور سکول سٹاف کو بری طرح ناراض کر چکا تھا، وہ اسے نہیں سمجھ سکتے تھے، کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا کہ اب تو عینا سے دور ہونا جان لیوا مشکل تھی حمزہ میر کے لیے، اب جب وہ اپنے جذبوں سے آگاہی پا چکا تھا، اب چاہے ساری دنیا ایک طرف اور دوسری طرف عینا ہوتی تو شاید بلا جھجھک وہ عینا کو ہی چنتا۔۔۔

آٹھویں جماعت تک دونوں کے لُکس میں بہت چینج آ چکا تھا۔۔

حمزہ ٹال ہو گیا تھا جبکہ عینا کا فیس لُک بھی نکھر چکا تھا اب ان کے چہروں پر کافی حد تک چائی لڈش کیو ٹنیس کی جگہ وژوئل بیوٹی نے لے لی تھی۔۔

پھر ایک طوفان آیا اور عینا حمزہ میر کو جدائی کے گہرے کنویں میں دھکیل کر تباہی مچاتے ہوئے چلا گیا۔۔۔

ایٹتھ لیول تک کا ایک دوسرے کا ساتھ دونوں کے لئے لازم وملزوم رہا تھا۔۔۔

ایٹتھ کے ایگزامز ہوئے اور رزلٹس سے پہلے سمر ویکیشن اسٹارٹ ہو گیا تھا۔۔

حمزہ میر اِس دوران اپنی مام کے ساتھ دبئی چلا گیا تھا۔۔

جب وہ سکول اوپن ہونے پر واپس لوٹا تو عینا کہیں نہیں تھی نا وہ رزلٹ کے لیے آئی ی نا کلاسز سٹارٹ ہوے کے بعد، اس کی مسلسل غیر حاضری حمزہ کو اندر تک ہلا گئی۔۔

اس کا انتظار، انتظار ہی رہا اور وہ نا کبھی لوٹی ی نا ہی اسکے بارے میں کچھ معلوم ہو سکا۔۔ وہ کیسی ہے؟، کب لوٹے گی؟، کہاں گئی؟ کیوں گئی؟ واپس آئے گی بھی یا نہیں؟، ان سب سوالوں کے جواب عینا کے علاوہ کوئی نہیں دے سکتا تھا۔۔

مگر وہ تو ایسے اچانک غائب ہوئی کہ حمزہ میر کی بے چین آنکھوں کو پھر نظر نہیں آئی۔۔

اُس نے حمزہ کو کسی طرح پیغام تک نہیں دیا تھا۔۔

اُس کے لئے کوئی امید تک نہیں چھوڑی تھی اپنے لوٹ آنے کی۔۔۔

وہ ساتھ، خوشیوں سے بھرے دن، وہ باتیں اور ہنسی سب بکھر چکا تھا۔۔۔

حمزہ میر گہرے صدمے کے زیر اثر کتنا عرصہ جیسے گم صم ہو گیا تھا، اب عینا کا ساتھ عادت ہی نہیں محبت بن چکا تھا بہت ضروری ہو چکا تھا، اب وہ کیوں دور ہو گئی؟ اب جب اسے لگتا تھا عینا کو بنا دیکھے جی نہیں پائے گا اب وہ اسے مرنے کے لیے کیوں چھوڑ گئی تھی؟ مگر وہ زندہ رہا تھا بس بدل گیا تھا، رُوڈ، اکھڑ مزاج اور اپنی ذات میں محدود رہنے والا بن گیا۔۔

وہ جو عموماً عینا کے ساتھ طویل اور بے مقصد باتیں کرتا کھکھلاتا رہتا تھا، اب بہت کم ہنستا اور محتاط گفتگو کرتا، اب اس کے الفاظ ختم ہو گ ئی ے تھے۔۔

اس بار وہ نائنتھ، ٹینتھ کلاسز ایک ساتھ پاس کر کے اپنے مام ڈیڈ سمیت سکول اسٹاف کو خوش کر گیا۔۔

حمزہ میر اِسی انتظار میں رہا عینا کبھی تو اِس سکول میں دوبارہ لوٹے گی۔۔

پاس آؤٹ ہونے کے بعد بھی حمزہ سکول جا کر لازمی معلوم کرتا کہ عینا آئی تھی یا نہیں۔۔

مسلسل عینا کی تلاش اُسے زندگی کا مقصد دیتی تھی ورنہ اُس کی سانسیں تو وہ اپنے ساتھ لے جا چکی تھی۔۔۔

حمزہ میر بظاہر نارمل ہو گیا تھا کیونکہ اُس کے ماں باپ کے چہرے اُس کے ہی خوش رہنے سے کھلتے تھے لیکن اندر کی بے چینی اور تڑپ تھی کہ بڑھتی چلی جا رہی تھی، وہ کیسے جی رہا تھا وہی سمجھ سکتا تھا۔

وہ کس قدر تکلیف اور اذیت محسوس کرتا تھا۔۔

اِس کی آنکھیں جو بالکل ٹھیک ہو گئی تھیں اب اُس کے جانے کے بعد پھر سے سُرخی مائل رہنے لگی تھیں۔۔

حمزہ میر اب حمزہ میر نہیں رہا تھا اس نے سب سے میر کہنے کا حق چھین لیا وہ اب لوگوں کے لیے صرف حمزہ تھا۔

اب "میر" اُس کے ڈاکیومنٹس تک محدود ہو گیا تھا، کبھی کوئی جو اُس کا پورا نام لیتا دل میں تیر پیوست ہوتے محسوس ہوتے تھے۔۔

آس پاس سے عینا کی آواز گونجتی تھی اس کے مخصوص لہجہ و انداز میں حمزہ میر کہنا اس کی سماعتوں میں زندہ ہو جاتا۔۔

حمزہ میر اب صرف حمزہ تھا۔۔

عینا اپنے ساتھ محبت کی اُس ننھی کونپل کو پھوٹنے سے پہلے لے گئی تھی جو اب عشق کی منزلیں طے کرنے والی تھی۔۔

وہ تو اُسے اپنے جذبات سے بھی آگاہ نہیں کر پایا تھا اور وہ یوں آدھے ہی راستے میں راہیں جدا کر گئی تھی۔۔

حمزہ میر کی وحشتیں بڑھتی جا رہی تھی۔۔

اُس نے عینا کے بعد کسی کو دوست نہیں بنایا تھا۔۔

اس کا دل عینا کا ساری زندگی انتظار کرنے کو تیار تھے۔۔

یہ انتظار طویل ہوتا جارہا تھا اور اِس کے دل کو ڈوبتا چلا جارہا تھا۔۔۔

عنادل آج پر سکون نیند سو رہی تھی۔۔

سنڈے کے فوائد آج اُسے سہی معنوں میں معلوم ہوئے تھے جب یونی کی خواری سے جان چھڑائے گھر میں سکون سے سو رہی تھی۔۔

دوپہر بارہ بجے عمیمہ کے جگانے پر وہ ہڑبڑا کر اٹھتی سوئے ہوئے دماغ اور نیند بھری آنکھوں سے عمیمہ کو دیکھنے لگی۔۔

"شونا کتنا سوؤ گی شام کو گیسٹ آرہے ہیں، اٹھ جاؤ روم صاف کرنے دو۔۔

مجھے تیاریاں بھی کرنی ہیں ڈنر کی اور شام کی الگ۔۔۔ آہاں اب تم سوئی نا بنا تمہاری سینسیٹیو نیچر کا خیال کئے تمہیں ٹھنڈے شاور کے نیچے کھڑا کر دوں گی۔۔"

وہ عنادل کو دوبارہ سر تکیے پر رکھتے ہوئے دیکھ کر دھمکی دینے لگی۔۔

"آپی بس دس منٹ۔۔"

وہ کہہ کر آنکھیں موند گئی، عمیمہ کی ساری باتیں ہوا میں اڑا دی گئی تھیں۔۔

"قسم سے۔۔اس لڑکی کو تو پنکچوئل ہزبینڈ ملنا چاہیئے جو صبح فجر میں اٹھائے اور رات میں اینیمیشن دیکھنے کی اجازت دیئے بنا کہے سو جاؤ اب آواز نا آئے۔۔"

وہ مسلسل کوفت سے کہتے ہوئے نیچے کارپیٹ پر پڑے تکیے اٹھا رہی تھی۔۔

"آپی میں سب سن رہی ہوں آپ مجھے ایسے کیسے بددعا دے سکتی ہیں۔۔وہ بھی اینیمے نا دیکھنے کی اور صبح جلدی اٹھنے کی۔۔آپی میں جلدی تو اٹھتی ہوں یونی جانا ہوتا ہے۔۔"

عمیمہ کی باتیں سن کر عنادل کی نیند بھک سے اُڑی اور وہ اٹھ بیٹھی۔۔

عمیمہ سے بولتے ہوئے اس کے لہجے میں دکھ، صدمہ، افسوس اور بے یقینی کیا کچھ نہیں تھا۔۔

"اچھا اب اٹھو بھی گیسٹ آرہے ہیں ماما نے کہا ہے تمہیں اچھا سا ڈریس نکال کر دے دوں۔۔"

وہ الماری کی طرف بڑھتے ہوئے بتانے لگی۔۔

"ٹھیک ہے نکال دیں۔۔"

عنادل اب بیٹھ کر ہاتھ پر تھوڑی ٹکائے بیٹھی اپنے اٹھائے جانے پر برے برے منہ بنا رہی تھی۔۔

"یہ ٹھیک ہے۔۔یہ پریسڈ ہے میں یہاں ہینگ کر رہی ہوں اِسے۔۔۔"

"لائیں مجھے دے دیں میں ویسے بھی شاور لینے جا رہی ہوں۔۔"

وہ کہتے ہوئے سلیپرز پہننے لگی۔۔

"اففف!!میں نے کہا ہے گیسٹ شام میں آرہے ہیں۔۔تم اتنی جلدی ریڈی ہو گی کیا۔۔"

عمیمہ نے اس کی جلدبازی پر سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا جو پہلے اُٹھ نہیں رہی تھی اور اب تیار ہونے کی جلدی تھی۔۔

"مجھے لگا آپ ابھی کے لئے نکال کر لائی ہیں کپڑے۔۔"

وہ منہ پھلا کر الماری کی جانب بڑھ گئی جہاں سے اسے دوسرا اڈریس نکالنا تھا۔۔۔

"تم نے پوچھا نہیں کون آرہا ہے۔؟"

عمیمہ کو معلوم تھا وہ لاپرواہ لڑکی نہیں پوچھے گی کون آرہا ہے اس لئے خود ہی بتانے کے لئے سوال کر بیٹھی۔۔

"کون آرہا ہے آپی؟میں تو یہ سوال کرنا ہی بھول گئی۔۔۔"

الماری میں سر دیئے اس نے کہا۔۔

"وہ۔۔۔"

"عمیمہ ذرا اپنی شونا کو چھوڑ کر کچن میں آنا۔۔"

مہرالنساء بیگم کی آواز نے بیچ میں ہی دونوں کی گفتگو کو روک دیا۔۔۔

"میں ماما کی بات سن لوں تم فریش ہو کر کچن میں ہی آجاؤ۔۔"

وہ کہہ کر فوراً بھاگی۔۔

جہاں اس کی ماما نے ایک معرکہ سر کرنے کے لئے اسے بھی اپنے ساتھ لگایا ہوا تھا۔۔

عمیمہ زیادہ تر کچن میں ہی پائی جاتی تھی کچھ اُسے کو کنگ کا شوق تھا کچھ وہ اپنی ماما کی ہیلپ کے سلسلے میں ساتھ رہتی تھی۔۔

اُسے ہر طرح کی ڈشز تیار کرنا آتی تھیں اور کو کنگ ایسی بہترین کہ سب گھر والے کھانے کے ساتھ انگلیاں بھی چاٹ جایا کرتے تھے۔۔۔

دیکھنے میں سوبر سی عمیمہ تھوڑی بہادر اور تھوڑی ڈرپوک تھی۔۔

ڈر اُسے چوہے کاکروچ سے لگتا تھا اور عنادل کے برعکس وہ لوگوں سے یا لڑکوں سے نا گھبراتی تھی نا ہی ڈرتی تھی، پر اعتماد اور بہادر طبیعت کی مالک تھی۔۔

آج اسجد صاحب کے ایک دوست آرہے تھے۔۔ ان کی سٹوڈنٹ لائف کے بہترین دوست جو سٹڈی کمپلیٹ ہوتے ہی کہیں اور شفٹ کر گئے تھے اور اب کافی عرصہ بعد دونوں ملنے والے تھے۔۔

ان کا ایک بیٹا لندن سے پڑھ کر ڈاکٹر کی ڈگری حاصل کر چکا تھا اور ابھی پریکٹس کر رہا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

ایک بیٹی شادی کے بعد دوسرے شہر جا چکی تھی۔۔۔

دور ہونے کی وجہ سے وہ کم ہی ملنے آپاتی تھی۔۔

لیکن جب بھی آتی تھی اچھا خاصہ ماحول بدل کر جاتی تھی۔۔

"ماما آپ نے بابا کو دیکھا ہے کتنے خوش دکھائی دے رہے ہیں۔۔"

عمیمہ نے کچن میں مہر النساء بیگم کی ہیلپ کرواتے ہوئے کہا۔۔

"ہاں بیٹا بس آپ کے بابا کا بس نہیں چل رہا ڈانس ہی کر لیں۔۔ ہماری شادی سے پہلے ملے تھے آخری بار اور اب مل رہے ہیں تو اس لئے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے ہیں۔۔

میں حیران ہوں ان دونوں نے اتنے وقت بعد کانٹیکٹ کیسے کیا ایک دوسرے سے۔۔"

وہ بریانی کا مصالحہ تیار کرتے ہوئے عمیمہ کو بتا رہی تھیں۔۔

"ذرا اپنی شونا کو یہاں لے کر آؤ ہر وقت بچی بنی رہتی ہے۔۔۔ ہم اسے بیماری کے سبب رعایت دیتے ہیں لیکن وہ اس کا ناجائز فائدہ اٹھانے لگی ہیں۔۔"

عمیمہ نے کچھ کہنے کے لئے لب وا کئے تھے لیکن وہ سختی سے بولنے لگیں تو اسے خاموش ہونا پڑا۔۔۔

اکثر وہ عنادل سے ایسے ہی خفا ہو جاتی تھیں۔۔

انہیں اس کا ہر وقت خود کو کمرے میں بند رکھنا پسند نہیں تھا لیکن وہ بھی کیا کرتی اسے روشنی اکثر چُبھتی تھی اور اندھیرا سکون دیتا تھا۔

لیکن شکر تھا یونی میں ابھی تک اسے کچھ نہیں ہوا تھا۔۔۔

"ماما آپ جانتی ہیں اس کی کنڈیشن۔۔"

عمیمہ نے ہمیشہ کی طرح اسکا کمزور سا دفاع کرنا چاہا۔۔

"جانتی ہوں اس لئے اسے کچھ نہیں کہتی مگر جب ٹھیک ہوتی ہے تو کون سا کچن میں جھانک لیتی ہے۔۔"

وہ آج ضرورت سے زیادہ عنادل سے خفا تھیں۔۔۔

وہ جو شاور لینے کے بعد عمیمہ کی ہدایت پر کچن تشریف لا رہی تھی سب سننے لگی۔۔

اور آکر مہر النساء بیگم کے پیچھے سے بانہیں ڈال کر سر ان کی کمر سے ٹکا گئی۔۔۔

"ماما ایم ڈئیر۔۔۔" وہ لاڈ سے بولی اور وہ ٹھہریں ماں۔۔ اسی لمحہ سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھتا ہی چلا گیا۔۔

عمیمہ نے اسے انگوٹھا دکھایا جیسے اس نے اچھا عمل کیا ہو۔۔۔

وہ آنکھ مار کر چند سیکنڈ ایسی ہی کھڑی رہی۔۔

"عنادل کب بڑی ہو گی بیٹا۔۔"

وہ اس کے ہٹنے پر پوچھنے لگیں۔۔

"ماما جب آپ کہیں۔۔"

وہ انہیں ہلکا پھلکا کرنے کے لئے ہنس کر بولنے لگی۔۔۔

"ماما بھول جائیں کہ شونا کبھی بڑی ہو گی۔۔

میں تو کہتی ہوں اس کی شادی ہی کر دیں۔۔"

عمیمہ نے اسے چھیڑتے ہوئے کہا۔۔

اور اسے رونے کا موقع مل گیا تھا۔۔

"ماما کیا آپ میری شادی کر دیں گی۔۔"

آنکھوں میں نمی لئے وہ مہر النساء سے مخاطب تھی۔۔

"عمیمہ بیٹا ابھی میں یہی پوچھ رہی تھی یہ کب بڑی ہوں گی دیکھ لیں ثبوت دے دیا ابھی بھی بچی ہی ہیں۔۔۔"

انہوں نے عنادل کو سینے سے لگائے اس کے رونے پر چوٹ کرتے ہوئے کہا۔۔۔

"ماما میں بڑی ہوں بچی نہیں ہوں اور رونے سے کوئی بچہ تھوڑی ہو جاتا ہے آپ بھی تو اس دن بھائی کی چوٹ دیکھ کر رو رہی تھیں پھر تو آپ بھی بچی ہوئیں۔۔۔"

وہ سوں سوں کرتے ہوئے ان سے لپٹتی کہہ رہی تھی۔۔

کچھ پل کی حیرت کے بعد عمیمہ اور مہر النساء بیگم کی ہنسی کچن میں گونجنے لگی۔۔

وہ کرسی پر بیٹھی ان سے باتیں کر کے انہیں ہنسا رہی تھی اور وہ دونوں کام کے ساتھ ساتھ اس کی اور زامیہ کی باتوں اور حرکتوں پر جو وہ انہیں بتا رہی تھی ہنستے ہوئے کام بھی کر رہی تھیں۔۔۔

سنڈے ہونے کے باوجود حمزہ اپنے وقت پر ہی جاگا، جاگنگ کے بعد فریش جوس لیے سٹڈی روم میں بند ہو چکا تھا۔

پہلے دوبئی سروے اور پھر یہاں کے آفس کا کچھ ورک نمٹا کر آج وہ فری تھا مگر ریسٹ کا اب بھی سوال نا تھا۔۔۔

سنڈے ہونے کی وجہ سے اسے یہ فائدہ ہوا تھا وہ یونی کی ضروری اسائنمنٹ کمپلیٹ کر سکتا تھا جس کے سبمنٹ کی لاسٹ ڈیٹ میں ایک ہی دن باقی تھا مسلسل تین سے چار گھنٹے لگا کر وہ اپنی اسائنمنٹ کمپلیٹ کر چکا تھا۔۔

ایک بھرپور انگڑائی کے کر اس نے اپنی آنکھوں کو رگڑا اور ابھی اپنے روم میں جاکر فریش ہونے کے ارادے سے اٹھا ہی تھا کہ یونی کے ایک پروفیسر کی کال آنے لگی۔۔۔

سلام دعا اور فارمل گفتگو کے بعد اسے ڈین کے آفس میں آنے کا کہا گیا تھا۔

اتنی صبح وہ ان کی کال سن کر بے چین سا ہوا ان کی آفس کال پر اختتامی کلمات کہہ کر فون رکھ دیا۔۔

وہ پریشان تھا اُسے یوں اچانک کیوں ڈین کے آفس بلایا گیا تھا۔۔۔

پھر موبائل پر نوٹیفکیشنز جو اس کے دبئی جانے کے بعد سے اب تک کے تھے وہ دیکھنے لگا۔۔۔

پروفیسر خالد کے واٹس ایپ پر دو میسج تھے جس میں اس سے پوچھا گیا تھا وہ یونی کب آئے گا۔۔۔

اسے اپنی لاپروائی پر غصہ تو بہت آیا کہ وہ چند سیکنڈز نکال کر ایٹ لیسٹ سر کو ریپلائی ہی دے دیتا مگر مصروفیت نے اسے موبائل چیک کرنے کا وقت ہی کہاں دیا تھا۔۔

وہ افسوس سے سر جھٹک کر اسٹڈی روم سے نکلتا سیدھا اپنے روم میں گیا، شاور لے کر فریش سا باہر آیا۔۔۔

عموماً اس ٹائم سُکینہ بیگم کوئی ڈرامہ دیکھ رہی ہوتی تھیں لیکن آج وہ کہیں دکھائی نہیں دیں۔۔۔

حمزہ انہیں ڈھونڈتے ہوئے کچن میں ہی چلا آیا، وہ کچن میں ہی بزی تھیں۔

"مام کیا بنا رہی ہیں وہ بھی چُپکے چُپکے۔۔"

حمزہ نے فریش موڈ کے ساتھ انہیں مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔

"کچھ نہیں بس فروٹ ٹرائفل بنا رہی تھی آپ کو پسند ہے ناں اس لئے۔۔"

وہ اسمائل پاس کر کے واپس کام کی جانب متوجہ ہو گئیں۔۔

"ویسے بیٹا آپ ہمارے لئے اس بار کوئی تحفہ نہیں لائے۔۔"

اچانک کسی خیال کے تحت رکیں اور پلٹ کر انہوں نے اس کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔۔

انہیں اچانک یہ بات محسوس ہوئی ورنہ حمزہ کی کہیں کے ٹوَر کی بنا گفٹ لیے واپسی نہیں ہوتی تھی۔۔۔

حمزہ کے چہرے کے نقوش تنے اچانک سے نور کا عمل آنکھوں کے سامنے لہرا گیا اگر وہ سب نا ہوا ہوتا تو وہ آرام سے گفٹس کے ساتھ لوٹتا لیکن اس بار ممکن نا ہو سکا تھا۔۔

"مام وہ میں۔۔۔۔ نیکسٹ ٹائم ڈبل گفٹس دے دوں گا۔۔۔"

حمزہ سے کوئی بات نہیں بن پائی تو بات گھما گیا، سُکینہ بیگم نے بغور اس کے سنجیدہ چہرے کو دیکھا وہ سمجھ گئیں کوئی بات ایسی تھی جس نے حمزہ کو پریشان کیا تھا۔

"چلیں کوئی بات نہیں اگلی بار دو کی جگہ پانچ گفٹ چلیں گے۔۔"

انہوں نے بات بدلتے ہوئے ہنس کر کہا تو وہ بھی خود پر سے بوجھ ہٹتا محسوس کرنے لگا۔۔۔

"شیور مام پانچ کے بجائے جتنے آپ چاہیں ویسے بھی جیب تو ڈیڈ کی ہلکی ہونی ہے۔۔"

اس کے کہنے پر سُکینہ بیگم نے ہمیشہ دیا جانے والا لقب اسے دیا۔۔۔

یعنی بدمعاش۔۔

اور حمزہ نے سر کو خم دے کر یہ خطاب وصول کیا۔۔۔

حمزہ میر یونی میں پہنچ چکا تھا۔۔

ہاتھ میں دو بکس لئے کندھے پر بیگ لٹکائے۔۔

گرین شرٹ پر کف لنکس کو موڑے بلیک پینٹ میں مضبوط چال چلتے ہوئے ڈین کے آفس سے نکل کر اپنی کلاس کی طرف بڑھا۔

اپنی اونچی لمبی قد اور نہایت پر کشش شخصیت کی وجہ سے وہ سب میں نمایاں لگتا تھا، اردرد گزرتے جو سٹوڈنٹس اسے جانتے تھے ہائے ہیلو کر رہے تھے اور جو نیو کمرز تھے وہ رشک سے اس مقناطیسی شخصیت کے حامل دلکش سے حمزہ میر کو تک رہے تھے۔

اپنے روم میں جاتے ہوئے اس کے قدم جانی پہچانی آوازوں پر رکے، اس نے زرا رخ پھیر کر دیکھا کچھ ہی فاصلہ پر یونی کے مشہور بد تمیز اور بد فطرت لڑکوں کا گروپ کھڑا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

"یار اس روتی لڑکی کو دوبارہ رلانے کا دل چاہ رہا ہے لیکن وہ چودھری اس کے ساتھ چپکی رہتی ہے۔۔

پہلے اُسے دور کرنا ہو گا پھر اُس ماماز گرل کو قابو کرنا ہو گا اور اس طرح ہم ایک تیر سے دو شکار کر سکتے

ہیں۔۔

زامیہ سے بدلہ اور اُس ماماز گرل کو ایک بار پھر پرینک کا تڑکا ملے گا۔۔۔"

ان پانچوں کا گینگ عنادل اور زامیہ کو ڈسکس کرتے ہوئے پلان بنا رہے تھے۔۔۔

اور حمزہ جو انہیں اگنور کر کے آگے بڑھنے ہی والا تھا ان کی باتوں پر بے ساختہ رُک گیا۔

"وہ دیکھو ابھی کیسے کھکھلا رہی ہے دو دن پہلے ریڈ زون میں پڑی رو رہی تھی۔۔"

ٹھرکی ٹائپ لڑکے جونی نے جو اس گروپ کا حصہ تھا عنادل کو زامیہ کی کسی بات پر ہنستے ہوئے دیکھ کر کہا۔۔

"یار جونی وہ معصوم ہے اور اس معصوم پری پر جان کا دل آ گیا ہے۔۔"

دوسرا لڑکا جو اس دن عنادل کو بچانے کی کوشش میں تھا اس نے جونی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔۔۔

اس کی بات سن کر فضا میں جونی کا زوردار قہقہہ گونجا تھا۔

حمزہ میر کی کنپٹیاں سلگ اٹھیں اور قدم سامنے کھڑی زامیہ کی طرف بڑھائے جس کے سامنے کھڑی اس

نازک سی لڑکی کی اس کی جانب پُشت تھی۔ بلو جینز پر بلیک گھٹنے سے نیچے کُرتی پہنے میک اپ سے مبرا سادہ چہرہ بلو حجاب میں لپٹا تھا، وہ زامیہ سے باتوں کے دوران ہنس رہی تھی۔۔ اصل بات ان سے معلوم کر کے ہی وہ ان لڑکوں کا دماغ ٹھکانے لگانے کا سوچ چکا تھا۔

"ایکسکیوز می۔۔"

حمزہ نے ان کے قریب پہنچ کر انہیں مخاطب کیا۔۔

وہ کیوں آج کسی انجان کے معاملہ میں انوالو ہو رہا تھا، وہ اندازہ نہیں لگا سکا۔

وہ یہ معاملہ جاننا چاہ رہا تھا یا شاید کوئی احساس جو اس کے دل میں جاگا تھا اسے بے اختیار ان کی طرف کھینچ گیا تھا، روتی ہوئی لڑکی کا سن کر یوں جیسے اس کے اندر کسی نے بہت سی یادیں دہرائیں تھیں۔۔

"جی۔۔"

زامیہ نے کہا جب کہ عنادل اپنے پیچھے سے ابھرتی اچانک بھاری مردانہ آواز پر اچھل کر تیر کی طرح زامیہ کے پیچھے چھپ گئی تھی۔۔

اس کے گھبرانے، پلٹنے اور زامیہ کے پیچھے چھپنے کے اس تیز ترین عمل میں وہ بس ایک جھلک ہی وہ چہرہ دیکھ پایا تھا۔۔

اس کی ایک جھلک ہی اس حمزہ میر کے پیروں تلے سے زمین کھسکا گئی تھی، وہ کتنی دیر ساکت سا کھڑا رہ گیا،

آنکھیں بے یقینی سے پھٹنے کو تھیں۔

"عینا۔۔" اس کے پھڑ پھڑاتے لبوں سے بے آواز سرگوشی نما پکار نکلی تھی۔

"جی حمزہ آپ کو کوئی کام تھا۔۔"

زامیہ اسے بہت اچھے سے جانتی تھی اس لئے اسے مخاطب کر کے پوچھا آج پہلی بار وہ زامیہ سے یا یہ کہا جائے کسی لڑکی سے خود مخاطب ہوا تھا تو غلط نہیں ہو گا۔۔۔

"عینا۔۔"

زامیہ کو کچھ کہنے کا اس کے پاس وقت نہیں تھا برسوں کی تلاش آنکھوں کے سامنے تھی حمزہ میر کو کچھ دکھائی یا سنائی دے سکتا تھا بھلا۔۔۔ وہ چہرہ سامنے تھا جسے دن میں جانے کتنی بار تصور میں دیکھتا اور محسوس کرتا تھا۔

NOVEL IN URDU

"کون عینا۔۔؟"

زامیہ نے حیرت سے اسے دیکھا جو اپنے حواس میں نہیں تھا شاید۔۔

اور وہ اسے خوف سے زامیہ کے پیچھے سے تھوڑا سا سر نکالے دیکھ رہی تھی، اسے لگا پھر سے کوئی پرانک کرنے آ پہنچا تھا اور اس بار عنادل کو یقین تھا وہ بری طرح چیخ چیخ کر روئے گی اب برداشت نہیں کرے گی، اس بار ایسا ہوا تو وہ یونی بھی کبھی نہیں آئے گی۔۔۔ اس نے یہ بھی سوچ لیا۔

"مس چودھری اپنے پیچھے چھپی ہوئی عینا کو باہر نکالیں۔۔۔"

حمزہ میر نے دوبارہ اس کے سوال کو اگنور کیئے کہا۔۔

اب اُسے غصہ آنے لگا تھا جس کے لئے برسوں مارا مارا پھرا تھا اس کی یادوں کو سنبھالے اس کے تصور سے لڑتا تھا، وہ جو اچانک اسے چھوڑ گئی تھی اور آج بھی اس سے خوف کھا کر چھپ رہی تھی۔۔

"دل باہر آؤ یہ اچھے انسان ہیں کچھ نہیں کریں گے۔۔۔۔"

زامیہ حمزہ کے رویہ سے حیران ہوتی عنادل کو نرمی سے مخاطب کرتے ہوئے بولی اور اسے اپنے پیچھے سے بازو پکڑ کر سامنے لا چکی تھی۔

"وہ اس کے کہنے اور ہاتھ پکڑ کر نکالنے پر سامنے تو آ گئی تھی لیکن زامیہ سے چپک کر اور اس کا بازو زور سے پکڑے کھڑی ہو گئی البتہ اس نے حمزہ کو سامنے آنے کے بعد بھی نہیں دیکھا تھا، سر جھکائے آنکھیں سختی سے بند کیے نئے پرانک یا کسی نئی افتاد کے لیے تیار کھڑی تھی جیسے۔۔۔

"عینا۔۔۔عینا تم کہاں چلی گئی تھی میں نے تمہیں کہاں کہاں نہیں ڈھونڈا تھا۔۔۔

عینا میں تمہارا حمزہ میر۔۔۔"

حمزہ میر کی آنکھوں میں خوشی سے نمی کے ساتھ ہزاروں جگنوں ٹمٹما اٹھے تھے، وہ بے ساختہ سا دو قدم آگے بڑھ کر اس کے مقابل ٹھہرا۔۔

"کو۔۔۔کو۔۔۔کون حمزہ میر۔۔؟"

عینا گھبرا کر دور ہوئی، بس یہ ایک سوال تھا حمزہ میر کی خوشیوں کے ٹمٹماتے جگنوؤں سے جیسے روشنی نوچ کر انہیں تاریک کر دیا گیا ہو۔۔۔۔۔

آنکھوں میں خوشی کی جگہ صدمہ ء غم ءنا امیدی ءبے یقینی پتہ نہیں کون کون سے جذبوں کے سیاہ رنگ ابھرے تھے، اس سوال پر بے پناہ ازیت نے حمزہ میر کے چہرے کا احاطہ کیا تھا۔۔

"عینا میں تمہارا حمزہ میر تم مجھے بھول گئیں عینا اور میں۔۔۔۔۔۔میں تب سے اب تک ہمیشہ تمہیں ڈھونڈ تا رہا تمہیں سوچتا رہا، تم کہاں چلی ئی ی تھیں عینا۔۔۔؟ میرے ساتھ تو ایسا مذاق نہیں کرو۔۔"

حمزہ میر آج سہی معنوں میں بے بسی کی انتہا پر پہنچا تھا، جی چاہ رہا تھا اسے جھنجھوڑ کر اپنا قصور پوچھے جو ظالم اپنی محبت میں مبتلا کر کے گم ہو گئی تھی اور ابھی تک دل نہیں بھرا تھا کہ یوں نا پہچاننے کی تکلیف سے دوچار کر رہی تھی۔

وہ جب تک نہیں ملی تھی اسے ڈھونڈنے کی لگن تھی اور اب جب وہ مل گئی تھی اس کی امیدوں کو بے موت مارنے کو تیار تھی، یہ کیسا بچھڑ کر ملنا تھا کہ اُسے حمزہ میر بھول گیا تھا وہ حمزہ میر جو اس کی ضرورت اور عادت ہوا کرتا تھا، جو سائے کی طرح ساتھ رہتا تھا۔۔

"زامیہ میں انہیں نہیں جانتی مجھے ڈر لگ رہا ہے چلو یہاں سے۔۔"

وہ حمزہ میر کے پاس سے بنا اسے جواب دیئے زامیہ کو کہہ کر اسے گھسیٹتی ہوئی لے گئی۔۔۔

زامیہ اسے حمزہ کی بات سننے کا کہتی رہی لیکن عنادل کو لگا وہ بھی اس کے ساتھ پرانک کر رہا ہے وہ بھی اینڈ میں اس کا پوری یونی کے سامنے تماشا لگائے گا، عجیب قسم کا پرانک ایسا جو عنادل کے دل تک کو خوف سے بند کرنے کے درپے تھا، اس لڑکے کا لہجہ اور آنکھیں عنادل کو پریشان کر رہی تھیں، سہما رہی تھیں۔۔۔

زامیہ نے دیکھا تھا حمزہ میر کی آنکھوں میں عینا کا نام لیتے ہوئے خوشی کی علامت بن کر جو نمی آئی تھی وہ عنادل کے اسے نا پہچان پانے پر بے یقینی اور غم کی صورت چھلکی تھی۔۔ایک آنسو نے صحراؤں کے سفر جیسی تکلیف کو محسوس کیا تھا۔۔

دو پر ازیت سفر۔۔ایک خوشی کا دوسرا ابجھتے جگنوؤں کا۔۔

حمزہ میر خالی دل لئے عنادل کو جاتے ہوئے دیکھنے لگا۔۔۔

"دل تم نے اسے جان بوجھ کر نہیں پہچانا ناں؟ کیا تم لوگ ایک دوسرے ک جانتے ہو؟ پہلے کبھی ملے ہو؟ حمزہ کی بے تابی تو کچھ ایسا ہی ظاہر کرتی ہے پھر تم۔۔۔"

زامیہ کو یہی لگا کہ اس نے جان کر ایسا کیا ہے، وہ خود عنادل کا یوں مضبوط انکار اور حمزہ کی بے تابی دیکھ کر حیران تھی۔۔

"زامیہ میں انہیں جانتی ہی نہیں تو پہچاننے کا سوال کیسا؟۔۔۔"

عنادل کی ہارٹ بیٹ تیز ہوئی تھی۔۔

"واقعی تم اسے نہیں جانتی۔۔؟"

زامیہ نے حیرت سے استفسار کیا حمزہ کے ایکسپریشن جھوٹ نہیں کہہ رہے تھے۔۔ کہہ تو عنادل کے ایکسپریشن بھی نہیں رہے تھے کہ وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔

"میں جھوٹ نہیں بولتی زامیہ۔۔"

وہ خفگی سے کہہ کر لائبریری کی جانب مُڑ گئی۔۔

دو پیریڈز فری تھے۔۔۔

اس لئے اب وہ دو پیریڈز تک باہر نہیں نکلنے والی تھی اور نا ہی کسی اور بندے کا سامنے کرنے کا موقع ملتا۔۔۔

وہ واقعی حمزہ سے ڈر چکی تھی۔۔۔

زامیہ بھی کندھے اُچکا کر اس کی جانب بڑھ گئی۔۔

حمزہ میر کا دن بہت برا گزرا تھا جہاں اُسے عینا کے ملنے کی خوشی تھی وہیں اُس کے نا پہچاننے پر گہرا صدمہ پہنچا تھا۔۔۔

کلاس میں بھی ڈسٹرب رہاناہی لیکچر سناناہی کوئی پوائنٹس نوٹ کیئے۔۔

دماغ پر عنادل کے الفاظ ہتھوڑا بن کر برس رہے تھے۔۔

"آپ کون" کی گونج کسی طرف بھی دھیان نہیں دینے دے رہی تھی۔۔

ایسے میں حمزہ کا یونی میں رہنا یا کچھ کرنا بے کار تھا۔۔

وہ اُس سے ملنے پر خوش ہوتی کوئی جوش اور ولولہ دیکھاتی لیکن اُس نے کہا بھی تو کیا، حمزہ میر کا اتنا لمبا انتظار جیسے ایک جملہ میں ہی خاک ہو گیا تھا۔۔۔

لیکچر ختم ہو چکا تھا اِس دوران حمزہ کو یہ بھی معلوم نا ہو سکا کہ کتنے لیکچرز ہو چکے ہیں اور لیکچر کس ٹاپک پر دیئے گئے تھے۔۔۔

اِس سے پہلے دوسرا لیکچر سٹارٹ ہوتا حمزہ اُٹھ کر کلاس روم سے باہر چلا گیا، موڈ آف ہو گیا تھا، طبیعت پر بیزاری چھا گئی تھی۔۔۔

اُسے خود کو یہ یقین دلاتے ہوئے تکلیف ہو رہی تھی کہ اُس کی عینا نے اُسے نہیں پہچانا تھا۔۔۔

یہ کیسے ممکن تھا، جب اسے اس کے ساتھ گزرا ایک ایک لمحہ، اس کا چہرہ، مسکراہٹ اور باتیں تک ازبر تھیں۔۔۔

اس نے تمام وقت عینا کو سوچتے گزارا تھا، راتیں اس کا چہرہ سوچتے اور اس کی مسکان یاد کرتے گزار دیتا

تھا۔۔

اور وہ اس کا نام تک یاد نہیں رکھ پائی تھی کیا۔۔؟

سر جھٹک کر پارکنگ کی طرف جاتے ہوئے اس کی نظر اُن دونوں پر نظر پڑی، غالباً وہ بھی لیکچر ختم ہونے پر باہر نکل کر آئیں تھیں۔۔

زامیہ کچھ رُوڈ سی ہو رہی تھی چہرے کے ایکسپریشن بتا رہے تھے وہ عنادل کو ڈانٹ رہی تھی۔۔

جبکہ وہ زمین میں نظریں گاڑے اُس کے ساتھ قدم ملا کر چل رہی تھی۔۔

اسے تکلیف سی محسوس ہوئی، وہ کبھی کسی کو عینا سے سخت لہجہ تو کیا ایک غلط نظر بھی نہیں ڈالنے دیتا تھا مگر اب وہ اس کے علاوہ شاید یہ حق سب کو سونپ چکی تھی۔۔

اس نے ایک اور کوشش کرنے کے لئے اپنے قدم اُن کی جانب بڑھائے جو گارڈن کے سرسبز لان کی طرف بڑھ رہی تھیں۔۔

زامیہ اُسے زبردستی لے کر آئی تھی ورنہ وہ حمزہ کے ڈر سے خود کو کہیں چھپالینا چاہتی تھی، وہ دونوں وہیں گھاس پر بیٹھ گئیں۔۔۔

"عینا۔۔"

اپنے عن پیچھے قریب عنادل کو گھمبیر آواز سنائی دی، تو اس کا دل زور سے دھڑکا، کون تھا آخر وہ۔۔۔ ہار

کیوں نہیں مان رہا تھا، کیوں اس کے پاس آجاتا تھا، کیوں اس کا گریز نہیں سمجھ رہا۔۔؟

زامیہ کے ساتھ ساتھ وہ بھی ایک جھٹکے سے کھڑی ہو کر پلٹی۔۔

حمزہ ایک ہاتھ ماتھے پر رکھے سورج سے اپنی آنکھوں کو بچا رہا تھا اور دوسرے ہاتھ میں چند کتابیں لئے کھڑا عنادل کو ہی دیکھ رہا تھا۔۔

کندھے پر بیگ لٹکائے سنجیدہ سا حمزہ میر کسی بھی لڑکی کا دل دھڑکا سکتا تھا، شفاف رنگت دھوپ کی تمازت سے سرخی چھلکا رہی تھی اور براؤن کانچ جیسی آنکھوں میں دھوپ کی روشنی سے واضح ہوتا عنادل کا عکس تھا۔۔

"آپ۔۔۔آپ پھر آگئے۔۔

میں سچ میں آپ کو نہیں جانتی۔۔"

عنادل نے لرزتے دل کے ساتھ سوکھے لبوں پر زبان پھیر کر کہا اور جلدی سے زامیہ کے پیچھے ہو گئی، اس کی نظروں کی تپش اس کو خفت زدہ کرتی تھی، جانے کیوں ایسے دیوانہ وار دیکھتا تھا وہ۔۔عنادل کا چہرہ گلابی پڑنے لگا۔۔

تھوڑی دیر پہلے کلاس سے نکل کر یہاں آنے تک زامیہ نے یہی لیکچر دیا تھا

"اگر ڈرو گی تو دوسروں کو شہ ملے گی اور وہ مزید ڈرائیں گے۔۔

سامنے والے کے آگے ڈٹ جاؤ اور آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرو۔۔

یہ پر اعتماد ہونے کی نشانی ہے۔۔"

وہ سب عنادل نے صرف سنا تھا اس پر عمل کرنے کے لئے جو ہمت چاہیے وہ شاید عنادل میں بچپن سے ناپید تھی۔۔

اور زامیہ کا اِس کے یوں ری ایکٹ کرنے اور پھر سے چھپنے پر دل کیا دو تھپڑ لگائے، اس نے خود پر ضبط کیا۔۔

"دل اگر تم میرے پیچھے سے باہر نہیں آئی تو کل ٹیرس سے تمہیں نیچے پھینکوں گی اور پوچھوں گی بھی نہیں، کہاں کہاں چوٹ لگی ہے۔۔"

زامیہ نے ہلکی آواز میں دبے دبے غصے سے کہا وہ ہرگز بھی حمزہ کو سنانا نہیں چاہتی تھی کہ عنادل کتنی بزدل ہے، وہ اس سے عنادل کی کمزوری چھپا رہی تھی جو اس کے چہرے کے تاثرات اور اس کے عمل سے ہی اس کی حالت پہچان لیتا تھا۔۔۔

"میں یہ پوچھنے نہیں آیا کہ تم مجھے جانتی ہو یا نہیں میں یہ پوچھنے آیا ہوں فرسٹ ڈے تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا ڈیٹیل بتاؤ۔۔۔"

حمزہ اب درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا تھا۔۔ دھوپ کی جھلسا دینے والی تپش نے حمزہ کی سفید رنگت میں

سرخی بڑھادی تھی۔۔

اس کی آنکھیں سورج کی گرمائش سے جلنے لگی تھیں اُس کی آنکھیں اللہ اللہ کر کے تو ٹھیک ہوئی تھیں کچھ سال پہلے۔۔۔وہ دوبارہ اپنی آنکھوں کی تکلیف برداشت کرنے کا متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔۔اس لئے ان دونوں سے کچھ فاصلے پر موجود گھنے درخت کے سائے میں کھڑا ہو گیا۔۔۔

"میں۔۔۔م۔۔میں کیوں بتاؤں آپ کو۔۔"

عنادل نے خوف سے آنکھیں پھیلائے پوچھا،وہ واقعہ یاد کرتے ہی عنادل کے رونگٹے کھڑے ہونے لگتے تھے،وہ حمزہ کے سوال پر بری طرح گھبرا گئی تھی۔۔

وہ آیا تو بہت کچھ پوچھنے کے لئے تھا لیکن اس کے پکارنے پر عنادل نے جوری ایکٹ کیا اور پھر اس کی آنکھوں کے خوف نے حمزہ کو بات پلٹنے پر مجبور کر دیا۔۔۔

"زامیہ مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔"

عنادل نے اس کے کان کے بالکل پاس جا کر سرگوشی کی۔۔

یہ سرگوشی حمزہ میر کے دل کو چیر گئی،اس کی عینا اُس سے ڈر بھی سکتی تھی۔۔؟یہ تصور ہی جان لیوا تھا وہ اُسے ہرٹ بھی کر سکتا تھا،حمزہ کا دل چاہا اسے سب سے دور لے جائے اور اسے پر سے ویسا بنا دے اس کی آنکھوں سے اپنے لیے خوف ختم کر دے،اسے سب سے چھپا لے تاکہ وہ پھر کبھی نا غائب ہو۔۔۔

"زامیہ آپ بتائیں کیا ہوا تھا آپ تو جانتی ہیں میں بزنس فیکلٹی کا ہیڈ اسٹوڈنٹ ہوں اور آپ بھی شاید بزنس اسٹوڈنٹ ہیں تو مجھے انفارم کرنا آپ لوگوں کا فرض ہے اس لیئے مجھے بتائیں کیا ہوا تھا اور آپ کی دوست بار بار کس پرانک کا ذکر کر رہی ہیں۔۔؟"

حمزہ میر نے جتنے صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے عنادل کی آنکھوں میں اپنے لئے خوف دیکھا تھا ممکن نہیں تھا وہ اپنے غصے کو قابو کر پاتا لیکن وہ اپنی اُس محبت کو بھی نہیں گنوا سکتا تھا جس کے لئے پل پل تڑپتے ہوئے گزارا تھا۔۔

جس کی یادوں کو سینے سے لگائے آج بھی سکون سے سو نہیں پاتا تھا۔۔

لیکن وہ سب باتوں سے بے خبر اِس سے ہی خوف کا شکار تھی۔۔

اُس کی زیرک نگاہوں سے عنادل کا لرزنا مخفی نا رہ سکا اِس لئے حمزہ نے اس سے بات کرنے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے زامیہ کو مخاطب کیا۔۔

زامیہ نے اُسے آپ کہنا اور عنادل کو تم کہنا نوٹس کیا تھا، یعنی وہ زامیہ سے تکلف اور اجنبیت سے بات کر رہا تھا جبکہ عنادل کے لیے اس کے لب و لہجہ میں اپنائیت ہوتی تھی۔۔

وہ ایسی ہی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں کو نوٹس کرنے والی بڑی بڑی باتوں سے بے بہرہ۔۔۔ وہ حمزہ کے ہر انداز سے کھٹک رہی تھی آخر اس کا اور عنادل کا کیا رشتہ تھا، کیا تعلق تھا جس کے بل بوتے پر وہ ایسا بی ہیو کرتا تھا۔ کچھ تو تھا کہ حمزہ میر جیسا حد اور فاصلہ پر رہنے والا انسان عنادل کے ساتھ یوں ہو جاتا جسے بہت قریبی

رشتہ ہو۔۔

زامیہ جانتی تھی وہ قابل اعتبار انسان ہے تبھی اس نے سب کچھ بتا دیا، سب تفصیل سنتے ہی حمزہ میر کی رگیں تن گئیں، آنکھیں خون چھلکانے لگیں۔

مٹھیوں کو بھینچے وہ اپنے غصے پر قابو پانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔

رنگت خطرناک حد تک سرخی مائل ہو گئی تھی۔۔

زامیہ اِس کے بدلتے ہوئے تاثرات پر حیران تھی وہ تو اس بات پر بھی شدید حیران تھی کہ حمزہ میر اِس یونیورسٹی کی سب سے پُرکشش شخصیت ان کے پاس دو بار آئی تھی۔۔

زامیہ نے بات کی جڑ تک پہنچنے کی ٹھان لی تھی۔۔

"کیا آپ کو نہیں معلوم مس زامیہ "

"زامیہ میں صرف دل کے لئے ہوں آپ تصیح فرمائیں۔۔ میں آپ کے لیے چودھری ہوں، اس نام سے جانی جاتی ہوں۔۔۔"

اگر یہ کہا جائے وہ حمزہ سے متاثر ہو کر اُسے بخش سکتی تھی تو یہ غلط ہو گا۔۔۔

زامیہ اور کسی کو منہ توڑ جواب نا دے کیسے ممکن تھا۔۔۔

اس کے دوسری بار زامیہ کہنے پر اس نے بات کے بیچ میں ٹوک کر کہا تو وہ ایک لمحہ کو رکا اور غصے سے زامیہ

کی جانب دیکھا جو اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"اوکے تو مس چودھری آپ کو نہیں معلوم اُس جگہ کو ریڈ زون کا نام کیوں دیا گیا ہے۔۔؟

کیا آپ کو نہیں معلوم سات ماہ قبل وہاں کیا ہوا تھا؟ جو آپ نے کسی پروفیسر ءڈین کے آفس یا مجھے اطلاع دینے کی زحمت نہیں کی۔۔۔ آپ کو اندازہ بھی ہے اُس دن کیا کچھ ہو سکتا تھا۔۔"

حمزہ کا بس نہیں چل رہا تھا زامیہ سمیت ان پانچوں کو سولی پر لٹکا دے۔۔اگر عنادل کے ساتھ کچھ ہو جاتا تو۔۔؟اس کے لیے سوچنا بھی محال ہو رہا تھا جذباتی پن سے بولتے حمزہ کو یہ بات بھول گئی کہ اُسے بچانے والی بھی وہی تھی۔۔

"دیکھیں مسٹر حمزہ آپ نے کہا اور میں نے سن لیا، اب مزید نہیں۔۔

شاید آپ کو یہ نہیں معلوم چودھری اپنے طریقے سے ڈیل کرتی ہے۔۔

تو آپ بہتر ہے میرے اور میری دوست کے معاملے سے دو سو فٹ دور رہیں ورنہ میں چودھری ہوں کچھ بھی کرنے سے پہلے سوچتی نہیں ہوں۔۔"

زامیہ نے دھمکی دیتے ہوئے بات مکمل کی، اس کا ضدی لہجہ اور من مانی والا انداز حمزہ کو سلگا گیا۔۔

اس کا سرخ چہرہ یہ بتانے کے لئے کافی تھا اُسے زامیہ بالکل پسند نہیں آئی تھی، اس کی ڈھٹائی پر وہ کھول اٹھا، اسے اندازہ تھا لڑکیاں کم عقل ہوتی ہیں مگر اتنی ہوں گی اب پتا چلا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

ریڈزون کا معاملہ بہت خطرناک تھا، ایسے میں زامیہ کا خود بھی لڑکی ہو کر یوں بہادری کا مظاہرہ کرنا دونوں کے لیے نقصان دہ تھا۔۔

زامیہ عنادل کا ہاتھ تھامے وہاں سے لے گئی، ایک لیکچر کے بعد چھٹی ہو جانی تھی۔۔

عنادل کی آنکھیں روشنی کے سبب ہلکی ہلکی سرخ ہو رہی تھی۔۔

لیکن وہ اس قدر الجھن اور خوف کا شکار تھی اپنی آنکھوں میں ہوتی چبھن بھی محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

"زامیہ کیا ہوا تھا ریڈزون میں؟"

عنادل نے اس کے ساتھ چلتے ہوئے ناسمجھی سے پوچھا۔۔

"مرڈر۔۔"

اُس نے بنا کسی لگی لپٹی کے بتا دیا۔۔

"کیا؟ مرڈر۔۔؟ کیسے اور کیوں۔۔؟"

عنادل نے چیخ کر پوچھا اور منہ پر ہاتھ رکھ لیا، اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گ ئی ی تھیں۔۔

"بی بی اگر تمہیں بتا دیا تو یہی گنگا جمنا بہنے لگ جائے گا۔۔ اس لئے لیکچر کے بعد بتاتی ہوں۔۔"

واقعی جو کہانی ریڈزون سے جڑی تھی وہ عنادل کو چار پانچ گھنٹے تو رلا سکتی تھی۔۔

اور پریشان تو زامیہ بھی تھی بس ظاہر نہیں کرتی تھی، اس لیے وہ عنادل کے ساتھ سائے کی طرح رہتی تھی۔۔

حمزہ میر کو لازمی آفس جانا تھا وہ یونی سے آکر فریش ہوا اور ریسٹ کیے بغیر دوبارہ آفس کی جانب نکل گیا۔۔

پیچھے سُکینہ بیگم کے پکارنے پر بھی وہ لنچ کے لئے نہیں رکا۔۔۔

وجاہت صاحب کی غیر موجودگی میں آفس کا بردڈن بھی اُس پر آن پڑا تھا۔۔۔

ورکرز کو معلوم تھا اب حمزہ میر نے آفس کو سنبھالنا ہے اس لئے وہ اس کی سخت مزاجی سے بچنے کے لئے ہر کام بہت قرینے سے انجام دے رہے تھے۔۔

کچھ ورکرز کی سانسیں اٹکی ہوئیں تھیں کہ کب حمزہ انہیں بلا کر ان کی کلاس لے۔۔۔

ان کا کام سب سے زیادہ سست روی سے ہوتا تھا۔۔

اور اس سبب ان کی وجاہت صاحب سے بھی کلاس لگ چکی تھی۔۔

پھر بھی ڈھیٹ بنے کام وقت پر کرنے سے انکاری تھے۔۔۔

اب حمزہ کو دیکھ کر اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

حمزہ کا ویسے بھی غصہ ساتویں آسمان کو چھو رہا تھا۔۔

عنادل کا نہیں پہچاننا اور عنادل کے ساتھ وہ پرانک کا ہونا وہ سب باتیں ذہن میں گردش کرتی رہتی تھیں۔

ان دنوں اس کا بس نہیں چل رہا تھا پری دنیا کو آگ لگا دے، وہ زرا زرا سی بات پر اپنے دماغ کو جلاتے غصہ کو باہر کا راستہ دکھا رہا تھا۔۔۔

آفس میں بھی منیجر سے لے کر پیون تک کو اس نے جھاڑ پلا دی مگر غصہ تھا کہ کم نہیں ہو رہا تھا۔ یہ آگ کم ہو بھی نہیں سکتی تھی، اسے عنادل کی پہلے جیسی توجہ چاہئیے تھی اور اس کو محفوظ کرنا چاہتا تھا اس کا غصہ اور دماغ کی تپش تب ہی ختم ہو سکتی تھی۔۔

"سر آپ نے بلایا تھا۔۔"

مینیجر نے ناک کر کے اجازت طلب کی اور حمزہ کے اثبات میں سر ہلانے پر اندر داخل ہوتے ہوئے سوال کیا۔۔

"جی بالکل بلایا تھا۔۔۔ جو کام جس کی زمہ داری ہے کیا اسے نہیں معلوم کہ وہ کام کرنا بھی ہوتا ہے۔۔"

حمزہ میر کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا اور جبڑے سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

وہ ناسمجھی سے دیکھنے لگے۔۔

"حماد اظہر آپ کے علاوہ بھی اس کمپنی میں ورکرز ہیں جو کام کے بدلے معاوضہ لیتے ہیں کیا ایک مینیجر کی

یہ زمہ داری نہیں ہے اپنے انڈر کام کرنے والوں سے اون دا ٹائم ورک کمپلیٹ کروائیں چاہے موٹیویٹ کریں یا فورس فُلی کروائیں۔۔۔"

اس نے کافی سخت لہجے میں کہا تو منیجر صاحب سٹپٹا گئے۔۔۔

منیجر کا بنیادی کام ہی سب کو مینیج کرنا ہوتا ہے ان میں ورکرز پر نگاہ رکھنا بھی شامل ہے۔۔

"سوری سر!! لیکن سر میں سمجھا نہیں آپ کس معاملے کی جانب نشاندہی کروانا چاہ رہے ہیں۔۔"

حماد اظہر نے قدرے ہچکچا کر یہ سوال کیا۔۔

دل میں یہی آرہا تھا حمزہ انہیں کھڑکی سے باہر پھینک دے گا۔۔

اندر سے دل ہی دل میں خوف کا شکار ہوتے ہوئے سوال کر بیٹھے نا کرتے تو پتا کیسے لگتا کہ ماجرا کیا ہے۔۔۔

"واؤ حماد اظہر!! اِس سوال پر آپ کے لئے کلیپنگ ہونی چاہئیے مطلب ایک منیجر کو یہ تک نہیں معلوم کل ایک ضروری میٹنگ ہے جس کے پروجیکٹ ورک کی زمہ داری آپ نے احتشام اور مونس کو دی ہے کیا وہ دونوں اس پروجیکٹ کو مکمل کر چکے ہیں۔۔؟ کیا آپ سے کوئی پوائنٹ ڈسکس کیا؟ کیا اس کے لاگتی اخراجات ہم اٹھا سکتے ہیں؟ کیا آپ نے یہ سب جاننے کی کوشش کی۔۔ نہیں حماد صاحب آپ مجھے ایک فائل دیکھا کر خوش ہو گئے جیسے اس کے آگے پیچھے کوئی اور کام ہی نہیں ہے، وہ پراجیکٹ فائل اب تک کمپلیٹ کر کے میری ٹیبل پر نہیں پہنچائی گئی، کیوں۔۔؟"

حمزہ نے ٹیبل پر پوری قوت سے ہاتھ مارتے ہوئے دھاڑ کر کہا، سفید رنگت غصے اور مسلسل بولنے کے سبب سرخی چھلکا رہی تھی، آنکھوں میں ایسی تپش کہ لگتا ابھی غصے سے سب بھسم کر دیں گی۔۔

حماد اظہر صاحب کی حالت غیر ہونے لگی، ان سے سر اٹھانا مشکل ہو گیا۔۔

انہیں یوں محسوس ہوا وہ سالم ہی انہیں نگل جائے گا۔۔

لیکن وہ اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔۔

حماد صاحب دو قدم پیچھے ہوئے۔

وہ آفس روم سے نکل کر ورکرز کی جانب بڑھ گیا۔۔

ایک ہلکی سی ہلچل کے بعد وہاں کے ورکرز کا حمزہ کو دیکھنے پر سکوت چھا گیا۔۔

گہری خاموشی۔۔

سب اپنے کام کی جانب متوجہ ہو چکے تھے ورنہ باتوں سے ہی انہیں فرصت کہاں تھی اور ہمیشہ کی طرح حمزہ میر کا موضوع زیرِ بحث تھا۔۔

"میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ کل جو ہم نے پراجکٹ پیش کرنا ہے اچ اینڈ سنز کمپنی (h & sons) کے ساتھ اس کا کام کہاں تک پہنچا۔۔"

ایک نظر سب ورکرز پر ڈال کر اپنے ہاتھ کے انگوٹھے پینٹ کی جیب میں ڈالے سرد لہجے میں بول کر تھوڑا

ٹھہرا۔۔

اس کے ٹھہرنے پر ورکرز کی جان سولی لٹک گئی۔۔

کچھ کا خیال تھا ان کا آج آفس میں لاسٹ ڈے ہے کچھ اس کی انسلٹ کئے جانے کے منتظر تھے۔۔۔

یہ احساس زیادہ برا تھا کہ کسی بھی ورکر کی انسلٹ یوں سب کے سامنے ہو۔۔۔

"میں یہ بتانے لگا ہوں کہ یہ کام مجھے آج کی تاریخ میں اپنی ٹیبل پر چاہیئے کسی بھی قیمت پر۔۔۔

چاہے اس کے لئے یہاں آپ کو پوری رات رکنا پڑے آپ لوگ رکیں لیکن مجھے آج کام ہر قیمت پر

چاہیئے یہ بات ذہن نشین کر لیں۔۔"

سب ورکرز نے حمزہ کی بات پر تعجب سے ایک دوسرے کو دیکھا۔۔۔

اور وہ وارننگ دیئے اپنے روم میں جا چکا تھا۔۔

پیچھے سب سے زیادہ پریشان مونس اور احتشام تھے ساٹھ فیصد کام پراجکٹ سے ریلیٹڈ ان کے پاس تھا۔۔

"سر سے بات کرو نا ہم۔۔۔ ہم کیسے مطلب ساری رات لگا کر بھی نہیں کر سکتے یار۔۔"

مونس کی حالت رونے والی تھی۔۔

جبکہ احتشام کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں تھا۔۔

حمزہ روم میں پہنچ کر ٹرانسپیرنٹ گلاس ڈور سے سب کی اتری ہوئی شکل دیکھ سکتا تھا۔۔

اس کا سر نفی میں ہلاتے ہوئے ضبط کیا، اسے عینا کا غصہ دوسروں پر نہیں اتارنا چاہئیے، اسے اپنے اندر کی توڑ پھوڑ کا نشان باہر نہیں لانا چاہئیے۔۔

گہری گہری سانسیں بھرتے ہوئے اس نے بلیک کافی کا آرڈر دیا۔۔

دس منٹ میں بھاپ اڑاتی ہوئی کافی اس کے ٹیبل پر موجود تھی۔۔

ودآوٹ شوگر کافی کے کڑوے سپ ہی وہ واحد راستہ تھے جو اس کے اور اس کے غصے کے درمیان حائل ہو سکتے تھے۔۔۔

تلخ کافی بالکل اس کی موجودہ حالت کی طرح۔۔

وہ کافی کا کپ خالی کرتے ہوئے انٹر کام سے احتشام اور مونس کو بلاوے کا پیغام بھجوا چکا تھا۔۔

تھکن سے چور چور ہوتا حمزہ اس وقت اپنے اوپر بہت سا بوجھ لئے مزید بوجھ ڈالنے کی تیاری میں تھا، چئیر سے ٹیک لگا کر آنکھوں کو انگلیوں سے پوروں سے سہلانے لگا، وجیہہ دلکش چہرے پر تھکن اور بے زاری واضح تھی، سلیقے سے بنے بال اب پیشانی پر بے ترتیب سے بکھرے ہوئے تھے۔

"سر مے آئی کم اِن؟"

ان دونوں نے ناک کر کے اجازت چاہی اجازت ملنے پر وہ اندر سر جھکائے داخل ہوئے۔۔

حمزہ کا لیکچر دینے کا کوئی پلان نہیں تھا ویسے ہی عنادل کا رویہ اُسے بار بار اپنی جانب کھینچ رہا تھا ایسے میں وہ اپنے آپ کو مصروف کرنا چاہتا تھا۔۔

"پروجیکٹ سے ریلیٹڈ سب فائلز اور اپنے اپنے لیپ ٹاپ وغیرہ لے کر واپس آؤ یہاں بیٹھ کر کام کرو تا کہ میں نظر رکھ سکوں۔۔"

حمزہ میر کا مدد کرنے کا انداز بھی بہت عجیب تھا وہ کام کو جلد از جلد ختم کرنا چاہتا تھا جو کہ اس کی مدد کے بنا ناممکن تھا۔۔

اس لئے آرڈر جاری کیا اور ٹائی کی ناٹ کھینچ کر ڈھیلی کی اور بد دلی سے شرٹ کا اوپری بٹن کھولا۔۔

وہ دونوں خوش گوار حیرت کے ساتھ اپنا سامان لینے بھاگے۔۔

انہیں ڈر تھا کہیں حمزہ اپنی بات سے ناپلٹ جائے۔۔ انہیں بھی پتہ تھا وہ ان کی ہیلپ کرنا چاہتا ہے۔۔

خوشی سے ان کے پاؤں زمین پر نہیں ٹک رہے تھے، حمزہ سنجیدگی سے ٹیبل پر سامنے لیپ ٹاپ رکھے پراجیکٹ کی فائل اوپن کر کے دیکھ رہا تھا، شہد رنگ آنکھوں میں سرخی تھی، لیپ ٹاپ کی روشنی اس کے سرخ وسفید چہرے پر پڑتی مزید دلکشی پیدا کر رہی تھی۔

وہ دونوں حمزہ کی سامنے والی چیئر پر بیٹھتے اب سنجیدگی اور پوری توجہ سے کام میں مصروف ہو گئے تھے۔۔ کام میں منہمک تھے کہ مونس کا فون بجا تو اس نے پھرتی سے حمزہ کے ڈر سے موبائل سائلنٹ

کیا۔۔

"اٹھالو جس کی بھی کال ہے۔۔"

حمزہ نے لیپ ٹاپ پر تیزی سے انگلیاں چلاتے ہوئے اس سے کہا تو وہ جی سر کہہ کر کال اٹھا کر بات کرنے لگا۔۔۔

"ہاں بولو سارہ۔۔"

مونس کی وائف کی کال تھی، حمزہ میر نے سرسری سی نظر اس پر ڈالی جس کے چہرے پر تھکن کے آثار جیسے منٹوں میں رخصت ہوئے تھے، حمزہ نے سر جھٹک دیا، محبت عجیب چیز ہے، ایسی ہی ہوتی ہے اور جسے مل جائے تو بات ہی الگ ہے۔۔ اسے بے اختیار عینا کا خیال آیا تھا۔۔

"میں۔۔۔ میں کیسے سارہ سمجھوں ناں ابھی مناسب وقت نہیں ہے کہنے کا۔۔"

مونس نے اختتامی کلمات کہے تو آگے سے کوئی ی فرمائش کی گ ئی ی جس پر وہ گھبرا کر چور نظروں سے حمزہ کو دیکھتے ہوئے دبے دبے لہجے میں بولا حمزہ کا سامنے ہونا اسے بوکھلا رہا تھا۔۔

"ارے مونس صرف لَو شو ہی تو کہنا ہو گا کہہ دے ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔۔"

احتشام نے اس کی طرف جھک کر شرارتی لہجے میں سرگوشی کی، حمزہ کا خوف بھی تھا مگر شرارت بھی سوجھ رہی تھی۔۔

مونس نے حمزہ کی طرف دیکھا اور پھر احتشام کو گھور کر خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔۔

حمزہ نے لیپ ٹاپ پر نظریں جمائے لبوں پر امڈتی مسکراہٹ کو لب بھینچ کر چھپایا۔۔

"سر لو یو۔۔"

بوکھلاہٹ میں مونس کہنا کچھ چاہ رہا تھا کہہ کچھ گیا۔۔

اس کی بیوی نے اچھی خاصی سنا کر لائن کٹ کر دی جبکہ وہ شرمندہ سا نظریں زمین میں گاڑے بیٹھا تھا۔۔

حمزہ نے اس کے جملے پر بے ساختہ اُسے دیکھا اور حمزہ سے اپنا قہقہہ روکنا محال ہو گیا تھا،وہ آج پورے دن میں پہلی بار بلند آواز میں ہنس رہا تھا۔۔۔

احتشام نے بھی حمزہ کا بھرپور ساتھ دیا اور مونس کی حالت ایسے تھی کہ ابھی رو پڑے گا۔۔

"سیریسلی۔۔ کیا مجھ سے۔۔؟"

حمزہ پوچھ کر دوبارہ ہنسنے لگا۔۔۔

وہ سمجھ چکا تھا اس کے پریشر اور بالکل سامنے ہونے پر بوکھلاہٹ میں وہ کہہ گیا تھا۔۔۔

رات بارہ بجے تک سب اسٹاف نے مل کر کام کیا فی میل ورکرز کو حمزہ آٹھ بجے کمپنی کی گاڑی سے بھیج چکا تھا باقی کے ورکرز کو بھی حمزہ جانے کا کہہ چکا تھا لیکن انہوں نے اپنا کام ختم ہونے تک جانے سے انکار کر دیا تھا۔۔

حمزہ میر کا مسلسل گھنٹوں تک ٹائپنگ کرتا ہاتھ اب درد سے دکھنے لگا تھا اور سپیڈ بڑھنے کے بجائے سلو ہو گئی تھی۔۔

تھکن کا غلبہ ایسا تھا کہ وہ وہیں بیٹھے بیٹھے بھی سو سکتا تھا۔۔

حمزہ کی مدد اور محنت کا نتیجہ تھا رات بارہ بجے وہ سب کام مکمل کر چکے تھے اس دوران حمزہ نے بریک بھی دیئے تھے کبھی ٹی بریک کبھی لنچ بریک کبھی اسٹاف کو جوس کا آرڈر اُس نے خود کچھ بھی نا کھاپی کر اپنے اسٹاف کا بھرپور خیال رکھا تھا۔۔

گھر پہنچا تو اپنی مام کو راہ تکتا ہوا پایا کوٹ کو کندھے پر ڈالے لیپ ٹاپ بیگ ہاتھ میں لئے وہ داخل ہوا تو سُکینہ بیگم بے قراری سے آگے بڑھیں۔۔۔

ماتھے پر بکھرے بال اور تھکا ہوا حلیہ سُکینہ بیگم کو فکر مند کر گیا، جسے حمزہ اپنی صحت اور تھکن کی پرواہ کیے بنا مشین بنا رہتا تھا بیمار بھی ہو سکتا تھا۔

انہوں نے اس سے سب چیزیں لے کر رکھیں۔۔

"بیٹا کھانا لگا دوں۔۔؟"

ان کے پوچھنے پر وہ انہیں صوفے پر بیٹھا کر ان کی گود میں سر رکھے لیٹ گیا۔۔

لیٹنے پر محسوس ہوا کمر کس قدر درد کر رہی ہے۔۔

"نہیں مام بس سر پر ہاتھ پھیر دیں میں سکون کی نیند چاہتا ہوں۔۔"

اس نے آنکھیں موند کر کہا تو وہ بھی اس کی تھکن کا احساس کرتے ہوئے اس کے سر پر اپنے نرم ہاتھ پھیرنے لگیں، انہوں نے سوچ لیا تھا وجاہت صاحب کی خبر لیں گی جو خود سیمینار میں چلے گئے پیچھے ان کے بیٹے کو آفس کے کاموں میں پھنسا گئے۔۔۔

کچھ ہی منٹوں میں اس کی بھاری سانسوں نے بتا دیا کہ وہ اب سو چکا ہے۔۔

وہ اپنی گود سے اس کا سر کشن پر رکھتے ہوئے اس کے جوتے اور موزے اتارنے لگیں جو آج کمرے میں جانے کے بجائے صوفے پر بنا چینج کئے ہی سو گیا تھا۔۔

اگر حمزہ جاگ رہا ہوتا تو انہیں کبھی اپنے جوتے یا پاؤں کو ہاتھ نہیں لگانے دیتا۔۔

لیکن وہ بری طرح ذہنی اور جسمانی تھکن کا شکار تھا۔۔۔

اس لئے کچھ بھی محسوس کئے بنا پر سکون سا سو رہا تھا البتہ چہرے پر واضح تھکن نمایاں تھی۔۔

"ریڈ زون میں ایک اسٹوڈنٹ کا ریپ کر کے اسے مار دیا گیا تھا۔۔۔

اس کی کلائیاں کاٹ دی گئیں اور اس کے قتل کو خودکشی بنا دیا گیا۔۔یونی میں بات یوں پھیلی کہ وہ لڑکی کسی کلاس فیلو کے عشق میں گرفتار تھی اور ریجیکشن پر یونی کی بیک سائیڈ پر جا کر خودکشی کر لی۔۔۔

لیکن اس کہانی میں بہت سے جھول تھے جو عام نظر سے نہیں گزرے، سب سے جو کہا گیا سب نے مان لیا۔۔

گھر والے رو دھو کر چپ ہو گئے۔۔" زامیہ سپاٹ چہرہ لیے بولتی جا رہی تھی، عنادل کا دل رُک گیا۔ خوف اور تکلیف سے اس کی رنگت سفید پڑ گئی۔ کوئی ایسی بے دردی کیسے دکھا سکتا ہے۔۔۔

عنادل کو لگا اس کا جسم بے جان ہو جائے گا۔

"لیکن تمہیں ایک انٹرسٹنگ بات بتاؤں دل۔۔۔"

زامیہ نے کچھ توقف کے بعد پلٹ کر اسے دیکھتے ہوئے کہا۔۔ عنادل کو دیکھا تو وہ رونا شروع کر چکی تھی۔۔

اُس لڑکی کی اذیت پر عنادل کا دل لرزنے لگا تھا۔۔

زامیہ نے اُسے نہیں ٹوکا۔۔ یہ بات واقعی تکلیف دِہ تھی، زامیہ کے سوال پر عنادل متوجہ ہوئی۔۔۔

"اس مسٹری کو حمزہ نے سولو کیا تھا۔۔

سب نے سمجھ لیا یہ سوسائیڈ ہے مگر بہت سے لوگ کھٹک بھی گئے تھے اور ان میں حمزہ میر بھی شامل تھا۔۔

چونکہ اُس لڑکی کے گھر والوں نے پوسٹ مارٹم سے انکار کر دیا تھا تو یہ حادثہ ایک معمہ بن کر رہ گیا ایسے میں حمزہ نے ہر چیز ثبوت کے ساتھ پیش کی۔۔

NOVEL IN URDU

اس نے یہ سوال اٹھایا کہ لڑکی نے سوسائیڈ کے لیے یونی کا ہی انتخاب کیوں نہیں کیا، ایک عام حالت میں لڑکیاں گھر میں ہی پریشان حال یہ حرکات کر گزرتی ہیں۔۔

دوسری بات جو اس نے نوٹس کی، لڑکی کے دونوں ہاتھوں کی کلائیاں ایک وقت میں کاٹی گئی تھیں، انسان عام حالات میں ایک ہی کلائی کاٹ سکتا ہے، تکلیف بے حد ہوتی ہے اور انسان یہ بہادری بار بار نہیں دکھا سکتا اور بالفرض کر بھی لی تو اس نے ایک ساتھ خود ہی اپنی دونوں کلائیاں کیسے کاٹ لیں بنا توقف کے۔۔۔؟ سوال توجہ طلب تھا اور تیسری اور آخری بات لڑکی کی چیزیں تھیں، اس کے بیگ کو جیسے چھین کر پھینکا گیا تھا بیگ کی ایک بیلٹ بیگ سے الگ ہو چکی تھی، اس کا سامان بکھرا ہوا تھا۔ اسے خودکشی کرنا تھی تو کر لیتی اس میں بیگ کا کیا لینا دینا تھا۔۔

یہ سب حمزہ نے غور کیا تھا اور وہی ان سوالات کو لے کر جانے کتنے دن یونی میں ایک ایک سے تفتیش کرتا رہا تھا یوں وہ یہ گھٹیا حرکت کرنے والوں میں شامل ایک لڑکے تک پہنچا جو حمزہ کے سرد لہجے اور تیز سوالات پر بوکھلا کر سچ بول بیٹھا تھا۔۔"

زامیہ بتا رہی تھی، عنادل بھی رونا بھولے متاثر سی اسے سن رہی تھی۔

زامیہ اسے لیے اپنی مخصوص جگہ پر پہنچ چکی تھی، گھنے درخت کے نیچے گھاس پر دونوں بیٹھ گئیں۔۔

"اور پتہ ہے میں کتنے دن یہ سوچتی رہی کہ شاید وہ سیکریٹ ایجنسی کا بندہ ہے لیکن وہ تو صرف ایک اسٹوڈنٹ نکلا اور مجھے جب سے وہ اچھا نہیں لگا جب بندے میں ایسی صلاحیت ہے تو کسی اسپیشل برانچ میں

ہونا چاہئیے۔۔۔

خیر وہ ہے ہی سر پھرا، اکڑو سا۔۔۔ لڑکیاں تو اُس پر ایسے مرتی ہیں جیسے وہ کوئی ٹام کروز ہو۔۔۔

بندے میں کچھ دیکھنے لائق بھی ہوتا ہے لیکن اُس میں ہے ہی کیا۔۔

لیکن چھوڑو کہتے ہیں جس کی برائی کی جائے اس کے گناہ دُھل جاتے ہیں اور میں کیوں اُس کے گناہ مفت میں دھوؤں۔۔۔ گناہ کرے وہ اور برائی کر کے میں صاف کروں۔۔

خیر میں کہاں تھی۔۔۔"

زامیہ تیز تیز لہجے میں بولتی جا رہی تھی، عنادل تھوڑی اُلجھن زدہ سی اسے دیکھنے لگی وہ تعریف کر رہی ہے یا برائی؟ زامیہ برائی کے انداز میں تعریف کر رہی تھی جو عنادل کے چھوٹے دماغ کے لیے سمجھنا مشکل تھا۔

"ہاں تو میں کہہ رہی تھی پھر حمزہ اپنی غیر معمولی ذہانت دکھا کر ملزم کو سامنے لے آیا اور یوں وہ آج جیل میں بند اپنی قسمت پر رو رہا ہو گا اُس نے ریپ اور مرڈر جیسا گناہ کیا ہی کیوں۔۔

اور شاید حمزہ کو گالیاں بھی دے رہا ہو یا سوچ رہا ہو وہ اس یونیورسٹی کے بجائے دوسری کسی یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیتا۔۔"

زامیہ کا سب سے پسندیدہ کام حمزہ کی برائی تھا۔۔۔ جسے وہ بڑے شوق سے انجام دے رہی تھی۔۔

اور عنادل تو بس ہونق سی رونا بھول کر اُسے دیکھ رہی تھی جو ملزم کے پتہ لگ جانے پر خوشی سے زیادہ حمزہ

کی شان میں برا بول رہی تھی، عنادل کو سمجھ نہیں آیا وہ اچھا بول رہی تھی کہ برا لیکن وہ جو بھی بول رہی تھی افسوس سے بول رہی تھی۔۔۔

"بس کر دو دل ابھی تو یونی کا ایک سین بتایا ہے اِس یونی میں تمہاری زامیہ نے اپنی خوبصورت آنکھوں سے پتہ نہیں کیا کیا دیکھا ہے۔۔

سب سے بد صورت تمہارا میرا مطلب ہے اس یونی کے اسوڈنٹ کا ہیڈ حمزہ میر ہے۔۔"

زامیہ نے منہ بگاڑ کر کہا۔

اُس واقعہ اور رپورٹ کے بعد حمزہ کو یونی کے اسٹوڈنٹس کمیونٹی کا ہیڈ مقرر کر دیا گیا تھا۔۔ جس کا مثبت رزلٹ سب کے سامنے تھا آئے دن یونی میں ہوتے غیر اخلاقی اور غیر قانونی کاموں کی شرح اَسّی فیصد سے کم ہو گئی تھی۔۔

حمزہ میر کا سخت رویہ اور کچھ مزاج کی سختی ایسی تھی یونی کے تقریباً تمام اسٹوڈیٹس کو کنٹرول میں رکھتے تھے۔۔

عنادل کا معاملہ پتہ نا لگنے پر وہ زامیہ سے بہت زیادہ خفا تھا۔۔۔

عنادل چپ ہونے کے بجائے روئے چلی جا رہی تھی۔۔

وہ اس وقت گراسی زمین پر درخت کے سائے میں بیٹھی تھیں، زامیہ بولنے کے ساتھ ارد گرد کا جائزہ بھی

لے رہی تھی، یہ زامیہ کی فیورٹ جگہ تھی۔۔

زامیہ پیریڈ بنک کئے اُسے وہاں لے آئی تھی عنادل کل سے ریڈ زون کا واقعہ جاننے کی کوشش میں تھی۔۔

نیکسٹ پیریڈ ویسے بھی کام کا نہیں تھا اس کے لئے اور نا ہی عنادل کے لئے۔۔۔

اس لئے وہ اسے کچھ ماہ پہلے ہوئے حالات بتانے کے لئے وہاں لے آئی تھی۔۔

اور وہ بنا کسی تاثر کے آسانی سے بتا رہی تھی جیسے کوئی اسٹوری سنا رہی ہو اگر کہیں اس نے افسوس کا اظہار کیا بھی تھا تو وہ حمزہ کے ملزم کو پکڑ لینے پر تھا۔۔۔

"اگر آپ نے میری شان میں قصیدے پڑھ لئے ہوں تو مجھے کچھ بات کرنی ہے۔۔"

وہ نا جانے کب سے کھڑا ان کی باتیں سن رہا تھا عنادل اُسے سامنے دیکھ کر پریشان سی ہلکی گلابی ہوتی نظروں سے زامیہ کو دیکھنے لگی جس کے سکون میں رتی برابر بھی فرق نہیں پڑا تھا۔۔

ببل کو منہ میں ڈالتی ہاتھ جھاڑتے ہوئے اپنی کیپ ٹھیک کرتی کھڑی ہوئی اور عین اس کے سامنے جا کھڑی ہوئی، وہ سینے پر ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔۔۔

"جی کہیے مسٹر حمزہ آج کل آپ کو ہماری بہت یاد آ رہی ہے۔۔

کہیں ہم پر دل تو نہیں ہار بیٹھے۔۔"

زامیہ نے ٹونٹ کرتے ہوئے کہا تو حمزہ جو سر جھکائے بیٹھی عنادل کو دیکھ رہا تھا اس کی بات پر غصے سے زامیہ

کی جانب دیکھنے لگا۔۔

"بندے کا دل لڑکی پر آئے گا نا کہ۔۔"

وہ جملہ ادھورا چھوڑ کر بہت کچھ جتا گیا تھا۔۔

اور اُسے خوشی ہوئی تھی۔۔اسے خود کو ویسے بھی صنف نازک کہلوانا بالکل بھی پسند نہیں تھا۔۔

"شکریہ مسٹر آپ کی تعریف پر ہم اپنا دل بھی آپ کو دینے کے لئے تیار ہیں بس آپ اِدھر اُدھر نظریں جمانے کے بجائے مجھ غریب پر نظر کرم کریں۔۔"

اتنے سیریس تاثر کے ساتھ اتنی مضحکہ خیز بات زامیہ ہی کر سکتی تھی۔۔

عنادل نظریں جھکائے آنسو پی رہی تھی جو اُبل اُبل کر نکلے جا رہے تھے۔۔

اُس کے لئے ہر چھوٹی بات رلانے کے لئے کافی ہوتی تھی یہاں تو پھر کوئی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا تھا۔۔۔

اس کی سوچ لڑکی سے ہوتی خود پر آرُکی تھی اگر اُس کے ساتھ بھی کچھ غلط ہو جاتا وہ بھی مر جاتی تو۔۔۔

اگر زامیہ اس روز نا آتی تو کیا وہ بھی شکار بننے والی تھی۔۔

دماغ تھا کہ منفی سوچنے سے رُک ہی نہیں رہا تھا۔۔۔عنادل کی سب سے بری عادت یہی تھی جو ہوا نا ہو اسے سوچ کر ہی خود کو اذیت دیتی تھی۔۔

"آپ لمٹس میں رہیں چودھری۔۔۔

اپنی دوست کو بھی دیکھ لیں وہ مسلسل رو رہی ہیں۔۔

پتہ نہیں کیسی دوست ہیں جو دوست کو رلا کر مزے سے چیونگم چبا رہی ہیں۔۔۔"

حمزہ اُسے آنسو بہاتے دیکھ کر بے حال ہو رہا تھا۔۔

کچھ کر بھی نہیں سکتا تھا نا کچھ کہہ سکتا تھا اسے معلوم تھا اس کے مخاطب کرنے پر وہ یہاں سے چلی جائے گی، وہ اسے اپنی پرواہ کرنے کا حق ہی نہیں دیتی تھی۔۔

"اُسے رونے کا شوق ہے اور مجھے رُلانے کا، ویسے آپ یہاں کچھ کہنے آئے تھے کیا۔۔

آپ کی نظریں کچھ دیکھیں اور دماغ ٹھکانے پر ہو تو یاد بھی آئے کہ آپ یہاں کسی مقصد کے تحت تشریف لائے تھے۔۔۔"

زامیہ ایک نظر عنادل کو دیکھ کر لاپروائی سے کندھے اچکاتی بولی تھی، وہ اب جان گئی تھی عنادل کو خوامخواہ ہر بات پر روتے رہنے کا شوق تھا، اسے تو بس حمزہ پر وار کرنے کا موقع چاہئیے تھا اور وہ آج کل بہت آسانی سے مل رہا تھا بالکل تھال میں سجے فروٹس کی طرح۔۔۔

اور وہ زامیہ کی باتوں اور طنز سے بے خبر عنادل پر سے نظریں جمائے کھڑا تھا جو روتی ہوئی اسے بری طرح اپنی طرف مائل کر رہی تھی۔

بچپن میں وہ جب روتی تھی، حمزہ میر پورے حق سے اس کے آنسو صاف کرتا تھا، کیسے فاصلے لے آئی تھی وہ کہ اب وہ دیکھتا تھا مگر کچھ کر نہیں پاتا تھا۔۔ بچپن سے اب تک اس کا حلیہ وہی تھا بس اب چہرے کے گرد بکھری زلفوں کی جگہ سکارف نے لے لی تھی جو چہرے کے گرد حجاب کے انداز میں لپٹا ہوتا تھا۔۔

لُکس وہی تھے، معصومیت بھرے، نازک سے۔۔۔

بالکل پہلی بار بھی وہ روتی ہوئی ملی تھی اور اب اتنے برسوں بعد بھی ملی تو آنکھوں میں سیلاب لئے ہی ملی اور آج بھی آنکھیں بار بار پونچھتی اس کی نظروں سے انجان تھی۔۔

وہ آج بھی اپنے بچپن کی طرح حمزہ میر کے جذبوں سے بے پرواہ تھی، وہ شدت بھرے جذبے اور محبت لٹاتی توجہ سے بھری نظریں جو عموماً کوئی بھی غور سے دیکھنے پر پہچان سکتا تھا۔۔

اس کی آنکھیں دل کا آئینہ بنی سب بیان کر رہی تھیں، وہ اسے پورے حق سے دیکھتا تھا اور اسے دیکھتے ہوئے وہ دنیا کی پرواہ بھی نہیں کرتا تھا۔۔

زامیہ سے بھی یہ بات مخفی نا رہ سکی تھی۔۔

وہ ان کے تعلق کی حقیقت جاننے کے لئے اگلا لائحہ عمل ترتیب دے رہی تھی، اسے جاننا تھا وہ سب کیا تھا جس سے عنادل انجان بنتی تھی جو حمزہ میر دنیا کے سامنے ظاہر کرتا تھا۔۔

حمزہ میر کی آنکھوں نے واضح کر دیا تھا جب عنادل سامنے ہو تو دنیا میں اسے کوئی انسان دکھائی نہیں دیتا۔۔

ناوہ کسی کو سنتا ہے،وہ بس عنادل کو دیکھتا،اسے سنتا ہے۔۔

وہ عنادل کو دیکھنے میں اتنا محو تھا کہ زامیہ کے کہے الفاظ تک نا سن سکا۔۔

"ہیلو کیا کومہ میں چلے گئے۔۔"

مسلسل اسے عنادل کو تکتا پا کر زامیہ نے آنکھوں کے آگے چٹکی بجا کر کہا۔۔۔

عنادل نے بھی زامیہ کی بات پر چونک کر سر اٹھائے اُس کی جانب دیکھا۔۔

آنکھوں کے کنارے ہلکی ہلکی سرخی لئے ہوئے تھے۔

آنکھیں بے تحاشہ رونے کے سبب سوج چکی تھیں،ناک بھی سرخ ہو رہی تھی۔۔

بس یہی وہ لمحہ تھا حمزہ میر کو لگا وہ شاید مزید ضبط نہیں کر پائے گا،ایک بار پھر وہ خود کو عینا کے سامنے ہارے ہوئے شخص کی طرح محسوس کر رہا ہے۔۔

"میں کہہ رہا تھا مجھے ایک کلاس لینی ہے اُس کے بعد آکر آپ دونوں مجھ سے ملیں اور ایک ایپلیکیشن اس واقعہ کے متعلق مجھے دیں تاکہ میں آگے کی کاروائی کر سکوں۔۔"

خود پر بمشکل قابو پاتے عنادل سے نظریں ہٹا کر بال سنوارتے ہوئے حمزہ نے کہا۔۔

"اوکے ٹائم ملا تو آپ کا کام ہو جائے گا چلو دل۔۔

نوکر ہی سمجھ لیا ہے ہمیں۔۔"

زامیہ آخری جملہ بڑبڑاتے ہوئے ہمیشہ کی طرح اس کی مزید سنے بناعنادل کا ہاتھ کھینچتے ہوئے وہاں سے لے گئی۔۔

"عجیب سائیکو عورت ہے۔۔

میں نے کلاس بھی نہیں پوچھی عینا کی، کیا وہ اس سائیکو کی کلاس میں ہے۔۔؟"

اسے اب خیال آیا تھا عنادل کی کلاس معلوم کرنے کا لیکن اس کے پاس وقت نہیں تھا۔۔

ڈین آفس سے اسے اپنی پریزینٹیشن کے لئے ون منتھ کلاس اٹینڈ کرنی تھی۔۔

یہاں دو کام ہو جانے تھے پروفیسر کی خالی جگہ پُر ہو جانی تھی اور حمزہ کو پریزینٹیشن کا موقع مل جانا تھا۔۔

حمزہ کلاس میں داخل ہوا آدھے اسوڈنٹس تو حمزہ کو لیکچرار کے روپ میں دیکھ کر گھبرا گئے جبکہ لڑکیوں کا حال ایسا تھا ابھی حمزہ ان کی طرف دیکھے تو وہ سب فراموش کرکے اپنا دل اس کے قدموں میں رکھ دیں۔۔۔

وہ یونی کا کافی مشہور لڑکا تھا۔ اسے کولڈ ہینڈ سم کے طور پر سب جانتے تھے، دلفریب مگر سرد مزاج شخصیت کا حمزہ میر اپنے نام پر ہی لڑکیوں کا دل دھڑکا سکتا تھا۔

اب بھی اسے لیکچر ہال میں دیکھ کر لڑکیوں کا جوش سے برا حال ہوا تھا۔ اسے دیکھنا سننا بھی ان کے لیے انعام تھا۔ ان کی دلچسپی بتاتی آج سے یہ لیکچر سب انٹرسٹ سے لیں گے اور کوئی بنک بھی نہیں کرے گا۔۔

"اوہ!! دل دیکھو وہ جعلی ٹام کروز ہماری کلاس لینے آیا ہے۔۔"

زامیہ نے حیرت کے جھٹکے سے سنبھلتے ہی ناک چڑھا کر عنادل کو متوجہ کیا جو فون پر عمیمہ سے کنور سیشن میں بزی تھی، چونک کر سامنے موجود حمزہ کو دیکھا۔

"کون جعلی ٹام کروز۔۔۔؟"

عنادل نے فون بیگ میں ڈال کر سامنے دیکھ کر سوال کیا۔۔

اسے نہیں معلوم تھا زامیہ اس کا نام جعلی ٹام کروز رکھ چکی ہے۔۔

عنادل اُسے دیکھ کر حیران و پریشان ہوئی۔۔

جبکہ حمزہ بھی ان دونوں کو دیکھ کر چونکا ضرور تھا مگر جلد اس نے اپنے چہرے کے تاثرات نارمل کر کے ان سے نظر ہٹالی تھی۔

حمزہ کا خیال تھا عینا کی میتھس کمزور تھی اِس لئے وہ بزنس اسٹوڈنٹ نہیں ہو سکتی اور حمزہ کا خیال سامنے بیٹھی عنادل نے غلط ثابت کر دیا تھا۔۔۔

وہ لمحے بھر کو رکا عنادل کو دیکھا پھر جو کام کرنے آیا تھا اُس کی جانب متوجہ ہو گیا۔۔

پورے لیکچر کے دوران عنادل کو اس کی نظریں خود پر محسوس ہوئیں مگر جب بھی وہ دیکھتی وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتا تھا، وہ کنفیوز ہو گئی۔۔

کلاس کے لڑکے حمزہ کی رعب دار پرسنالٹی سے مرعوب پوری توجہ سے لیکچر لے رہے تھے اور لڑکیوں کا لیکچر سے زیادہ دھیان حمزہ پر تھا۔۔

وہ نظروں کا ارتکاز سمجھ چکا تھا بس کلاس کی دو لڑکیوں کو اس کی پرسنیلٹی سے کوئی سروکار نہیں تھا ایک زامیہ چودھری اور دوسری عنادل عالم۔۔۔

زامیہ کو لیکچر کے دوران جمائی نہیں بھی آتی تو وہ منہ پھاڑ کر بتاتی لیکچر بہت بور ہے کبھی اِدھر اُدھر کا جائزہ لیتی اور لڑکیوں کو حسرت سے حمزہ کو تکتا ہوا پا کر بدمزہ ہو کر عنادل کو دیکھتی اور اُسے دیکھ کر زامیہ بمشکل ہی ہنسی روکے بیٹھے تھی۔۔

وہ پوری توجہ سے سانس روکے لیکچر سن رہی تھی مگر نروس اتنی تھی کہ حمزہ کی جانب دیکھ نہیں پا رہی تھی ناخن سے بیگ کی اسٹریپ کو نوچ رہی تھی کبھی کچھ لکھنے کے لئے پین اٹھا کر نوٹ بک میں کچھ لکھتی وہ بھر پور کوشش سے اپنی توجہ ظاہر کر رہی تھی۔

ایک خیال کے تحت زامیہ نے مسکراہٹ دبا کر اپنی نوٹ بک نکالی اور جھک کر کچھ لکھ کر عنادل کے سامنے کیا۔۔

"لڑکی اِس جعلی ٹام کروز سے ڈر کیوں رہی ہو اگر یہ تمہیں کھا گیا تو میں بھی اِس کے ٹکڑے کر کے سیخ بوٹی بنا کر کھاؤں گی۔۔

تمہیں بھی کھلاتی لیکن تم تو پہلے ہی اُس نقلی ہینڈ سم کی غذا بن چکی ہو گی۔۔"

زامیہ نے سنجیدگی سے اس کے سامنے نوٹ بک کی وہ چونک کر پڑھتی بے ساختہ مسکرائی۔۔

حمزہ میر کی وقتاً فوقتاً اس جانب اٹھتی نظروں نے ویسے ہی عنادل کا احاطہ کیا ہوا تھا اس کی اسمائل پر وہ خود کو پرسکون سا محسوس کرنے لگا۔۔

اگر زامیہ رلانے کا باعث تھی تو ہنساتی بھی تھی۔۔

"کیا آپ مجھے اپنے ٹام کروز سے بچائیں گی نہیں جب وہ مجھے کھانے آئیں گے۔۔؟"

زامیہ کی نوٹ بک میں اس کے لکھے جملوں کے نیچے عنادل نے لکھ کر اس کی جانب بڑھایا۔۔

"استغفر اللہ بولو دل۔۔ میرا دشمن ہو سکتا ہے لیکن ہیرو نہیں۔۔۔

تم اپنے بارے میں سوچ سکتی ہو۔۔۔ ویسے روم میں نظریں گھماؤ اور دیکھوں لڑکیاں کتنی پاگل ہیں اس جعلی ٹام کروز کے لئے۔۔

دل کرتا ہے ان سب لڑکیوں کو نہر میں لے جا کر پھینک دوں۔۔۔

سستی عاشقی فلم بنے گی ان پر اور مین ہیرو ہو گا حمزہ۔۔"

زامیہ کے لکھے جملے پڑھنے کے بعد عنادل کی نظریں بے ساختہ اٹھیں اور ارد گرد کا جائزہ لینے لگیں۔۔

حمزہ دور سے ہی اندازہ لگا سکتا تھا وہ دونوں اس وقت باتیں کر رہی ہیں۔۔

لڑکیوں کے ایکسپریشن دیکھ کر عنادل کے چہرے پر سرخی سی گھلی۔۔

اسے اس قسم کے حالات کو فیس کرنے کا ایکسپیرئنس ہی نہیں تھا۔۔

حمزہ کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے، کیا نشہ تھا اس لڑکی میں وہ اپنے حواس سے بیگانہ ہونے لگتا تھا۔ اتنی سیریئس کلاس میں اسے بار بار اپنی توجہ اس چہرے سے ہٹانی پڑ رہی تھی، بار بار اڈتی مسکراہٹ دبانا پڑتی تھی۔۔

وہ سر جھٹک کر جیسے اس کے سحر سے نکلنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا مگر نظریں ہر دوسرے سیکنڈ اس کی طرف اٹھتیں یہ تو اس کی حاضر دماغی اور لکچر کی پریپریشن تھی کہ وہ بنا گڑبڑ کے لیکچر دے رہا تھا۔

وہ اس کے فیس ایکسپریشن سے ہی دل کی بات جان لیتا تھا اور کیسے ممکن تھا وہ یہ انداز بھول چکا ہو یا کوئی بات بھی اسے اس کے متعلق یاد نا رہی ہو.... ممکن ہی نہیں تھا۔۔

وہ عنادل کے ہوتے ہوئے لیکچر نہیں دے پا رہا تھا، اس کا زامیہ کا مسلسل چلتا ہاتھ اور عنادل کے چہرے کے تاثرات اُس کا دھیان بار بار بھٹکا رہے تھے۔۔

برسوں بعد وہ چہرہ سامنے آیا تھا اور اس کا شوق دید اتنا شدت اختیار کر گیا تھا کہ جب وہ سامنے آتی دل چاہتا

سب چھوڑ چھاڑ کر اسے اپنے سامنے بٹھالے اور دیکھتا رہے۔

اگر اسے اس کے خوف اور گریز کا ڈر نا ہوتا تو شاید وہ ایسا کر گزرتا مگر یہ طے تھا اس کا یہ منتھ بہت مشکل گزرنے والا ہے، وہ عینا کے ہوتے لیکچر نہیں دے سکتا تھا اور اس کے پاس اور کوئی چارہ بھی نا تھا۔۔

"ایکسیوز می۔۔"

جب اس سے مزید برداشت نا ہوا تو ڈائس پر ہاتھ مار کر سنجیدگی سے ان دونوں کو دیکھا۔اس کے چہرے کے تاثرات عجیب ہو گئے تھے۔اس کا ضبط جواب دے رہا تھا اسے اس وقت عینا کی وجہ سے خود پر اپنی بے بس حالت پر شدید غصہ آرہا تھا اور سب سے زیادہ غصہ تو زامیہ پر تھا جو یہ حرکتیں کرتی نا خود لیکچر لے رہی تھی نا ہی عنادل کو توجہ دینے دے رہی تھی۔

سب نے عنادل اور زامیہ کو دیکھا تھا اور وہ دونوں اسے یوں سوالیہ نظروں سے دیکھ رہی تھیں جیسے اس کے رویہ کی وجہ سمجھنا چاہ رہی ہوں۔

"یس بوتھ آف یو۔۔" ان کے یوں دیکھنے پر حمزہ نے دانت کچکچا کر کہا، یقیناً اس کا غصہ ان پر ہی اترنے والا تھا۔۔

"گیٹ آؤٹ فرام دا کلاس۔۔۔ رائٹ ناؤ۔۔"

اس سے کچھ نا بن سکا تو دونوں کو کلاس سے نکل جانے کا کہا، اس کے سرد سنجیدہ تاثرات پر پوری کلاس کو

سانپ سونگھ گیا تھا۔

عنادل کا دل رک گیا اسے لگا وہ سرد آنکھیں اگر کچھ وقت مزید اس پر جمی رہیں تو یہیں اس کا ہارٹ فیل ہو جائے گا۔۔

حمزہ نے عنادل سے نظر ہٹا کر زامیہ کو گھورا جو بنا ڈرے اسے دیکھ رہی تھی، وہ اسے اکیلے نکالتا تو شاید نہیں یقیناً پیچھے عنادل کا رونا شروع ہو سکتا تھا یونی لیول پر آ کر بھی وہ بدل نہیں سکی تھی اور وہ یہ بات جانتا تھا تبھی اس کا غصہ زامیہ پر تھا مگر اس نے عنادل کو بھی شامل رکھا۔

دونوں خفت زدہ سی کھڑی ہو گئیں۔۔

زامیہ کے لب اس سے پہلے کہ معذرت یا وضاحت کے لیے کچھ کہتے، حمزہ موقع دیئے بِنا دھاڑا۔۔

"کیا میں آپ دونوں کو ہاتھ پکڑ کر کلاس سے باہر چھوڑ کر آؤں۔۔؟"

اس کی دھاڑ پر پہلے روز ہی کلاس میں خوف کی فضا پیدا ہو گئی تھی، اس کے لب و لہجہ پر عنادل کا دل خوف سے سکڑا اور اس سے پہلے کہ وہ وہیں روتے روتے بے حال ہو جاتی زامیہ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ایک تیز نظر حمزہ پر ڈالتی باہر نکل گئی۔۔

عنادل حسبِ معمول رونے مں مشغول ہو چکی تھی، حمزہ کی دھاڑ پر اس کا جسم لرز رہا تھا، زامیہ اس کی حالت سے باخبر تھی تبھی اس کا ہاتھ پکڑے یونی کے سب سے لاسٹ، ففتھ فلور پر لے آئی اور ٹیرس کے

پاس لاکر اچانک ہی جھٹکا دیا جس سے وہ ٹیرس کی چھوٹی گرِل سے اٹک کر نیچے گری مگر زامیہ نے ایک ہاتھ تھام کر اسے وہیں فضا میں روک لیا۔۔

"بولو اب بلاوجہ روؤ گی۔۔"

وہ اس کا ایک ہاتھ پکڑے ٹیرس سے نیچے جھکی پوچھ رہی تھی، اس کا چہرہ خطرناک حد تک سنجیدہ تھا مذاق کا کوئی شائبہ تک نا تھا۔۔

عنادل کا رنگ فق پڑ گیا، وہ پوری سے زیادہ آنکھیں کھولے زامیہ کو دیکھ رہی تھی اور خوف سے اس کا جسم بے جان ہو گیا تھا۔

اچانک ہی یونیورسٹی میں عنادل کو ٹیرس سے لٹکے دیکھ کر شور سا مچ گیا تھا، ان کے خیال میں ایک لڑکی سوسائیڈ کمِٹ کر رہی تھی۔

NOVEL IN URDU

oooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooooo

جسے زامیہ پکڑ کر بمشکل بچائے ہوئی تھی، بس ایک ہاتھ تھا جو اس کی گرفت میں تھا اور کسی بھی لمحے اس گرفت سے نکل سکتا تھا، عنادل کا سر بری طرح چکرایا، تو آج کا دن اس کی زندگی کا آخری دن ہے، کیا وہ یوں، اس جگہ، ایسے، اس حال میں مرنے والی ہے۔۔؟؟

زامیہ چودھری ایسی ہی تھی خونخوار شیرنی۔۔

جب اپنی کرنے پر آتی تو کون سگا اور کون سوتیلا، وہ بس اپنی من مانی کرتی۔۔

آنکھوں میں صرف سخت تاثرات ہوتے تھے نا کسی رشتے کی رمق نا ہی پہچان بچتی تھی پھر۔۔

"زامیہ میں گر جاؤں گی پلیز ایسا مذاق نہیں کریں پلیز۔۔"

اسے لگا وہ اس کے ساتھ مذاق کر رہی ہے اس لئے خوف سے آنکھیں میچے لرزتے ہوئے کہا۔۔۔

جسم کچھ دیر میں بے جان ہو جانے والا تھا۔۔

زامیہ نہیں بھی گرائے گی تو خوف سے ہی اس کی جان جا سکتی تھی۔۔

سامنے سخت دل زامیہ تھی۔۔ جسے اپنی بات منوانے کے لئے یہ حربہ اپنانا پڑا تھا اور فضا میں لٹکی وہ عنا دل تھی جس کا خوف سے کوئی ی قریبی تعلق تھا جیسے۔۔

"میں۔۔۔ مذاق۔۔۔ نہیں کر رہی دل۔۔ میں سچ میں ہاتھ چھوڑ دوں گی اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ میں آئندہ چھوٹی چھوٹی بات پر نہیں روؤں گی۔۔

میں سچ میں تمہارے رونے سے تنگ آ گئی ہوں۔۔

بزدل لوگ روتے ہیں اگر تم سب کے سامنے ایسے روتی رہو گی اور یوں چھوٹی چھوٹی باتوں پر روؤ گی تو تم صرف اپنا آپ تھالی میں پیش کرو گی اور سامنے والا تمہارا مذاق بنانے کے ساتھ تمہیں بزدل جان کر ہر طرح کا کام کروا سکتا ہے۔۔

تم اپنا آپ شکار بنا کر شکاریوں کے سامنے پیش کرنے والی پاگل لڑکی ہو۔۔

دل تم بچی نہیں ہو جو تمہیں ایک بات بار بار طوطے کی طرح رٹائی جائے۔۔"

وہ اب بھی سخت لہجے میں ایک ہاتھ پکڑے اسے ٹیرس سے لٹکائے کہہ رہی تھی۔۔

حمزہ کلاس لے کر باہر نکلا تو اسٹوڈنٹس کے جمِ غفیر نے اسے بھی اپنی جانب متوجہ کیا تھا، وہ الجھا ہوا سا سوالیہ نظروں سے سب کو دیکھتا ان کی جانب بڑھا اور سامنے کا منظر اس کی روح تک دہلا گیا۔۔ عنادل کو ٹیرس سے لٹکے دیکھ کر اس کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔۔۔

اسے لگا وہ اس کے کلاس سے نکالے جانے پر یہ حرکت کر رہی ہے۔۔

مگر نہیں۔۔ وہ بے وقوف تھی لیکن اتنی جذباتی حرکت نہیں کر سکتی تھی، آنکھیں چھوٹی کئے بغور دیکھنے پر معلوم ہوا وہ روتے ہوئے کچھ کہہ رہی ہے۔۔

اس کا فضا میں لٹکتا جسم کپکپاہٹ کا شکار تھا اگر وہ خود یہ کر رہی ہوتی تب بھی ایسی صورتحال دیکھی نہیں جا سکتی تھی۔۔

مگر اس کے پاس مزید سوچنے کا وقت نہیں تھا تبھی وہ تیزی سے اوپر کی طرف بھاگا تھا۔

وہ بے تاب سا اس پانچویں منزل والے فلور پر چار چار سیڑھیاں پھلانگتا ہوا جلد سے جلد پہنچنا چاہتا تھا۔۔

دل اس وقت زور و شور سے دھڑک رہا تھا، اگر وہ نا پہنچا تو عنادل کو ہمیشہ کے لئے کھو دیگا اور اگر ایسا ہوا تو اس

بار وہ بھی نہیں بچے گا۔۔۔

"آئندہ نہیں رووٴں گی زامیہ پلیز مجھے اوپر کھینچیں۔۔۔"

وہ عنادل کے ہاتھ کی لرزش محسوس کر سکتی تھی۔۔

عنادل کبھی نیچے تو کبھی اُسے خوف سے دیکھ رہی تھی۔۔

نیچے سے اسٹوڈنٹس اُسے سوسائیڈ اٹیمپ نا کرنے کا مشورہ دے رہے تھے۔۔

دیکھنے والوں کو وہ سوسائیڈ کے لئے لٹکی ہوئی نظر آرہی تھی۔

جب کہ زامیہ اُس کا مرڈر کرنے کے درپے تھی جس نے زندگی میں اتنی بزدل اور بات بات پر رونے والی لڑکی نہیں دیکھی تھی۔۔

آج یا تو عنادل زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھتی یا رونا چھوڑ دیتی۔۔

"گڈ!!وعدہ کرو اپنی آنکھوں سے قیمتی آنسو فضول میں اور فضول لوگوں کے لئے نہیں بہاوٴ گی۔۔"

تھوڑا سا اوپر کھینچتے ہوئے زامیہ نے اس سے یقین دہانی چاہی۔۔

ایک ہاتھ سے اڑتے ہوئے کیپ کو ٹھیک کیا۔۔

ابھی زامیہ اوپر کھینچتی یا عنادل کبھی نا رونے کا وعدہ کرتی حمزہ پہنچ چکا تھا۔۔

اور وہاں زامیہ کو اس طرح دیکھ کر اس پر سب منظر واضح ہوا تھا، طیش کی شدید لہر نے اسے گھیر لیا تھا۔

"چودھری۔۔۔عینا کو کچھ ہوا تو میں آپ کی جان لے لوں گا۔۔۔"

حمزہ کی اچانک دھاڑ پر زامیہ نے پلٹ کر دیکھا اور عنادل آنکھیں میچ کر اس کے آنے پر شکر ادا کرنے لگی شاید اب زامیہ اسے بخش دے گی۔۔۔

زامیہ کو بدستور اپنی جگہ جما دیکھ کر عنادل نے خوف سے اپنی آنکھیں پوری سے زیادہ پھیلائے حمزہ کو مدد طلب نظروں سے دیکھا تھا۔۔

جو اس کی جانب بڑھتے ہوئے اسے ہی دیکھ رہا تھا اس سے پہلے زامیہ اوپر کھینچتی حمزہ نے عنادل کا بازو تھام لیا، زامیہ بے ساختہ پیچھے ہٹ کر اسے دیکھنے لگی تھی۔

حمزہ نے عنادل کو اوپر کھینچ کر جھٹکے سے اپنے قریب کر لیا، عنادل حمزہ کے سینے سے جا لگی۔ گہرے گہرے سانس بھرتی وہ خود کو یقین دلانے لگی کہ وہ زندہ بچ گئی ہے، حمزہ اس کے گرد حصار باندھے اسے سنبھال کر فکرمندی سے اس کا خوف سے زرد ہو چکا چہرہ دیکھ رہا تھا، عنادل نے جیسے ہی اپنے قدموں پر استحکام پایا اور جیسے ہی اس کے کھوئے حواس زرا لوٹے، حمزہ سے الگ ہوئی اور اسی کے پیچھے خود کو چھپا گئی۔۔

پشت سے اس کی شرٹ دبوچے وہ بالکل زامیہ سے چھپی ہوئی تھی۔۔

حمزہ اس کے عمل سے ششدر رہ گیا۔۔

اور اسے معلوم ہی نہیں تھا وہ کیا کر رہی ہے اسے اس وقت زامیہ سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔

اور اس سے بچنے کے لئے وہ اسی کے پیچھے چھپ رہی تھی جس سے کچھ دیر پہلے تک ڈر رہی تھی۔۔ کچھ وقت پہلے وجود میں سرایت ہو چکے موت کے خوف اور زامیہ کے ڈر سے وہ سن ہوتے دماغ سے اسی کی پناہ میں کھڑی تھی جس کے دیکھنے پر بھی ڈرتی تھی۔

حیرت و بے یقینی کے شدید جھٹکے کے بعد حمزہ کے لبوں پر جاندار مسکراہٹ پھیلی تھی۔

زامیہ اس تمام وقت میں سینے پر ہاتھ باندھے ان دونوں کو چھوٹی آنکھیں کئے بغور دیکھ رہی تھی۔۔

"آپ کو اندازہ بھی ہے یہ یہاں سے گر بھی سکتی تھی۔۔۔

کیا سینے میں دل کی جگہ پتھر ہے جو اُسے یوں یہاں سے پھینک رہی تھیں۔۔؟" حمزہ نے غصے سے سر پھری زامیہ کو دیکھا جو دوست بن کر دشمنوں والے کام کرتی تھی۔۔

"میں نے پھینکا تو نہیں ناں۔۔؟ نا ہی ایسا ارادہ تھا۔۔" زامیہ لاپروائی سے کندھے اچکا کر بولتی حمزہ کو مزید جلا رہی تھی۔

"اگر یہ مذاق تھا تو بہت بیہودہ مذاق ہے، دیکھیں اسے کتنی خوفزدہ ہو گئی ہے، احساس ہے یا نہیں۔۔"

حمزہ نے تپ کر کہتے ہوئے عنادل کو بازو سے تھام کر اس کے سامنے کیا جو آنکھیں پھیلائے گھبرائی ہوئی سی دونوں کو بحث کرتا دیکھ رہی تھی۔

"آئندہ آپ مجھے عینا کے آس پاس بھی نظر آئیں تو مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔۔"

حمزہ نے ایک نظر عنادل کے چہرے کو دیکھا اور اُس پر سے نظریں ہٹاتے ہوئے زامیہ کو انگلی اٹھا کر وارننگ دینے لگا۔۔

"میں آس پاس تو کیا دل کے ساتھ ساتھ رہوں گی، وارننگ دینے سے پہلے سوچ لیں کہ آپ وارننگ کسے دے رہے ہیں۔۔۔ دل تم اپنے سر کے ساتھ آجانا میں چلتی ہوں۔۔"

وہ دوبدو حمزہ کو جواب دیتی غصے سے کہہ کر ان کے پاس سے نکلتی چلی گئی۔۔

زامیہ کو اس کا ڈرنا بہت برا لگا تھا۔۔ کیا اُسے اپنی دوست پر اتنا اعتبار بھی نہیں تھا کہ وہ اسے کسی نقصان سے دوچار نہیں کر سکتی ہے؟ وہ سر جھٹک کر آگے بڑھ کر سیڑھیوں سے اترتی چلی گئی۔۔

پیچھے عنادل پریشان سی کھڑی اس کے لفظوں پر غور کر رہی تھی۔۔

حمزہ کو زامیہ شروع سے ہی ناپسند تھی اس لئے وہ کچھ کہے بنا عنادل کی طرف متوجہ ہوا۔

"لِسن عینا۔۔ وہ تمہیں دوبارہ بھی نقصان پہنچا سکتی ہے اس لئے اس سے دوستی ختم کرو۔۔

تمہیں یاد ہے سکول میں ہم دونوں ایک دوسرے کے دوست ہوا کرتے تھے۔۔

ہماری دوستی میں کبھی کوئی تیسرا نہیں آیا تھا عینا پلیز میری التجاء کو سنو اور اس یونیورسٹی میں کسی سے تعلق نا رکھو۔۔"

NOVEL IN URDU

حمزہ بہت ضبط کا مظاہرہ کئے اسے کہہ رہا تھا، نظریں اس کے شفاف چہرے پر جمی تھیں جہاں پسینے کی ننھی بودیں چمک رہی تھیں۔۔

ٹیرس پر لٹکے رہنے کے باعث اس کا حجاب ڈھیلا ہو چکا تھا جسے وہ ٹھیک کرنے میں مصروف تھی۔۔

اس کے بولنے پر اچانک سے اپنی نم آنکھیں اٹھا کر اُسے دیکھنے لگی۔۔

اس کا ارادہ تو اپنا حالِ دل بیان کرنے کا تھا لیکن وہ تو صرف اتنی سی بات پر نفی میں سر ہلاتی رونے ہی والی تھی، کچھ ٹائم پہلے ہوا واقع یاد آیا اُسے یاد آیا زامیہ نے وہ کیوں کیا تھا۔۔

"مجھے آپ کی باتیں سمجھ نہیں آتیں آپ کس دوستی کی بات کر رہے ہیں اور زامیہ میری دوست ہے آپ اپنی یہ ک ئی یرا اپنے پاس رکھیں اور یاد کریں آپ نے مجھے اور میری دوست کو کلاس سے نکالا تھا۔۔"

اپنے آنسو اندر انڈیلتی عنادل آنکھوں میں ڈر لیے بہادر بننے کی ناکام کوشش کرتی نہایت نرم لہجے میں اسے اس کی کلاس سے نکالنے والی زیادتی یاد دلا رہی تھی۔

اس کے بچگانہ ناراضگی جتاتے انداز پر حمزہ میر کو وہ اتنی پیاری لگی کہ وہ یک ٹک اس کا چہرہ دیکھتا چلا گیا۔

"او۔کے سب چھوڑو بس ایک بار حمزہ میر ہی کہہ دو۔۔۔

آج کے بعد کلاس سے نکالنے کی غلطی نہیں کروں گا کلاس میں ہی پنشمنٹ دوں گا۔۔"

وہ ہنس کر اپنے ماتھے پر پھیلے بالوں کو سیٹ کرتے ہوئے بولا، آنکھوں میں شرارت کے جگنو ناچ رہے تھے

اور لبوں پر دلفریب سی مسکراہٹ تھی۔

اور اس کے چہرے کی یہ دلکشی اور منفرد تاثرات آج سے پہلے کسی نے نہیں دیکھے تھے۔اس کی یہ خوشی صرف سامنے کھڑی لڑکی سے ہی منسوب تھی۔

وہ کچھ کہے بناوہاں سے اچانک دوڑتی ہوئی نکل گئی اُس سے مزید کھڑے رہنا محال ہو رہا تھا،وہ کیسے ایک انجان لڑکے کے پاس اتنا وقت ٹھہر گئی؟اس کے اتنا قریب کیسے ہوئی،اس سے بات کیسے کرلی،عنادل کا چہرہ خفت سے تپ اٹھا۔۔۔

تیزی میں وہ اپنی دو بکس زمین پر گرائے اور انہیں بنادیکھے،اٹھائے جاچکی تھی۔۔

حمزہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے دونوں نوٹ بکس اٹھائیں۔۔

ایک نوٹ بک پر عنادل ساجد عالم لکھا ہوا تھا،سکول میں بھی وہ ایسے ہی بکس کے فرنٹ پیج کے بالکل درمیان میں اپنا نام لکھا کرتی تھی۔۔

بے ساختہ حمزہ نام پر اپنی انگلی کی پوریں پھیرنے لگا۔۔۔

پھر دوسری نوٹ بک دیکھی جس پر زامیہ چودھری لکھا تھا،ہوا سے پھڑ پھڑاتا ہوا ایک صفحہ کھل کر حمزہ کی نظروں کے سامنے آیا جہاں وہی کچھ لکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے حمزہ نے دونوں کو کلاس سے نکالا تھا۔۔

،زامیہ کے اپنے متعلق تعریفی کلمات پر حمزہ بے ساختہ قہقہہ لگا اٹھا۔۔

NOVEL IN URDU

"جعلی ٹام کروز۔۔۔نائس نیم "

وہ کہتاان دونوں کوڈھونڈنے کے لئے ان تک پہنچتا کہ اسے معلوم ہوا زامیہ تو اسی وقت جا چکی تھی اور عنادل نے اپنے بابا کو کال کرکے ریسیو کرنے کا کہا تھا۔۔

وہ وہیں سے واپس پلٹ کر ڈین کے آفس کی جانب چلتے ہوئے اپنے بیگ میں دونوں نوٹ بکس رکھ چکا تھا۔۔۔

ساجد صاحب اپنی دوست کی فیملی سے مل کر اس قدر خوش تھے کہ دو دن گزر جانے کے بعد بھی ان کے چہرے سے خوشی محسوس کی جاسکتی تھی۔۔

اس وقت وہ ڈنر سے پہلے سیٹنگ ایریا میں بیٹھے نیوز پیپر پڑھ رہے تھے۔۔

اسجد صاحب نے صبح آفس پہنچنے کے چکر میں نیوز پیپر نہیں پڑھا تھا اِس چکر میں ان کا سارادن خراب رہا تھا
۔

انہیں روز بریک فاسٹ کے ساتھ نیوز پیپر پڑھنے کی عادت تھی اور ایسا شاذونادر ہی ہوا ہو گا کہ انہوں نے نیوز پیپر نا پڑھا ہو بریک فاسٹ نا ملے تو کام چل سکتا تھا لیکن نیوز پیپر نا ملنے کی صورت میں وہ چڑچڑے ہو جایا کرتے تھے۔۔

عمیمہ ان کے پاس جا کر بیٹھی۔

"بابا آپ کے دوست۔۔۔ کیا نام تھا ان کا۔۔۔" تھوڑی پر ہاتھ رکھے عمیمہ نے نام سوچنے کی سعی کی۔۔

"حذیفہ بخش۔۔"

اسجد صاحب نے آنکھوں پر ٹکی عینک نیچے کیئے اُسے دیکھ کر بتایا۔۔

"جی وہی انکل! بابا آپ دونوں کی دوستی کتنی پرانی ہے میں نے آپ کو اس سے پہلے اتنا خوش کبھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔"

عمیمہ پر جوش سی ان کی فرینڈ شپ اسٹوری جاننا چاہتی تھی۔۔

"بیٹا جی ہم کالج کے زمانے کے دوست ہیں سکول میں صرف کلاس فیلوز تھے لیکن کالج میں جگری دوست بن گئے اور وہ ہماری شادی سے پہلے امریکہ شفٹ کر گئے اس لئے تب سے اب تک کوئی کانٹیکٹ ہی نہیں تھا ہمارا۔۔

بس اچانک سے ہماری کمپنی کے ساتھ حذیفہ کی کمپنی نے کانٹیکٹ کیا اور یوں ہمیں ایک لائیو میٹنگ میں معلوم ہوا جس کمپنی سے ہماری کمپنی ڈیل کر رہی ہے وہ دراصل حذیفہ میرے دوست کی کمپنی ہے۔۔۔

وہ پاکستان شفٹ ہونا چاہتے تھے لیکن آذان کی اسٹڈی کا مسئلہ تھا پہلے وہ کمپلیٹ ہوتی پھر وہ یہاں آتے، حزیفہ نے کہا بس پاکستان شفٹ ہونا ہے۔۔

اور یوں وہ لوگ یہاں شفٹ ہو گئے، اور اس کے بیٹے نے ہاؤس جاب بھی یہیں کمپلیٹ کی۔۔

آذان کی نائٹ ڈیوٹی تھی اس لئے وہ ڈنر پر اپنی فیملی کے ساتھ نہیں آسکا تھا ورنہ اس سے بھی ہماری ملاقات ہو جاتی۔۔"

وہ تفصیل سے عمیمہ کو آگاہ کرنے لگے اس دوران وہ چشمہ اور اخبار رکھ چکے تھے۔

ذکر ہی ان کے دوست کا تھا۔۔کیسے ممکن تھا وہ دوسری طرف دھیان دیتے۔۔۔

"واؤ بابا!! یہ تو کمال ہی ہو گیا واقعی دنیا گول ہے۔۔"

عمیمہ نے آخر میں جوش سے کہا۔۔

"جی بیٹا واقعی گُم ہو جانے والے کبھی نا کبھی مل ہی جاتے ہیں۔۔

جو نا ملیں وہ گُم نہیں ہوتے بلکہ آپ سے چھپ رہے ہوتے ہیں۔۔"

وہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"میں ذرا آرام کر لوں آج کل کمر درد رہنے لگا ہے۔۔

بھلا ہو خرم کا جو زیادہ دیر آفس میں بیٹھنے نہیں دیتا ہے۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے روم کی جانب بڑھ گئے۔۔

کچھ دیر میں خرم کے آجانے پر ڈنر لگنا تھا۔۔

عنادل روم میں بند نا جانے کیا کر رہی تھی، عمیمہ بھی وہاں سے اٹھ کر اس کے روم کی طرف بڑھ گئی۔۔

جہاں وہ اندھیرا کئے بیٹھی تھی۔۔۔

"شونا کیا ہوا ہے کیا آنکھیں پین کر رہی ہیں۔۔؟ دیکھاؤ مجھے۔۔"

وہ روم کی سوفٹ بلو لائٹ آن کئے روشنی میں عنادل کو دیکھنے لگی جس کی آنکھیں بھی سہی سے نہیں کھل پا رہی تھیں۔۔

"آپی لائٹ آف کریں درد ہو رہا ہے آنکھوں میں۔۔۔"

وہ بے بسی سے کہہ کر آنکھیں بند کر گئی۔۔

آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔۔

دو دن سے ہلکی ہلکی سرخ ہوتی درد کرتی آنکھیں اچانک سے کچھ زیادہ ہی سرخ ہو گئیں تھیں۔۔۔

"اوکے تم سونا نہیں میں کھانا لاتی ہوں پھر میڈیسن لے کر آرام کرنا۔۔"

وہ تنبیہی انداز میں کہتی لائٹ آف کر کے کھانا لینے چلی گئی۔۔

پانچ منٹس میں واپس آکر اسے اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا رہی تھی جو عنادل بڑی مشکل سے کھا رہی تھی اور پر

دوسرے نوالے پر ”بس“ کی رٹ لگا لیتی۔۔۔

"اب تم نے سہی سے نا کھایا تو بابا کو بتاؤں گی کہ تم بیمار ہو پھر ایڈمٹ رہنا ہاسپٹل میں۔۔۔"

عمیمہ نے گھور کر کہا، دھمکی کارگر ثابت ہوئی تھی۔۔

عنادل منہ کے زاویے بگاڑتے ہوئے خاموشی سے کھانے لگی۔۔۔

کھانا کھلا کر عمیمہ نے میڈیسن دی اور اسے لیٹا کر چادر اوڑھائی اور کمرے سے نکل آئی، کمرہ اب بالکل گھپ اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔

خرم بھی آچکا تھا عمیمہ نے ماں کے ساتھ مل کر ٹیبل پر کھانا لگایا، سب آکر بیٹھے تو سب کا پہلا سوال عنادل کی غیر موجودگی کے بارے میں تھا۔۔

"اس کی طبیعت نہیں ٹھیک سو رہی ہے۔۔ میں کھانا کھلا کر میڈیسن دے آئی ہوں۔۔۔"

ساجد صاحب کے پوچھنے پر اس نے بتایا تو وہ اس کی طبیعت ناساز کا سن کر اٹھ کھڑے ہوئے۔۔

"میں پہلے عنادل کو دیکھ لوں پھر کھانا کھاتا ہوں۔۔"

وہ کہہ کر سیڑھیاں چڑھ کر اوپر فلور پر موجود اس کے کمرے میں چلے گئے۔۔

جہاں میڈیسن کے سبب وہ سو چکی تھی۔۔

ساجد صاحب سرہانے بیٹھ کر کافی دیر تک اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے رہے۔۔

اور دل میں دعا کرتے رہے کہ اللہ اسے اس مشکل وقت سے نکال لے۔۔۔

اس کے بعد خرم اور مہر النساء بیگم بھی آئے سب نے اسے دیکھنے اور سکون سے سو جانے کی تسلی کرنے کے بعد ہی کھانا کھایا تھا۔

"خرم کل آپ چھٹی کریں یا ہاف ڈے کر کے آئیں اور عنادل کو ہاسپٹل لے کر جائیں ان کے میڈیسن کورس کو پانچ ماہ ہو گئے ہیں ہمیں کوئی بہتری نظر نہیں آ رہی ہے۔۔

ناہی ان کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو رہی ہیں ناہی میموری واپس آ رہی ہے۔۔

ایسا کب تک چلے گا۔۔

ابھی کی بات وہ بھول جاتی ہیں صرف کچھ باتیں جو انہیں خوف زدہ کریں یا بہت زیادہ خوشی دیں وہ یاد رہتی ہیں انہیں۔۔

ہمیں اپنی عنادل بالکل ٹھیک حالت میں دیکھنی ہے۔۔"

وہ حد سے زیادہ پریشان دیکھائی دے رہے تھے۔۔

ان کی زندگی کی سب سے بڑی بے بسی یہی تھی کہ عنادل پروپر میڈیکیشن کے بعد بھی ٹھیک نہیں ہو رہی تھی۔۔

"جی بابا میں بھی یہی سوچ رہا تھا۔۔۔ عنادل کو ڈاکٹر کو دیکھانا چاہئیے۔۔"

ڈنر کرتے ہوئے سب عنادل کی بیماری کو لے کر ڈسکس کر رہے تھے وہیں مہر النسا بیگم خاموش تھیں۔۔

وہ کس حد اندر سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھیں کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔

عنادل کی بیماری پر وہ رو رو کر دعائیں مانگتی تھیں۔۔

سب کو ان کا رکھے جانے والا سخت رویہ نظر آتا تھا کوئی ان کے اندر نہیں دیکھتا تھا وہ عنادل کو دیکھ کر کس اذیت سے گزر رہی تھیں۔۔۔

جونی اور اس کا باقی کا گروپ بہت بُری حالت میں تھا، حمزہ کی واپسی کے دوسرے دن سے وہ غائب تھے۔۔

یہ بات حمزہ بہت زیادہ محسوس کر رہا تھا۔۔

لیکن پوچھنے پر بھی سب نے لاعلمی کا اظہار کیا تھا۔۔

وہ انہیں سبق سیکھانا چاہتا تھا لیکن وہ پانچوں غائب ہی تھے اور ان کے بارے میں کسی کو کچھ خبر نہیں تھی۔۔ وہ کہاں تھے کوئی نہیں جانتا تھا۔۔

زامیہ یونیورسٹی میں اپنی پسندیدہ جگہ پر بیٹھی عنادل کا انتظار کر رہی تھی لیکن وہ دو لیکچرز ہو جانے کے بعد بھی نہیں آئی تھی۔۔

اب وہ غصے میں پاؤں پھیلائے درخت کے سہارے بیٹھی سامنے سے گزرتے حمزہ کو دیکھ رہی تھی۔۔

نظروں کی تپش تھی یا بھسم کر دینے والی نگاہ کہ حمزہ نے رُک کر یہاں وہاں دیکھا اور نظر اس پر جا کر رک گئی۔۔

اُس کے دیکھنے پر زامیہ نے دو انگلی ملا کر پسٹل بنایا اور جھٹکا دیتے ہوئے نشانہ اس پر باندھا جیسے فائر کیا ہو۔۔۔ حمزہ کے لئے زامیہ ایک ایڈوینچر تھی۔۔۔

آئے روز زامیہ کی آنکھوں میں اس کے لئے سختی جیسے تاثرات دیکھے جاسکتے تھے جن میں روز بروز اضافہ ہو رہا تھا۔۔

حمزہ نے سر جھٹک کر تمسخر سے مسکراتے ہوئے رخ پھیرا اور

بِنا کوئی جواب دیئے اپنے قدم آگے کی جانب بڑھا دیے۔۔

"جعلی ٹام کروز۔۔"

زامیہ زیر لب کہہ کر عنادل کو کال ملانے لگی۔۔

"السلام علیکم!!"

کال ریسیو ہوتے ہی دوسری جانب سے نہایت خوش گوار لہجے میں سوال کیا گیا۔۔ یہ آواز عنادل کی تو نہیں تھی۔۔

زامیہ نے کان سے موبائل ہٹا کر نام دیکھا کہیں غلط نمبر پر تو کال نہیں کر دی۔۔

لیکن سامنے نام "دل" شو ہو رہا تھا۔۔۔

یعنی وہ عنادل کی بہن ہو سکتی ہے جس کا ذکر وہ کرتی ہی رہتی تھی۔۔

"ڈان زامیہ میں عمیمہ بات کر رہی ہوں عنادل کی بڑی بہن۔۔"

عمیمہ کان سے عنادل کا فون لگائے اس کے بولنے کی منتظر تھی لیکن کافی منٹ گزر جانے کے بعد بھی اس نے سلام کا جواب نا دیا تو اسے بتانا پڑا۔۔۔

"وعلیکم السلام!! عمیمہ کیسی ہیں آپ اور عنادل یونی کیوں نہیں آئی۔۔؟"

موبائل کو دائیں کان سے بائیں کان کی جانب منتقل کرتے ہوئے زامیہ نے کہا۔۔

"شونا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اس لئے سو رہی ہے۔۔

میڈیسن دے کر سلایا ہے کہہ رہی تھی زامیہ مجھ سے ناراض ہو جائیں گی یونی نہیں گئی تو۔۔

پھر بابا اور بھائی کے بہت سمجھانے پر مانی ورنہ آپ کا خوف اسے بیماری میں بھی یونی پہنچا دیتا جو بالکل سہی حالت میں بھی یونی نہیں جاتی تھی آپ کی ستم ظریفی پر بیماری میں بھی جا رہی تھی۔۔"

عمیمہ نے ہنس کر آخری بات کہی۔۔

عنادل صبح اٹھتے ہی اپنی آنکھوں اور طبیعت کی پرواہ کئے بغیر یونی کے لئے تیار ہو رہی تھی۔۔

عیمہ جو اسے دیکھنے آرہی تھی اس کی تیاری اور آنکھیں دیکھ کر سر پیٹ کر رہ گئی۔۔

پہلے اسے یونی جانے کے لئے سمجھانا پڑتا تھا اور اب چھٹی کروانے کے لئے سمجھانا پڑ رہا تھا۔۔

عیمہ کی سمجھ سے باہر تھی اپنی یہ بہن۔۔

عنادل کے نہیں ماننے پر وہ خرم،وجاہت صاحب اور مہر النساء بیگم کو بلا لائی تھی۔۔۔

جن کے سمجھانے پر وہ دوبارہ ناشتہ کئے میڈیسن لے کر سو گئی تھی۔۔۔

عیمہ اسی کے پاس بیٹھی تھی کہ موبائل فون رنگ کرنے لگا۔۔

زامیہ ڈان کی کال سے وہ سمجھ چکی تھی اس نے کیا بات کہنی ہے۔۔

واقعی وہ اپنے نام کی طرح ڈان تھی۔۔ عنادل کو چھٹی کرنے کا موقع چاہئیے ہوتا تھا اور یہاں موقع ملنے پر بھی وہ فائدہ اٹھانے کو تیار نا تھی۔۔

اس سمیت سب گھر والے حیران تھے۔۔

عنادل میں اتنی جلدی اس قدر تبدیلی آئی تھی۔۔

"آپ برا نہیں مانیں تو میں آپ کے گھر کا ایڈریس پوچھ سکتی ہوں۔۔؟"

زامیہ اس کی بیماری کا سن کر بہت بے چین ہو گئی تھی۔۔

"جی بالکل آئیں آپ کو دیکھ کر ہماری شونا بھی ٹھیک ہو جائے گی۔۔"

عمیمہ نے کہہ کر پورا راستہ سمجھا دیا۔۔

عنادل کو ابھی تک معلوم نہیں ہوا تھا زامیہ کو بائیک بھی چلانی آتی ہے۔۔

وہ اکثر یونی اپنی ہیوی بائیک پر ہی آتی تھی۔۔

اس کے بال شولڈر سے نیچے ہو رہے تھے جس کے سبب وہ الجھن محسوس کر رہی تھی۔۔

اپنی کیپ کو سر پر ٹھیک کر کے ببل کا ریپر کھولتی منہ میں تین ببل ڈالے بیگ اٹھائے پارکنگ ایریا کی جانب بڑھ گئی۔۔

پیچھے سے کسی کے پکارنے پر رکی۔۔

"چودھری سر حمزہ نے آپ کو ہال نمبر تھری زیرو میں بلایا ہے۔۔۔"

وہ تقریباً حمزہ کے کہنے پر اس کے پیچھے بھاگتا ہوا آیا تھا اس لئے پھولی ہوئی سانسوں کے دوران جلدی جلدی کہنے لگا۔۔۔

زامیہ کے ابرو ملے۔۔۔

سانولی گندمی رنگت میں سرخی سی گھلی جو غصے کے سبب تھی۔۔

"جعلی۔۔۔ میرا مطلب ہے اپنے سر سے کہنا ایک گھنٹے بعد آؤں گی ابھی اپنی دوست سے ملنے جارہی

ہوں۔۔

وہاں جانا یہاں جانے سے زیادہ ضروری ہے۔۔"

وہ کہہ کر بنا اس کی سنے اپنی بائیک اسٹارٹ کیئے جاچکی تھی۔۔

اور وہ لڑکا حمزہ کو اس کا پیغام دینے کے لئے پلٹ گیا۔۔۔

حمزہ کو جب اس لڑکے نے پیغام دیا تو حمزہ شدید غصے کے عالم میں ٹہلنے لگا۔۔

اگر زامیہ کی جگہ کوئی اور لڑکی ہوتی تو اس کے بلانے پر خوشی خوشی آتی کہ حمزہ میر کو ان سے کام پڑا ہے۔۔

نہیں لیکن یہاں تو زامیہ تھی زامیہ چودھری۔۔۔

جو صرف اپنی سنتی اور اپنی کرتی تھی۔۔

حمزہ اتنا تو اندازہ لگا چکا تھا وہ عینا سے ملنے گئی ہے۔۔

اس کے کہے الفاظ بھی کسی قسم کا اس پر اثر نہیں چھوڑتے تھے۔۔۔

حمزہ پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔۔

سب سے بڑی پریشانی عنادل کی تھی۔ وہ نہیں آئی تھی اور اب چودھری اس سے ملنے جارہی تھی۔۔ کیا وہ ٹھیک نہیں ہے یا اس کو کوئی مسئلہ ہوا ہے؟

پریشانی و فکر مندی سے سوچتے ہوئے وہ غصہ سے بھر گیا۔ چودھری بات مان کر آجاتی تو یہ بھی پوچھ ہی لیتا۔۔

سامنے پڑی کرسی کو لات مار کر غصہ ہلکا کرنا چاہا لیکن بے سود رہا۔۔۔

"سر جونی آج یونی میں دیکھائی دیا تھا لیکن سر۔۔"

ایک اسٹوڈنٹ حمزہ کے پچھلے دنوں ان کے گروپ کا پوچھنے پر آج بتا رہا تھا کہتے کہتے رکا۔۔۔

"آگے کہو۔۔"

حمزہ نے اس کی جانب مشکوک نظروں سے دیکھ کر کہا۔۔۔

"سر جونی اکیلا آیا ہے، اس کا باقی گروپ نہیں ہے اور اس کے منہ پر بہت سے زخم ہیں ءہاتھ بھی فریکچر ہے۔۔

سب کو حیرت ہے کس نے اس کا یہ حال کیا ہے اور اس کا کہنا ہے اسے خود کو نہیں معلوم وہ کون تھا۔۔۔

وہ اس شخص کو ڈھونڈ رہا ہے جس نے اس سمیت ان پانچوں کی شکل کا نقشہ ہی بگاڑ دیا ہے۔۔۔"

وہ تفصیل بیان کر رہا تھا، حمزہ بری طرح ٹھٹکا۔۔۔ معاملہ کافی سیریئس لگ رہا تھا۔ اس نے لڑکے کو جانے کا اشارہ کیا تو وہ سر ہلا کر چلا گیا۔

حمزہ کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔۔۔

اس کی عینا کو کوئی تکلیف دے اور خود آرام سے رہے یہ تو ممکن ہی نہیں تھا۔۔۔

"یہ میں نے نہیں کیا تو پھر کس نے کیا ہو گا۔۔؟"

وہ سوچتے ہوئے خود سے ہی سوال کر رہا تھا۔۔۔

"اوہ یہ زامیہ تو ہر گز بھی نا ہو۔۔۔ میں اپنے الفاظ واپس نہیں لے سکتا۔۔۔

واقعی زامیہ یو آر انکریڈ بل۔۔۔"

وہ متاثر ہوتے ہوئے دل ہی دل میں خوش ہو تا کہنے لگا۔۔۔

لیکن وہ ہر گز بھی اسے بتانے والا نہیں تھا وہ اِس عمل سے زامیہ سے متاثر ہوا ہے۔۔۔

اب اس کی سوچوں کا رخ عینا کی جانب مڑ گیا تھا وہ آج یونی نہیں آئی تھی اور کیوں نہیں آئی تھی۔۔

فی الحال وہ پتا نہیں کر سکتا تھا کیونکہ عینا چودھری کے علاوہ کسی سے کلوز نا تھی۔

اسے بھی آج جلدی جانا تھا دو بجے اسے پریزینٹیشن دینی تھی جس کے لئے اس سمیت سب ورکرز نے دن

رات ایک کیا تھا۔۔۔

وہ گھر کے بجائے آفس جانے کے لئے ہال سے نکل گیا۔۔۔

زامیہ عنادل کے گھر سیٹنگ ایریا میں ٹہلتی سب چیزوں کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

اتنے میں مہرالنساء بیگم اور عمیمہ داخل ہوئیں۔۔

ملازمہ اسے بٹھا کر ان دونوں کو بلانے جا چکی تھی۔۔۔

اس لئے وہ ٹہلتی ہوئی ان کا انتظار کر رہی تھی۔۔

سلام کے بعد باتوں کا نا ختم ہونے والا دور چلا۔۔

عمیمہ تو زامیہ سے بہت حد تک متاثر ہو چکی تھی۔۔

پینٹ پر شرٹ پہنے اس پر گرمی کے لحاظ سے لائٹ سا لونگ کوٹ پہنے سر پر کیپ لگائے بالوں کو کھلا چھوڑے وہ دنیا کا ایک اکلوتا پیس لگ رہی تھی۔۔

"عمیمہ کیا آپ سے ایک بات پوچھوں۔۔؟"

زامیہ نے مہرالنساء بیگم کے جانے کے بعد اس سے پوچھا۔۔

وہ چائے ناشتے کا انتظام کرنے گئیں تھیں۔۔

"جی جی پوچھیں اتنا فارمل نہیں ہوں مجھے بھی اپنی دوست ہی سمجھ لیں۔۔"

عنادل کے برعکس عمیمہ نا ہی شائے تھی اور نا ہی گھلنے ملنے سے ڈرتی تھی اس لئے زامیہ کو کمفرٹیبل محسوس ہوا۔۔۔

"کیا آپ کسی حمزہ میر کو جانتی ہیں۔۔؟"

زامیہ نے کہہ کر اس کے تاثرات دیکھے جو پل میں حیران ہوئے تھے۔۔۔

"حمزہ میر۔۔؟؟ آپ کیسے جانتی ہیں حمزہ میر کو۔۔؟"

وہ اس کے سوال پر حیران ہوتی الٹا اس سے ہی کاؤنٹر کوئسچن کرنے لگی۔۔

آنکھوں میں ابھی بھی حیرت تھی۔۔

اور زامیہ پل میں کہانی بنانے میں ماہر تھی۔۔۔

"وہ ہمارا ایک کلاس فیلو ہے جس کا نام حمزہ میر ہے اور اس کا نام جب بھی لو تو دل پریشان ہو جاتی ہے۔۔۔"

باتوں کے دوران زامیہ کو عنادل کی بیماری کا تو عمیمہ اور مہر النساء نے سب بتا دیا تھا بس ایک حمزہ کی مسٹری رہ گئی تھی جو سولو کرنی تھی۔۔۔

NOVEL IN URDU

"آہ۔۔۔میں کیا بتاؤں زامیہ آپ کو۔۔۔۔

میں نے کافی کوشش کی تھی شونا کو حمزہ یاد رہے لیکن جب جب کوشش کی اس کی حالت اور بگڑ گئی اور یوں میں نے بھی اپنا ارادہ ترک کر دیا۔۔۔

حمزہ میر سکول فیلو تھا عنادل کا اور بہت کلوز فرینڈ بھی۔۔عنادل اور وہ اک ساتھ رہتے تھے اور گھر آ کر بھی عنادل کی سب باتیں حمزہ میر کے بارے میں ہی ہوتی تھیں۔۔۔

اور وہ عنادل کو عینا کہتا تھا۔۔

اگر کبھی کوئی حمزہ میر، عنادل کو عینا بلائے تو اس کا مطلب ہے بچپن کا حمزہ میر لوٹ آیا ہے۔۔۔

وہ کریزی تھا عنادل کے لیے نجانے اب کیسا ہو گا اور عنادل کو یاد کرتا ہو گا یا نہیں اور اگر وہ آج بھی ویسا ہی ہوا تو مجھے حمزہ کے لئے دکھ ہوتا ہے کبھی وہ سامنے آیا اور شونا نے نہیں پہچانا تو اس پر کیا گزرے گی۔۔۔"۔

عمیمہ افسوس اور غم کے ملے جلے تاثرات لئے سب بتاتی چلی گئی تھی۔۔

"ہائے بیچارے جعلی ٹام کروز پر تو آتش فشاں پہاڑ پھوٹے ہیں چچ چچچیی۔۔۔"

زامیہ نے ہلکی آواز میں کہا تو عمیمہ سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگی۔۔

"میں کہہ رہی تھی حمزہ میر کے لئے افسوس ہو گا جب اس کی عینا اسے گھاس نہیں ڈالے گی۔۔"

بے حد افسوس سے زامیہ نے کہا بھی تو کیا کہا۔۔۔

"ہاہا!!زامیہ آپ کیا چیز ہیں۔۔"

عمیمہ کھکھلاتے ہوئے بولی اور اٹھی۔۔

"چلیں آجائیں شونا سے مل لیں وہ اب اٹھنے ہی والی ہو گی۔۔

نصرت بی چائے شونا کے روم میں ہی لے آیئے گا۔۔"

زامیہ سے کہہ کر اگلی ہدایت ملازمہ کو بلا کر دی اور زامیہ کو لئے عنادل کے روم کی جانب بڑھ گئی جہاں وہ اندھیرا کئے آنکھوں پر بازو رکھے لیٹی تھی۔۔

سوفٹ لائٹ آن ہونے پر چادر کے اندر منہ چھپا گئی۔۔

"شونا دیکھو تو کون آیا ہے۔۔۔

زامیہ ڈان آئی ہیں تم سے ملنے۔۔"

عمیمہ لائٹ آن کر کے کہتی ہوئی اس کے پاس آئی۔۔

"زامیہ۔۔"

وہ کہتے ہوئے چادر ہٹائے روشنی منہ پر پڑنے پر آنکھوں میں چبھن کے باوجود بھی آنکھیں تھوڑی کھولنے کی کوشش کرتے ہوئے اٹھ بیٹھی۔۔

زامیہ نے اس کی حد سے زیادہ لال ہوتی آنکھوں کے سبب لائٹ آف کر دی۔۔

"عمیمہ لائٹ بند ہی رہنے دیں۔۔

میں ٹھیک ہوں ڈونٹ وری۔۔"

اس کے کہنے پر وہ دونوں کو اکیلے باتیں کرنے کا موقع دینے کے لئے روم سے چلی گئی۔۔

"زامیہ آپ کیا مجھ سے ناراض ہیں۔۔؟"

اندھیرا اب زامیہ کی آنکھوں سے مانوس ہونے لگا تھا۔۔۔

عنادل نے خوف لئے اس سے پوچھا۔۔

وہ سن کر مسکرائی لیکن اندھیرے کے سبب عنادل دیکھ نا سکی۔۔

"ہاں جی بہت ناراض ہوں کل تم نے اعتبار نا کر کے زامیہ چودھری کی اوقات بتائی ہے کہ تمہاری نظر میری وقعت کیا ہے۔۔۔"

وہ آئی تو اس کی عیادت کے لئے تھی لیکن اپنی ناراضگی جتانا نہیں بھولی تھی۔۔۔

جو اپنے مخصوص انداز اور الفاظ میں بتا گئی تھی۔۔۔

"زامیہ میں ڈر گئی تھی آئی سوئر اگر آپی بھی آپ کی جگہ ہوتیں تو میری یہی حالت ہوتی۔۔

مجھے معلوم تھا آپ نہیں چھوڑیں گی ہاتھ لیکن میں خوف کے آگے مجبور تھی اور جو میں حمزہ سر کے ساتھ کر گئی۔۔ان کے قریب ہوئی ی۔۔۔میں اپنے آپ سے نظریں نہیں ملا پا رہی۔۔۔“

حمزہ کے بچانے پر جو اس کے سینے سے جا لگی تھی، عنادل وہ سب یاد کر کے ہی خفت سے سرخ پڑ گ ئی ی تھی، آنکھیں الگ پانیوں سے بھر آئی ی تھیں۔زامیہ کی حیران آنکھیں اس پر جمی ہوئی ی تھیں۔

”زامیہ میں۔۔۔۔میں یونی نہیں جاؤں گی اب تو وہ ہمیں لیکچر بھی دیتے ہیں۔۔"

کل سے رو رو کر عنادل نے اپنی حالت خراب کر لی تھی کچھ ان دنوں پھر سے اسے آنکھوں کا مس ئی لہ بھی رہنے لگا تھا۔ آنکھوں میں اکثر رہنے والا گلابی پن اور درد بڑھ گیا تھا لیکن رونے کے باعث عنادل نے اپنی آنکھوں کو کچھ زیادہ نقصان پہنچا لیا تھا۔۔۔

جو لائٹ آن نا ہونے کے سبب زامیہ سہی سے نہیں دیکھ پائی ی تھی۔۔

"تم بالکل ٹھیک ہونے پر یونی آؤ گی۔۔

ورنہ زامیہ کا وعدہ ہے کہ زامیہ تمہیں پوری یونی میں گود میں اٹھائے پھرے گی۔۔کون سی شرمندگی فیس کرنا چاہو گی جعلی ٹام کروز سے سامنا ہونے کی یا میری گود میں پھرنے کی۔۔۔؟"

وہ دونوں ہی اوپشن عنادل کے مطابق بیکار ہی رکھ چکی تھی۔۔۔

"زامیہ آپ اتنی سخت کیوں ہیں۔۔۔

بس میں نہیں جاؤں گی یونی۔۔"

وہ اس بار کہتے ہوئے رونے لگی۔۔

"اوکے اگر حمزہ میر تمہیں کچھ نا کہے تو بھی نہیں جاؤ گی یونی۔۔؟"

زامیہ نے کچھ سوچ کر کہا۔۔

"وہ بہت برے ہیں مجھے کلاس سے نکال دیا۔"

عنادل کو بار بار اس کا کلاس سے نکالے جانا یاد آرہا تھا۔۔۔

"ہاں ہے تو بہت برا۔۔پر کیا کرسکتے ہیں ہماری قسمت میں اس قسم کے ٹیچرز ہی لکھے ہوئے ہیں۔۔پہلے اسٹوڈنٹ ہیڈ کے روپ میں برداشت کرنا مشکل تھا اب ہمارا پروفیسر بن کر آگیا ہے۔۔"

زامیہ کو موقع دیا جائے اور حمزہ کی برائی نا ہو یہ تو ناممکن سی بات ہے۔۔

"آجائیں۔۔"

ملازمہ کے دروازے ناک کرنے پر زامیہ نے اندر آنے کی اجازت دی تو وہ چائے اور دیگر لوازمات رکھ کر چلی گئیں۔۔

"یار دل سگریٹ کوئی نہیں پیتا کیا تمہارے گھر۔۔۔؟میں تو چائے کے بعد سگریٹ پیتی ہوں۔۔۔"

اس کا دوسری طرف دھیان کرنے کے لئے زامیہ نے کہا تو عنادل ہونق سی بیٹھی اندھیرے میں دیکھنے لگی آیا وہ مذاق کر رہی ہے یا سیریس ہے۔۔۔

لیکن اس کی آواز سے مذاق کا اندازہ تو نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"کیا۔۔۔ کیا آپ سگریٹ پیتی ہیں۔۔؟"

اس نے اٹک اٹک کر سامنے بیٹھی زامیہ سے سوال کیا۔۔۔

"تم یونی نہیں آؤ گی تو مجھے کچھ نا کچھ تو کرنا ہو گا اس لئے سوچ رہی ہوں تمہاری یاد میں سُٹا لگانا شروع کر دوں۔۔۔ اس طرح مجھے ایک نئی دوست مل جائے گی اور تمہارے یونی نا آنے پر غم بھی نہیں ہو گا۔۔۔ اچھا ہے نا آئیڈیا۔۔؟"

زامیہ اب اس کا ہاتھ تھام کر کہہ رہی تھی۔۔

عنادل بے بس سی اُسے تک رہی تھی۔۔

شاید وہ ابھی ہنس دے اور کہے کہ دل میں مذاق کر رہی ہوں۔۔ لیکن نہیں وہ تو عنادل کا ہاتھ تھامے سنجیدگی سے کہہ رہی تھی۔۔۔

اور عنادل کسی کو خود کے لئے اس طرح نہیں دیکھ سکتی تھی۔۔۔

"زامیہ پلیز آپ سیگریٹ نوشی نہیں کرنا میں یونی کل سے ہی آؤں گی پکا۔۔"

جو زامیہ کو چاہئیے تھا وہ اسے مل چکا تھا یعنی عنادل کو یونی میں دیکھنا۔۔۔

"نہیں کل سے نہیں جب تم ٹھیک ہو جاؤ تب ہی آنا۔۔۔

اور میں روز تم سے ملنے آیا کروں گی دل۔۔۔

جب تک تم بالکل ٹھیک ہو کر یونی نہیں آ جاتی۔۔"

زامیہ کہہ کر چائے کا کپ اٹھائے پینے لگی۔۔۔

"کیا واقعی آپ مجھ سے ملنے روز آئیں گی؟"

عنادل خوشی اور جوش سے یقین دہانی کے لئے سوال پوچھنے لگی۔۔۔

"ہاں جی روز آؤں گی ویسے اگر تم ٹھیک ہو جاؤ تو کل ضرور آنا۔۔"

زامیہ نے سر ہلا کر یقین دلایا اور تیزی سے چائے پی کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اور تمہاری اپائنمنٹ ہے ڈاکٹر کے پاس۔۔ عمیمہ نے بتایا تھا جلدی سے اٹھو ریڈی ہو جاؤ، ڈاکٹر کو دیکھاؤ جلدی ٹھیک ہو اور یونی آؤ ورنہ میتھس خود ہی سولو کرنا میں نہیں کروں گی مدد۔۔۔"

یہ اس کا پسندیدہ کام تھا یعنی دھمکی دینا اور وہ جاتے ہوئے وہ بھی دے گئی۔۔۔

عنادل نے سر ہلایا تو وہ اس سے اختتامی کلمات کہہ کر مہر النساء بیگم اور عمیمہ سے ملتی ہوئی اپنا سیٹنگ ایریا

NOVEL IN URDU

میں رکھا ہوا بیگ اٹھا کر یونی کے لئے نکلی لیکن راستے میں ایک لڑکی کو زبردستی کھینچتے ہوئے دو لڑکوں کو دیکھ کر بائیک روک کر مسئلہ سمجھنے لگی۔۔۔

"چھوڑ دو اس لڑکی کو ورنہ شوٹ کرنے میں ٹائم نہیں لگاؤں گی۔۔"

دس قدم کے فاصلے پر کھڑی زامیہ نے وارن کیا۔۔

لڑکی بے بس نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔۔

زامیہ نے ان کے نا چھوڑنے پر ایک لڑکے کے بازو پر فائر کیا۔۔

دوسرا لڑکا بنا کسی جانب دیکھے گولی لگے ہوئے اپنے دوست کو چھوڑ کا بھاگا۔۔۔

جبکہ وہ بھی زامیہ کو اپنے پاس آتا دیکھ کر درد سے بے حال ہوتے ہوئے اٹھا اور بنا پیچھے دیکھے بھاگنے لگا۔۔۔

زامیہ اس لڑکی تک پہنچی۔۔

"ان لڑکوں نے کیوں پکڑا تھا تمہیں۔۔؟"

سپاٹ چہرے کے ساتھ زامیہ نے گن رکھتے ہوئے سوال کیا وہ یہ گن اپنی پنڈلی میں لگی بیلٹ میں اپنی حفاظت کے لئے رکھتی تھی۔۔جو وقتاً فوقتاً اس کے بہت کام آتی تھی۔۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔میں اس لڑکے سے محبت کرتی تھی جسے آپ نے شوٹ کیا۔۔۔"

NOVEL IN URDU

ابھی وہ لڑکی آگے بولتی کہ زناٹے دار تھپڑ رسید ہونے پر چلتی زبان کو بریک لگا۔۔۔

"تم۔۔۔ تم لڑکیاں سمجھتی کیا ہو خود کو۔۔۔ کیا عقل نام کی چیز نہیں ہوتی تم لوگوں میں یا عقل استعمال کرنے پر گورنمنٹ نے ٹیکس لگایا ہوا ہے۔۔۔؟

میں پوچھتی ہوں دو دن کی محبت میں ایسا کون سا جادو ہوتا ہے جو بیس پچیس سال کی محبت یاد نہیں رہتی ۔۔۔

یاد بھی نہیں رہتی اور حیرت کی بات ہے اپنی تو عزت تم جیسی لڑکیاں گنواتی ہی ہیں ساتھ اپنے ماں باپ کے لئے عمر بھر کا خسارہ الگ کر جاتی ہیں۔۔۔

کر لی محبت؟ اتر گیا محبت کا بھوت۔۔؟

یا ابھی باقی ہے تو بتاؤ اس کے ساتھ نکاح بھی پڑھوا دیتی ہوں تمہارا۔۔۔"

زامیہ ایک جملہ کے بیان پر پوری بات سمجھ چکی تھی۔۔

اس لڑکی کو محبت کا جھانسہ دیا گیا تھا۔۔

اور بھاگ کر گھر سے آئی تھی لیکن ماں باپ کی عزت کی روندنے والی کی عزت زامیہ چودھری نے بچائی تھی۔۔۔

وہ لڑکی منہ پر ہاتھ رکھے نفی میں سر ہلاتے ہوئے روئے گئی۔۔

زامیہ غصے سے اسے دیکھ رہی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا ایک گولی کی تکلیف اسے بھی ضرور دے۔۔۔

لیکن وہ خود اپنی نادانی کے سبب تکلیف سے دوچار تھی۔۔

"اٹھو۔۔"

زامیہ نے قدرے غصے سے کہا۔۔

اسے رہ رہ کر اس لڑکی کی حرکت پر غصہ آرہا تھا۔۔۔

وہ نا اٹھی تو زامیہ نے ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا کیا اور بائیک پر بیٹھ کر بائیک اسٹارٹ کر کے اسے بیٹھایا۔۔۔

اور زن سے اپنی ہیوی بائیک دوڑانے لگی۔۔

اس کی بائیک ہوا سے باتیں کرتی تھی۔۔

وہ لڑکی اس قدر خوف کا شکار تھی کہ اسے ہلکی رفتار کرنے کے لئے ٹوک بھی نہیں پائی۔۔۔

اپنے چھوٹے سے گھر میں پہنچ کر لاک کھولا اور اس لڑکی کے اندر داخل ہونے پر دروازہ بند کرتی بائیک اور گھر کی چابی ٹیبل پر رکھ کر اس کے لئے فریج سے پانی لے آئی۔۔۔

وہ اب بیٹھ کر ارد گرد کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

"فکر نہیں کرو یہاں میرے علاوہ کوئی نہیں رہتا ہے۔۔"

اسے شش و پنج میں مبتلا دیکھ کر زامیہ نے بتایا۔۔۔

"میں۔۔۔ میں گھر کیسے جاؤں گی۔۔؟

میں گھر پر خط لکھ آئی تھی اب کبھی نہیں آؤں گی۔۔۔ لیکن میں۔۔۔"

وہ کہہ کر دوہاتھوں میں منہ چھپا کر رونے لگی۔۔۔

"ایک تو انسان آرام سے بول لے یا رو لے۔۔

میں اب تنگ آچکی ہوں یارررر اتنے روتے ہوئے لوگ ہیں آس پاس۔۔۔"

اس نے کہتے ہوئے عنادل کو بھی لپیٹ میں لیا اس کے مطابق رونا صرف عنادل کے لئے ہی بنا تھا۔۔۔

وہ بے زار سی اسے روتے ہوئے دیکھنے لگی۔۔

"اوکے میں تمہارے گھر والوں سے بات کروں گی اپنے گھر کا ایڈریس اور فون نمبر دو۔۔"

اس نے کہتے ہوئے اپنا موبائل اس کے سامنے کر کے اشارہ کیا تو لڑکی نے جلدی سے گھر کا نمبر ڈائل کیا۔۔۔

زامیہ اس سے موبائل لے کر کان سے لگائے کھڑی ہو گئی۔۔

وہ بے چین سی دیکھنے لگی۔۔

کچھ بولنی کی ہمت کی نہیں تھی۔۔ آگے سے زامیہ چھاڑ ہی پلا رہی تھی۔۔ایسے میں بندہ حال دل بھی بیان نہیں کر سکتا تھا وہ لڑکی تو اس سے اب ڈرنے لگی تھی۔۔اور سوچ رہی تھی کوئی لڑکی اتنی نڈر کیسے ہو سکتی ہے۔۔۔

"کال اٹھانے پر زامیہ نے تفصیل سے آگاہ کیا تو اس کی ماں نے یہ کہہ کر کال کاٹ دی کہ وہ مر چکی ہے ہمارے لئے جس طرح اس نے ہمیں جیتے جی مارا ہے اس طرح ہم نے بھی اسے مرا ہوا سمجھ لیا ہے۔۔

زامیہ نے فون رکھا تو اس کی نگاہوں میں بہت سے سوال تھے۔۔۔زامیہ کے پاس سیدھا جواب دینے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں تھا۔۔۔

"دیکھو لڑکی۔۔تمہارے ماں باپ اتنی آسانی سے اب تمہیں معاف تو کرنے والے نہیں ہیں تو ایسا کرو جب تک میں انہیں منا نہیں لیتی تم ادھر ہی رہو۔۔۔

لیکن مفت میں, میں کسی کو نہیں رکھتی اس لئے تمہیں میرے کام کرنے پڑیں گے۔۔۔

جو کہ زیادہ تو ہیں نہیں بس روز یونی جانے کے لئے کپڑے پریس کر دینا, کھانا بنا لینا, صفائی کر لینا, برتن دھو لینا اور جو تمہارا دل چاہے وہ کام بھی کر لینا بس مجھے شکایت کا موقع نہیں دینا۔۔۔میں بہت سخت مزاج ہوں"

زامیہ نے تھوڑے بہت کام کا کہہ کر لسٹ کافی طویل کر دی تھی۔۔وہ لڑکی سنتے ہوئے سر ہلا رہی تھی۔۔

اس کے پاس بس یہی ایک چھت تھی اگر یہ بھی چلی جاتی تو وہ کہاں جاتی۔۔

"سنو لڑکی کیا وہ تمہارے ماں باپ ہیں جن کے ساتھ رہتی ہو؟"

زامیہ نے کسی خدشے کے تحت پوچھا۔

"وہ۔۔وہ میری مامی اور ماموں ہیں ماں باپ کون تھے کیسے تھے نہیں معلوم۔۔۔"

وہ لڑکی ضبط کئے کہہ رہی تھی ورنہ آنسو بہنے کا راستہ ڈھونڈ رہے تھے زامیہ کے خوف کے سبب یہ ممکن نہیں ہو پا رہا تھا۔۔۔

"اوہ اچھا چلو میں تمہیں کپڑے دے رہی ہوں وہ پہن لو۔۔ان پر مٹی لگی ہوئی ہے۔۔"

وہ کہہ کر اپنی وارڈروب سے ٹی شرٹ اور ٹراؤزر لے آئی جسے وہ لڑکی دیکھ کر شرمندہ سی لینے لگی۔۔

"اوکے تم یہ نہیں پہننا چاہتی ہو تو رُکو میرے پاس دو تین شلوار سوٹ بھی ہیں۔۔۔"

وہ کہہ کر دوبارہ وارڈروب کنگھالنے لگی۔۔۔

بلا آخر وہ ڈھونڈنے میں کامیاب ہو گئی تھی۔۔

"یہ لو بس انہیں اچھے سے پہننا یہ میرے لئے قیمتی ہیں۔۔"

وہ کہہ کر اس کے لئے اور اپنے لئے لنچ کا انتظام کرنے لگی۔۔۔

"سنو لڑکی اپنا نام بھی تو بتاؤ۔۔"

زامیہ کچن میں انڈوں کے ساتھ ساتھ رات کا بچا ہوا سالن گرم کر رہی تھی اور روٹی کا آٹا فریج میں رکھا ہوا تھا۔۔

"میرا۔۔۔میرا نام ہادیہ ہے۔۔"

وہ کافی کم گو اور ڈرپوک سی تھی زامیہ کی جانب دیکھتے ہوئے بھی ڈر رہی تھی۔۔۔

"اوکے ہادیہ یہ بتاؤ روٹیاں بنانی آتی ہیں؟"

زامیہ اپنے مطلب کی بات پر آتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"جی۔"

وہ یک لفظی جواب دے کر ڈوپٹہ سر پر اوڑھنے لگی۔۔

"لڑکی میں تمہارا خاوند نہیں ہوں جو اس طرح سے ری ایکٹ کر رہی ہو مانا کہ تم میرے ڈریس میں پہلے سے زیادہ اچھی لگ رہی ہو لیکن اس کا مطلب یہ تو نہیں ہے کہ مجھ سے ہی شرمانا شروع کر دو۔۔۔"

زامیہ نے اسے ہلکا پھلکا کرنے کی غرض سے کہا تو وہ جھینپ کر ہنسنے لگی۔۔۔

زامیہ کی تعریف کرنے کے بھی انداز نرالے تھے۔۔۔

وہ شاور لے کر آئی تھی اس لئے لمبے بال کمر پر پھیلے ہوئے تھے۔۔۔

سفید رنگت دھل کر نکھر گئی تھی۔۔۔

چھوٹی چھوٹی آنکھیں رونے کے سبب مزید چھوٹی ہو گئی تھیں۔۔

چہرے پر بچھا آنسوؤں کا جال واضح دیکھائی دے رہا تھا۔۔

چھوٹا سا معصوم سا چہرہ اس وقت زامیہ کو ترس دلا رہا تھا لیکن وہ ناترس کھاتی تھی نا اپنے لئے کسی کو محسوس ہونے دیتی تھی۔۔۔

"ہادیہ فریج سے روٹی بنانے کے لئے آٹا نکالو اور شروع ہو جاؤ جب تک میں ہم دونوں کے لئے چائے بنا لیتی ہوں۔۔۔"

اسے بت بنا کھڑے دیکھ کر زامیہ نے کافی نرمی سے مخاطب کیا۔۔

زامیہ کے انگلیوں کے نشان اس کے چہرے پر واضح تھے جس کا اسے بالکل افسوس نہیں تھا۔۔۔

بھلے انسان کتنا ہی مجبور کیوں نا ہو زامیہ کے نزدیک ایسی حرکت نا قابلِ معافی ہی تھی۔۔۔

وہ روٹیاں بنانے لگی جبکہ زامیہ دوسرے چولہے پر چائے کا پانی رکھ کر چائے بنانے لگی۔۔۔

حمزہ آفس پہنچا تو وجاہت میر کو سربراہی کرسی پر براجمان پایا۔۔۔

"واٹ آ پلیزینٹ سرپرائز ڈیڈ۔۔!!"

حمزہ خوشی سے کہتے ہوئے بغلگیر ہوا۔۔ وہ اس کو اتنا خوش دیکھ کر مسکرانے لگے۔۔

"ڈیڈ آپ ہمیشہ یوں ہی کرتے ہیں مجھے اور مام کو چھوڑ جاتے ہیں۔۔

ہماری یاد نہیں آتی آپ کو کیا ڈیڈ۔۔"

وہ کچھ خفا خفا سا لہجہ اپناتا ہوا شکایتی انداز میں بولا۔۔۔

"مائے سن آتی ہے کیوں نہیں آتی لیکن وہاں جانا ضروری تھا اس لئے جانا پڑا اور نہ آپ نہیں تھے اور آپ کی ماما اکیلی تھیں کبھی نا جاتے۔۔ لیکن جانا ضروری تھا۔۔"

وجاہت صاحب حمزہ سے گلے ملنے کے بعد واپس بیٹھ گئے۔۔۔

اور بغور حمزہ کے چہرے کا مطالعہ کرنے لگے۔۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہیں ہیں ڈیڈ۔۔؟"

وہ کہہ کر ان کے پاس رکھی چئیر کھسکا کر بیٹھ گیا۔۔۔

"آپ کے چہرے پر رونق سی دیکھائی دے رہی ہے ہمیں۔۔

یا تو ہماری آنکھوں میں نور اتر آیا ہے یا واقعی آپ کا چہرہ پہلے کی نسبت زیادہ پیارا اور رونق سے بھرپور لگ رہا ہے۔۔۔ ایسا تو ہم نے بس بچپن میں دیکھا تھا۔۔۔"

وہ بغور اس کے چمکتے چہرے کو دیکھتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔

وہ سن کر ہنسنے لگا، سفید چہرے پر شریر مسکراہٹ اور سرخی نمایاں تھی۔۔

"بس ڈیڈ آپ یہ سمجھ لیں آپ کی آنکھوں کی روشنی بڑھ گئی ہے۔۔"

حمزہ دونوں ہاتھوں کو سر کے پیچھے رکھتا خیال میں عینا کو سوچتا ہوا بول رہا تھا۔۔

"نہیں ہم نہیں مانتے خیر چھوڑیں آپ یہ سب باتیں۔۔۔ ہم آپ کے رشتے میں باپ لگتے ہیں پتہ لگوا لیں گے۔۔۔"

ان کے کہنے پر وہ دھیرے سے ہنس دیا۔۔

"میٹنگ ہے آج اور آپ سیدھا یونی سے یہاں آ گئے پہلے فریش تو ہو جاتے۔۔ خیر آپ تھوڑا ریسٹ کر کے آئیں پھر ہم پروجیکٹ پر بات کرتے ہیں۔۔۔

ریسٹ روم میں جائیں ورنہ میٹنگ میں چہرے کے آثار بتا دیں گے آپ تھکے ہوئے ہیں۔۔"

وہ کہہ رہے تھے اور حمزہ محبت سے انہیں دیکھ رہا تھا۔۔۔

انہوں نے چہرے پر پھیلی خوشی کے ساتھ تھکن کے آثار بھی جانچ لئے تھے، انہیں اپنی ارجنٹ میٹنگز سے

زیادہ حمزہ کی پرواہ تھی۔۔۔

"اوکے ڈیڈ۔۔میں آدھے گھنٹے میں آپ کو جوائن کرتا ہوں۔۔"

وہ کہہ کر اٹھا اور قدم آفس کی لیفٹ سائڈ پر بنے ریسٹ روم کی طرف بڑھائے۔

"حمزہ ایزیلی آنا۔۔کوئی بر ڈن نہیں کیونکہ آج میٹنگ میں ہمیں چوہان صاحب بھی جوائن کر رہے ہیں کل ہی ان کی واپسی ہوئی ہے۔۔"

پیچھے سے انہوں نے کہا تو حمزہ میر کے بڑھتے قدم رکے۔۔۔

پلٹ کر دیکھا پھر کندھے اچکا کر ہاں میں سر ہلاتا ہوا نکل گیا۔۔۔

وہ ریسٹ روم میں پہنچا ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور ریوالونگ چیئر پر بیٹھ کر اُسے گھمانے لگا۔۔۔

وہ فی الحال ریسٹ تو بالکل نہیں کرنا چاہتا تھا فری ہو کر گھر جا کر لمبی تان کر سونا چاہ رہا تھا لیکن اپنے ڈیڈ سے کہتا تو وہ بالکل نا سنتے اُس کی۔۔

اس لئے چپ چاپ ان کے کہنے پر اٹھ کر چلا آیا۔۔۔

"نور اس بار کچھ کیا تو تم نہیں بچو گی مجھ سے۔۔۔"

وہ سوچتے ہوئے اٹھ کر واش روم گیا اور میں واش بیسن کا نل کھولے منہ پر پانی کے چھینٹے مارنے لگا تا کہ تھکن کے آثار کم ہو سکیں۔۔۔

افی دیر بعد پانی بند کر کے ٹاول اٹھایا اور چہرے کو ہلکا سا تھپتپایا۔

دلکش چہرہ کافی فریش ہو گیا تھا اور بال نم ہو کر پیشانی پر بکھرے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں تھکن کے گلابی پن کے ساتھ بھیگا پن نمایاں ہو رہا تھا۔

خرم آفس سے جلد گھر آ گیا، عنادل کو ڈاکٹر کے پاس لے جانا تھا۔۔

چیک اپ کے بعد ڈاکٹر نے اس کی خراب طبیعت کی وجہ بداحتیاطی بتائی تھی۔۔

وہ کب کیسے بداحتیاطی کر جاتی تھی سمجھ نہیں آتا تھا جبکہ عیمہ سائے کی طرح اس کے ساتھ چپکی رہتی تھی۔۔

ڈاکٹر نے مزید میڈیسن کورسز لکھ کر دیئے تو عنادل کا دل کیا دواؤں کی کمپنی کو ہی آگ لگا دے۔۔۔

صبح سے رات سونے تک اُسے میڈیسن کھلائی جاتی تھیں جس کے سبب وہ اب میڈیسن سے دور بھاگنے لگی تھی۔۔۔

"ان کی میموری کب تک ریکور ہو گی۔۔؟"

خرم نے سوال کیا عنادل اس وقت نرس کی ہدایت سن رہی تھی۔۔۔

"سوری ٹو سے مسٹر خرم۔۔ لیکن شاید ہی ان کی پرانی میموری ریکور ہو۔۔

لیکن ہم میڈیسن سے ان کا برین سٹرونگ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔۔

ہوپ سو کہ ان کا برین سٹرونگ ہو جائے۔۔۔

لیکن پرانی یادیں واپس آنا تو مشکل بلکہ ناممکن ہے۔۔۔"

ڈاکٹر رپورٹ پڑھتے ہوئے خرم سے کہہ رہے تھے اور وہ بے بس سا سنے گیا۔۔۔

اُسے کیا سب کو عنادل کی یہ بے سبب سی بیماری سمجھ نہیں آتی تھی۔۔

ڈاکٹرز کہتے تھے احتیاط ہی علاج ہے۔۔

لیکن احتیاط بھی اسے پرانی یادیں واپس لوٹانے سے قاصر تھا۔۔۔

خرم ڈاکٹر سے میڈیسن کی لسٹ لے کر اٹھا اور عنادل جو کہ تھوڑی دور نرس کے ساتھ موجود تھی اس کو چلنے کا کہہ کر اس کا ہاتھ تھام کر باہر نکل گیا۔۔

"بھائی نرس کہہ رہی تھی میری آنکھیں ابھی ٹھیک ہو جائیں گی انہوں نے ڈراپ ڈالی ہیں آنکھوں میں۔۔"

عنادل بلیک گلاسز لگائے بتا رہی تھی۔۔

اکثر روشنی کے سبب اُسے یہ گلاسز مجبوراً لگانے پڑتے تھے۔۔۔

ورنہ سورج کی روشنی اس کی آنکھوں کو جھلسا دیتی تھی۔۔۔

"بالکل ٹھیک ہو جائیں گی آپ گڑیا۔۔"

خرم نے اس سے زیادہ خود کو یقین دلایا۔۔

وہ مسلسل ماتھا مسلتے ہوئے ٹینشن میں تھا گھر والوں کو عنادل کے بارے میں وہی جواب دینا تھا جو پچھلے آٹھ سال سے ڈاکٹر تسلی کے نام پر دے رہے تھے۔۔۔

گھر پہنچ کر عنادل کو روم میں بھیج کر خرم لاونج میں آ گیا۔۔۔

جہاں ساجد صاحب اور مہر النساء بیگم اس کے جواب کے منتظر تھے۔۔

تھوری دیر میں وہاں عمیمہ بھی موجود تھی۔۔

"خرم آپ بتائیں گے، ڈاکٹر نے کیا کہا۔۔"

مہر النساء بیگم نے مضطرب ہو کر سوال کیا۔۔

"ماما وہی جواب ہے ڈاکٹر کا جو ہر دفعہ ہوتا ہے احتیاط کیجیے, عنادل کی میموری ریکور ہونا ناممکن ہے۔۔"

وہ پہلے ہی بوجھل دل لے کر لوٹا تھا مزید ان سب کے سوال نے اداس کر دیا تھا۔۔

"اللہ جانے میری ہنستی کھیلتی بچی کو کس کی نظر لگی ہے یاد ہے وہ بچپن میں کس اذیت سے گزری تھی۔۔۔

اُسے تو وہ وقت بھی نہیں یاد ہے ہم سب اس کے سرہانے بیٹھ کر روتے تھے دعائیں کرتے تھے کہ وہ ہوش میں آجائے لیکن وہ سب بھلائے ہوئے ہے۔۔ کوئی تو ہوگا کوئی تو ایسا ڈاکٹر ہوگا جو ہماری بیٹی کو ٹھیک کردے۔۔۔"

وہ باقاعدہ روتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔

عمیمہ اور خرم نے انہیں دائیں اور بائیں جانب سے تھام رکھا تھا۔۔ ساجد صاحب نم آنکھیں لئے انہیں روتا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔

"مہر ہماری بیٹی بالکل ٹھیک ہے ہاتھ پاؤں سلامت ہیں فزیکلی بالکل ٹھیک ہے، مینٹلی جو پیچیدگیاں ہیں وہ اتنی بڑی نہیں ہیں بس انہیں سمجھنے والا ہو جیسے ہم سمجھتے ہیں ان کی باتیں کہے جانے سے پہلے.... تو ہم ان کی شادی کا سوچیں گے ورنہ فکر نہیں کریں ہماری بیٹی ہم پر بوجھ نہیں ہے ہم اُسے ویسے ہی رکھیں گے جیسے رکھتے آرہے ہیں۔۔۔"

وجاہت صاحب نے کہا تو ان سب کو تھوڑی تسلی ہوئی۔۔۔ وہ سب عنادل کو کن چیزوں سے دور رکھنا ہے اس پر بات چیت کر رہے تھے۔۔۔

عنادل روم میں پردے گرائے آنکھوں کی پتلیاں مسل رہی تھی۔۔

ڈراپ کے سبب آنکھوں میں ایچنگ ہو رہی تھی۔۔

عمیمہ کچھ دیر میں آئی اور اسے دودھ کے ساتھ میڈیسن دے گئی۔۔

اسے چار سے پانچ مرتبہ میڈیسن دی جاتی تھیں یہ کام عمیمہ کے ذمے تھا جو اس نے خود ہی یہ زمہ داری لی تھی۔۔

میٹنگ ڈھائی بجے شروع ہوئی۔۔۔

وجاہت صاحب, حمزہ اور چوہان صاحب سمیت کمپنی کا ہیڈ ڈیپارٹمنٹ پورا شامل تھا۔۔۔

پریزینٹیشن حمزہ نے دی تھی اور بہت خوب دی تھی۔۔۔

سب حمزہ کی جانب پرجوش سے دیکھ رہے تھے۔۔

دوسری کمپنی کے ایم ڈی اور منیجر حمزہ سے کافی متاثر ہوئے اگلے دو پراجیکٹ بھی حمزہ کو دینے کا ارادہ رکھتے تھے۔۔۔

حمزہ نارمل سا تاثر لئے ہوئے تھا جبکہ کمپنی کے ورکرز سمیت وجاہت صاحب اور چوہان صاحب اس بڑے ملنے والے پراجیکٹ پر بہت پُرجوش تھے۔۔

ان کے جانے کے بعد سب حمزہ کو مبارکباد دے رہے تھے جسے وہ مسکرا کر وصول کر رہا تھا۔۔۔

وجاہت صاحب نے آخر میں آکر مبارکباد دی تو وہ ان کے گلے سے جا لگا۔۔۔

انہیں فخر محسوس ہو رہا تھا حمزہ جیسا کہتا تھا وہ اپنی کمپنی کو بلندیوں تک لے جائے گا آج وجاہت صاحب کو اس میٹنگ سے یقین آگیا تھا یقین تو پہلے بھی تھا لیکن اب پختہ یقین ہو چلا تھا۔۔

شام کے سائے گہرے ہونے لگے تو دونوں باپ بیٹے گھر کے لئے نکلے۔۔۔

چوہان صاحب سے حمزہ کا بات کرنے کا انداز پہلے کی طرح ہی نارمل تھا۔۔

وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں حمزہ وجاہت صاحب کو سب بتا نا دے لیکن ان کے تاثرات سے ایسا محسوس نہیں ہوا تھا کہ حمزہ نے ان کے گوش گزار کوئی بات کی ہے۔۔

وہ پر سکون سے ہو گئے۔۔

نور چوہان صاحب کے لاکھ منع کرنے کے باوجود بھی حمزہ کے گھر پہنچ چکی تھی۔۔

سُکینہ بیگم کے پر تپاک استقبال پر وہ پھولے نہیں سما رہی تھی، حمزہ میر نا سہی اس کی مدر تو پسند کرتی ہے اس کو۔۔وہ پر امید ہونے لگی۔۔

جبکہ وہ مسکرا کر نور سے باتیں کر رہی تھیں انہیں نہیں معلوم تھا وہ ان کے بیٹے کو کس قدر خود سے متنفر کر چکی تھی۔۔

وہ نک سک سی تیار ہوئی اپنی دلکش مسکراہٹ لبوں پر سجائے ان سے باتوں میں مصروف تھی لیکن سارا

دھیان حمزہ میر کے بند کمرے کی جانب تھا۔۔

"آپ یونی نہیں جا رہی ہیں کیا نور۔۔؟ حمزہ آج کل جونیئر اسٹوڈنٹس کو کلاسز دے رہے ہیں۔۔۔ آئی جسٹ ونڈر کہ کیسے لیکچر دیتا ہو گا۔۔"

وہ پرجوش انداز میں بول رہی تھیں لہجے میں فخر کے ساتھ تجسّس شامل تھا، ان کے بتانے پر نور جو اوپر فلور پر موجود بند دروازے کو دیکھ رہی تھی فوراً متوجہ ہو کر سیدھی بیٹھی۔۔

"کیا حمزہ اور ٹیچنگ۔۔؟ بہت سخت قسم کے پروفیسر ہونگے حمزہ تو۔۔"

وہ یہ بات سنتے ہی جلد از جلد یونی پہنچنے کا پروگرام سیٹ کرنے لگی ماما بابا سے کیا کہنا ہے الفاظ کا سہی چناؤ ہونا چاہیئے کہ وہ اسے یونی جانی کی پرمیشن دے دیں۔۔۔

اس کا دماغ اٹک چکا تھا، سکینہ بیگم کی باتیں سر کے اوپر سے گزرنے لگیں۔۔

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ حمزہ فریش سا تیار ہو کر باہر نکلا، اسے کسی سے ملنے جانا تھا اگر وہ نا بھی باہر جاتا تو ڈریسنگ پھر بھی وہ ڈھنگ کی کیئے رکھتا تھا۔۔

وہ بچپن سے ہی خود کو مین ٹین رکھنے والا انسان تھا۔۔

نور کو وہاں دیکھ کر حمزہ نے جبڑے بھینچے اور سراسر اسے اگنور کیا۔۔

"مام میں کسی سے ملنے جا رہا ہوں ڈنر پرویٹ نہیں کیجیئے گا۔۔"

وہ ماں سے بات کرتا ہینڈ واچ پہن رہا تھا، گاڑی کی کیز اٹھائے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔۔

"حمزہ کیا آپ نور کی کلاسز لے رہے ہیں آج کل۔۔"

سُکینہ بیگم نے نور کے لبوں پر مچلتی بات اچک لی تو وہ حمزہ کی جانب دیکھنے لگی۔۔

ایک عینا تھی جو اسے دیکھتی نہیں تھی اور ایک نور ہے جو آنکھیں نکالے اسے گھورتی ہی رہتی ہے۔۔

حمزہ نے بدمزہ ہو کر سر جھٹکتے ہوئے اپنی ماں کو دیکھا۔۔

"نہیں مام میں دوسری فیکلٹی کو لیکچر دیتا ہوں۔۔"

وہ بیزار ہوا۔۔

"اچھا اب آپ جائیں۔۔"

اپنے بیٹے کا موڈ بگڑتے دیکھ کر سُکینہ بیگم نے کہا تو وہ ایک بھی نظر نور پر ڈالے بنا نکلتا چلا گیا۔۔

سکینہ بیگم پریشان سی حمزہ کی بیزاریت کی وجہ سوچنے لگیں، وہ اتنا بدلحاظ تو نہیں تھا کہ گھر آئے مہمانوں کو یوں اگنور کرے۔۔

نور پیچ و تاب کھا کر رہ گئی تھی، اس کا بھی حمزہ کی جانے کی وجہ سے موڈ بگڑ چکا تھا وہ الجھن میں مبتلا سکینہ بیگم سے سر درد کا بہانہ بناتی ہوئی گھر کی طرف نکلی۔۔ اسے یونی جانا تھا حمزہ کے قریب رہنے کے لئے یہ بھی کرنا تھا۔۔

بس چوہان صاحب کو منانا مشکل تھا۔۔

رات میں سوتے ہوئے زامیہ کو اپنے پاس کچھ محسوس ہوا تو وہ چونک کر اٹھی تیزی سے سائیڈ لیمپ آن کیا تو دیکھا برابر میں ہادیہ سر جھکائے بیٹھی تھی۔

"کیا ہوا ہے اتنی رات گئے میرے روم میں آکر مجھے کیوں ڈرا رہی ہو۔۔"

وہ جمائی روکتی ہوئی اسے دیکھ کر بےزاری سے بولی۔۔

"مجھے اکیلے ڈر لگ رہا ہے آپی۔۔

پلیز مجھے یہاں سونے دیں۔۔"

وہ معصومیت سے کہہ رہی تھی۔۔

زامیہ کو یقین آگیا تھا اگر اس نے انکار کیا تو ہادیہ نے بچوں کی طرح رونا شروع کر دینا تھا۔۔

"اوکے سو جاؤ مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن پلیز رونا نہیں۔۔"

وہ کہہ کر واپس لیمپ آف کر کے لیٹنے لگی لیکن موبائل کی بِپ نے اپنی جانب متوجہ کیا۔۔۔

زامیہ نے موبائل پر آئے میسج کو دیکھا اور مسکرا کر چند لمحے دیکھتی رہی پھر موبائل کی اسکرین آف کرتی

رکھ کر سو گئی۔۔

اس میسج سے زیادہ اسے نیند پیاری تھی۔۔۔

جبکہ ہادیہ کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔۔۔

آج ہوا سارا واقعہ کسی فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے چلنے لگا۔۔

پاس ہی سوئی زامیہ کا خیال کرتے ہوئے وہ اپنی سسکیاں روک رہی تھی۔۔۔

اس نے سونے سے پہلے ہی اسے وارن کر دیا تھا لہٰذا وہ اپنی سسکیوں کا گلہ گھونٹتے ہوئے ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔

ان سسکیوں کے دوران اس کی کب آنکھ لگی اسے معلوم نا ہو سکا۔۔

زامیہ نے اس کے سونے کے بعد رخ موڑ کر اسے افسوس سے دیکھا۔۔

وہ اتنی غنودگی کے عالم میں نہیں تھی کے اس کی سسکیوں اور ہچکولے کھاتے وجود سے بے بہرہ رہے۔۔۔

نیند سے تو وہ اسے پہلے ہی جگا چکی تھی، وہ تاسف زدہ لمبی سانس بھر کر واپس رخ موڑے لیٹ گئی۔۔۔

دوسرے دن یونیورسٹی میں حسبِ معمول زامیہ درخت سے ٹیک لگائے پاؤں پھیلائے بیٹھی تھی۔۔

عنادل نہیں تھی اس لئے وہ کلاس اٹینڈ نہیں کر رہی تھی اس کا ارادہ بس حمزہ کی کلاس لینے کا تھا تا کہ اسے تنگ کر سکے۔۔

"عنادل یونی کیوں نہیں آرہی ہے۔۔؟"

حمزہ اسے ڈھونڈتا ہوا اس کی مخصوص جگہ پر پہنچتا سر پر کھڑا دوٹوک لہجے میں سوال کر رہا تھا۔۔۔

"پتہ نہیں۔۔"

بنا نظریں اس کی جانب گھمائے سامنے موجود پھولوں کی کیاریوں کو دیکھتے ہوئے زامیہ نے جواب دیا۔۔۔

اس کے جواب پر حمزہ کی رگیں تنی۔۔۔

"مجھے غصہ نہیں دلاؤ چودھری۔۔۔

مجھے معلوم ہے آپ ہر بات سے آگاہ ہیں تو مجھے بتائیں عنادل یونی کیوں نہیں آرہی۔۔"

حمزہ نے جھنجھلا کر دوبارہ سوال کیا، ایک اس کے نا آنے کی بے چینی اوپر سے زامیہ کا یوں بات بدلنا۔۔۔

"مجھے کیا معلوم بھئی کیوں نہیں آرہی ہے۔۔

میں خود آپ کی طرح اس کی یاد میں تڑپ رہی ہوں کچھ دیر میں سٹنگ کی بوتل پیتے ہوئے یونی میں جھومتی ہوئی دل دل کہہ رہی ہوں گی۔۔"

زامیہ حمزہ کو صحیح معنوں میں زچ کر چکی تھی۔۔

"میں کب اس کی یاد میں تڑپ رہا ہوں۔۔؟

اپنی فضول گفتگو اپنے پاس ہی رکھیں تو بہتر ہے۔۔۔"

حمزہ کہہ کر جانے لگا اس کے دل کی باتیں لوگ یوں جان لیں اسے کہاں منظور تھا یہ۔۔۔

"ایسے بار بار یہاں آنے اور پوچھنے کا مطلب کیا ہے۔۔۔؟

یونی میں اکثریت اسٹوڈنٹس آپ کو حیرت سے دیکھتے ہیں جب جب آپ یہاں کھینچے چلے آتے ہیں۔۔۔

لہٰذا ہم سے دور رہیں تو آپ کے لئے بہتر ہو گا ورنہ پھر میں ہر بولنے والے کا منہ اپنے طریقے سے بند کروں گی تو سب سے برا آپ کو ہی لگنا ہے کیونکہ آپ اسٹوڈنٹ ہیڈ جو ٹھہرے۔۔۔"

زامیہ بدستور سامنے کیاریوں کی جانب ہی دیکھ رہی تھی۔۔

"لوگوں کی باتیں لوگ ہی جانے میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں۔۔"

حمزہ کہہ کر پلٹا اور نکلتا چلا گیا۔۔۔

وہ سر جھٹک کر رہ گئی۔۔۔

اسے کون سا کسی سے فرق پڑتا تھا بس حمزہ کو تنگ کرنے کی غرض سے کہا تھا۔۔۔

وہ عنادل کو کال ملانے لگی۔۔۔

اور باتوں کا ایک لمبا سلسلہ چل نکلا جس میں ٹوٹل حمزہ بقول زامیہ کے جعلی ٹام کروز کی برائی تھی۔۔

کافی مرچ مصالحہ چھڑک کر زامیہ نے اپنی اور اس کی گفتگو عنادل کے گوش گزار کر رہی تھی۔۔۔

ہادیہ کو باہر سے تالا لگا کر بند کر آئی تھی۔۔

وہ اتنی پاگل تو تھی ہی کہ کسی انجان کے لئے بھی دروازہ کھول دیتی۔۔۔

اس لئے احتیاط کے طور پر وہ باہر سے گھر ہی لاک کر آئی تھی۔۔۔

ناشتہ بھی اس سے بنوایا تھا اور باقی کام اسے سمجھا آئی تھی۔۔

جس میں اس کی ترتیب سے سیٹ الماری کی دوبارہ ترتیب کرنا بھی شامل تھی۔۔۔

اسے بزی رکھنا تھا جو اسے مصروف رکھ کر ہی کیا جا سکتا تھا ورنہ اس سے کچھ بعید نہیں تھی ایک کونے میں پڑی سارا دن سسکتی رہتی۔۔۔

زامیہ کو انسانوں کو پہچاننے کا ہنر تھا۔۔۔

لہٰذا اسے سختی سے ڈیل کر رہی تھی۔۔۔

تین چار دن کے بعد عنادل یونی آئی تھی اب آنکھیں کافی حد تک ٹھیک تھیں بس ہلکا گلابی پن ٹھہر گیا تھا۔۔۔

"دل قسم سے تمہارے بنا تو کلاس کیا کسی چیز میں دل ہی نہیں لگ رہا تھا شکر ہے تم آ گئی۔۔"

زامیہ بولتی ہوئی اسکے ساتھ کیفے ٹیریا میں پہنچی، کرسی کھسکا کر بیٹھی، ساتھ عنادل بھی بیٹھ گئی۔۔

"جبکہ آپ تو مجھ سے روز ملنے آ رہی تھیں گھر پر۔۔ پھر بھی آپ کو میری اتنی یاد آ رہی تھی زامیہ۔۔۔"

عنادل ہاتھ کے پیالے بنا کر تھوڑی اس پر ٹکائے، اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

زامیہ اس کے گھر باقاعدگی سے جاتی رہی تھی پھر بھی یونی کی بات گھر سے الگ ہی تھی۔۔۔

گھر تو اس کی عیادت کرنے جاتی تھی اور یونی میں وہ اچھا خاصا چِل کیا کرتی تھی۔۔۔

خرم اور وجاہت صاحب سے بھی اس کی اِن دنوں ملاقات ہو چکی تھی۔۔۔

خرم کو یقین نہیں آیا ایسی منہ پھٹ لڑکی اس کی بہن کی دوست ہے۔۔۔

اس کی باتیں سن کر عنادل کے سارے گھر والے حیران ہوتے تھے، کیسی لڑکی ہے جسے خطروں سے کھیلنے کا شوق ہے۔۔۔

"عنادل سر حمزہ نے آپ کو آفس میں طلب کیا ہے۔۔"

ابھی زامیہ کچھ کہتی پیچھے سے ایک لڑکی نے آکر اطلاع دی اور چلی گئی۔۔۔

اسے صرف پیغام پہنچانے کا کہا گیا تھا لیکر آنے کا نہیں۔۔۔

"مجھے۔۔۔زامیہ مجھے کیوں بلا رہے ہیں سر حمزہ۔۔؟"

وہ گھبراتی ہوئی سامنے بیٹھی زامیہ سے سوال کرنے لگی۔۔

خوف سے آنکھیں پھیل گئیں تھیں۔۔

"بے چارہ پاگل ہو رہا ہے اتنے دن سے کسی کی یادوں میں جا کر پوچھ لو کون سا دورہ پڑا ہے اب اُسے۔۔۔"

زامیہ نے کندھے اُچکا کر کہا تو عنادل حیرت سے دیکھتے ہوئے سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

"تو جس کی یاد میں پاگل ہیں اُسے بلائیں ناں مجھے کیوں بلا رہے ہیں۔۔

کیا ان کو دورے بھی پڑتے ہیں زامیہ۔۔؟میں اتنا پرسنل سوال کیسے کروں گی۔۔؟"

عنادل نے حواس باختگی سے کہا، چہرے پر پریشانی اور حیرت کے ملے جلے تاثرات تھے۔۔۔

"ہاں اگر تم نہیں گئی تو اسے پھر سے دورہ پڑے گا اور اپنے روم کی چیزیں اٹھا کر پھینک دے گا۔۔

شاید جنگلی شیر کی طرح دھاڑنے بھی لگ جائے۔۔۔"

زامیہ کرسی سے ٹیک لگائے مشے سے بولتی جا رہی تھی، جس طرح سے حمزہ کی پرسنیلٹی کا نقشہ کھینچ رہی

تھی عنادل کے تصور میں خونخوار شیر آگیا۔۔۔

اس نے جھرجھری لی۔۔

"تو آپ بھی چلیں میرے ساتھ۔۔"

وہ اٹھتی ہوئی کہنے لگی ساتھ زامیہ کو چلنے پر بھی فورس کرنے لگی، حمزہ کی ایسی حالت پر تو وہ اکیلے جانے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔۔

"نہیں میں نہیں جاتی کسی کے بلانے پر۔۔ تم ہی جاؤ۔۔۔"

وہ کندھے اچکا کر سکون سے بول کر اٹھی اور کیفے سے چائے لینے چلی گئی۔۔

وہ شش و پنج میں کھڑی تھی کہ پھر کسی دوسری لڑکی نے آکر حمزہ کا پیغام دیا۔۔

وہ ایک نظر سامنے کھڑی اس کی جانب پیٹھ کئے زامیہ پر ڈالتی منہ بسور کر چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی آفس کی طرف بڑھ گئی جہاں حمزہ کا اور دوسرے نیو پروفیسرز کا آفس تھا۔۔۔

عنادل نے آفس کے دروازے پر پہنچ کر گہرے گہرے سانس بھر کر اپنا ڈوبتا اعتماد بحال کرنے کی کوشش کی اور ہلکی سی دستک دی۔۔

دل بند ہونے کے درپے تھا۔۔

اس نے کلاس سے نکالا تھا ابھی بھی وہ اس کی انسلٹ کر سکتا تھا عنادل کو بس یہی خوف ستا رہا تھا۔۔

"یس کم اِن۔۔"

اس کے کہنے پر عنادل لرزتے قدموں سے اندر داخل ہوئی۔۔

"پلیز ہیو آ سیٹ عینا۔۔"

نہایت نرم لہجے میں حمزہ نے اسے مخاطب کر کے بیٹھنے کا کہا۔۔۔

"میں۔۔۔میں۔۔۔میرا نام عنادل ہے سر میں عینا نہیں ہوں۔۔۔"

اس کی جانب دیکھنے سے گریز کرتے ہوئے عنادل نے بے ساختہ تصحیح کی اور اسے ایک نظر دیکھ کر پلکوں کی باڑ دوبارہ گرا گئی۔۔

"میں تو عینا ہی کہتا تھا اور کہوں گا۔۔۔

خیر میں نے یہ پوچھنے کے لئے بلایا تھا آپ اتنے دن نہیں آئیں، کہاں تھیں۔۔؟"

وہ سنجیدگی اور نرمی سے بول رہا تھا، زامیہ سے مسئلہ جاننا چاہا تھا امید تو نہیں تھی کہ وہ کچھ بتائے گی لیکن پھر بھی حمزہ نے پوچھا اور اس نے تو سیدھا ہی لاعلمی کا اظہار کر دیا۔۔۔وہ جانتا تھا زامیہ جھوٹ بول رہی ہے مگر وہ اسے فورس بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اب ایک آخری کوشش کے طور پر عنادل کو بلا کر پوچھ لیا۔

"میں۔۔۔میری طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔"

NOVELINURDU

وہ اٹک اٹک کر بول رہی تھی اس کا خوف حمزہ کے نرم لہجے پر بھی کم نہیں ہوا تھا، وہ اجنبی تھا اور اجنبیوں سے بات کرتے ہوئے اس کا خوف اور جھجک کبھی ختم نہیں ہوتے تھے۔

"اوہ اچھا۔! اب تو ٹھیک لگ رہی ہو آنکھیں ریڈ کیوں ہو رہی ہیں کیا کوئی مسئلہ ہے۔۔؟"

حمزہ نے اس کے ایک بار ہی نظر اٹھا کر دیکھنے پر ہی نوٹس کر لیا تھا۔۔۔

حمزہ ہاتھ میں پین گھماتے ہوئے بغور اس کا جائزہ لیتے ہوئے سوال کر رہا تھا، کتنا بدل گئی تھی وہ۔۔ اس کا شدت سے جی چاہا وقت پلٹ جائے اور ان لمحات میں جا کر رکے جب وہ بلا تکان اس سے باتیں کرتی تھی، ڈرتی نہیں تھی، روتی تھی تو حمزہ پورے حق سے اسکے آنسو صاف کر لیا کرتا تھا۔۔ وقت نے ان کے درمیان بہت فاصلے بڑھا دئیے تھے۔۔۔

"میری آنکھیں۔۔۔ وہ میری آنکھیں اکثر ایسی ریڈ رہتی ہیں۔۔۔"

وہ اس کے سوال کے جواب بھی دے رہی تھی لیکن پلکوں کی جھالر اٹھانے سے گریز ہی کیا۔۔

وہ پوچھنا چاہتا تھا کیوں ریڈ رہتی ہیں جیسے وہ پوچھتی تھی بار بار۔۔ مگر وہ جانتا تھا اسے جواب نہیں ملے گا۔۔

حمزہ کے بار بار خاموش ہو جانے پر کنفیوز ہوتی وہ گود میں رکھے اپنے ہاتھوں کو گھور رہی تھی۔۔

"مجھ سے اتنا ڈر کیوں رہی ہو۔۔؟ میں حمزہ میر ہوں عینا کا حمزہ میر۔۔"

وہ شدت سے کہہ رہا تھا لفظوں میں چھپی اس کی شدت محسوس کی جاسکتی تھی لیکن سامنے عنادل تھی۔۔۔

جسے کچھ محسوس نہیں ہو رہا تھا۔۔

"میں عنادل ہوں سر۔۔۔"

عنادل نے سمجھ لیا وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہے۔

"مجھے آپ نے کلاس سے نکالا تھا اور زامیہ سے بھی دور رہنے کو کہا تھا آپ اچھے نہیں ہیں۔۔"

وہ یاد دلا رہی تھی، اپنی بات کہہ کر اٹھنے لگی۔۔ بیٹھنا دشوار ہو رہا تھا۔۔ خوف سے آنسو نکلنے کو تھے۔۔ اوپر سے حمزہ میر کی معنی خیز خاموشی اور خود پر ٹکی نظروں کا احساس پریشان کر رہا تھا۔

"اوکے آئندہ کبھی نہیں ڈانٹوں گا۔۔ ہمیشہ نرمی سے ہی بات کروں گا۔۔۔

اب تو نہیں ڈرو گی نا مجھ سے۔۔"

حمزہ ٹیبل پر تھوڑا آگے کو جھکا وہ اس وقت پروفیسر نہیں تھا۔ وہ عینا کا حمزہ میر تھا سب بھلائے اس سے وعدہ کرتا منا رہا تھا۔ تعلق جتنی آسانی سے ٹوٹتے ہیں اس آسانی سے بحال کیوں نہیں ہوتے۔۔ وہ بے بس ہو رہا تھا۔۔

"پکا آپ نہیں ڈانٹیں گے۔۔۔؟"

اب کے عنادل کی پلکیں اٹھی اور سامنے حمزہ کو دیکھتے ہوئے پرجوش سی سوال کرنے لگی۔۔۔

حمزہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔ وہ نہیں بدلی تھی وہ واقعی نہیں بدلی تھی۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر جلد خوش ہو

جانے والی۔۔پرانی عینا ہی تھی۔۔

"نہیں کبھی نہیں۔۔اب تو مجھ سے نہیں ڈرو گی نا۔۔؟اور نا ہی مجھ سے دور بھاگو گی۔۔

مجھے نہیں پتہ عینا تمہارے ساتھ کیا ہوا تھا جو تم اپنے حمزہ میر کو بھول گئی ہو۔۔مگر اتنا یقین کر لو میں تمہارا سب سے قریبی دوست تھا۔۔مجھ پر تمہیں خود سے زیادہ اعتبار تھا۔۔"

وہ اب شدتِ غم سے کہہ رہا تھا۔۔یاد دلا رہا تھا۔۔یقین دلا رہا تھا۔۔

"میں۔۔میں باتیں بھول جاتی ہوں اور مجھے کوئی حمزہ یا میر نہیں یاد۔۔کیا آپ مجھے واقعی جانتے ہیں۔۔؟

کیا پہلے میرا نام عینا تھا۔۔؟"

وہ حیرت سے آنکھیں پھیلائے سوال کر رہی تھی کہ اچانک سر میں ٹیسیں اٹھتی ہوئی محسوس ہوئی وہ وہیں سر پر ہاتھ رکھے بیٹھ گئی۔۔۔

"عینا کیا ہوا ہے تمہیں۔۔۔"

حمزہ پریشان سا کھڑا ہوا،اس کی حالت ٹھیک نہیں لگ رہی تھی۔۔

وہ دونوں ہاتھ سے سر کو مسلتے ہوئے کچھ بولنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی سانس لینے میں دشواری ہو رہی تھی۔۔۔شاید ابھی طبیعت مکمل ٹھیک نہیں ہوئی ی تھی۔

"زامیہ "

وہ زیرِلب کہہ کر اسے لینے کے لئے باہر کی جانب بھاگا۔۔زامیہ کو پیغام بھجوایا تو وہ سنتے ہی تیز قدموں سے آفس تک پہنچی جہاں وہ سر پر ہاتھ رکھے آنکھیں میچے ہوئے آنسو بہا رہی تھی اور حمزہ میر گھبرایا ہوا اس کے سامنے گھٹنوں کے بل زمین پر بیٹھا تھا۔

زامیہ کے قدم اس کی حالت سے منجمند ہوئے۔۔حمزہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا کیا کچھ نہیں تھا اس کی آنکھوں میں،خوف۔۔کچھ کھو دینے کا ڈر اور پریشانی۔۔

اسے سمجھ نہیں آیا کس بات نے اس کی اس قدر بری حالت کر دی۔۔

زامیہ عنادل کے پاس پہنچ کر اس کے گرد بازو پھیلاتی خود سے لگا گ ئی ی۔

"دل۔۔دل آنکھیں کھولو دل۔۔"

وہ عنادل کو سینے سے لگائے کہہ رہی تھی۔

"زامیہ روشنی۔۔"

وہ بمشکل بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔

زامیہ نے حمزہ کی جانب دیکھا وہ حیرت، غم، پتہ نہیں کون کون سے جزبات آنکھوں میں لئے سامنے کھڑا اسے دیکھ رہا تھا جیسے اسے کسی نے مورت بنا کر کھڑا کر دیا ہو۔۔۔

"حمزہ پلیز کلوز داونڈو"

NOVEL IN URDU

اس کے چلا کر کہنے پر حمزہ ہوش میں آیا اور جلدی سے ونڈو بند کر کے ان کے پاس آیا۔۔

کمرے میں بس ہلکی سی روشنی تھی اتنی کہ وہ ایک دوسرے کو مشکل سے ہی صحیح دیکھ سکتے تھے۔۔۔

"کیا۔۔۔کیا ہوا ہے عینا کو۔۔؟"

وہ سامنے بیٹھی عینا پر نظریں جمائے پوچھنے لگا۔۔۔

"آپ نے کوئی ایسی بات کی ہو گی جس سے دل کے دماغ پر گہرا اثر پہنچا ہے اور اچانک اسے روشنی چبھنے لگی ہے۔۔"

وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کہتے ہوئے عنادل کو دیکھنے لگی۔۔۔

جواب بند آنکھوں کو انگلی کی پوروں سے ہلکا ہلکا دباتی تھوڑی ریلیکس ہوئی تھی۔۔اس کا ہاتھ اور جسم بری طرح کپکپا رہا تھا جیسے یخ سردی میں کھڑی ہو۔۔۔

"آپ نے کوئی ایسی بات کی ہو گی جس سے اس کے دماغ پر گہرا اثر پہنچا ہے اور اچانک اسے روشنی چبھنے لگی ہے۔۔"

وہ ٹھنڈی سانس بھر کر کہتے ہوئے عنادل کو دیکھنے لگی۔۔۔

جواب آنکھوں سے ہاتھ ہٹائے تھوڑی ریلیکس ہوئی تھی۔۔

"زامیہ میرا سر درد کر رہا ہے میں روشنی میں کیسے جاؤں گی۔۔؟"

وہ آنسو صاف کرتے ہوئے یکسر حمزہ کو نظر انداز کئے پریشان سی زامیہ سے پوچھنے لگی۔۔۔

حجاب کے کنارے اس کے آنسوؤں سے بھیگ چکے تھے۔۔

حمزہ ساکت نظروں سے اس کی حالت دیکھ رہا تھا اور سوچ رہا تھا جو بچپن میں اس کے ساتھ ہوتا تھا وہ اب عینا کے ساتھ کیوں ہو رہا اس کی آنکھیں بھی تو لال انگارہ ہوا کرتی تھیں اور عینا اس کی آنکھوں کے بارے میں پوچھ پوچھ کر اس کا آدھا دماغ کھا جایا کرتی تھی۔۔

وہ اب اس حالت میں کیوں ملی تھی۔۔اس کے ساتھ کیا مسئلہ تھا وہ سب نہیں جانتا تھا۔۔

لیکن آج عینا کی حالت نے اُس پر بہت سارے انکشافات کئے تھے۔۔۔

"تم باہر نہیں جاؤ گی دل یہیں میرے ساتھ رہو جب تم روشنی کا سامنے کرنے کے قابل ہو جاؤ گی تو میں تمہیں گھر ڈراپ کر دوں گی ابھی ریلیکس رہو۔۔کچھ نہیں سوچو۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے اس کا حجاب ڈھیلا کرنے لگی تو عنادل نے سر نفی میں ہلا کر اس کا ہاتھ تھام لیا تو زامیہ پل میں ہی سمجھ گئی حمزہ کی موجودگی میں وہ ایسا نہیں چاہتی تھی۔۔

حمزہ نے عنادل کو دیکھا پھر زامیہ کو دیکھنے لگا جو اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی جیسے اس نے عنادل کی حالت خراب کی ہو۔۔

حمزہ پریشان تاثرات لئے روم سے باہر نکل گیا اور ڈونٹ ڈسٹرب کا بورڈ بھی باہر لگوا دیا تا کہ کوئی دوسرا

پروفیسر اندر نا جاسکے۔۔۔

اس کے جانے کے بعد کافی ضد کر کے زامیہ نے اس کا حجاب کھولا پسینہ سے شرابور ہوتے ہوئے بھی وہ حجاب اتارنے نہیں دے رہی تھی لیکن زامیہ نے کچھ دیر کے لئے اتارنا مناسب سمجھا اور اس کی تسلی کے لئے دروازے کو لاک بھی کر آئی تاکہ کوئی اندر داخل نا ہوسکے زامیہ کو معلوم تھا حمزہ کے ہوتے ہوئے کوئی اندر داخل ہونے کی ہمت نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ بات عنادل کو سمجھانا ناممکن تھی۔۔

اسے دوسری باتوں میں لگاتی زامیہ نے اس بات سے دھیان ہٹادیا جس کی وجہ سے اس کی حالت بگڑی تھی۔۔۔

"چلیں اب دل۔۔۔؟

تم ایسا کو حجاب پر میرا کیپ پہن لو اس سے تم سَن پروٹیکشن میں رہو گی۔۔"

اس نے کہتے ہوئے اس کے حجاب سہی سے باندھ لینے کے بعد اپنی کیپ اسے پہنادی۔۔

عنادل نے اسے دیکھا وہ کیپ کے بغیر بالکل الگ لگ رہی تھی۔۔

بلکہ اس کے مطابق زیادہ پیاری۔۔۔

"زامیہ آپ ایسے زیادہ پیاری لگتی ہیں۔۔"

عنادل کی تعریف پر وہ ہنسنے لگی۔۔

پھر اسے لاک کھولے باہر لائی تو حمزہ بے چین سا باہر ہی ٹہل رہا تھا۔۔

زامیہ دل ہی دل میں اپنے شک کو یقین میں بدلتا دیکھ مسکرائی۔۔۔

لیکن چہرہ سپاٹ ہی تھا۔۔

"عینا اب کیسی ہو؟"

وہ بے قراری سے آگے بڑھتے ہوئے پوچھ رہا تھا، آنکھوں میں فکر لیے اس کا چہرہ تکتا وہ کوئی ی اور ہی حمزہ میر لگ رہا تھا۔۔ روڈ، مغرور اور اپنے کام سے کام رکھنے والا حمزہ میر تو بالکل نہیں لگ رہا تھا۔

آس پاس موجود اسٹوڈنٹس حیرت سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔۔

"جی سر اب ٹھیک ہوں میں۔۔"

وہ نروس سی نظریں جھکا کر جواب دیتی زامیہ کے ساتھ آگے بڑھ گئی۔۔

اس نے کہا تھا وہ اب اُسے نہیں ڈانٹے گا اس لئے عنادل نے بھی مکمل جواب دیا تھا۔۔

حمزہ کی نظروں نے اس کا تعاقب یونی کے گیٹ سے نکلنے تک کیا تھا۔۔

"زامیہ میں۔۔۔ میں اس پر بیٹھوں گی آپ پاگل ہیں کیا۔۔"

عنادل ہونق سی اس کی ہیوی بائیک کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

"یس بیبز تم میرے ساتھ اس بائیک یعنی میرے اکلوتی جانِ من پر بیٹھ کر جاؤ گی۔۔

نہیں جاؤ گی تو سوچ لو روشنی سے آنکھیں ویسے سرخ ہو رہی ہیں اور ہو جائیں گی۔۔"

وہ بائیک اسٹارٹ کر چکی تھی اور اسے ڈراتے ہوئے نقصان گنوا رہی تھی۔۔

"بیٹھوں کیسے آپ کی اس عجوبہ پر۔۔"

وہ اسے بیٹھے دیکھ کر حیرت سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

"جیسے میں بیٹھی ہوئی ہوں ویسے ہی بیٹھو۔۔"

اس کے بولنے پر وہ شش و پنج میں مبتلا بائیک کو دیکھنے لگی۔۔۔

زامیہ نے اُسے نا بیٹھتے دیکھ کر بائیک آگے بڑھا دی، عنادل اس کے یوں جانے پر حواس باختہ ہو گئی۔۔

"عینا کوئی مسئلہ ہے۔۔؟"

پیچھے سے حمزہ کے پوچھنے پر عنادل چونک کر پلٹی۔۔

"نا۔۔۔نہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔۔"

وہ گھبراہٹ چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔۔

زامیہ نے بائیک تھوڑی ہی آگے بڑھائی تھی۔۔

زامیہ میں بیٹھ رہی ہوں۔۔"

عنادل نے زور سے پکار کر کہا تو زامیہ ہولا سا مسکرا دی۔۔

حمزہ کو تمسخر اڑاتے انداز سے دیکھا۔۔

"اگر کوئی مسئلہ ہے تو بتاؤ میں ہیلپ کر سکتا ہوں۔۔ میں گھر ڈراپ کر دوں؟"

وہ کہہ کر عنادل کو دیکھنے لگا جواب کافی بہتر تھی۔۔

"نہیں میں زامیہ کے ساتھ ان کی بائیک پر جا سکتی ہوں۔۔"

زامیہ قریب آچکی تھی اب بائیک پر بیٹھی عنادل اور حمزہ کو اپنے ہیلمٹ سے جھانکتی نظروں سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

عنادل کے اس کی بائیک کی جانب بڑھنے پر زامیہ نے حمزہ کے چہرے پر اداسی محسوس کی تھی۔۔

"بسپن کا پیار۔۔۔"

اسے اچانک اس وائرل ویڈیو کا ڈائیلاگ یاد آیا۔۔۔

عنادل کے بیٹھنے پر وہ اپنی ہیوی بائیک آگے بڑھا گئی اور حمزہ وہیں کھڑا رہ گیا۔

عنادل ہمیشہ آگے چلی جاتی تھی اور حمزہ میر ہمیشہ وہیں کھڑا رہ جاتا تھا۔۔۔

عنادل اسکے اچانک بائیک سٹارٹ کر کے جہاز سمجھ کر چلانے پر چیخیں مارنے لگی۔۔۔

ایک ہاتھ سے بیگ کو پکڑے دوسرے ہاتھ سے زامیہ کا کندھا دبوچے چیختی ہوئی زامیہ کو بائیک روکنے کا کہہ رہی تھی۔۔

لیکن زامیہ نے اس کی ایک نا سنی اور اس کے گھر کے آگے ہی بائیک روکی۔۔

"آپ۔۔۔آپ۔۔۔"

وہ سانس بحال کرتی بولنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

"جی جی میں بہت اچھی ہوں تم اپنی سناؤ۔"

وہ چڑانے والے انداز میں کہنے لگی۔۔اور بائیک کی چابی ہوا میں اچھال کر واپس کیچ کرتے ہوئے عنادل کی حالت دیکھ رہی تھی۔۔

جو ایک ہاتھ بائیک پر رکھے اور ایک ہاتھ سے بیگ پکڑے سر نیچے جھکائے لمبی لمبی سانسیں لے رہی تھی۔۔۔

"چلو گھر جا کر اپنی سانسیں بحال کرو میں چلتی ہوں ایک عجوبہ گھر میں بھی موجود ہے اسے بھی دیکھنا ہے۔۔"

وہ کہہ کر بیل ڈور بجا کر اپنی بائیک پر بیٹھ گئی۔۔

عنادل اُسے گھورنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔۔

روشنی آنکھوں کو چبھ رہی تھی۔۔

ڈور کھولنے پر زامیہ بائیک آگے بڑھا گئی جب کہ وہ گھر کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔

حمزہ نے پروجیکٹ کے بعد ہی اپنے ڈیڈ سے کہہ دیا تھا وہ کچھ ٹائم تک صرف ہفتے میں ایک بار ہی آفس کا چکر لگا سکتا ہے ساتھ یہ بھی بتا دیا تھا اُسے پڑھائی کے ساتھ ساتھ اپنی جونیئر کلاسز میں لیکچر دینے ہیں۔۔

اس لئے آج کل وجاہت صاحب آفس سنبھال رہے تھے اور گھر میں کم پائے جاتے تھے۔۔۔

حمزہ روم میں اندھیرا کئے گہری سوچ میں گم تھا۔۔

ریوالونگ چیئر کی بیک پر پشت ٹکائے آنکھیں موندے عینا کی آج کی حالت سوچ رہا تھا۔

اچانک دماغ میں کچھ کلک ہوا۔۔

"میں یہ کیسے بھول سکتا ہوں ہم دونوں ساتھ پڑھتے تھے اور وہ مجھ سے چار سال پیچھے کیوں ہے۔۔

اصولاً تو ایک سال پیچھے ہونا چاہیئے تھا کیونکہ میں نے میٹرک ایک سال میں دو کلاسز کلئیر کی تھیں۔۔

لیکن وہ۔۔؟وہ کیوں اتنا پیچھے ہے ایجوکیشن میں۔۔"

وہ مسلسل ماتھا مسلتے ہوئے خود ہی جواب کھوجنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"وہ مجھے کیوں نہیں پہچانتی۔۔؟

وہ بہت کچھ نا سمجھ کر بھی سمجھ رہا تھا۔عنادل کا چار سال سٹڈیز میں پیچھے رہ جانا،اس کی طبیعت کا اب بھی بگڑے رہنا اور حمزہ میر کو نا پہچاننا۔۔کچھ تھا جو جاننا ضروری تھا۔

"اگر مجھے عنادل کو نہیں عینا کو جیتنا ہے تو واپس سے مجھے حمزہ میر بننا ہو گا۔۔وہی حمزہ میر جو روتی ہوئی ی عنادل کا پہلا بیسٹ فرینڈ بنا تھا۔۔اس کا اعتماد پھر سے جیتنا ہو گا۔پھر سے اس کے قریب ہونا ہو گا۔۔

زامیہ آپ ہی ہیں جو میرے ہر سوال کا جواب دے سکتی ہیں۔۔"

وہ بکھرے بال سنوارتے ہوئے بڑبڑایا۔اسے عنادل کی طبیعت اور حالت کا ہر پہلو جاننا تھا۔

اسے کسی بھی طرح عینا کو حمزہ میر واپس دینا تھا۔۔

اس نے کہا تھا وہ حمزہ کو حمزہ میر کہنا کبھی نہیں چھوڑے گی اس کا وعدہ وفا کروانا تھا جو وہ انجانے میں فراموش کئے ہوئے تھی۔۔

وہ اٹھا اور ٹیرس کا دروازہ کھولے وہاں سے نظر آتے آدھے چاند کو دیکھنے لگا۔۔۔

دماغ میں عینا کی باتیں گھوم رہی تھیں بچپن سے زیادہ اب وہ رویا کرتی تھی۔۔اس کا رونا یاد کر کے حمزہ نے

مسکرا کر سر جھٹکا وہ ابھی تک نہیں بدلی تھی۔۔وہ اب بھی وہی عنادل تھی کچھ بدلا تھا تو وہ وقت تھا اور ان کا تعلق۔۔جو دوستی سے اجنبیت کی گرد میں کہیں کھو گیا تھا۔۔

اس کی گزشتہ کلاسز کا لاس بھی کور کروانا تھا۔۔جیسے سکول میں حمزہ کروایا کرتا تھا۔۔وہ اب پھر سے اس کی سٹڈیز کی زمہ داری خود پر ڈالنے والا تھا۔وہ اب بچپن والا حمزہ میر بن جانے والا تھا۔۔

وہ سوچتا ہوا دور خلاؤں میں گھورتا رہا۔۔۔

جون بیگ میں بھرا سامان یونی کے گارڈ کی مدد سے یونی کے اندر موجود چھوٹے سے ٹوٹے پھوٹے سے اسٹور میں رکھوا رہا تھا۔۔

"صاحب جی اتنے بڑے کام کے اتنے سے پیسے تھوڑے زیادہ تو دیں ناں۔۔"

گارڈ نے پانچ ہزار کا نوٹ جو جون نے سامان رکھوانے کے بدلے دیا تھا تھامتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"پانچ ہزار تو صرف اسٹور تک مال رکھنے کے دے رہا ہوں کیا یہ تیرے لئے کافی نہیں ہیں۔۔؟

اس سے زیادہ نہیں ملیں گے چل یہ بھی دے دے ورنہ۔۔"

جون واپس اس سے پیسے چھینتے ہوئے غصے سے گویا ہوا۔۔

"نہیں صاحب ٹھیک ہے یہ بھی۔۔بہت ہے صاحب۔۔"

وہ جلدی سے اس کا ہاتھ جھٹک کر پیسے جیب میں ڈال گیا۔۔

جون سامان رکھ کر واپس چلا گیا۔۔

گارڈ جو رات کے تین بجے اس کے اٹھانے پر نیم بے ہوش سا اٹھا جون کی مدد کر رہا تھا واپس جا کر چئیر پر بیٹھ کر خراٹے لینے لگا۔۔۔

چند سیکینڈ بعد ایک سایہ سایونی کی دیوار سے پھلانگ کر داخل ہوا۔۔

چہرے کو بلیک ماسک سے ڈھکے، ہڈی پہنے دراز قد لئے آسانی سے دیوار پھلانگ کر دوسری جانب کود گیا۔۔

گارڈ کی کچھ گرنے کی آواز پر آنکھ کھلی لیکن سامنے بلی کو دیکھ کر کچھ بڑبڑاتا ہوا واپس سو گیا۔۔۔

بلیک ہوڈی اور ماسک میں موجود شخص اسی اسٹور کی جانب بڑھ گیا جہاں جون اپنا سامان رکھ کر گیا تھا۔۔۔

اس ہڈی میں موجود شخص نے بیگ کو کھولا۔۔

سفید پاؤڈر نما چیز سے چھوٹے چھوٹے پیکٹ سے وہ بیگ بھرا ہوا تھا۔۔

پہلے اس نے سوچا اسے اٹھا کر لے جائے لیکن کچھ سوچ کر مسکرایا۔۔

مسکرانے سے ماسک میں موجود چہرے پر جھریاں پڑی۔۔۔

پیٹرول ڈھونڈا جو کہ وہیں آدھے کین کی صورت میں مل گیا۔۔

اس بیگ پر اچھی طرح پیٹرول چھڑکا اور ماچس دیکھائے چند پل میں لاکھوں کے سامان کو راکھ کر دیا تھا۔۔

گارڈ نے بدبو کے ساتھ دھواں محسوس کیا تو اٹھ کر بیک سائیڈ پر موجود اسٹور کی طرف بھاگا۔۔ وہاں تھوڑی دیر پہلے لایا ہوا بیگ جل کر شعلے اڑاتا اور ہوا میں عجیب سی بو پھیلاتا ہوا راکھ کا ڈھیر بن رہا تھا۔۔

گارڈ وہیں سر پکڑتا بیٹھتا چلا گیا۔۔۔

جون ویسے ہی اسے کھانے کے درپے تھا اور کسر اس لگی آگ نے پوری کر دی تھی۔۔

وہ اپنی شامت کا سوچتے ہوئے ابھی سے کپکپا رہا تھا۔۔۔

وہ شخص رات کے اندھیرے میں آیا اور بنا کوئی ی نشان چھوڑے اپنا کام کر کے جا چکا تھا۔۔۔

اور گارڈ سمیت اس کے لئے خسارہ چھوڑ گیا تھا۔۔

عنادل اور زامیہ کلاس میں بیٹھی لیکچر لے رہی تھیں۔۔

نیکسٹ لیکچر حمزہ کا تھا۔۔۔

عنادل حمزہ کی غصہ نا کرنے کی یقین دہانی پر اب ریلیکس تھی۔۔

"تم نے میری نوٹ بک دیکھی عنادل جس پر ہم اس دن حمزہ کی کلاس میں لکھ لکھ کر باتیں کر رہے تھے۔۔؟"

زامیہ نے بیگ میں نوٹ بُک ڈھونڈتے ہوئے اس سے پوچھا۔۔

"زامیہ مجھے تو نہیں یاد آپ کی نوٹ بک کہاں دیکھی تھی لاسٹ ٹائم۔۔"

وہ پرسوچ لہجے میں کہتی سامنے لیکچر کی جانب متوجہ ہو گئی۔۔

"میں کیسے بھول سکتی ہوں یہ تو گجنی کی بہن ہے جس کی میموری ہی فیوز ہو جاتی ہے۔۔

اس کی پندرہ منٹ کے لئے ہوتی تھی اور اپنی دل کی ہمیشہ ہی میموری کا فیوز اڑا رہتا ہے۔۔"

زامیہ بڑبڑاتی جارہی تھی عنادل نے نا سمجھی سے ایک نظر اس پر ڈالی اور پھر سامنے دیکھنے لگی۔۔

اگر سن لیتی تو پوچھتی کون گجنی۔۔؟ کون سا فیوز؟ آدھا گھنٹہ اسے ایکسپلین کرنے میں گزر جانا تھا۔

لیکچر ختم ہوا تھا زامیہ کی جان میں جان آئی۔۔

اس کی زندگی کا سب سے بڑا روگ تھی یہ پڑھائی۔۔

عنادل اور وہ ایک اس سٹڈیز کے معاملہ میں سیم تھیں باقی سب چیزوں اور عادت میں زمین اور آسمان تھیں۔۔

زامیہ نوٹ بک نا ملنے پر کافی غصے میں تھی اس کے مطابق عنادل اور اس کی ایک چھوٹی سی میموری اس میں قید تھی لیکن وہ تو اب کھو چکی تھی۔۔

حمزہ کلاس میں داخل ہوا۔۔

عنادل کا دل اس بار خوف سے نہیں کانپا تھا، اس بار وہ کافی مطمئن بیٹھی تھی۔۔

لیکچر اسٹارٹ ہوا تو پر اعتمادی ظاہر کرتی عنادل ہونق سی ہو کر رہ گئی۔۔

وہ چند کلاسز مس کر چکی تھی جس کا نقصان اس کلاس کے اٹینڈ کرنے سے بخوبی محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

"زامیہ آپ عنادل کو تمام پچھلے لیکچر نوٹ کروائیں گی۔۔"

لیکچر دیتے حمزہ نے عنادل کے کنفیوز اور پریشان تاثرات سے اندازہ لگا لیا تھا کہ وہ کچھ سمجھ نہیں پائی ی، لیکچر سے فری ہو کر اس نے زامیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تو اس نے سامنے حمزہ کو دیکھا۔۔

"سوری ٹو سے بٹ میں نے بھی لیکچرز نہیں لئے تھے۔۔

اس لئے میں عینا کی ہیلپ کروانے سے معذرت خواہ ہوں۔۔"

عاجزانہ بیان تھا مگر لہجہ بالکل عاجزانہ نہیں تھا، بے نیازی سے بول رہی تھی ساتھ عینا نام کا تڑکا بھی لگا لیا جو حمزہ کو طیش دلانے کے لئے کافی تھا۔۔۔

"عنادل۔۔۔ آپ اپنے تمام لیکچرز فری ہو کر مجھ سے آ کر لے لیجئے گا۔۔۔"

وہ کہہ کر ایک تیز نگاہ ببل چباتی زامیہ پر ڈال کر کلاس روم سے باہر نکلا۔۔

" سمجھتی کیا ہے خود کو چودھری۔۔

میری عینا کسی اور کی عینا نہیں ہو سکتی۔۔"

وہ ہر معاملہ میں سنجیدہ اور میچور سا نوجوان عینا کے معاملے میں انتہا کا امچیور ثابت ہوا تھا۔۔ لمحوں میں جیسے بچہ بن جاتا تھا، ضدی پن عود آتا تھا، زرا زرا سی بات زچ کرتی تھی۔۔

زامیہ کے لئے حمزہ کے ایکسپریشن کسی گفٹ سے کم نہیں تھے۔۔

"آپ بھی چلیں ناں حمزہ سر سے ایکسٹرا کلاس لینے۔۔ آپ نے بھی تو میرے ساتھ لیکچرز مس کئے ہیں۔۔"

عنادل زامیہ کو ساتھ گھسیٹتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"دیکھو جعلی ٹام کروز نے تمہیں بلایا ہے اس لئے تم ہی اس کی کلاس لو مجھے نہیں شوق بن بلائے مہمان بننے کا۔۔ اس نے میری فکر کب کی۔۔"

وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالتی نخریلے لہجے میں بولی۔۔ عنادل خفت سے لب کاٹتی اسے دیکھنے لگی۔

"اوہو۔۔ میں کرلوں گی خود۔۔ تم جاؤ۔۔"

زامیہ اسے تسلی دیتی حمزہ کے آفس تک چھوڑ آئی تھی۔۔

"عینا جلدی لیکچر لے کر آنا۔۔"

عنادل کے اندر داخل ہونے کے بعد زامیہ نے جان بوجھ کر ہلکا سا دروازہ کھولے ہانک لگائی۔۔

یہ ہانک حمزہ کو سر سے پاؤں تک تپا گئی۔۔زامیہ کا مقصد حمزہ کے چڑچڑے تاثرات سے پورا ہوتا ہوا محسوس ہوا۔۔

"تم اس سے دوستی کب چھوڑو گی عینا۔۔؟"

حمزہ نے آنکھ کے اشارے سے بیٹھنے کا کہہ کر بڑے جلے بھنے ہوئے انداز میں سوال پوچھا۔۔

"میں زامیہ کو کبھی نہیں چھوڑو گی وہ تھوڑی سخت ہیں لیکن میرا خیال بھی رکھتی ہیں۔۔"

عنادل برا مانتے ہوئے اس کے حق میں بول رہی تھی۔۔۔

"اس سے کہنا یہ تمہیں دل ہی دل میں کہا کرے عینا نہیں۔۔"

حمزہ کا غصہ سوا نیزے پر تھا۔۔

"کیا انہوں نے مجھے عینا کہا ہے؟ لیکن کب؟"

عنادل نے واقعی نہیں سنا تھا اس لئے حیرت سے پوچھنے لگی۔۔

حمزہ کا اس سوال پر سر چکرا گیا۔۔

وہ دو دفعہ اسے عینا کہہ چکی تھی اور اس نے سنا بھی نہیں تھا اور وہ یہاں خوامخواہ اتنا پوزیسو ہو رہا تھا۔

وہ عنادل کا چہرہ دیکھ کر رہ گیا۔

"سر آپ لیکچر سمجھائیں۔۔"

خود کو تکتا پا کر عنادل سے کچھ بن نا سکا تو لیکچر کی جانب متوجہ کیا۔۔۔

سفید حجاب کے ہالے میں میک اپ سے مبرّا چہرہ بہت دلکش لگ رہا تھا۔۔۔

سفید اور میرون امتزاج کی فروک پہنے وہ حمزہ میر کے سامنے موجود تھی۔۔

اس کو پریشان نا کرنے کا سوچتے ہوئے حمزہ نے نظروں کا ارتکاز تبدیل کیا۔۔۔

"حمزہ میر کہا کرو عینا یہ لیکچرر شِپ صرف کچھ ہفتوں کی ہے، میں بھی تمہاری طرح اسٹوڈنٹ ہوں۔۔

بلکہ ہم سیم ایج گروپ کے ہیں۔۔"

وہ نوٹس نکالتے ہوئے بول رہا تھا۔

لائٹ براؤن آنکھوں میں آج ایک الگ ہی چمک تھی۔۔

ماتھے پر بے ترتیبی سے بکھرے بال، کف کو دو فولڈ کی مدد سے تھوڑا اوپر کیئے، چہرے پر اپنی بے پناہ وجاہت اور دلکشی سمیٹے وہ رف ٹف سے حلیہ میں سامنے بیٹھا آج بے حد خوش تھا۔۔۔

NOVEL IN URDU

ایک طویل عرصہ کے بعد وہ ویسا سکون محسوس کر رہا تھا جیسا بچپن میں محسوس کرتا تھا۔۔ یہ احساس کہ بس وہ ہو اور اس کی عینا۔۔ ان کے علاوہ کوئی نا ہو۔۔ وہ سامنے ہو اور بس اسی کی ہو۔۔۔

"لیکن میں کیسے کہہ سکتی ہوں یہ آپ تو میرے ٹیچر ہیں بھلے تھوڑے ہی دن کے لئے ہیں۔۔"

وہ اس کی حالت سے بے خبر نوٹ بک پر پین چلاتے ہوئے کہنے لگی۔۔

"اوکے ایک کام کر سکتے ہیں تم مجھے کلاس کے علاوہ ہر حمزہ میر کہا کرو۔۔"

وہ کچھ شریر سا، کچھ شوخ سا ہوا۔۔

"ٹھیک اگر مجھے یاد رہا تو میں حمزہ۔۔۔۔میر ہی کہوں گی۔۔"

عنادل نے حمزہ کہنے کے بعد تھوڑے توقف کے بعد اٹک کر میر کہا تو حمزہ کے چہرے پر دلکش سی مسکراہٹ ابھری۔۔ عنادل اس کی مسکراہٹوں اور انداز پر نروس ہوئی ی۔۔

وہ فوری سنجیدگی کا لبادہ اوڑھے میتھس سمجھانے لگا تو وہ بھی ریلیکس ہوئی ی۔۔

چور نظروں سے اسے سر ہلا ہلا کر سمجھتا دیکھ کر پہلے سوچا کل کی بگڑی حالت کا پوچھے لیکن پوچھنے پر اگر دوبارہ کچھ ہو گیا تو وہ اب اُسے کسی پریشانی میں نہیں دیکھ سکتا تھا اور نا ہی اس وقت زامیہ کو اپنے درمیان آتا دیکھنا چاہتا تھا۔۔۔

وہ جیسے آدھے دھیان سے سمجھتی تھی سوال ویسے اب بھی سمجھ رہی تھی۔۔ وہ اب بھی ویسی ہی تھی پڑھنے

کے دوران ہی دماغ کے گھوڑے یہاں وہاں بھگاتی کبھی کبھی غائب دماغ ہو جانے والی۔۔۔

حمزہ اس کے ابھی تک نا بدلنے پر کچھ حیرت زدہ ہوا تھا لیکن خوش بھی کہ عینا کو جیتنا آسان تھا۔۔

"تمہاری دادو کیسی ہیں۔۔؟"

کچھ یاد آنے پر حمزہ نے پوچھا۔۔

وہ نوٹ بک میں سر دیئے ایسے شو کروا رہی تھی جیسے اسے سب سمجھ آگیا ہے لیکن حمزہ کو اندازہ ہو گیا تھا وہ فارمل ہونے کے سبب کچھ کہہ نہیں پا رہی تھی۔۔

"دادو۔۔۔ان کا تو چار سال پہلے انتقال ہو گیا تھا۔۔"

بولتے ہوئے آنکھوں میں پانی بھرنے لگا۔ایک شفیق سا مہربان سایہ جو اسے خوش رکھتا تھا وہ اب دور جا چکا تھا۔۔۔وہ آنکھیں رگڑ رگڑ کر نمی چھپانے کی کوشش کرنے لگی۔

"اوہ سوری۔۔رکو۔۔یہ کیا کر رہی ہو۔۔آنکھیں مت رگڑو۔۔یہ لو رومال۔۔"

حمزہ نے اسے بے دردی سے آنکھیں رگڑتے دیکھ کر بے ساختہ ٹوکا اور اپنا رومال پاکٹ سے نکال کر اس کے آگے کیا۔۔

وہ جھجک کر رومال تھامتی سر جھکائے آنسو صاف کرنے لگی۔۔

"تمہارے گھر میں سب ٹھیک ہیں۔۔؟"حمزہ اسے باتیں کرنے کے لئے اکسا رہا تھا اس لئے چھوٹے

چھوٹے سوال کرنے لگا۔۔ وہ جانتا تھا پڑھائی ی سے زیادہ جو چیز اسے عینا کے قریب کر سکتی ہے وہ باتیں تھیں۔۔ چھوٹی چھوٹی باتیں۔۔ حال احوال اور اس کے شوق کے قصے سننا۔۔۔ ابھی سفر لمبا تھا مگر وہ پر امید تھا وہ عینا کو پھر سے اپنے قریب کر لے گا۔۔۔

"جی سب ٹھیک ہیں۔۔"

وہ الجھن سے میتھ کے کوئسچن دیکھتے ہوئے جواب دے رہی تھی۔۔۔

وہ کافی دیر تک ایک ہی سوال پر اٹکی رہی اور حمزہ لیپ ٹاپ پر کام کرتے ہوئے گاہے بگاہے اس پر نظر ڈالتے ہوئے اپنا کام کر رہا تھا۔۔

عنادل نے وقت دیکھا اور ایک چور نظر سامنے بیٹھے حمزہ میر کو۔۔ وہ بزی تھا، کام کر رہا تھا اور وہ ابھی تک اسی ایک سوال پر اٹکی ہوئی ی تھی۔ اگر وہ پوچھ لے تو کیا جواب دے گی۔۔ اچانک سے عنادل اٹھی اور چِڑ کر نوٹ بک پر پین پٹخ کر باہر نکل گئی۔۔

حمزہ اسے ایک ہی سوال چار بار سمجھا چکا تھا پانچویں بار پوچھتے ہوئے اسے سُبکی محسوس ہو رہی تھی۔۔

وہ اس کی سنے بغیر اس کے آفس سے نکلی تو حمزہ شاکڈ سا دروازے کو تکنے لگا، وہ ایسے کیوں اٹھ کر بھاگی۔۔ جبکہ وہ وہاں سے سیدھی زامیہ کے سر پر پہنچی۔۔

زامیہ بنچ پر بیٹھی کسی کے ساتھ کال پر مصروف تھی اس کے آنے پر کال بند کر گئی۔۔

"لے لی کلاس آ گیا سمجھ۔۔"

اس نے طنزیہ انداز میں پوچھا وہ جانتی تھی عنادل جیسی گ ئ ی ہے ویسی لوٹے گی ایک بھی سوال سمجھے بنا، وہ منہ پھلا کر بینچ پر بیٹھ گئی۔۔

"زامیہ مجھے میتھس نہیں سمجھ آتی ہے بھائی نے میرا ایڈمیشن بھی اسی فیلڈ میں کروا دیا۔۔

میں سچ بتا رہی ہوں میں یونی نہیں آؤں گی اگر یہ میتھس میرے جان کا عذاب بنی رہی تو۔۔ مجھے رونا آ رہا ہے میں نے اتنی ٹرائی ی کی مگر وہ سوال میری سمجھ میں نہیں بیٹھ رہا تھا۔۔"

وہ حد سے زیادہ تنگ ہو رہی تھی، چڑچڑے لہجے میں بولتی سارا الزام میتھس پر ڈال چکی تھی۔۔۔

"اچھا سب چھوڑو یہ بتاؤ تمہارے بھائی کہیں انگیج ہیں کیا۔۔؟"

زامیہ کو اس کا روز کا رونا سن کر اب یہ سب عام لگتا تھا اس لئے اس کی بات کو اگنور کئے اپنا سوال پوچھنے لگی جو وہ کچھ دن سے پوچھنا چاہ رہی تھی۔۔۔

"خرم بھائی۔۔۔ نہیں وہ کہیں انگیج نہیں ہیں ماما لڑکی ڈھونڈ رہی ہیں۔۔۔

میں نے کہا زامیہ کو دیکھ لیں اچھی ہیں بھائی نے کانوں کو ہاتھ لگا لیا اور توبہ توبہ کرنے لگے میں اس بات پر بہت روئی تھی کل رات سچی زامیہ۔۔۔"

وہ منہ کھولے عنادل کی بات سن رہی تھی وہ کچھ اور سوچے بیٹھے تھی اور اس کی دوست محترمہ اس کا ہی

رشتہ کروانے پر تلی تھی۔۔۔

"یار دل قسم سے عقل سے پیدل ہو۔۔ میں کیوں کرنے لگی تمہارے بھائی سے شادی۔۔۔ شکر تمہارے گھر والے تمہاری طرح نہیں ہیں۔۔۔"

زامیہ افسوس سے اُسے دیکھنے لگی جو منہ بنا رہی تھی جیسے اس کا سب سے بڑا خواب اسے اپنی بھابھی بنانا ہی تھا۔۔۔

"آپی کے لیے رشتہ آیا ہے آذان بھائی کا۔۔"

وہ تھوڑی دیر بعد پچھلی بات وہیں چھوڑ کر نئی بات پُرجوش سی اسے بتانے لگی جس کا افسوس اپنی رشتے والی بات سن کر کم ہی نہیں ہو رہا تھا۔۔۔

"اور بابا نے ہاں کر دی ہے آپی تو بس کہتی ہیں نہیں کرنی شادی۔۔ شونا کا خیال کون رکھے گا، لیں بتائیں زرا میں کیا بچی ہوں جو اپنا خیال خود نہیں رکھ سکتی ہوں۔۔۔

اور پتہ ہے آپی کی بہت جلد شادی ہے ماما نے کہا ہے اگر بھائی کا بھی رشتہ ہو جائے تو دونوں کو ساتھ نبٹا دیں گی۔۔"

بولنے کے ساتھ ساتھ عنادل کا جوش بڑھتا جا رہا تھا اسے بھول چکا تھا وہ میتھس سے خفا ہو کر یہاں آئی تھی۔۔

زامیہ کی آنکھیں چمکیں۔۔

"کیا تمہارے بھائی کسی کو پسند کرتے ہیں۔۔؟"

زامیہ پوری توجہ سے اسے سنے جا رہی تھی یہاں بات اس کے مطلب کی جو تھی۔۔

"نہیں ناں۔۔۔ سارا مسئلہ ہی یہی ہے بھائی نے ماما بابا کو چوائس کا آپشن دیا ہے جو ماما کہیں گی وہی ان کی بیوی بنے گی۔۔۔

پتہ نہیں ماما کیسی میری بھابھی لے آئیں۔۔ آپ ہوتیں تو۔۔۔"

وہ پھر سے اسی ٹریک پر آتی اداس ہو رہی تھی جب زامیہ کے اچانک اس کے ہاتھ پر چٹکی نوچنے سے عنادل ہوش میں آتی چیخ کر رُکی اور آنکھوں میں نمی لئے اسے گھورنے لگی۔۔۔ ہاتھ پر اچھی خاصی سرخی چھا گئی تھی۔

"تم مجھے اپنی بھابھی بنانے کے خواب دیکھنا بند کر دو ورنہ یاد ہے ناں وہاں لٹکایا تھا تمہیں۔۔۔" زامیہ نے دور سے نظر آتی اس بلڈنگ کی جانب اشارہ کیا جہاں کچھ دن پہلے اسے لٹکا کر اچھا خاصا ڈرایا تھا۔۔۔

"وہاں اب کی بار لٹکاؤں گی نہیں بلکہ وہیں سے پھینکوں گی۔۔"

وہ دھمکاتے ہوئے اسے گھور کر دیکھتے ہوئے باور کروا رہی تھی۔۔

عنادل نے جھرجھری لی۔۔

زامیہ کو بھولنا نا ممکن تھا وہ حرکتیں ہی ایسی کرتی تھی کہ عنادل بھی اسے بھول نہیں پاتی تھی۔۔

عنادل نے ایک نظر بلڈنگ کے سب سے اوپری منزل پر نظر ڈالی اور دوسری جانب رخ موڑ کر بیٹھ گئی۔۔

واضح تھا اب وہ زامیہ سے ناراض ہے۔۔

اسے ابھی والی بات سے یاد آیا تھا اسے تو ناراض ہی رہنا تھا۔۔

اپنی ناراضگی یاد آنے پر وہ اب اسے دیکھنے سے گریز کر رہی تھی۔۔

"دل سنو تمہارے بھائی کے لئے ایک پرپوزل ہے۔۔۔

آج رات ریڈی رہنا میں آؤں گی۔۔۔ تمہارے گھر۔۔۔"

وہ کہہ کر پراسرار سا مسکرائی۔۔

عنادل فوراً اس کی جانب گھومی۔۔

زامیہ نے امڈ آنے والی مسکراہٹ روکی وہ ایسی ہی تھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر ناراضگی ظاہر کرتے ہوئے بڑی بڑی باتیں بھول جاتی تھی۔۔

"سچ میں کیا بھائی کے لئے۔۔ مطلب بھائی۔۔مان جائیں گے۔۔۔"

وہ کنفیوز سی اسے دیکھتے ہوئے پرجوش لہجے میں بولتی آخر میں مدھم پڑی۔۔۔

اس کا بھائی زامیہ کی پسند کی لڑکی کے لئے ہاں کیوں کرے گا۔۔۔ بھلا۔۔

"مانیں گے کیسے نہیں مانیں گے بس آج رات انتظار کرو۔۔

تمہیں اپنی بھابھی سے مل کر خوشی ہو گی۔۔"

وہ کہہ کر ہاتھ جھاڑتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

حمزہ کو اپنے جانب آتے ہوئے دیکھا تو بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کرتے ہوئی وہاں سے نکل کر پارکنگ ایریا میں آئی بائیک اسٹارٹ کی اور یہ جا اور وہ جا۔۔۔

عنادل ہونق سی کھڑی اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی۔۔

اس سے پہلے حمزہ پہنچتا خرم اسے لینے آچکا تھا۔۔۔

"چلیں عنادل۔۔"

اسے سکتہ زدہ کھڑے دیکھ کر کہا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

"بھائی آپ۔۔"

وہ ابھی کچھ کہتی حمزہ بھی آچکا تھا۔۔

"عنادل یہ آپ نوٹ بکس وہیں چھوڑ آئیں تھیں۔"

NOVEL IN URDU

حمزہ نے اس کی جانب پین اور تین نوٹ بکس بڑھاتے ہوئے کہا۔۔ان میں وہ نوٹ بک بھی شامل تھی جو اس دن چھت پر عنادل بھولے سے چھوڑ آئی تھی۔۔

"تھینک یو سر!!.."

اس کے سر کہنے پر خرم آنکھیں پھیلائے اسے دیکھنے لگا وہ عنادل سے تھوڑا بڑا لگتا تھا لیکن سر۔۔

حمزہ خرم کی حیرت سمجھتا ہوا مسکرا کر اس سے ملنے لگا۔

"میں بھی اسٹوڈنٹ ہوں لیکن کچھ ٹائم کے لئے اپنے جونئیر کلاسز کے لیکچرز لے رہا ہوں۔۔

اور عنادل کو ایگزامز سے پہلے پہلے کسی اچھے میتھ ٹیوٹر کی اشد ضرورت ہے۔۔ورنہ۔۔"

وہ بولتے بولتے رکا۔۔ میتھس کا ذکر سن کر عنادل اچھا خاصا زچ ہوئی تھی اور خرم نفی میں سر ہلاتے ہوئے افسوس سے اپنی بہن کو دیکھ رہا تھا۔یعنی اس کی میتھس اور سٹڈیز کی حالت اب بھی وہی ہے۔۔

"آپ کی نظر میں کوئی ہو تو بتا دیں۔۔۔مجھے ٹیچ (teach) کرنے کے لئے ٹائم نکالنا ہو گا جو کہ امپاسبل ہے۔۔۔"

پر سوچ نظریں حمزہ پر ٹکائے وہ بتا رہا تھا عنادل کو پڑھانا اس کے بس کی تو بات نہیں تھی۔۔۔

"بھائی۔۔!سر حمزہ ایکسٹرا کلاسز دے تو رہے ہیں ناں یونی میں۔۔۔ٹیوٹر کی کیا ضرورت ہے۔۔"

عنادل نے جھٹ انکار کرنے کے لئے بہانا بنایا۔۔ورنہ میتھ حلق میں اٹک سکتی تھی اور اب تو حمزہ سے خوف

بھی کم محسوس ہوتا تھا۔۔

"ٹھیک ہے پھر عنادل ایک گھنٹہ میتھس کی ایکسٹرا کلاس لیا کریں گی اور ان کا یونی میں آف فری ٹائم بھی بزی رہے گا۔۔"

حمزہ نے مسکراہٹ دبا کر کہا تو عنادل کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور خرم کو یہ بیسٹ آئیڈیا لگا۔۔

خرم شکریہ ادا کر کے عنادل کو لئے یونی سے نکلا۔۔

حمزہ میر عنادل کے سارے راستے اپنی جانب موڑ چکا تھا۔

وہ عنادل کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کو مسکرا کر سوچتے ہوئے سر پر ہاتھ پھیرے واپس مڑا۔۔

اسے اندازہ نہیں تھا اس بار اسے میتھس پڑھانے کی یہ زمہ داری اس ک کیا حال کرنے والی تھی۔۔ وہ بھول گیا تھا اب وہ بچے نہیں رہے۔۔

زامیہ نے عنادل کے گھر والوں کو اچھا خاصہ امتحان میں ڈال دیا تھا۔۔

ہادیہ کا رشتہ خرم سے کرنے کے لئے اس نے بنا کسی فارمل گفتگو سے آغاز کرنے کے بجائے براہ راست خرم کے لئے لڑکی کا انتخاب کر دیا تھا یوں جیسے عنادل کے بھائی کی زمہ داری زامیہ کے کندھوں پر ہو۔۔

خرم نے تحمل سے سنا لیکن چہرے کے سخت تاثرات سے اندازہ ہو گیا تھا اسے عنادل کی دوست کا اس

معاملے میں بولنا بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ بنا کچھ کہے ٹی وی لاؤنج سے اٹھ کر چلا گیا تھا جبکہ عنادل منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔اسے توزامیہ کے بھابھی نا بننے کا دکھ رہ رہ کر ستا رہا تھا۔۔۔

ساجد صاحب اور مہر النساء بیگم ایک دوسرے کو دیکھتے ہوئے سوچ رہے تھے پھر ہادیہ سے ملنے کی حامی بھری توزامیہ پر سکون ہوئی۔۔

عمیمہ توزامیہ کا کانفیڈینس ہی دیکھ رہی تھی جو ایک لڑکی کا خاندان بنے رشتہ لائی تھی۔۔

وہ خود بھی اتنی بڑی نہیں تھی کہ یوں باتیں کرتی۔۔

حیرت سے دیکھتی ہوئی عمیمہ کو زامیہ نے مسکرا کر دیکھا تو وہ مسکرا کر رخ پھیر گئی۔۔

دوسرے دن ہی زامیہ ہادیہ کو لئے عنادل کے گھر موجود تھی۔۔

عنادل اسے گھر دیکھا رہی تھی وہ دیکھنے کے بجائے سر جھکائے اس کے ساتھ بس گھوم رہی تھی۔۔

خرم آفس سے آیا تو عنادل اور اس لڑکی کو دیکھا۔۔

عنادل نے سلام کیا تو ہادیہ نے سر اٹھایا لیکن اس کی جانب نہیں دیکھا سلام کیا اور عنادل کا ہاتھ تھام کر واپس وہاں لے گئی جہاں سب بیٹھے تھے۔۔۔

زامیہ نے اس کے تمام حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔۔۔

وہ خرم سے بات کرنے کا سوچتے ہوئے ابھی کوئی بھی جواب دینے سے انکاری تھے۔۔۔

ہادیہ آگے کے بالوں کی فرنچ چوٹی بنائے چہرے پر معصومیت لئے ڈری سہمی سی بیٹھی ہوئی تھی۔۔

سب گھر والے رنج سے اسے دیکھ رہے تھے جو اتنی چھوٹی سی عمر میں ایسی حالت سے گزر رہی تھی۔۔

ڈنر کرنے کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے اور یہاں سب گھر والے خرم سے ہاں کروانے کے لئے بحث کر رہے تھے۔۔

عنادل اینیمیشن دیکھتی ان سب سے بے خبر تھی، اسے ان معاملات میں نا بولنا آتا تھا اور نا ہی سننا پسند تھا۔۔

کمرے میں نیلگوں روشنی تھی مگر سلیپنگ ایریا میں تاریکی تھی اور بیڈ پر ایک وجود پر سکون نیند سویا ہوا تھا۔۔

یہ سکون اسے کچھ دنوں سے محسوس ہو رہا تھا یا جب سے وہ لوٹی تھی۔۔اس کی زندگی شاید تب سے دوبارہ اپنی پر سکون حالت میں آئی تھی۔۔۔

اچانک نیند میں لب پھڑ پھڑانے لگے۔۔

پسینے سے شرابور حمزہ میر اچانک خوف سے کانپتے ہوئے اٹھ بیٹھا۔۔

ماتھے پر آئے پسینہ کو صاف کر تا وہ دل پر ہاتھ رکھ گیا۔۔

عجیب سے خواب نے نیند اڑا دی تھی۔۔

لمبی سانس لیتا حمزہ میر سلیپر پہن کر اٹھ کھڑا ہوا بے چینی اور گھبراہٹ سے برا حال تھا۔۔

آف وائٹ کرٹنز کو گلاس ڈور سے کھسکا کر وہ باہر سے نظر آتے پورے چاند کو دیکھنے لگا۔۔

"یا اللہ میں پہلے اسے کھو چکا ہوں اب مجھے اس سے دور نہیں کرنا شاید پہلے حمزہ میر ایک آس اور امید میں جی گیا تھا لیکن اب وہ دور گئی تو یہ حمزہ میر مر جائے گا یا پھر شاید زندہ لاش بن جائے۔۔۔ پلیز اسے اب مجھ سے دور نہیں کیجیئے گا۔۔"

خاموش لبوں سے وہ دل میں اپنے رب سے فریاد کر رہا تھا۔۔

آنکھوں میں آدھی نیند سے جاگ جانے پر سرخی سی ابھری تھی ساتھ آنکھوں کے گوشے بھی نم ہوئے تھے جیسے وہ خواب سچ ہو جائے گا جیسے حمزہ میر کا دل کوئی نوچ کر لے جائے گا۔۔

یہ محبت بھی انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی ہے۔۔۔

حمزہ نے دکھتے سر کو ہاتھوں کی مدد سے دبا کر گلاس وال پر ہاتھ ٹکاتے خود کو سہارا دیا۔۔

دل ابھی بھی بے چین تھا جیسے حمزہ اس سے دوبارہ جدا ہو جائے گا۔۔

"بس کچھ دن کی بات ہے عینا۔۔ حمزہ تمہیں ہمیشہ کے لئے اپنا بنا لے گے۔۔ یہ انتظار کی گھڑیاں اب حمزہ

میر ہر گز بھی طویل نہیں ہونے دے گا۔۔"

وہ ایک عزم سے دل میں سوچ کر وضو کرنے چلا گیا۔۔

دل کی بے چینی کو کور کرنے کا واحد حل اللہ سے گفتگو کرنا تھا۔۔

اب وہ دوبارہ نہیں سو سکتا تھا۔۔

خواب میں بھی اسے دور جاتا دیکھنا اب حمزہ کی بس سے باہر تھا۔۔۔

چاند کی مدھم روشنی اب کمرے میں داخل ہو کر منظر کو واضح کر رہی تھی۔۔

وہ سجدے میں جھکا آنسو بہا رہا تھا۔۔

عنادل کے دو پریڈ فری تھے اس پر غضب یہ کہ حمزہ نے ان دو پریڈ میں عنادل کو میتھ کی کلاس دینی تھی پہلے دن تو وہ کتاب پٹخ آئی تھی لیکن روز روز کیا کرے کہ جس سے حمزہ زچ ہو کر اسے جانے دے۔

"زامیہ کیا آپ کو سب آتا ہے جو اتنے مزے سے بیٹھی اسنیکس کھائے جا رہی ہیں۔۔"

عنادل سے اس کا مزے سے بیٹھنا کہاں ہضم ہو رہا تھا۔۔

وہ میتھ میں مغزماری کرے اور یہاں زامیہ مزے سے بیٹھ کر اسنیکس کے مزے لے۔۔۔

"مجھے فیل ہونے سے ڈر نہیں لگتا رے بابا۔۔"

اس کا چڑنا زامیہ کو مزہ دے رہا تھا۔۔

"پھر آپ نہیں پڑھنا میں پڑھوں گی لیکن آپ میرے ساتھ چل کر بیٹھ جانا اور سر سے کہہ دینا میں لے کر آئی ہوں انہوں نے پرامس کیا ہے وہ مجھے نہیں ڈانٹیں گے۔۔۔"

وہ جلدی جلدی بولتی ہوئی زامیہ کو آمادہ کرنے پر تلی ہوئی تھی۔۔

"دل سچ میں۔۔۔میں گئی تو حمزہ کا ٹیمپر لوز نا ہو جائے۔۔"

وہ آگاہ کر رہی تھی وہ گئی تو سیدھی تو نہیں بیٹھے گی۔۔

عنادل نے بے بسی سے اسے دیکھا۔۔۔

جونی سمیت پورا گینگ آچکا تھا اور کسی بات پر ان سب کا منہ لٹکا ہوا تھا۔۔۔

منہ پر زخم کے نشان مندمل ہو چکے تھے۔۔

زامیہ نے پانچوں کو دیکھ کر سر جھٹکا انہیں نہیں معلوم تھا رات کی تاریکی میں ان کا حشر بگاڑنے والی وہی تھی۔۔۔

ان کا دماغ اس طرف نہیں تھا ورنہ ان کا گینگ ضرور زامیہ پر اٹیک کرتا۔۔۔

عنادل کلائی پر بندھی گھڑی میں ٹائم دیکھتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

زامیہ کو مدد طلب نظروں سے دیکھا لیکن اس نے رخ پھیر لیا عنادل پیر پٹخ کر حمزہ کے آفس کی جانب جانے لگی تو زامیہ نے پیچھے سے ہال جانے کا بتایا۔۔

وہ مڑ کر خفا نظروں سے دیکھ کر اس کے بتائے ہال میں چلی گئی۔۔

حمزہ نے کلاس میں ہی اسے ہال نمبر____ میں کلاس کے لئے بلایا تھا لیکن وہ بھول چکی تھی۔۔

زامیہ نے اس کے خفا تاثرات پر ہنس کر سر جھٹکا۔۔

جیسے کہتی ہو خفا ہونا یاد رہے گا کیا۔۔

وہ ہال میں پہنچی تو دو تین اسٹوڈنٹس موجود تھے نروس سی آنکھیں پھیلائے وہ اندر داخل ہوئی۔۔

حمزہ نے اس کے آنے پر نظر اٹھا کر اسے دیکھا اور واپس جھک کر نوٹس کے پوائنٹس کلئیر کرنے لگا۔۔

یہ اسٹوڈنٹس حمزہ کے کلاس میٹس تھے۔۔

ان کی ضد پر ہی حمزہ انہیں امپورٹنٹ لیکچرز سے ریلیٹڈ کچھ پوائنٹس سمجھا رہا تھا۔۔

حمزہ میر کا اسائنمنٹ ورک تقریباً کمپلیٹ ہو چکا تھا نیکسٹ ویک سے پیپرز تھے۔۔ جن کی تیاری میں لگا ہوا تھا۔۔

آج ہی اسے یہ نیوز ملی تھی کہ نیو پروفیسر اب سے لیکچر دیا کریں گے۔۔

حمزہ کو اپنے کندھے پر سے بوجھ ہٹتا محسوس ہوا۔۔۔

عنادل کی میتھ بہت کمزور تھی اور دلچسپی نا ہونے کے برابر تھی، حمزہ ہی تھا جو اسے میتھ کروا سکتا تھا۔۔

دس منٹ بعد حمزہ نے ان چاروں پانچوں کو جانے کی اجازت دی اور سر جھکائے متذبذب حالت میں بیٹھی عنادل کی جانب دیکھا۔۔

وہ لب کاٹ رہی تھی۔۔ اسے اندازہ بھی نہیں ہوا وہ سب جا چکے ہیں۔۔

"عینا آجاؤ اب میں فری ہوں۔۔"

اس کی پکار پر عنادل نے چونک کر سر اٹھایا۔۔

کچھ پل اس کو حیرت سے دیکھتی رہی۔۔

اسے عینا لفظ کی عادت ہو چکی تھی وہ صرف کلاس میں یا جب کوئی سامنے ہو عنادل کہا کرتا تھا ورنہ عینا عینا ہی کرتا رہتا تھا۔۔

عنادل کو دیکھتے ہی رات کے خواب نے حمزہ کے اعصاب پر وار کیا۔۔

"عینا۔۔"

NOVEL IN URDU

وہ پکار رہا تھا۔۔عنادل چونکی۔۔

"جی جی۔۔۔آتی ہوں۔۔"

وہ کافی فاصلہ پر بیٹھی تھی اور حمزہ ڈیسک کے ساتھ موجود کرسی پر بیٹھا تھا۔۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھتی ہوئی دو چیئر چھوڑ کر بیٹھی۔۔

ابھی بھی وہ اس سے خوف زدہ تھی آخر کیوں اس سے گریزپا تھی۔۔

آخر کیوں وہ ان آنکھوں میں اپنے لئے سب سے اونچا مقام نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔

حمزہ نے سر جھٹک کر عنادل کو لیکچر دینا اسٹارٹ کیا۔۔

کوئسچن سمجھا کر اسے اسی میتھڈ کے دوسرے سوال دیئے۔۔۔

حمزہ اپنا پروجیکٹ بنانے میں مصروف ہو گیا۔۔

دس منٹ بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ کوئسچن سولو کرنے کے بجائے پین سے کھیل رہی تھی۔۔

اس نے پھر سے متوجہ کیا، کوئی سچن کرنے کا کہا اور پھر پرشوق انداز سے اسے پڑھانے والے حمزہ میر کا دماغ سہی معنوں میں ٹھکانے لگا تھا۔۔

ایک ہفتہ اس نے جیسے تیسے ضبط برداشت سے کام لیا۔۔اسے لگا تھا وہ اسے میتھس میں بہتر کر لے گا۔۔وہ

غلط تھا اب وہ بچی نہیں تھی جو چند مختصر سوالات سے بہل جائے۔۔

وہ زچ ہو کر رہ گیا تھا۔ نا وہ پڑھتی تھی نا سمجھتی تھی۔۔ جب وہ سمجھا سمجھا کر دماغ خالی کر رہا ہو تا وہ غائب دماغی سے سوچوں میں گم رہتی تھی۔۔ جب کو ئسچن کرنے کی باری آتی تو رونی صورت بنائے بہانے گھڑتی بس جان چھڑوانے میں لگی رہتی تھی۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آتا تم نے اتنی کلاسز کیسے پاس کرلی ہیں۔۔ تم یہاں تک کیسے پہنچ گ ئی یں۔۔

ضرور تمہارے بابا اور بھائی نے تمہیں یہاں تک لانے کے لیے رشوت دی ہوگی۔۔"

حمزہ چڑچڑا ہو رہا تھا اس کے طنزیہ انداز پر عنادل کی آنکھیں باہر کو ابلیں اور پریشانی سے اسے دیکھا جس کے چہرے پر حد سے زیادہ سنجیدگی تھی عموماً عنادل کو دیکھ کر حمزہ کے تنے ہوئے نقوش تھوڑے نرم پڑ جاتے تھے۔۔

لیکن اس وقت بالکل بھی نرمی کا شائبہ بھی نہیں تھا۔۔۔

"میرے۔۔۔ میرے سر میں درد ہو رہا ہے اس لیے۔۔"

عنادل نے وہی بہانا دہرایا جو پچھلے کچھ روز سے بدل بدل کر بنا رہی تھی۔۔ اسے لگا تھا حمزہ اسے بہانا بنانے پر کھلی چھوٹ دے گا جیسے شروع کے چند روز میں وہ بہانوں پر فکرمند ہو جاتا تھا۔۔ مگر اب وہ سمجھ گیا تھا وہ بہانے بنا رہی ہے۔۔

"میڈیسن دوں؟ ویسے یہ سر درد کتنے دن چلے گا؟" اس نے گھورا تو وہ گڑبڑا گئی۔۔۔

حمزہ نے کچھ چونک کر اسے دیکھا پنک رنگ کے حجاب میں پنک لپ گلاز لگائے ہوئی تھی۔۔ وہ کبھی لپ شائین یا لپ گلاز کا یوز نہیں کرتی تھی۔۔

چونکہ موسم کافی بدل گیا تھا سرد ہواؤں کا دور چل رہا تھا، عمیمہ نے اس کے نیلے پڑتے ہونٹوں کو چھپانے کے لئے لپ گلوز لگا دیا تھا۔۔

سردی سے اس کے ناخن اور ہونٹ نیلے ہو جایا کرتے تھے۔۔

"لیکن میرا دل بھی عجیب ہو رہا ہے چکر بھی آرہے ہیں۔۔"

جلدی سے اس نے دوسرا بہانہ بنایا۔۔۔

"میں ڈاکٹر کو ہی ادھر بلا لیتا ہوں انجکشن لگے گا اور تم ٹھیک ہو جاؤ گی اور ساتھ ساتھ سوال بھی سولو کرتی رہنا۔۔"

نظریں اس پر جمائے سینے پر بازو لپیٹتا ہر بیماری کا حمزہ حل پیش کر رہا تھا۔۔ دوسرے الفاظ میں وہ اپنا ضبط اور اس کی ڈھٹائی ی آزما رہا تھا۔۔

"اب یہ ناٹک بند کرو اور سوالات کے جوابات لکھو۔۔"

وہ اب تو اچھے جان گیا تھا عینا میتھ سے بچنے کے لئے کیا کیا کر سکتی ہے۔۔

اس کی آنکھوں میں پانی سا بھرنے لگا۔۔ لیکن حمزہ یوں ہو گیا جیسے اس کے آنسو دیکھے ہی نا ہوں۔۔

وہ سوں سوں کرتی ہوئی کبھی اسے دیکھتی تو کبھی سوال سولو کرتی۔۔ دل میں کافی پریشان ہوئی ی وہ پہلے آنسوؤں پر پریشان ہو جاتا تھا آج نا بہانے کام آرہے تھے نا ہی آنسو اسے نرم کر رہے تھے۔۔۔

پانچ کے بجائے وہ تین کوئی سچن سولو کر چکی تھی۔۔

"اوکے آج کے لئے اتنا کافی ہے اب تم جا سکتی ہو لیکن میں پڑھائی کے وقت تمہارے بہانوں پر ٹائم ویسٹ نہیں کر سکتا۔ اب یہ ڈرامے بند کر دو۔۔ بڑی ہو جاؤ اب۔۔۔"

حمزہ نے سخت لہجے میں سمجھایا تو وہ فرماں برداری سے سر ہلانے لگی۔۔۔

وہ تین سوال دو گھنٹے لگا کر کر پائی تھی۔۔

حمزہ نے تاسف سے سولو ہوئے کوئسچن دیکھے جو بالکل ٹھیک تھے بار بار پریکٹس کے سبب ہی وہ یہ تین سوال سولو کر پائی تھی۔۔

اس کے جانے کا کہنے پر وہ ایسے اٹھ کر بھاگی جیسے اگر وہ رکی تو حمزہ نے پانچ سوال اور دے دینے تھے۔۔

اس کے جانے کے بعد حمزہ کے تنے عصاب ڈھیلے پڑے اور لب مسکراہٹ میں ڈھلے، آج تک سٹڈیز میں اتنا نہیں تھکا تھا جتنا اب اسے پڑھاتے ہوئے تھک رہا تھا۔۔۔

وہ میتھ سبجیکٹ سے آج بھی پہلے دن جتنا بیزار تھی۔۔ سوچتے ہوئے حمزہ نے کرسی کی بیک سے ٹیک

لگالی۔۔۔

جونی سر جھکائے اس موٹے آدمی کے سامنے کھڑا تھا۔۔

"جونی ہمارا مال کیسے اور کون جلا سکتا ہے تم پاگل ہو گیا۔۔؟ تم ایسے چوکیدار پر کیسے بھروسہ کر سکتے ہو۔۔۔ مجھے تو لگتا ہے وہ کسی ایجنسی سے ملا ہوا ہے۔۔"

سیاہ کالی سی رنگت کا وہ موٹا آدمی پھنکارتے ہوئے مسلسل بول رہا تھا۔۔

جونی سمیت سب لڑکے سر جھکائے کھڑے تھے۔۔

غلطی ان کی تھی تو سر بھی انہیں ہی جھکانا تھا۔۔

"تم لوگوں کو معلوم بھی ہے وہ کروڑوں کا مال تھا۔۔"

وہ مزید آگے بولتے ہوئے بھڑکا۔۔

"باس اب ہمیں آگے کی سوچنی چاہئیے۔۔ لڑکیاں یونی میں ڈرگز کے لئے تڑپ رہی ہیں۔۔ ہمیں کچھ کرنا ہو گا۔۔ ورنہ۔۔"

جونی کہتے کہتے رکا۔۔ باس کا ماتھا ٹھنکا۔۔

"ورنہ کیا۔۔ہاں؟ کیا۔۔۔؟ تڑپنے دو ان لڑکیوں کو۔۔۔ تڑپ تڑپ کر مریں گی ہی ناں اور کیا ہو گا۔۔ آج کل کسی ڈرگ کی عادی لڑکی کو یونی سے نہیں لے جا پا رہے۔۔ جب کوئی ہمارے کام نہیں آ رہی تو مر جائیں۔۔"

باس نفرت سے مسلسل اپنی زبان سے آگ کے شعلے ٹپکا رہا تھا۔۔ ان کے کام میں کچھ وقت سے رکاوٹ آ رہی تھی۔۔

پہلے وہ ڈرگ ایڈکٹ لڑکیاں یونی سے نکال کر کڈنیپ کر لیتے تھے کچھ کو بیچ دیا جاتا تھا کچھ کو ناز یبا موویز بنانے میں استعمال کیا جاتا تھا۔۔

مگر اب ایسا ممکن نہیں ہو رہا تھا۔۔

ایک لڑکا آگے بڑھا اور موبائل پر ایک لڑکی کی تصویر دیکھانے لگا۔۔ نئی لڑکی۔۔ نیا شکار۔۔۔ وہ چیلے ہر آنے والی لڑکی کو اپنے کام کے حساب سے جانچتے پھرتے تھے۔۔

باس جو مسلسل طیش کے عالم میں ان پر برس رہا تھا ٹھنڈا پڑا۔۔۔

"یہ لڑکی مجھے چاہیے ہی چاہئیے۔۔۔ کسی بھی قیمت پر۔۔"

باس کی آنکھیں چمکی تھیں، نظریں اس چہرے پر جیسے جم گ ئ ی تھیں۔۔

وہیں جونی کا اس لڑکی کی تصویر دیکھ کر دماغ گھوما۔۔

یہ وہی تھی جسے ان کے گینگ نے اچھا خاصا رلایا تھا۔۔

"لیکن اس لڑکی کو حاصل کرنا ممکن نہیں ہے۔۔ایک تو اس کی دوست اسے اکیلا نہیں چھوڑتی اور دوسرا یہ حمزہ میر کے انڈر سٹڈی کرتی ہے وہی حمزہ جس نے ہمارے ایک ممبر کو جیل بھجوایا ہے ریپ کے کیس میں۔۔"

جونی پوری تفصیل سے آگاہ کر رہا تھا۔۔

"مجھے نہیں معلوم اس لڑکی کی نگرانی کون کرتا ہے۔۔کیوں کرتا ہے۔۔مجھے یہ لڑکی چاہیئے ورنہ تم سب کی بوٹی بوٹی کر کے چیل کوؤں کو کھلا دوں گا یاد رکھنا۔۔جونی تم کافی کچھ جانتے ہو اس کی زمہ داری تمہاری کہ وہ لڑکی کب کیسے تم لے کر یہاں تک آؤ گے۔۔اب جو بھی کرو۔۔چاہے بہلا کر لاؤ۔۔چاہے ڈرگ دے کر۔۔"

آنکھوں میں چمک لئے ان کا باس جونی سے مخاطب تھا۔۔

اس کو غلط راستہ بتانے پر اتنے زخم کھائے تھے اس کو اٹھا لیتے تو پتہ نہیں کیا ہوتا۔۔جونی نے سوچتے ہوئے جھر جھری لی۔۔۔

ان کا باس کال پر مزید ڈرگز کا آرڈر دے رہا تھا جونی باس کا رائٹ ہینڈ تھا۔۔۔

یہ گینگ پاکستان میں تباہی اور لڑکیاں اسمگل کرنے کا کام کرتا تھا۔۔نوجوان نسل کو مفلوج کرنا ان کا اہم

کام تھا۔۔

وہ ہال سے نکل کر سیدھا زامیہ کے پاس پہنچی۔۔

اس کا نوٹ بک پھینکنے کے انداز سے اسے دیا۔۔

جو کچھ دن پہلے حمزہ نے چھٹی کے وقت اسے دیا تھا۔۔ آج بیگ کھول کر دیکھا تو یاد آیا اور اب نکال کر دے رہی تھی۔۔

"شکر ہے یہ تو ملا۔۔ بس یہ حمزہ کے پاس سے نا ملا ہو۔۔"

اس نے کسی خدشے کے تحت کہہ کر سر اٹھایا اور عنادل کا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھا۔۔

"انہی کے پاس تھا کچھ دن پہلے چھٹی کے وقت دیا تھا۔۔

میں بتا رہی ہوں زامیہ میں یہ ایکسٹرا کلاس ہرگز بھی نہیں لوں گی۔۔ میں بیمار ہو جاؤں گی۔۔ اب سختی کرتے ہیں سر۔۔ اب ڈانٹتے ہیں وعدہ بھول گئے۔۔ اتنا سر درد کرتا ہے پھر بھی پڑھاتے ہیں، ترس نہیں آتا ان کو۔۔"

ناراض ناراض سی عنادل کافی بھڑکی ہوئی تھی، رونی صورت بنائے دنیا کی مظلوم ترین لڑکی بنی بیٹھی تھی۔۔

"دل یہ نوٹ بک اس کے پاس تھا تو اس نے سب پڑھ بھی لیا ہو گا۔۔"

زامیہ کو تو مانو صدمہ ہی لگ گیا تھا عنادل کی بات اگنور کئے اپنی ہی سنانے لگی۔۔

"اچھا ہے پڑھ لیا ہو آپ ہر وقت پیچھے لگی رہتی ہیں ان کے۔۔۔"

اس نے منہ بسور کر کہا۔۔کچھ وقت پہلے خود برا بھلا کہہ رہی تھی اور اب اسے ٹوک رہی تھی۔۔

زامیہ کی شوخ سی نظریں اس کی جانب اٹھیں۔۔

"دل تمہارے گھر والے ہادیہ کے لئے مانے؟ آخر کب فیصلہ کرو گے۔۔"

یاد آنے پر اس نے فوراً پوچھا۔۔

"تقریباً سب ہی اس رشتے کے لئے تیار ہیں۔۔بس بھائی تھوڑے کنفیوز ہیں۔۔وہ بھی آج اپنا فیصلہ سنا دیں گے۔۔"

عنادل کا بھی دھیان مینتھ اور حمزہ سے نکل کر دوسری جانب مڑا۔۔

زامیہ نے حمزہ کو دیکھا وہ قریب آ رہا تھا۔۔

وہ یونی سے جانے کے لئے ان کے پاس سے گزرے گا اچانک زامیہ کے ذہن میں شیطانی منصوبے نے انگڑائی لی۔۔۔

"دل کتنا مزہ آئے گا ناجب تمہارے گھر والے رشتے کے لئے ہاں کر دیں گے اور تم دلہن بنو گی۔۔

میں تو بہت ہلا گلا کروں گی دل ابھی سے بتا رہی ہوں۔۔"

زامیہ نے جان بوجھ کر اونچی آواز میں کہا پاس سے گزرتے حمزہ کے پیر زنجیر میں جکڑ گئے۔۔

ترچھی نظروں سے عنادل کو دیکھا جس کی آنکھوں میں پہلے حیرت ابھری تھی پھر وہ بھی پرجوش سی ہوئی۔۔

حمزہ کا دم گھٹنے لگا۔۔دل دھڑکنے سے انکاری ہوا۔۔

سانس لینے میں دشواری محسوس ہوئی۔۔

وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا نکلتا چلا گیا۔۔

زامیہ نے اس کی حالت پر افسوس کیا۔۔

جو کچھ بھی پوچھنے یا کنفرم کرنے کی بجائے چلتا بنا۔۔

"زامیہ میں کیوں بنوں گی دلہن۔۔؟"

پہلے خوش ہوئی وہ دلہن بنے گی پھر یاد آیا شادی اس کی نہیں تھی۔۔تو وہ کیوں بنے گی دلہن۔۔۔

"تو کیا ہوا بھائی بہن کی شادی ہے رج کر تیار ہونا۔۔"

زامیہ نے بات گھمائی۔۔

اور شادی پر ایک لمباٹاپک چھڑ چکا تھا۔۔زامیہ کا بار بار دھیان حمزہ کی جانب جا رہا تھا۔

اسے افسوس ہوا اس نے اس قسم کا مذاق کیوں کیا جس سے اس کی آنکھیں بجھ سی گئیں تھیں۔۔لاکھ دشمنی سہی لیکن کسی کو محبت کی مار تو زامیہ بھی نہیں مار سکتی تھی۔۔

جدائی کی مار۔۔

تڑپنے کی مار۔۔

کھو دینے کی مار۔۔

زامیہ بے دلی سے عنادل کی شادی کے لئے ایکسائٹمنٹ سن رہی تھی۔۔

خرم نے رشتے کے لئے ہاں کہہ تو دی تھی لیکن دل میں سو قسم کے وسوسے ستا رہے تھے۔۔۔

ہادیہ جو دکھتی ہے اگر ویسی نا ہوئی تو۔۔؟

زامیہ تو اس خبر سے ہی پر جوش سی ہو گئی۔۔

دو ماہ کے بجائے ایک ماہ کے بعد کی تاریخ دے دی گئی۔۔

عمیمہ اور خرم دونوں کی ساتھ شادی تھی عنادل کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ ہی نہیں تھا۔۔

کبھی کسی سے کچھ ڈسکس کرتی تو کبھی زامیہ کو کال ملا کر بیٹھ جاتی۔۔ اپنی نوٹ بک (جس میں یاد دہانی کے لئے اکثر وہ باتیں لکھا کرتی تھی۔۔) اس میں اپنے شوپنگ کی چیزیں لکھتی۔۔

کبھی عمیمہ کو تنگ کرتی۔۔ اس کے دن اچھے گزر رہے تھے۔۔

شادی کے فوراً بعد پیپرز تھے لیکن پیپرز کی فکر کسے تھی۔۔ عنادل نے نا پہلے پڑھائی میں انٹرسٹ لیا تھا اور نا ہی آگے اس کا ایسا کوئی ی ارادہ تھا۔۔۔

"ہیلو زامیہ۔۔۔ ہادیہ کو ہمارے گھر بھیج دیں ماما نے کہا تھا وہ انہیں شاپنگ کروائیں گی۔۔"

زامیہ کی کال آنے پر وہ اٹینڈ کرتے ہی شروع ہو چکی تھی۔۔

اسے ڈر تھا بتانے سے پہلے زہن سے ہی نا نکل جائے۔۔

اپنی نوٹ بک دیکھنے لگی کہیں کچھ اور بات تو نہیں کرنی زامیہ سے۔۔

باتیں یا چیزیں یاد نا رہنے میں زیادہ ہاتھ اس کی غائب دماغی کا بھی تھا جو کہا جاتا تھا توجہ سے سنتی نہیں تھی اور پھر سب بھول جاتا تھا۔۔

"لڑکی تھوڑا سانس لو۔۔۔ تمہارے بتانے سے پہلے عمیمہ مجھے کال کر چکی ہے کل یونی جاتے ہوئے چھوڑ جاؤں گی اور کچھ۔۔؟"

وہ اس کے اتنا جلدی جلدی بولنے پر چڑ کر بولی تو عنادل کو عمیمہ کی یہ بات اچھی نہیں لگی تبھی منہ بسورنے لگی۔ ہر کام تو ہو چکا تھا وہ کیا کر رہی تھی بھلا۔۔۔

"ٹھیک ہے۔۔ آپ کو معلوم ہے سر حمزہ میر ہیں ناں۔۔۔ ان کے پیپرز اسٹارٹ ہیں۔۔"

سر جھٹک کر عادت کے عین مطابق وہ اگلی بات کرتی پر جوش سی زامیہ کو بتانے لگی۔۔

"ہاں معلوم ہے تم مجھے دس مرتبہ بتا چکی ہو۔۔ اتنا خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ حمزہ کے پیپرز ہو رہے ہیں تمہیں پڑھانے سے کب منع کیا ہے اس نے۔۔؟"

وہ جو پر جوش سی زامیہ سے بات کرتی میتھ اور حمزہ سے جان چھٹنے پر خوش تھی اچانک دھیمی پڑی۔۔

"یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔۔۔ انہوں نے پیپرز کا بتایا تھا میری اسٹڈی سے ریلیٹڈ بات تو ہوئی ہی نہیں۔۔"

وہ اب پریشان سی کہہ رہی تھی۔۔ اگلے کچھ پل میں وہ یہ بات بھلا کر انجوائے کرنے والی تھی مگر فی الحال سوگ میں جا چکی تھی۔

دوسری طرف زامیہ کو ہنسی آئی۔۔

"ایک مہینے بعد پیپرز ہیں۔۔۔ تو تم پیپرز پر دھیان دو دل نا کہ ایسی اوٹ پٹانگ سوچوں میں اپنا وقت ضائع کرو۔۔

چلو اب میں فون رکھتی ہوں۔۔ہادیہ نے الگ رو رو کر پریشان کر رکھا ہے۔۔

کل میں اسے تمہارے گھر چھوڑ دوں گی۔۔"

وہ کہہ کر اختتامی کلمات ادا کرتی کال کاٹ گئی۔۔

عنادل کو میتھ کا خوف تھا اور آج کل تو ویسے بھی حمزہ کے طعنے عروج پر تھے۔۔

پتہ نہیں حمزہ ٹیچر کم ساس زیادہ لگتا تھا یہ عنادل کے خیالات تھے جو اس تک ہی محدود تھے۔۔

زامیہ کو بتا دیتی تو یقیناً اس نے حمزہ کے سامنے لازمی کہنا تھا۔۔۔وہ میتھ کی ٹینشن سے بچنے کے لئے بیڈ سے اتر کر عمیمہ کے پاس چلی گئی۔۔

لیپ ٹاپ پیپرز تک خرم کے انڈر تھا اس لئے وہ اینیمے دیکھنے سے قاصر تھی۔۔

شادی کے پروگرامز بھی تیار کرنے تھے۔۔

پورا ننھیال ددھیال آنا تھا۔۔۔

اسے یاد آیا تھوڑا اپنی بہن کے ساتھ بھی ٹائم اسپینڈ کرنا تھا کچھ دن کی مہمان تھی وہ۔۔

"ہیلو زامیہ حمزہ سپیکنگ۔۔"

رات کے دو بجے حمزہ زامیہ کو کال ملائے بیٹھا تھا۔۔

"نمبر کہاں سے ملا میرا۔۔"

وہ حمزہ کی آواز سنتے ہی پھاڑ کھانے کو دوڑی۔۔

"میرے لئے یہ سب بہت آسان ہے زامیہ۔۔۔

مت بھولو میں نے تمہاری ہیلپ کی تھی۔۔۔

اور ابھی بھی۔۔۔۔۔"

وہ بولتے بولتے رکا۔۔

"ہاں مدد کی تھی تو۔۔۔؟۔۔تو اب آپ مجھ سے اس مدد کا صلہ مانگیں گے۔۔؟ ایم آئی رائٹ۔۔؟"

زامیہ کافی غصے میں تھی۔۔

"بالکل سہی پہچانا ہے مس زامیہ۔۔

عنادل سے جو بات کہی تھی تم نے وہ تو گھما دی تھی۔۔میں نے عنادل سے اگلوالیا ہے۔۔

اور تمہیں معلوم ہے ایک دن پورا میرا کس کیفیت میں گزرا ہے۔۔؟ تمہیں کیسے اندازہ ہو گا کبھی محبت کی ہو تو معلوم بھی ہو۔۔"

NOVEL IN URDU

سخت تاثرات کے ساتھ ساتھ حمزہ کا لہجہ بھی کاٹ دار تھا۔۔۔

"مجھے ڈیٹیل چاہیئے کہ عنادل کے ساتھ کیا ہوا تھا وہ چیزیں کیوں بھولتی ہے۔۔"

وہ سپاٹ لہجے میں اس سے بات کر رہا تھا۔۔

"اور میں آپ کی بات کس خوشی میں مانوں مجھے پتہ ہے آپ کو زیادہ تو اس کا آپ کو بھولنا پریشان کر رہا ہے۔۔۔"

وہ بھی بات گھما پھرا کر کرنے کے بجائے سیدھی بات کرنے کی عادی تھی۔۔۔

"جو بھی سمجھو بس میرا دیا فیور یاد رکھ لینا۔۔۔

اور ابھی بھی دے رہا ہوں۔۔۔"

جتاتے لہجے میں اسے حمزہ نے باور کروایا۔۔

"اوکے بار بار احسان کیوں جتاتے ہو۔۔۔ سب ڈیٹیل تم خود لینا عنادل کے گھر والوں سے۔۔۔

ویسے آپ میری جانب سے شادی کے لئے انوائٹڈ ہیں۔۔۔ عنادل کے بھائی کی شادی میری فرینڈ سے ہے تو آپ آسکتے ہیں۔۔"

اسے معلوم تھا حمزہ ضرور آئے گا۔۔۔ اس لئے اسے بھی انوائیٹ کر لیا۔۔

حمزہ کے چہرے پر خوبصورت مسکراہٹ ابھری۔۔

"اگر میں کہوں اس شادی میں سب کو سرپرائز ملے گا تو۔۔۔؟"

اس نے سسپینس ڈالنا چاہا۔۔

زامیہ سیدھی ہو کر بیٹھتی اس سے پہلے کہ کوئی ی سوال کرتی وہ کال کاٹ گیا۔۔

زامیہ کا دماغ ہی گھوم گیا اس نے بتایا بھی نہیں وہ شادی میں کیا کرنے والا تھا۔۔۔

لیکن اسے حمزہ کا کام کرنا تھا آخر اس کے سر پر حمزہ کا احسان جو موجود تھا۔۔۔

"عینا اگر تم فیل ہوئی نا میری ناک کٹے گی۔۔ یہ کیا کیا ہے۔۔؟

تم نے پورا کوئسچن ہی غلط کر دیا ہے۔۔"

حمزہ کے چہرے پر اب عنادل کو پڑھاتے ہوئے دبا دبا غصہ رہنے لگا تھا جس کا اظہار وہ اپنے طنزیہ جملوں سے ہی کر سکتا تھا۔۔۔

"تو آپ نے غلط سمجھایا ہو گا اس لیے تو غلط ہوا ہے۔۔"

عنادل سب غلطی حمزہ پر ڈال گئی۔۔

وہ منہ بناتی کو ئسچن کر رہی تھی، اپنے گھر والوں سے خفا ہو کر یونی آئی تھی، اس ظلم پر رونا آتا تھا مگر آج کل تو حمزہ میر رونے بھی نہیں دیتا تھا۔۔

گھر میں سب شادی کی تیاری کر رہے تھے ایک وہ تھی جسے پیپرز کے نام سے ڈرا کر یونی بھیجا جا رہا تھا۔۔

"عینا میں کیا غلط سمجھا رہا ہوں؟ تم نے سمجھا ہی کب ہے جو مجھے غلط کہہ رہی ہو۔۔ دماغ تمہارا کہیں اور ہوتا ہے اور جو سنتی ہو بھلاتی جاتی ہو ساتھ ساتھ۔۔

کم از کم تھوڑا تو سمجھ لو۔۔۔

فیل ہو جاؤ گی سچی بتا رہا ہوں تمہیں۔۔ بچی ہو کیا تم۔۔؟"

وہ نفی میں سر ہلاتے ہوئے سخت نالاں لگ رہا تھا۔۔ دانت پیس کر بولتا اسے دیکھنے لگا جو سر ڈالے بیٹھی تھی۔۔

حمزہ پہلے ہی اپنے فائنل ایگزامز کی وجہ سے بزی تھا، اس پر عنادل کی میتھ کی کلاسز جو اس کے اعصاب پر سب سے بڑا بر ڈن تھیں۔۔

حمزہ کی خواہش تھی وہ بس پاس ہو جائے بھلے اس کی جی پی ایس اچھی نا آئے۔۔۔

لیکن دور دور تک پاس ہونے کے بھی چانسز نہیں لگ رہے تھے۔۔۔

"مجھے بریک چاہیئے سر میرا سر درد کر رہا ہے۔۔ پرامس آدھے گھنٹے میں آجاؤں گی۔۔" ایک گھنٹہ چیخ کر

تقریر کرتے حمزہ کو یہ جواب ملا تھا۔

وہ گہرے گہرے سانس بھرتا ضبط کرنے لگا۔۔ سر چکرا رہا تھا تبھی بس سر ہلا کر اجازت دے دی۔۔

حمزہ کے سر ہلانے پر وہ کسی نالائق، کام چور بچے کی طرح اپنا سامان وہیں چھوڑے اٹھ کر زامیہ کے پاس پہنچ گئی۔۔

وہ درخت سے ٹیک لگائے کسی سے باتوں میں مصروف تھی۔۔۔

اس کے آنے پر کال بند کر کے اس کا اترا ہوا چہرہ دیکھنے لگی۔۔۔

"زامیہ میں جوس لے کر آتی ہوں طبیعت عجیب ہو رہی ہے۔۔

پلیز میرا ہاف ڈے کروا دیں مجھے شاپنگ پر جانا ہے ہادیہ کے ساتھ۔۔۔"

وہ بے زار سی اس کے پاس بیٹھی منت کر رہی تھی، چہرے پر ایسی تھکن سجالی جیسے کافی محنت کرتی رہی ہو۔۔ زامیہ کے کوئی بھی جواب دینے سے پہلے اٹھ کر جوس لینے چلی گئی۔۔۔

کینٹین میں جونی کے گینگ کا لڑکا پہلے سے موجود تھا جو اسے دیکھ کر چونکا۔۔

لیکن عنادل کو کسی سے کہاں غرض تھی وہ تو بس جوس لیتی واپس وہیں جا بیٹھی جہاں زامیہ موجود تھی اور جوس کے سپ لینے لگی۔۔۔

"میں نے حمزہ سے بات کر لی ہے اس نے کہا ہے آدھے گھنٹے کی کلاس لے لو پھر چلی جانا۔۔ دنیا کا انوکھا ٹیچر

NOVEL IN URDU

ہے جو پڑھانے کے لیے منتیں کرتا ہے اور سر کھپاتا ہے وہ بھی بنا فیس کے۔۔"

اس کے بیٹھنے پر زامیہ نے اس کو ہنستے ہوئے بتایا۔۔

اس کے جانے کے فوری بعد وہ کال کر کے حمزہ سے ہاف ڈے مانگ چکی تھی۔۔ حمزہ اس بات پر کافی بگڑا تھا۔۔ پہلے ہی وہ پڑھائی میں نکمی تھی بچی کھچی کسر زامیہ اسے ریلیف دے کر پوری کر رہی تھی۔۔۔

زامیہ کے ضد کرنے پر ایک گھنٹے کی کلاس کو حمزہ نے آدھے گھنٹے کا کر دیا۔۔

"آدھے گھنٹے کی لینی پڑے گی۔۔ چلیں ٹھیک ہے۔۔۔۔ پھر ہم سب شاپنگ پر جائیں گے۔۔"

وہ اداسی سے دہراتی سر جھٹک کر ایکسائٹڈ ہوتی بول رہی تھی۔۔

آج کل اس کا جوش دیکھنے والا تھا۔۔

"یہ جوس کتنا بدذائقہ ہے شاید گرم ہو گیا اس لئے لگ رہا ہے۔۔"

وہ برے برے منہ بناتی جوس کے آخری گھونٹ پیتی ناک چڑھا کر بولی اور جوس کی بوتل پھینکی۔۔

زامیہ اب ہادیہ کو فون پر تیار رہنے کی ہدایت دینے لگی۔۔۔

جو کہ گھر پر ہی تھی۔۔۔ اس کی ضد تھی وہ اکیلے عنادل کے گھر والوں کے ساتھ نہیں جائے گی زامیہ جائے گی تو وہ بھی جائے گی۔۔۔

NOVEL IN URDU

اس لئے زامیہ کو تو جانا ہی تھا اگر عنادل بھی ان کے ساتھ چلی جاتی تو مزہ ہی آجاتا۔۔۔

اسے بزی دیکھ کر عنادل کلاس لینے چلی گئی۔۔اور اس آدھے گھنٹے کی کلاس میں وہ حمزہ کے سر کا ہلکا درد اچھا خاصہ بڑھا کر فری ہوئی تھی۔

کلاس کے بعد سب مل کر شاپنگ کرنے چلے گئے۔۔

اسی دوران باتوں میں زامیہ عمیمہ سے عنادل کی خراب طبیعت کے بارے میں کافی کچھ معلوم کر چکی تھی۔۔

"زامیہ سچ میں عنادل کا اگر برین اسٹرونگ ہو جائے تو وہ بالکل ٹھیک ہو سکتی ہے،بس اسے برین ویکنیس ہے۔۔لیکن وہ اتنی لاپرواہ ہے کیا بتاؤں،اسے اپنی ہی کوئی پرواہ نہیں ہے۔۔۔دوسرا ابھی کبھی کبھی بھول جاتا ہے میری دعا ہے شونا کو سٹرکٹ ہزبینڈ ملے۔۔۔"

زامیہ اس کی بات پر ہنسنے لگی۔۔۔

دوسری جانب شاپنگ کرتی ہادیہ کا بس نہیں چل رہا تھا نظروں کے ساتھ خود بھی زمیں میں دھنس جائے۔۔۔

سب کے پوچھنے پر یہ اچھا ہے کہ نہیں فوراًزامیہ کی جانب دیکھتی۔۔

زامیہ اسے کئی بار کہہ چکی تھی جو پسند ہے وہ بتاؤ میری پسند نہیں دیکھو۔۔۔لیکن وہ ہر بار زامیہ کو ہی دیکھتی۔۔۔

زامیہ اچھا خاصہ تنگ آچکی تھی۔۔

"ہادیہ اگر اپنے پانچ روپے زمین پر سے اٹھا لئے ہوں تو ادھر اُدھر بھی دیکھ لو۔۔۔"

اس کے مسلسل نیچے دیکھنے پر اس سے رہا نہیں گیا تو کہہ دیا۔۔۔

"آپ مجھے اکیلے شاپنگ کروا دیتی ناں اتنے سارے لوگ ہیں یہاں۔۔"

وہ رو دینے کو تھی۔۔ سسرال والوں کے ساتھ شاپنگ کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔۔۔

"ابھی تو خرم بھی ہمیں جوائن کرنے والا ہے کہیں گر گرانا جانا اسے دیکھ کر۔۔۔ ابھی نظریں زمین میں گڑی ہیں مجھے ڈر ہے تم تو اسے دیکھ کر ہی کہیں چھپ جاؤ گی۔۔۔"

زامیہ نے ہنستے ہوئے اسے اطلاع دینے کے ساتھ ساتھ ہوش بھی اڑا دیئے۔۔۔

"کیا وہ۔۔۔۔وہ بھی آئیں گے۔۔۔ لیکن کیوں۔۔۔ چلیں ہم چلتے ہیں میں نے کر لی شاپنگ۔۔"

وہ تو مانو گڑبڑا ہی گئی تھی اس کے آنے کا سن کر۔۔۔

"زامیہ ہادیہ آپ دونوں کتنی باتیں کرتے ہیں ماما آپ لوگوں کو بلا رہی ہیں بھائی بھی آگئے ہیں۔۔"

عنادل نے ان تک پہنچ کر نفی میں سر ہلاتے بڑی بی کی طرح کہا اور مہر النساء بیگم کا پیغام پہنچایا۔۔

"چلو۔۔۔ زرا اس ہادیہ کو سنبھالو تم میں زرا اپنی شاپنگ کر لوں۔۔"

"لیکن آپ یہ اوٹ پٹانگ کپڑے شادی میں نہیں پہنیں گی پہلے بتارہی ہوں میں زامیہ۔۔۔

پیاراسادیسی اسٹائل ڈریس لیں گی۔۔"

زامیہ کو جاتادیکھ کر عنادل نے جلدی سے کہااور ہادیہ کو لے کر آگے بڑھ گئی جہاں اس کی فیملی کھڑی تھی۔۔

ہادیہ نے خرم کو ایسے سلام کیا جیسے اس نے ڈانٹ دینا تھا۔۔

خرم نے ایک نظر خود کو چھپاتی اور کنفیوژسی ہادیہ کو دیکھا۔۔

وہ عنادل سے تھوڑی ہی بڑی تھی۔۔

سر پر ڈوپٹہ ٹکائے آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے نظریں جھکائے کھڑی تھی۔۔

اچانک خرم کے دماغ میں اس کی سنگین غلطی یاد آئی۔۔

وہ اتنی سمپل تھی تواس نے اس قسم کا قدم کیوں اٹھایا تھا۔۔

وہ سمجھ ہی نہیں سکا۔۔

تمام باتوں کو ذہن سے نکال کر اپنی اور آذان کی شاپنگ کرنے لگااس نے آنے سے معذرت کرلی تھی اور کہہ دیا تھاوہ اپنی پسند سے لے لیں۔۔

اس لئے عنادل عمیمہ کو تنگ کرتے ہوئے پورے دل سے شاپنگ میں بزی تھی۔۔

"تم کیا پاگل ہو۔۔۔؟ یہاں کیوں آئے ہو۔۔؟ کسی نے دیکھ لیا ناں اچھا نہیں ہو گا۔۔۔"

زامیہ دور جا کر کھڑی کسی سے باتیں کر رہی تھی۔۔

وہ پلر کے پیچھے چھپا ہوا تھا تا کہ کوئی دیکھ نا سکے۔۔۔

"تم میری کال نہیں اٹھاؤ گی تو میں یونہی پیچھے پیچھے آؤں گا۔۔۔

سچی بتا رہا ہوں۔۔۔ میں سب کو بتا دوں گا میں تمہارا کیا لگتا ہوں۔۔۔"

وہ دھمکاتے ہوئے شرارت سے گویا ہوا۔۔

زامیہ نے ہنس کر اسے دیکھا۔۔۔

"رئیلی۔۔۔ مجھے دھمکانے سے پہلے اپنی حالت سوچ لینا۔۔۔"

وہ کہہ کر وہاں سے نکلی وہ سب بھی شاپنگ کرتے ہوئے اس جانب آرہے تھے۔۔

پلر کے پیچھے سے وہ بھی غائب ہوا۔۔۔

زامیہ نے عنادل کے کہنے پر ایک شلوار سوٹ مایوں کا ایک مہندی کا اور بارات کے لئے لہنگا۔۔۔ ولیمے کے لئے بال گاؤن لیا۔۔

دونوں کے ایک جیسے ڈریسز تھے بس کلر الگ تھے۔۔

یہ بھی عنادل نے ہی لیا تھا۔۔۔

زامیہ اس کی خوشی کی خاطر مان گئی تھی ورنہ وہ ایسے ڈریسز دیکھتی بھی نہیں تھی پہننا تو بہت دور کی بات تھی۔۔۔

ہادیہ کی نظریں تو بس زمین کے اندر گڑی تھیں جیسے کوئی خزانہ ڈھونڈ رہی ہو۔۔۔

کچھ وقت پہلے بیزار ہوتا خرم اب اس کی نروسنیس انجوائے کر رہا تھا۔۔۔

عمیمہ ریلیکس تھی کیونکہ آذان تو آیا ہی نہیں تھا۔۔۔

شاپنگ میں ہی انہیں سات گھنٹے لگ چکے تھے۔۔۔

ہادیہ کا بارات ولیمہ کا ڈریس خرم نے پسند کیا تھا۔۔۔

عمیمہ نے سب کی پسند سے لیا تھا۔۔

وہ سب خوشی خوشی شاپنگ کے بعد ڈنر کرنے قریبی ریسٹورنٹ چلے گئے جہاں اچھی بات چیت کی اور جلد واپسی کی۔۔یوں ایک تھکا دینے والے دن کا اختتام ہوا تھا۔۔۔

نور یونیورسٹی پہنچ چکی تھی۔۔ لیکن کلاسز لینے کے لئے نہیں بلکہ حمزہ کو نظروں میں رکھنے کے لئے۔۔۔

زامیہ نے آج لیٹ یونی آنا تھا اس لئے عنادل بینچ پر بیٹھی نوٹس کاپی کر رہی تھی۔۔۔ حمزہ نے اسے کچھ کام دیا تھا وہ سب سے بیگانہ اپنا کام کر رہی تھی۔۔۔

وہ ریڈ لپ اسٹک لگائے گولڈن بالوں کو کھلا چھوڑے لمبی ہیل سے ٹک ٹک کرتی عنادل کے پاس سے گزری۔۔۔

پھر رکی۔۔ اور عنادل کو دیکھا۔۔

وہ سر جھکائے اپنے کام میں منہمک تھی۔۔ موسم برسات کا تھا اس لئے دھوپ نہیں تھی۔۔

"سنو لڑکی حمزہ میر کو دیکھا ہے۔۔؟ حمزہ میر بزنس ڈیپارٹمنٹ لاسٹ ائیر سٹوڈنٹ۔۔ وہ کہاں ملیں گے مجھے۔۔؟"

کچھ سوچ کر اس سے سوال کرتی حمزہ کا تعارف دینے لگی۔۔

عنادل نے چونک کر سر اٹھایا۔۔ اتنی پیاری لڑکی کو سامنے دیکھ کر اس کا منہ کھلا۔۔

"سر حمزہ میر۔۔؟ وہ۔۔۔ وہ تو مجھے کلاس دینے آنے والے ہونگے لیکن ابھی دس منٹ ہیں۔۔ ہال میں آئیں گے۔۔"

وہ بتا کر واپس کام کرنے لگی۔۔

NOVEL IN URDU

دس منٹ میں کام کرنا تھا۔۔

"اوکے۔۔"

حیرت سے ابرو بھینچ کر اسے دیکھا پھر تھوڑے فاصلے پر جا کھڑی ہوئی۔۔

اپنی دوست سے بات کرنے لگی۔۔

عنادل کھڑی ہوئی۔۔اسی وقت حمزہ بھی آتا دیکھائی دیا۔۔

اس نے بینچ پر رکھا ہوا اپنا سامان اٹھایا اور تھوڑا ہی آگے بڑھی ہو گی حمزہ بھاگتا ہوا اس تک پہنچا۔۔۔

اس کے عنادل کے سامنے آنے پر اس نے رک کر حمزہ کو دیکھا۔۔

ماتھے پر بھاگنے کے سبب بال بکھر گئے تھے۔۔۔

پسینہ بھی آچکا تھا۔۔

"عینا کب بڑی ہو گی تم۔۔"

وہ کہتے ہوئے اس کے سامنے نیچے بیٹھا نظریں عنادل کے شو کے کھلے لیسز پر تھیں۔ آس پاس کے اسٹوڈنٹس کی حیرت سے آنکھیں پھٹیں۔۔

"ابھی گر جاتی تم اگر ایک دو قدم اور چلتیں تو۔۔۔"

وہ شوز کے لیس باندھنے کے بعد اٹھتے ہوئے اسے ڈپٹ رہا تھا۔۔ عنادل کا حیرت سے منہ کھلا رہ گیا۔۔

یونی والوں نے آج ایک الگ حمزہ میر دیکھا تھا۔پرواہ کرتا، فکر مند ہوتا، محبت اور حق جتاتا حمزہ میر۔۔

سٹوڈنٹس ایک دوسرے کے کان میں حیرت سے سرگوشیاں کر رہے تھے وہیں نور کو سمجھ نہیں آیا اس نے جو دیکھا تھا وہ سچ تھا یا کوئی خواب تھا۔۔۔ یہ تو بالکل الگ روپ تھا اس کا۔۔

وہ حیرت سے آنکھیں مسلتی منظر واضح کرنے لگی لیکن منظر وہی رہا۔۔

عنادل کے سامنے کھڑا حمزہ میر۔۔

نور کے اندر ایک دم حسد نے جنم لیا۔۔۔

کیا تھا اس سمپل عام سی حجابی لڑکی میں۔۔وہ تو اس سے کہیں زیادہ حسین، اسٹائلش اور ویل ڈریسڈ تھی۔۔

"سر آپ نے یہ کیا کیا۔۔۔؟ آپ مجھے بتا دیتے تو میں باندھ لیتی۔۔"

وہ ہونق زدہ سی اور شرمندگی لئے حمزہ سے کہتی یہاں وہاں سب کو خفت سے دیکھ رہی تھی۔۔

"چلو آجاؤ کلاس کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔"

وہ اس کی بات کو اگنور کئے اسے اپنے ساتھ لے جاتا یوں ظاہر کر رہا تھا جیسے یہ اس کے لیے عام سی بات ہو۔۔

ہال پہنچتے ہی عنادل پر پھر سے نیند، سر درد، عجیب حالت اور ایسی دوسری خطرناک بیماریاں حملہ آور ہو چکی تھیں۔۔پریکٹس کرتے ہوئے بار بار جمائیاں لے رہی تھی۔۔

کل کی شاپنگ کی تھکن اب تک نہیں اتری تھی۔۔

حمزہ اپنے پیپرز کی تیاری میں آج کافی بزی تھا بیس منٹ بعد سر اٹھا کر دیکھا تو وہ ڈیسک اور بکس پر سر ٹکائے سو چکی تھی۔۔۔

حمزہ میر کا دل چاہا ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھتا رہے اور وقت یہیں تمام کر دے لیکن ابھی وہ ایسا کوئی حق کہاں رکھتا تھا۔۔

اپنے آپ کو اس کے سحر سے بچانے کے لئے چئیر کا رخ اس کی جانب سے موڑ گیا۔۔۔

وہ اسے اٹھا بھی نہیں سکتا تھا کافی دیر سے وہ نیند میں جھول رہی تھی۔۔۔وہ جتنا سختی کر لے مگر کبھی کبھی بالکل ہار مان جاتا تھا۔۔

وہ اسے مزے سے سوتا دیکھ کر مسکراتے ہوئے اپنے نوٹس بنانے لگا۔۔۔

زامیہ کو میسج کر دیا تھا وہ ہال میں آجائے تاکہ حمزہ یہاں سے جا سکے اسے وہاں اکیلا چھوڑنا خطرناک ہو سکتا تھا۔۔۔

زامیہ کے آنے پر حمزہ وہاں سے چلا گیا۔۔

زامیہ بھی اسے سوتا ہوا دیکھ کر شرارت سے اپنے موبائل میں پکچرز کیپچر کرنے لگی۔۔۔

نقاب پوش آج گھات لگائے بیٹھا تھا۔۔

جو لڑکیاں ڈرگز کے لئے مچل رہی تھیں انہیں ایک گاڑی میں بیٹھا کر ہاسپٹل منتقل کر آیا تھا۔۔۔

انہیں یہ لالچ دیا کہ وہ سفید پاؤڈر دے گا اس کے لئے وہ اس کے ساتھ جانے کو بھی تیار تھیں۔۔۔

عموماً یونی آف ہونے کے بعد ہی وہ لڑکیاں جونی سے ڈرگز کی بھیک مانگنے آیا کرتی تھیں۔۔۔

لیکن وہ ان سنا کر کے چلا جاتا تھا۔۔۔

بعد میں ہُڈی میں چھپا نقاب پوش آیا اور انہیں بہلا کر ہاسپٹل لے گیا۔۔۔

ان لڑکیوں کی سسکتی فریادیں اور تڑپ اس کے اعصاب پر ہتھوڑے کی طرح برستی تھیں۔۔۔

لیکن وہ انہیں مشکل سے ہی نکال رہا تھا۔۔۔۔

کچھ مہینوں کے علاج کے بعد وہ واپس بالکل ٹھیک ہو جاتیں۔۔

یہ خاص کر ہاسٹل کی گرلز تھیں جن کے آگے پیچھے یہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔ ان پر وار کرنے والے نے

بہت پیچھے کا دیکھ کر وار کیا تھا۔۔۔

وہ نقاب پوش اب ہاسپٹل سے جاچکا تھا اور اپنے تمام نشانات مٹا چکا تھا۔۔۔

پلک جھپکتے ہی وہ کام کیا کرتا تھا۔۔۔

"کے تو میرے ہاتھوں سے نہیں بچے گا قوم کی نوجوان نسل کو محفوظ کرنا میرا فرض ہے اور میں اپنا فرض آخری سانس تک نبھاؤں گا۔۔۔۔۔"

ہُڈی ہٹا کر طیش میں کہتا وہ بائیک پر سوار ہوئے جاچکا تھا۔۔

اس کے آدمی پہرے کے لئے ہاسپٹل میں موجود تھے۔۔۔

نور ضد کر کے حمزہ کی کلاس میں آج عنادل کے ساتھ موجود تھی۔۔

اس کے سمسٹر ایگزام ہو چکے تھے اور دوسرے سمسٹر میں ٹائم تھا۔۔۔ لیکن حمزہ اور عنادل کو دیکھنے کے بعد اس سے رہا نہیں جا رہا تھا۔۔

یونیورسٹی کے ڈین سے بات کر کے حمزہ کو آمادہ کروایا تھا کہ وہ اسے بھی کلاس میں شامل کرے۔۔۔

اسے معلوم تھا حمزہ ان کے آگے کچھ نہیں کہے گا۔اس لئے کسی سے بات کرنے کے بجائے وہ سیدھا ڈین کی ہیلپ سے اس کی کلاس میں تھی۔۔

حمزہ کا رویہ کافی تلخ تھا۔۔۔وہ کافی دفعہ سوری بول چکی تھی لیکن حمزہ کو نور سے یا نور کے سوری سے کوئی

سروکار ہی نہیں تھا۔۔۔

ساری توجہ عنادل پر دیئے سوال سمجھا رہا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح توجہ ہٹائے ہوئے نور کو دیکھ رہی تھی جو اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔۔ عنادل کو اس کی نظروں سے کنفیوژن کے ساتھ پریشانی ہونے لگی۔

"عینا اپنی نظریں بک پر مرکوز کرو۔۔۔ یہ کیسی کلاس ہوتی ہے جس میں تم غائب ہی رہتی ہو۔۔۔

یہاں توجہ دو غیر ضروری چیزوں کو دیکھنے اور سوچنے سے پرہیز کرو۔۔"

حمزہ بار بار اس کی توجہ بک پر کرواتا لیکن وہ دوبارہ نور کو دیکھنے لگتی۔۔۔

عنادل اس سے خوف کھا رہی تھی۔۔ جس طرح وہ اسے دیکھ رہی تھی ایسا لگتا تھا اسے کھا جائے گی۔۔

وہ ذہن میں زامیہ کو بتانے کا سوچتی ہوئی پریکٹس کرنے لگی۔۔

نور کلاس لینے آئی تھی لیکن حمزہ نے اس کی جانب ایک بار بھی نگاہِ غلط نہیں ڈالی تھی۔۔۔

نا ہی اسے کچھ کہا تھا وہ ایک طرف بیٹھی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اس کا ارادہ سُکینہ بیگم کو حمزہ کی حرکتیں بتانے کا تھا۔۔۔

لیکن اسے تو معلوم ہی نہیں تھا آسمان اس کے سر پر ٹوٹنے والا تھا۔۔۔

یا اس کے خوابوں کی زندگی کی مدت ختم ہونے والی تھی۔۔۔

وہ بک کے پیجز کو مروڑتی ہوئی عنادل کو ہی گھور رہی تھی۔۔۔

وہ حمزہ کو جانتی تھی۔۔ حمزہ اسٹوڈنٹ کے لئے یا کسی کے لیے اتنا پوزیسیو نہیں ہوتا تھا یہاں دال میں بہت کچھ کالا تھا، وہ بھلا کیوں اس لڑکی کی سٹڈیز کے لیے اتنا رسپانسیبل ہو رہا تھا۔۔۔

نور کو اپنا آپ مس فٹ لگا تو اٹھ کر چلی گئی۔۔۔

عنادل نے اس کے جانے پر شکر کی سانس بھری۔۔۔

وہ نور کی نظروں سے کافی پریشان ہو رہی تھی۔۔۔

حمزہ کو اس کے آنے جانے سے کہاں پرواہ تھی۔۔۔

حمزہ کے پیپرز اسٹارٹ ہونے والے تھے اس لئے حمزہ کا ارادہ تھا آج خرم سے یونیورسٹی آف ہونے پر بات کرے گا۔۔

عنادل نے آج کافی اچھی ورکنگ کی تھی۔۔۔

حمزہ امپریس ہوا۔۔۔

لیکن اسے نہیں معلوم تھا جب حمزہ دس منٹ کے لئے اٹھ کر لیپ ٹاپ لینے گیا تھا عنادل اپنا کام دیکھاتے ہوئے بک سے آنسر چھاپ چکی تھی۔۔

وہ بس حمزہ کے طعنوں سے بچنا چاہتی تھی۔۔

"گڈ عینا۔۔۔ اچھا تو یہ بتاؤ اس سوال میں ہم یہ ہی فارمولا کیوں یوز کرتے ہیں اور دو بھی تو فارمولاز ہیں وہ کیوں یوز نہیں کر رہے۔۔؟"

پر سوچ نظریں عنادل پر ٹکائے وہ سوال کر رہا تھا۔۔۔

اور بس عنادل کو اپنے ہاتھ سے طوطے اڑتے محسوس ہوئے۔۔۔

"لیکن آپ نے نہیں بتایا ہم تینوں میں سے کب کونسا فارمولا یوز کریں گے۔۔۔ اس لئے میں نے یہی لکھ دیا۔۔"

جھٹ سے بے تکا سا جواب دیا تھا۔۔۔

حمزہ کو اس کے ہونق چہرے اور فضول جواب پر ہنسی آئی، وہ ہنسی دبا گیا، جانتا تھا ہنسنے سے اسے پڑھائی کے معاملے میں شہ ملے گی۔۔

"رئیلی۔۔؟؟ لیکن میں نے عینا صرف ایک ہی فارمولا سمجھا کر کہا تھا اسی میتھڈ سے کرنا۔۔ ویسے اتنی انٹیلیجنٹ تم میتھ کے معاملے میں نہیں ہو سکتی ہو۔۔۔ ہرگز بھی نہیں۔۔۔ اس لئے اب تم یہ سوال دوبارہ کرو گی۔۔۔"

اچانک اسے شک سا گزرا کہ شاید وہ چیٹنگ کر چکی ہے، غصے سے حکم جاری کرتا حمزہ اب تنگ آ گیا تھا، وہ حد کر رہی تھی بچگانہ پن کی۔۔

NOVEL IN URDU

"میرا سر درد کر رہا ہے جوس لے کر آ جاؤں۔۔۔؟ بہت مزے کا جوس ہے، اسے پی کر آرام آ جاتا ہے۔۔۔"

وہ بے چین سی جوس کی تعریفیں کرتی منانے لگی تاکہ وہ اجازت دے دے۔۔۔ یوں جیسے اس جوس کے نا ملنے پر ابھی سانس رک جائے گی۔۔

حمزہ خوش تھا وہ اب اس سے ڈرتی نہیں تھی ورنہ تو حمزہ کو اس کے ری ایکشن پر بہت تکلیف ہوتی تھی لیکن اس کا فرینک ہونا اب پڑھائی میں رکاوٹ بن رہا تھا، وہ ڈرتی ہی نہیں تھی اب سختی سے یا ڈانٹ سے۔۔۔

"پانچ منٹ میں لے کر واپس آؤ بلکہ رکو میں ساتھ چلتا ہوں۔۔۔ کیا پتہ وہاں سے کہیں اور ہی چلی جاؤ۔۔۔ زامیہ بھی یونی نہیں ہے ورنہ مجھے فکر نہیں ہوتی۔۔۔"

وہ کہہ کر لیپ ٹاپ شٹ ڈاؤن کرتے ہوئے اٹھا۔۔

اس کی بات پر عنادل حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ صرف اس کے لئے یہ سب کیوں کر رہا تھا۔۔۔ کبھی کبھی وہ کچھ زیادہ کیئر شو کر جاتا تھا جو عنادل کو ٹھٹکا دیتی تھی۔۔ وہ اتنی پرواہ کسی اور کے لیے تو نہیں دکھاتا تھا۔۔

"چلو بھی تمہیں ابھی چار سوال سولو کرنے ہیں۔۔"

اسے معلوم تھا اس کا یوں دوستوں کی طرح ٹریٹ کرنا اسے چونکاتا تھا۔۔۔

اگر پہلے والی عینا ہوتی تو حمزہ میر کا سر والا رویہ ضرور چونکاتا۔۔۔

وہ کینٹین پہنچی تو حمزہ اس کے پیچھے ہی تھا۔۔۔

سب عزت سے اسے سلام کرنے لگے۔۔

"کیا ہوا عینا جوس کیوں نہیں لیا ابھی تک۔۔؟"

پانچ منٹ کھڑے رہنے کے بعد بھی عینا کو یوں ہی کھڑے دیکھ کر حمزہ نے پوچھا۔۔۔

"وہ جوس کا کاٹن ختم ہو چکا ہے تو وہ اندر سے لینے گئے ہیں۔۔ ابھی آجائیں گے۔۔۔ اگر آپ کو دیر ہو رہی ہے تو چلے جائیں میں پکا کلاس لینے آؤں گی۔۔۔"

عنادل بے صبری سے جوس کا انتظار کرتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"نہیں میں ٹھیک ہو۔۔۔ اٹس اوکے میں فری ہوں، جب تک نہیں آجاتا میں یہیں ہوں۔۔۔"

وہ کہہ کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔۔

جونی سامنے سے آیا۔۔۔ حمزہ کو آنکھ ماری تو حمزہ نے تیز نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔

پھر سر جھٹک کر اس کی جانب مڑا عنادل پیمنٹ کر رہی تھی۔۔۔

اس کے پیسے اسے پکڑا کر حمزہ نے پیمنٹ کی۔۔۔

"تمہارے ہاتھ میں یہی ایک مینگو جوس ہوتا ہے۔۔۔ کیا مینگو جوس پسند ہے تمہیں۔۔؟؟؟"

حمزہ جانتا تھا اسے بچپن سے ہی ہر چیز میں مینگو فلیور پسند ہے، کافی دفعہ اسے دیکھ بھی چکا تھا وہ اس جوس کے علاوہ کچھ نہیں لیتی تھی تبھی مسکرا کر سوال کیا۔۔۔

کبھی کبھی خوامخواہ وہ باتیں بھی دہراتا تھا جن باتوں سے وہ باخبر ہوتا تھا۔۔

"جی ہاں فرسٹ ٹائم پینے کے بعد سے اچھا لگنے لگا ہے۔۔ اس لئے بس یہی لیتی ہوں۔۔"

وہ کہہ کر سِپ لینے لگی۔۔

حمزہ پھر دوبارہ کلاس دینے لگا تھا۔۔۔

اور عنادل جوس کے مزے کے ساتھ میتھ کا کڑوا گھونٹ بھی پیتی رہی۔۔۔

شادی کے تمام کام جاری تھے۔۔۔ ایسے میں زامیہ پر دوسرے کام کی زمہ داریاں بھی تھیں۔۔

وہ سب کام کو مینیج نہیں کر پارہی تھی اس لئے کچھ ٹائم کے لئے حمزہ کی سفارش پر اسے یونی سے آف مل چکا تھا۔۔۔

عنادل کو روز آنے کا کہہ کر حمزہ کی ڈھیر ساری برائیاں سنتی وہ ہنسے جاتی تھی۔۔۔

لیکن زامیہ نے نوٹس کیا تھا اسے حمزہ کی کلاسز، طنز اور ڈانٹ ڈپٹ کی اب عادت ہو چکی تھی۔۔۔اب وہ سب احوال دیتے ہوئے لہجے میں بیزاری نہیں ہوتی تھی۔۔

ہادیہ کا رونا دھونا ویسے کا ویسے تھا کہ اسے شادی نہیں کرنی۔۔زامیہ ان سکیور تھی۔۔وہ کب تک اس کا خیال رکھ سکتی تھی۔۔یا کہاں تک اس پر نگاہ رکھ سکتی تھی۔۔

اس کی مامی سے بات کر کے تو زامیہ کو سخت قسم کی مایوسی ہوئی تھی۔

وہ دو سے تین بار اس کے بتائے پتے پر جا چکی تھی دو بار تو گھر کے اندر ہی نہیں جانے دیا۔۔تیسری بار دروازہ ماموں نے کھولا تھا۔۔اس لئے زامیہ کو مامی کے نسبت انہوں نے نرمی سے بات کرتے ہوئے اندر بلا لیا۔۔

لیکن اندر کی تو ایک الگ ہی کہانی تھی۔۔۔

مامی نے ہادیہ کے نام کے جعلی خطوط پتہ نہیں کس سے لکھوائے تھے جو بہت غیر اخلاقی تھے۔۔ان خطوط اور ہادیہ کی پرسنیلٹی میں زمین آسمان کا فرق تھا کوئی بھی ہادیہ کو اچھے سے جاننے والا انسان بتا سکتا تھا یہ خطوط ہادیہ نے نہیں لکھے تھے۔۔زامیہ کا دماغ ہی گھوم گیا۔۔

یعنی وہ ان سب میں پھنسی بھی اپنی مامی کی وجہ سے تھی۔۔

جو لڑکا ان سب معاملے میں انوالو تھا وہ مامی کا دور کا جاننے والا تھا۔۔۔

لیکن وہ ہاتھ لگتا تو معلوم بھی ہوتا۔۔۔زامیہ کو اس لڑکے کو پکڑنے میں دلچسپی بھی نہیں تھی۔۔

اس کی مامی بہت شاطر عورت تھی۔۔ماموں شریف انسان تھے بیوی کی پڑھائی پٹی پر آنکھ باندھ کر کے یقین کر لیا۔۔

بیچ میں پسا کون؟؟

ہادیہ۔۔۔جس کے کردار پر بھی انگلی اٹھی۔۔وہ معصوم اگر اپنی مامی کے شاطر دماغ کو پڑھ لیتی تو ایسا نا ہوا ہوتا۔۔۔

لیکن جو بھی تھا ماموں مامی نے ہادیہ کو رکھنے سے انکار کر دیا تھا۔۔۔

اور مامی کی چال کامیاب ٹھہری۔۔۔وہ اسے گھر سے نکالنا چاہتی تھیں اور یہ کام ہادیہ کی نادانی کے سبب آسان ہو چکا تھا۔۔۔

زامیہ نے اسے نہیں بتایا تھا وہ اس کے گھر والوں سے ملی تھی۔۔۔

ماں باپ اسے چھوٹی عمر میں چھوڑ کر رخصت ہو چکے تھے۔۔

غریب گھر سے تعلق رکھتی ہادیہ کا ماموں مامی کے سوا کوئی نہیں تھا۔۔۔وہیں مامی اس سے جان چھڑوانے کے راستے ڈھونڈتی تھیں۔۔۔اپنے ہزبینڈ کا اس پر محبت لٹانا کہاں پسند تھا انہیں۔۔۔اپنے بچوں کا اگنور ہونا کھلتا تھا انہیں بس بدلہ لینے کا مناسب وقت ملا تو انہوں بھی وار کر دیا اور اپنا پلو اس معصوم ہادیہ سے چھڑوا

لیا۔۔۔۔

ہادیہ کا قصور نا ہونے کے باوجود بھی بہت بڑا تھا۔۔اس نے کسی کے بھی پریشر میں آ کر گھر سے بھاگنے کا فیصلہ کیا تھا۔۔۔

مامی کی پڑھائی پٹیاں اسے لے ڈوبیں تھیں۔۔۔اس کے ماموں بھی اب اس سے متنفر ہو چکے تھے۔۔۔

ہادیہ کو سمجھا بجھا کر کھانا کھلا کر تھوڑا لیٹی ہی تھی ونڈو پر کسی نے پتھر مارا۔۔۔

اسے معلوم تھا یہ کون ہو سکتا ہے اس لئے بنا کوئی اثر لئے سونے کے لئے لیٹ گئی۔۔

شادی میں کچھ ہی ٹائم تھا اور سب کچھ اسے ہی مینیج کرنا تھا اب وہی ہادیہ کی فیملی اور اس کر سرپرست بن چکی تھی۔۔۔۔

جہیز سے خرم کی طرف سے صاف انکار تھا۔۔

زامیہ کے بہت زیادہ زور دینے پر بھی وہ راضی نہیں ہوا تھا۔۔

زامیہ کے پاس اتنا پیسہ تھا جس سے ہادیہ کی بہت اچھی شادی ہو سکتی تھی۔۔۔

اور ہر چیز پر زامیہ پیسہ بھی لگا رہی تھی۔۔

ہادیہ اکثر رو کر کہا کرتی تھی وہ بوجھ کی طرح اس کے سر پر سوار ہے۔۔

زامیہ بھی انکار کرنے کے بجائے تصدیق کر دیتی تھی۔۔۔اور ہادیہ جو فارمل گفتگو کی امید لگا کر رکھتی تھی

ہونق زدہ سی رہ جاتی تھی۔۔۔

خرم سے بات ہو چکی تھی اور کافی لمبی چوڑی بات ہوئی تھی۔۔۔۔

عنادل کو حمزہ کے گھر بھیجنا نا مناسب تھا۔۔ویسے تو اس کی عندل کی سٹڈیز کو لے کر اچھی خاصی سلام دعا ہو

چکی تھی حمزہ سے لیکن وہ ایک مشرقی بھائی کی حیثیت سے احتیاطی سوچ رکھتا تھا۔۔۔

اور حمزہ عنادل کے گھر جانے سے گریز برت رہا تھا۔۔۔

لہذا اس کا حل حمزہ نے یہ نکالا کہ وہ یونیورسٹی آورز ختم ہونے کے بعد ہی کلاسز دے سکتا تھا۔۔۔

اس بات پر خرم بھی فوری طور پر رضامند ہو کر مطمئن ہو گیا۔۔۔

خرم کے پاس ٹائم نہیں تھا جس کے سبب وہ جلدی بات ختم کر گیا۔۔۔

حمزہ نے اسے گھر بھی انوائیٹ کیا تھا۔۔اور خرم کا ارادہ اسے اپنی شادی میں بلانے کا تھا اسی بہانے وہ کارڈ

بھی دے سکتا تھا۔۔۔

اس کے گھر آنے کا وعدہ کر کے گاڑی میں بیٹھا جہاں عنادل بیٹھی اسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔

اس کا موڈ بگڑ چکا تھا ناہی حمزہ سے جان چھوٹ رہی تھی ناہی پڑھائی اور میتھ سے۔۔۔

"عنادل آپ بہت غیر زمہ داری کا مظاہرہ کر رہی ہیں۔۔۔ حمزہ آپ کی پڑھائی میں غیر دلچسپی کا بتا چکے ہیں کہ کس طرح بچوں کی طرح غائب دماغ رہتی ہو۔۔۔

عمیمہ کہہ رہی تھی میڈیسن بھی نہیں لیتی ہو۔۔۔ آخر چاہتی کیا ہو۔۔۔"

خرم دبے دبے غصے سے کہہ رہا تھا۔۔ سب اس کی لاپرواہ طبیعت سے تنگ آ چکے تھے۔۔۔

لیکن اس بات کی بھی پرواہ عنادل کو کب تھی۔۔۔

"لیتی ہوں میڈیسن۔۔"

اس نے خرم کی ڈانٹ پر ڈر کر رونی صورت بناتے ہوئے کہا۔۔۔

"عمیمہ کو آپ کی میڈیسن کبھی کاؤچ پر تو کبھی ڈسٹبن میں ملتی ہے۔۔ آپ نے اگر یہ رویہ رکھا تو ہمیں سختی کرنا پڑے گی۔۔۔

اتنی کڑی نظر رکھنے کے بعد آپ کا یہ حال ہے اگر ہم بالکل ہی چھوڑ دیں تو آپ کا کیا بنے گا۔۔۔"

گاڑی ڈرائیو کرتے ہوئے خرم غم و غصہ سے کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ منہ لٹکائے سنے گئی۔۔

جب بھی اسے کوئی دوا دے کر دوسرے کام دیکھنے جاتا وہ دوا پھینک کر کہہ دیتی تھی اس نے کھالی ہے۔۔۔

اور اس کی معصوم صورت پر جھوٹ کا شائبہ تک نہیں ہوتا تھا۔۔۔

خرم مسلسل سمجھاتا تو کبھی ڈانٹتا اسی میں گھر تک کا سفر کٹا۔۔۔

اسی دوران حمزہ کو انوائیٹ کرنے کا کہا تو عنادل نے کندھے اچکا کر ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

جہاں اتنے مہمان ہوں گے ایک وہ بھی سہی۔۔۔

عنادل کو اپنے گھر میں دو دن سے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا۔۔۔

اسے لگتا تھا سب بات کرتے کرتے اس کے آنے پر خاموش ہو جایا کرتے تھے۔۔

آخر ایسی کیا کھچڑی پک رہی تھی جس کی خبر اسے نہیں تھی۔۔۔

لیکن سوچنے کے بعد کچھ ہاتھ نا لگا تو سوچنا ہی چھوڑ دیا۔۔۔

اسے کسی چیز یا بات کا زیادہ دیر اثر لینے کی عادت کہاں تھی۔۔۔

بس جو ہے جیسا ہے ٹھیک ہے۔۔ اس کی بلا سے کچھ بھی ہوتا رہے۔۔۔

وہ تو اپنے نوٹ بک سے یاد ہانی کرتی کام کر رہی تھی۔۔

حمزہ یونی میں ہی ایکسٹرا کلاس دے رہا تھا۔۔۔

اپنے پیپر کے بعد سیدھا عنادل کے سر پر کھڑا ہوتا تھا۔۔

نور نے کلاس صرف ایک دن لینے کے بعد نہیں لی تھی۔۔۔

حمزہ کا اس پر دھیان ہی نہیں ہوتا تھا تو اس کا فائدہ کیا تھا ایسی کلاس لینے کا۔۔۔

وہ کچھ اور پلان کئے بیٹھی تھی۔۔۔اس کا ٹارگٹ حمزہ نہیں اب عنادل تھی۔۔۔

عنادل اگر حمزہ کی خوشی تھی تو نور اس خوشی کو برباد کرنے کی ٹھان چکی تھی۔

وہ یہ بھی بھول گئی تھی چوہان صاحب سے وعدہ اور حمزہ میر کو تنگ نا کرنے کی یقین دہانی پر یہاں موجود تھی۔۔

انہوں نے وعدہ لیا تھا وہ اب حمزہ کا پیچھا نہیں کرے گی نا ہی اسے تنگ کرے گی۔۔

لیکن وہ نور تھی جو سدھر نہیں سکتی تھی۔۔۔

حمزہ کی آنکھوں سے خوشی جھلکتی محسوس ہوتی تھی۔۔لبوں پر مسکراہٹ گنگناتی دیکھی جاسکتی تھی۔۔

سب سمجھنے سے قاصر تھے روڈ سا چہرے پر سخت تاثرات رکھنے والا حمزہ اچانک کیسے بدل گیا تھا۔۔۔

لیکن اب عنادل پر طعنے بڑھنے لگے تھے۔۔۔

وافر مقدار میں اب حمزہ طعنوں کے ڈوز دیا کرتا تھا اور اسی تیزی سے عنادل ان طعنوں کی عادی ہوتی ڈھیٹ ہوتی جا رہی تھی۔۔

"دل کرتا ہے تمہارا دماغ نکال کر کسی اسکریب والے کو بیچ دوں کم از کم چار پیسوں کا آسرا تو ہو گا۔۔۔"

وہ دسویں دفعہ ایک ہی سوال سمجھانے کے بعد زچ ہو کر کہہ رہا ہوتا تھا۔۔۔

آخر جو بھی تھا۔۔۔ تھا تو اس وقت عنادل کا سر۔۔۔

"تو آپ اپنے دماغ میں فٹ کر لیں بیچنے کی کیا ضرورت ہے۔۔۔"

وہ پہلے منہ کھولے بات سنے گئی۔۔ پھر اپنے دماغ کی توہین پر اچھا جواب دے گئی۔۔ اور حمزہ کو ڈھکے چھپے لفظوں میں کم عقل قرار دے گئی۔۔۔ یہ سب زامیہ کی پڑھائیں گئی پٹیاں تھیں جنہیں عنادل کو استعمال کرتے ہوئے جھجھک محسوس ہوتی تھی لیکن پھر بھی کرتی تھی۔۔۔

"مجھے پتہ ہے اپنے بند دماغ کا استعمال تم دل کھول کر میری برائیوں میں کرتی ہو گی اور تمہاری اُس فالتوں دوست کے ہی مشورے ہونگے یہ، جسے تم اتنے فخر سے پیش کر رہی ہو۔۔"

حمزہ کو اس کے جواب مزہ دیتے تھے۔۔ لیکن یہ اگر پیور عنادل کے ہوتے تو بات دوسری تھی۔۔

"میں سمجھدار ہوں خود سے بھی جواب دے سکتی ہوں۔۔۔ آپ دونوں تو بس ایک دوسرے کو برداشت نہیں کرتے اس لئے ایسا بولتے ہیں۔۔"

عنادل دونوں کی کہانی سنتی تھی جس میں حمزہ زامیہ سے چڑتا تھا اور زامیہ حمزہ سے۔۔

"مجھے پتہ تھا وہ کبھی تمہیں اچھے مشورے نہیں دے سکتی ہے۔۔۔

اچھا ہے یونی نہیں آرہی ہے ورنہ ببل چباتے ہوئے کسی کی پٹائی کررہی ہوتی تھی۔۔

تمہارے آنے کے بعد بہت سدھر گئی تھی۔۔۔

لیکن مجھے پتہ ہے یہاں سے باہر والوں کی زندگی دوزخ بنادی ہوگی۔۔"

حمزہ کو یاد تھا آئے دن زامیہ اس کے سامنے حاضری لگایا کرتی تھی۔۔۔ڈھیٹ اتنی تھی کہ پوچھنے پر بھی نہیں بتاتی تھی کہ جس کو پیٹا۔۔اس نے کیا کیا تھا یا اس کے ساتھ مسئلہ کیا تھا۔۔۔

حمزہ کو اس لئے اس سے چڑ تھی وہ اپنے آپ کو کچھ سمجھتی تھی۔۔لیکن جب سے عنادل کی اس سے دوستی ہوئی تھی زامیہ نے مار کٹائی چھوڑ رکھی تھی۔۔

کون جانتا تھا وہ اب سامنے ہی شریف تھی پیٹھ پیچھے کیا کیا کرتی پھر رہی تھی۔۔۔

"عنادل کا فیورٹ ٹاپک زامیہ کی باتیں تھا جسے مزے سے کرتے ہوئے وہ حمزہ کا اچھا خاصہ موڈ خراب کر چکی تھی۔۔

سر ہاتھوں میں لئے حمزہ اس کی بے تکان سی گفتگو سنے گیا۔۔۔

عنادل اضطرابی کیفیت میں ہاتھ مسل رہی تھی۔۔۔

ٹھنڈ سے پسینہ آنے لگا تھا کچھ دن بعد شادی تھی اور عنادل کو اپنی حالت ہی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔۔

کھانے کے نام پر دو نوالے مشکل سے حلق سے اترتے تھے۔۔ جسم بے جان سا ہوتا جا رہا تھا۔۔۔

میڈیسن لینا وہ بالکل ہی چھوڑ چکی تھی۔۔ سب کے سامنے منہ میں دوائی رکھ لیتی تھی لیکن ان کے جاتے ہی تھوک دیا کرتی تھی۔۔

اب بھی وہ کانپ رہی تھی، موبائل بیل کی چنگھاڑتی آواز نے متوجہ کیا۔۔۔

اندھیرا کمرے میں چار سو پھیلا ہوا تھا۔۔

دیوار پر لگی گھڑی رات کا ایک بجا رہی تھی۔۔ وہ کانپتے ہاتھوں سے سائیڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھانے لگی۔۔۔ ہاتھ کی لرزش کے سبب موبائل ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے کارپیٹ پر جا گرا۔۔۔

اس میں اتنی بھی انرجی نہیں تھی کہ موبائل اٹھا سکے۔۔۔ عجیب نشے جیسی حالت تھی، سر بھی سنبھالا نہیں جا رہا تھا۔۔

موبائل بیل کوئی دس مرتبہ بج کر بند ہوئی لیکن وہ لیٹی سر پر ہاتھ رکھے گہرے گہرے سانس بھرے گئی۔۔۔

بے چینی حد سے سوا تھی یوں جیسے آج یہ حالت اس کی جان لے کر ہی چھوڑے گی۔۔

سائیڈ پر اس کی بکس پڑیں تھی جن کا رٹا لگاتے ہوئے وہ نیند سے بوجھل آنکھیں بند کر گئی تھی۔۔

دو گھنٹے زامیہ اور ہادیہ سے کال پر بات کی۔۔جب تک وہ بالکل ٹھیک تھی لیکن اچانک نیند میں اسے اپنے اعصاب جھنجھوڑتے ہوئے محسوس ہوئے اس کے بعد کی کیفیت اسے سمجھ نہیں آرہی تھی۔۔۔

حلق میں کانٹے چبھ رہے تھے وہ نیم بے ہوش پانی پینے کے لیے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اچانک بوجھل کیفیت میں ہی وہ ہوش کھو چکی تھی۔۔۔۔

لب پھڑ پھڑائے تھے لیکن کمرے کا سکون برقرار رہا۔۔

کمرے کی چار دیواری میں اس کی تڑپ چھپ گئی تھی۔۔۔مانو جیسے ہوئی ہی ناں ہو۔۔۔۔

حمزہ کے پیپرز ختم ہو چکے تھے۔۔۔اب حمزہ کو اپنے ڈیڈ کا بزنس رن کرنا تھا۔۔۔

اس نے پیپرز ہمیشہ کی طرح ایسے دیئے تھے کہ اس کا ٹاپ کرنا یقینی تھا۔۔۔

اب ٹینشن عنادل کی تھی اس کے پیپرز اسٹارٹ ہونے والے تھے اور وہ یونی کیسے جا سکتا تھا۔۔۔

خیر ایک راستہ اب بھی موجود تھا,کچھ دن کے انتظار کے بعد اس کے قدم مضبوط ہونے والے تھے۔۔۔

وہ انگلش سونگ گنگناتے ہوئے اپنی الماری سیٹ کر رہا تھا یا یہ کہا جائے کہ اپنا فالتو سامان نکال رہا تھا۔۔۔

اسے ہر لمحہ محسوس ہوتا آنے والا وقت اس کے لئے خواب کی صورت ہو گا۔۔ کتنے حسین پل ان دو سنہری آنکھوں نے دیکھے تھے۔۔۔

کتنے پل خود سے لڑتے اذیت میں کاٹے تھے۔۔

عنادل کی فیملی کی جانب سے حمزہ کی فیملی انوائٹڈ تھی۔۔۔

اور وہ کیا کرنے والا تھا یہ تو وہی جانتا تھا۔۔۔

نور آئی تھی بات کی اور ایسے غائب ہوئی جیسے تھی ہی نہیں نہ یونی میں کوئی نام و نشان تھا نہ کہیں اور دکھائی دیتی تھی۔۔ سکینہ بیگم سے بات چیت کے بعد سے وہ غائب تھی۔۔۔ آخر کہاں تھی۔۔ اس کا ذکر وہ حمزہ سے کئی بار کر چکی تھی لیکن حمزہ لاعلم ہی تھا۔۔۔

مسٹر وقاص چوہان اور وجاہت صاحب دونوں مل کر اچھے سے بزنس سنبھال رہے تھے۔۔ لیکن وجاہت صاحب چاہتے تھے اب وہ آرام کریں۔۔

جو وقت وہ بزنس اور دوبئی میں لگا آئے تھے وہ تو واپس نہیں لا سکتے تھے لیکن اپنی زندگی کے یہ لمحے اپنی بیگم کے ساتھ گزارنا چاہتے تھے۔۔۔ اس لئے حمزہ کے کاندھوں پر یہ بوجھ ڈالے اب وجاہت صاحب گھر میں ہی رہتے تھے۔۔۔

"بس چار دن گزر جائیں پھر عینا کو کوئی بھی مجھ سے نہیں چھین سکتا۔۔۔"

حمزہ میر نیو ڈریس کلیکشن کو ہینگ کرتے ہوئے مسکراہٹ لئے خود سے ہی کہہ رہا تھا۔۔۔

وہ دن بھی آن پہنچا جب اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم اپنے فرض سے سبکدوش ہونے والے تھے۔۔۔

مایوں پچھلے دن ہی بہت شاندار انداز سے ہنسی خوشی ہو چکی تھی۔۔۔۔

آج برات کا دن تھا۔۔۔

خرم اور ہادیہ کی برات تھی اگلے دن ان کے ولیمے کے ساتھ عمیمہ اور اذان کی برات تھی۔۔

"ہادیہ اگر اب تم روئی نا تمہیں دس منزلہ عمارت سے نیچے پھینک دوں گی۔۔۔"

برائیڈل روم میں بیٹھی زامیہ ہادیہ کو کب سے چپ کروا رہی تھی لیکن اس کے آنسو تھے کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔۔۔

"اگر زامیہ کہہ رہی ہیں کہ وہ آپ کو دس منزلہ عمارت سے پھینک دیں گی تو وہ ایسا کر سکتی ہیں۔۔۔"

عنادل نے اندر آتے ہوئے سنا تو ہادیہ کو بتانا مناسب سمجھا۔۔۔

"تم اتنی ڈل کیوں ہو رہی ہو دل۔۔؟"

زامیہ نے یونی آف کرنے کے بعد آج اسے دیکھا تھا۔۔

"پتہ نہیں زامیہ اچانک بے چینی ہوتی ہے۔۔شاید میں نے پڑھائی کو سر پر سوار کر لیا ہے اس لئے یہ ہو رہا ہے۔۔۔"

وہ منہ بنا کر کہتے ہوئے ہادیہ کے پاس بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔۔

آج چھوٹی چھوٹی آنکھیں میک اپ سے کافی بڑی لگ رہی تھیں۔۔۔

"زامیہ یہ ہادیہ ہی ہیں ناں۔۔ڈول کی طرح لگ رہی ہیں۔۔۔افففففف مجھے تو سچی بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔"

عنادل پر جوش سی اس کے مزید قریب ہوتی ہوئی خوشی سے کہہ رہی تھی وہ اس کی تعریف پر جھینپ گئی۔۔۔

"عنادل تم یہاں ہو۔۔؟ تمہارے گھر والے بھی آ گئے کیا۔۔؟"

زامیہ کو اچانک خیال آیا تو پوچھنے لگی۔۔۔

"نہیں نہیں۔۔۔وہ بھائی کے ساتھ آئیں گے سب۔۔۔مجھے تو ایک کزن نے چھوڑا ہے یہاں۔۔ماما نے کہا ہے آپ کی ہیلپ کروا دوں کہیں آپ اکیلے پریشان نا ہو رہی ہوں۔۔۔"

عنادل کی نظریں ہادیہ کے چہرے پر سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔۔

"لو جی سن لو۔۔۔بھیجا بھی تو کسے, تمہیں کون سے کام آتے ہیں بی بی زرا روشنی تو ڈالیں ان پر۔۔۔"

زامیہ ہر کام خود کر چکی تھی۔۔اس نے ویڈنگ پلینر بھی رکھ لیا تھا تا کہ اس سے کچھ بھول چوک نا ہو جائے۔۔۔

"ماما تو آپی اور اذان بھائی کو بھیج رہی تھیں لیکن میں نے کہا میں جاؤں گی تو میری ضد پر مجھے بھیج دیا وہ سب بس نکل ہی رہے تھے۔۔لیکن میں انٹری بھائی کے ساتھ دوں گی۔۔"

عنادل کہتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی لائٹ سے میک اپ میں وہ کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی اور چہرے کی معصومیت اس حسن پر غضب ڈھاتی تھی۔۔۔

ڈریس کے ہم رنگ حجاب اور آنکھوں کو کاجل سے بھرے بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

بارات آنے کا شور ہوا تو عنادل اپنے بھائی کے ساتھ ہال میں انٹر ہونے کے لئے بھاگی جبکہ زامیہ مہمانوں کو لئے ان کے استقبال کے لئے ہاتھوں میں گجرے ہار اور پھول لئے سب سے آگے کھڑی ہو گئی۔۔

بسکٹی کلر کی شیر وانی پر مہرون کلر کی ہلکی سی کڑھائی میں خرم بہت اچھا لگ رہا تھا۔۔

وہیں عمیمہ اور اذان کسی خوبصورت کپل کا منظر پیش کر رہے تھے۔۔

چونکہ عمیمہ اور اذان کا نکاح مایوں میں ہی کر دیا گیا تھا تا کہ وہ بھی اپنے بھائی کی بارات میں بنا کسی روک ٹوک کے شریک ہو سکے۔۔

جگمگاتی روشنیوں کے ساتھ سب کے چہرے بھی خوشی سے کھل رہے تھے۔۔۔

عنادل کو یاد نہیں تھا ایک ڈریس اس نے کم لیا ہے جس پر اس نے شور ڈالا تو سب نے ڈپٹ کر بٹھا دیا۔۔اور اسے اپنے لئے ایک پرانا جوڑا منہ بگاڑتے ہوئے نکالنا پڑا۔۔جو وہ عمیمہ کے ولیمے میں پہننے والی تھی۔۔۔

اسٹیج پر بیٹھتے ہی نکاح کا شور اٹھا۔۔

ہادیہ نے کپکپاتے ہاتھوں کے ساتھ روتے روتے سائن کئے وہیں خرم کے جذبات اسے خود سمجھ نہیں آتے تھے۔۔اس لڑکی کا کردار شک میں ڈالنے کے بعد بھی اسے متنفر نہیں کر رہا تھا۔۔

قبول کے تین بول بولنے کے بعد خرم نے سب اللہ کے حوالے کر دیا تھا۔۔۔

جوڑا اسی نے بنایا تھا تو محبت بھی اسی نے ڈالنی تھی۔۔۔

سب کی مبارک باد سمیٹے خرم کو حمزہ اور اس کی فیملی آتی دکھائی دی۔۔۔

"آپ لیٹ ہو گئے مسٹر حمزہ۔۔"

سلام کی فارملٹی کے بعد خرم نے شکایتی لہجے میں کہا۔۔جس پر وہ ہنس کر گلے ملتے ہوئے مبارک بعد دینے لگا۔۔۔

سُکینہ بیگم اور وجاہت صاحب کا پرتپاک استقبال ہوا تھا۔۔

عنادل نے حمزہ کو دیکھ کر چھپنے کا سوچا کہیں سب کے سامنے کوئی فارمولا ہی پوچھ کر انسلٹ نا کر دے۔۔۔

"عنادل۔۔!"

وہ جو خرم کو مبارک باد دینے چلی آرہی تھی حمزہ کو دیکھ کر مڑنے ہی والی تھی خرم کی پکار پر چاروناچار اسے رکنا ہی پڑا۔۔۔

حمزہ نے اس کے نام کی پکار پر گھوم کر دیکھا۔۔

قریب پہنچ کر سلام کیا تو خرم نے حمزہ کے پیرینٹس سے ملوایا جن سے وہ کچھ دن پہلے بھی مل چکی تھی۔۔۔

"ماشاءاللہ بہت حسین، گڑیا لگ رہی ہیں آپ تو۔۔۔"

سُکینہ بیگم نے گلے سے لگاتے ہوئے ماتھا چوم کر کہا تو وہ جھینپ کر حمزہ کو دیکھنے لگی۔۔

وجاہت صاحب نے سر پر ہاتھ رکھا تو عنادل کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ اسجد صاحب ہی ہیں۔۔۔

حمزہ پر مسرت سا مسکرا کر اسے دیکھے گیا۔۔۔

بلیک اور گولڈن کلر کا لہنگا اور گولڈن کلر کا حجاب پہنے ہلکے سے میک اپ میں اس کی گوری رنگت کھل سی رہی تھی۔۔۔

کسی کی پکار پر عنادل وہاں سے ہٹی تو حمزہ کو یاد آیا وہ کہاں ہے۔۔

سفید کُرتا پاجامہ پر بلیک واسکٹ پہنے آنکھوں میں خوشی سے پھوٹتی روشنی لئے حمزہ بے حد خوش دکھائی دے رہا تھا۔۔

"اس سے پہلے ہماری مسز آئیں اور فوٹو سیشن اسٹارٹ ہو آپ یہ بتایئے اتنی لیٹ کیوں پہنچے؟"

خرم کی اس سے دوستی کچھ دنوں میں اچھی خاصی ہو چکی تھی۔۔۔

اسجد صاحب کی اچانک حالت بگڑی تو حمزہ نے انہیں ہاسپٹل پہنچا کر فوری ٹریٹمنٹ دلوائی تھی۔۔

اس دن حمزہ اور اس کی فیملی عنادل کے گھر تھے۔۔۔ عنادل تھوڑی دیر بیٹھ کر روم میں بند ہو گئی تھی۔۔

اچانک بات کرتے ہوئے اسجد صاحب کو سینے میں تکلیف محسوس ہوئی حمزہ اپنے دوست کے ہاسپٹل لے گیا۔۔۔

یوں انہیں حمزہ کا یہ ایک احسان لگتا تھا۔۔۔

عنادل کی فیملی حمزہ کی فیملی سے مل کر بہت خوش ہوئی تھی۔۔۔

"بس میٹنگ تھی وہ اٹنیڈ کر کے یہاں پہنچا ہوں۔۔۔مام ڈیڈ تو ریڈی تھے میں ہی تھوڑا لیٹ ہو گیا خیر اتنا بھی لیٹ نہیں ہوا۔۔۔"

وہ مسکرا کر کہتا ہوا خرم کو بہت اچھا لگا۔۔۔ جو اپنی تھکن کو مسکراہٹ میں چھپا رہا تھا۔۔۔

"کل تو آپ کے خوش ہونے کا دن ہے اور کسی کے رونے کا۔۔۔"

خرم کے کہنے پر حمزہ کا قہقہہ بڑا جاندار تھا۔۔

وجاہت صاحب اور سُکینہ بیگم نے اس سے پہلے اپنے بیٹے کو اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔۔۔

NOVEL IN URDU

ہادیہ کو خرم کے ساتھ لا کر بٹھایا گیا۔۔

منتشر دھڑکنوں میں اچانک شور سا برپا ہو گیا۔۔۔

وہیں خرم کو چھیڑتے اس کے کزن اسے ہنسانے پر مجبور کر رہے تھے۔۔۔

"کدھر جا رہی ہیں مسز زامیہ۔"

اچانک سے جانی پہچانی آواز پر زامیہ کے قدم رکے۔۔۔

"تم سے مطلب۔۔؟ انوائیٹ کر دیا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں میرے آگے پیچھے گھومو۔۔"

وہ ناک چڑھا کر بولی۔۔

سانولی رنگت پر کندھے سے نیچے لٹکے بالوں کو کھلا چھوڑے۔۔۔لائٹ گرین کلر کا لہنگا جس پر گولڈن کام تھا۔۔عنادل کی طرح سیم ڈریسنگ بس کلر کا فرق تھا۔۔

کانوں میں ہلکی سی جھمکیاں ڈالے۔۔ہاتھوں میں البتہ کچھ نہیں پہنا تھا۔۔۔

ناک میں سونے کا تار ڈالے وہ سامنے موجود میثم کا حال بے حال کرنے کے درپے تھی۔۔۔

"ہاتھ چھوڑو میرا میثم۔۔۔دیکھو کوئی دیکھ لے گا تو۔۔"

وہ غصے سے گھورتی ہوئی اسے کہہ رہی تھی جو اس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔۔

"اچھا ہے دیکھ لیں تمہاری منہ بولی بہن کے ساتھ میرا ابھی کچھ آسرا بنے ورنہ آپ تو کنوارا ہی مار دیں گی۔۔۔"

وہ منہ بنا کر بولتا ہوا زامیہ کو ہنسا گیا۔۔۔

اس وقت وہ ہال کے اس حصے میں تھے جہاں سارا ایکسٹرا سامان رکھا ہوا تھا۔۔۔

میثم نے اسے جاتے ہوئے دیکھا تو وہاں پہنچ گیا۔۔۔

"قیامت تک اپنے ارمانوں پر ٹھنڈی اوس ڈالے رکھو۔۔۔ کیونکہ تم نے مجھے یونی سے نکلوایا ہے۔۔۔ یاد رکھنا چھوڑو گی نہیں تمہیں۔۔۔

میرا ہاتھ چھوڑو ورنہ تم مجھے جانتے ہو۔۔۔"

وہ غصے سے گھورتے ہوئے بہت کچھ باور کروا گئی تھی۔۔۔

"اس میں میرا کیا قصور اس ٹکلو۔۔۔"

زامیہ کے خونخواری سے دیکھنے پر وہ اٹکا۔۔

"میرا مطلب تھا وہ جو بہت شریف النصف قسم کے انکل ہیں ناں ان کا کیا دھرا ہے سب۔۔۔"

وہ ہنوز اس کے ہاتھوں کو اپنی قید میں لئے کھڑا تھا۔۔۔

NOVEL IN URDU

"کچھ بھی ہو زامیہ کو کوئی بھی اس کے ارادوں سے دور نہیں کر سکتا۔۔"

وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ چھڑواتے ہوئے گویا ہوئی۔۔۔

"ویل۔۔۔مجھے اور سب کو پتہ ہے آپ سنتی تو کسی کی نہیں ہیں۔۔۔پھر بھی اس بار مہنگا پڑ سکتا ہے۔۔۔پلیز اپنا نا سہی میرا تو سوچیں دو سال سے سولی پر لٹکا ہوں۔۔"

وہ اب منت کر رہا تھا۔۔۔زامیہ کو اس کا یہ لہجہ بالکل پسند نہیں آیا وہ زور زبردستی کا حق رکھتے ہوئے بھی استعمال کرنے کا قائل نہیں تھا۔۔۔

زامیہ کی انا اسے آگے قدم بڑھانے نہیں دے رہی تھی ورنہ وہ تو کب کی اس کی محبت کے آگے ہار مان چکی تھی۔۔۔

بس اقرار کرنا مشکل تھا اور نا ہی وہ کرنے والی تھی۔۔۔

NOVEL IN URDU

"دیکھو میثم تمہیں یہاں کوئی نہیں جانتا جو جانتا ہے لفٹ نہیں کروا رہا اس لئے چپ کر کے ہال میں جا کر بیٹھ جاؤ۔۔۔"

وہ کہہ کر مڑنے ہی لگی تھی کہ ایک بار پھر ہاتھ پکڑا گیا۔۔

اس بار ہاتھ میں ایک نفیس سا بریسلٹ پہنایا گیا تھا۔۔۔

وہ ہاتھ جھٹک کر اس سے دور ہوئی۔۔۔

کوئی دیکھ لیتا تو سو سوال کرتا اور ابھی وہ وقت نہیں آیا تھا سب کو ان کے بارے میں کچھ بتایا جاتا۔۔۔

اس لئے وہ اسے بنا دیکھے پلٹ کر ہال کی جانب چلی گئی اور وہ سر پر ہاتھ پھیرتا ہنسنے لگا۔۔۔

فوٹو سیشن کے بعد کھانے کا دور چلا پھر بات رخصتی پر آئی تو ہادیہ بس بے ہوش ہونے کو تھی۔۔۔

زامیہ کے لاکھ سمجھانے پر روتی ہوئی ہادیہ خرم کے اندر ایک الگ ہی کیفیت برپا کر رہی تھی۔۔

خرم یہ سوچ چکا تھا شاید جس کے ساتھ وہ جانا چاہتی تھی شادی بھی اسی کے ساتھ کرنا چاہتی ہے۔۔۔وہ خود سے سوال کرتا اور جواب دیتا الجھ رہا تھا۔۔۔

مہر النساء بیگم اور اسجد صاحب کے بیٹی کہنے پر وہ بلک کر ان کے گلے لگی روتی ہی رہی وہیں عمیمہ اور عنادل کی آنکھوں سے بھی آنسوں بہنے لگے۔۔۔

البتہ زامیہ کی آنکھوں سے آنسو نہیں بہے۔۔

سب کو لگا وہ سخت قسم کی لڑکی ہے جسے اتنے دن ساتھ رکھا اور اس کے بچھڑنے پر رو بھی نہیں رہی تھی۔۔

اس کا حالِ دل جاننے والا بخوبی جان گیا تھا۔۔۔

رخصتی کے بعد سب جانے لگے۔۔عنادل عمیمہ کو اپنا کلچ اندر ہال سے لانے کا کہہ کر وہاں گئی لیکن جہاں وہ

بیٹھی تھی وہاں نہیں تھا۔۔

"یہ ڈھونڈ رہی ہو عینا۔۔؟"

حمزہ کی پکار پر اس نے اپنا کلچ اس کے ہاتھ میں دیکھا۔۔۔

"جی سر یہی ڈھونڈ رہی تھی۔۔"

وہ کہتی ہوئی اس سے لینے لگی۔۔۔

"کیا یار میں سر نہیں ہوں کتنی بار کہا ہے حمزہ میر کہا کرو۔۔۔"

وہ اس کے سر کہنے پر برا مناتے ہوئے بولا۔۔۔

"عادت ہو گئی ہے سر اب تو۔۔"

وہ ہاتھوں کی لرزش کو چھپاتے ہوئے بولی۔۔اس پر دوبارہ سے لرزش کا اٹیک ہونے لگا تھا۔۔وہ یہاں سے جلد از جلد جانا چاہتی تھی۔۔کہیں اس کی خراب طبیعت کا معلوم نا ہو جائے۔۔۔

"میں۔۔۔میں چلتی ہوں۔۔"

ہاتھوں کے ساتھ زبان میں بھی لڑکھڑاہٹ تھی۔۔۔

"اوکے میں چھوڑ دیتا ہوں۔۔"

وہ بغور جائزہ لیتے ہوئے کہنے لگا۔۔

"نہیں میں ماما بابا کے ساتھ جاؤں گی۔۔۔"

وہ کہہ کر اس تیزی سے نکلی حمزہ کافی دیر اس کی حالت سمجھنے کی کوشش کرنے لگا وہ آج پھر اس سے ڈر رہی تھی کیوں۔۔۔؟

اس کیوں کا جواب حمزہ نا ڈھونڈ سکا۔۔۔

وہ پہنچی تو اس کی حالت کافی خراب ہونے لگی تھی۔۔۔

حلق میں کانٹے چبھنے لگے لیکن اس نے اپنے آپ پر قابو رکھا اور گھر میں جاتے ہی بنا کسی کی طرف دیکھے اپنے روم میں بند ہو گئی۔۔۔

لرزتے وجود کے ساتھ آنسو ٹپ ٹپ کرتے کاجل کے ساتھ بہتے چلے گئے۔۔۔

وہیں سب ہونق سے اسے پکارتے رہے۔۔

"عنادل باہر آؤ ہادیہ کی رسمیں کرنی ہیں۔۔"

عمیمہ اسے پکار رہی تھی۔۔

"آپی میرا سر درد کر رہا ہے آپ کر لیں ساری رسمیں۔۔۔"

وہ آواز کو مضبوط کرتے ہوئے زور سے بولی۔۔ورنہ آواز نے بھی ساتھ چھوڑ دیا تھا۔۔

"زیادہ طبیعت خراب ہے کیا شونا لاک کھولو مجھے دیکھنا ہے۔۔۔"

وہ دروازے پر کھڑی فکر مندی سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

"آپی مجھے سونا ہے آپ ہادیہ کے پاس جائیں۔۔"

وہ کہہ کر اٹھی اور اپنا حجاب لرزتے ہاتھوں سے نوچ کر اتار پھینکا۔۔۔

سینڈل کو پھینکتی کپکپاتی ہوئی ڈریس لیکر واش روم میں بند ہوئی۔۔۔

تھوڑی دیر شاور لینے کے بعد نکلی تو آنکھیں سرخی سے بھری تھیں۔۔وجود ہولے ہولے لرز رہا تھا۔۔

اپنی حالت اسے خود سمجھ نہیں آتی تھی۔۔

ایسی طلب تھی جو کسی چیز کے کھانے پینے کے بعد نہیں بجھتی تھی۔۔۔

ہوش میں رہتی تھی شاید اس کیفیت سے مر جاتی اس لئے نیند کی دو ٹیبلیٹ لے کر لیٹ گئی۔۔

کچھ ہی دیر میں وہ تھوڑی دیر پہلے ہوئی اپنی کیفیت سے بیگانہ سو رہی تھی۔۔۔

وہ روم میں داخل ہوا لیکن اس کے انتظار میں بیٹھی ہادیہ کی جانب دیکھے بنا کپڑے لئے واش روم میں بند

ہو گیا۔۔۔

اچانک دروازے کی آواز پر وہ ہوش میں آئی۔۔۔

وہ آکر چلا بھی گیا تھا وہ دیکھ بھی نا سکی۔۔

اعصاب پر بھاری بوجھ جو تھا۔۔۔

وہ خود پریشان تھی اس کے بارے میں جاننے کے باوجود ایک معزز گھر کے لڑکے نے اس کا رشتہ کیسے قبول کیا تھا آخر۔۔۔

وہ شاور لیکر ایزی ڈریس میں باہر نکلا تو اسے ایسے ہی بیٹھے ہوئے پایا۔۔۔

"لڑکی کپڑے چینج کرو اور سو جاؤ۔۔۔"

وہ ٹاول سے سر پونچھتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا وہ ہاں میں سر ہلاتے ہوئے اٹھ کر ڈریسنگ روم میں چلی گئی۔۔۔

اور جب باہر آئی تو خرم بیڈ پر ایک جانب رخ موڑے لیٹا ہوا تھا جب کے وہ اس کے لئے چھوڑی ہوئی جگہ پر مجبوری کی حالت میں جا کر لیٹ گئی۔۔۔

تھوڑی دیر بعد خرم نے رخ پھیر کر اسے دیکھا تو وہ سو چکی تھی۔۔۔

اسے یقین آگیا تھا وہ خود بھی اس رشتے کو قبول نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

سر جھٹک کر خرم بھی سونے کے لئے آنکھیں موند گیا۔۔۔

وہ جو اداس سی چار دیواری کو گھور رہی تھی اچانک کال آنے پر بنا دیکھے ریسیو کر گئی۔۔

"ہیلو زامیہ آپ ٹھیک ہیں۔۔"

فکر مندی لئے اس کی آواز زامیہ کے حلق میں اٹکے آنسوؤں کو باہر لانے کا سبب بن رہی تھی۔۔۔

"جی۔۔"

یک لفظی جواب سے وہ سمجھ چکا تھا وہ ٹھیک نہیں ہے۔۔

"رونے کا دل کر رہا ہے رو لو۔۔۔کوئی نہیں جانے گا زامیہ روتی بھی ہے۔۔۔نہ کوئی کہے گا زامیہ بزدل ہے۔۔۔

میرا کندھا ہر وقت میسر ہے جہاں آپ اپنے تمام آنسوؤں کو بنا کسی جھجھک کے بہا سکتی ہیں۔۔۔"

وہ کہہ رہا تھا۔۔

ایک وہی تو تھا جو سخت دل زامیہ کے پیچھے چھپی نرم دل زامیہ کو جانتا تھا۔۔۔

وہ کچھ نہیں کہہ سکی آنکھیں سختی سے میچ لیں۔۔۔

کچھ دیر بعد وہ اس کے دو روم پر مشتمل گھر میں موجود تھا۔۔۔

کیوں تھا زامیہ اچھے سے جانتی تھی۔۔

"چائے یا کافی۔۔؟ مجھے پتہ ہے کافی ہی کہو گے ابھی بنا کر لاتی ہوں۔۔۔"

وہ کہہ کر کچن میں غائب ہو گئی۔۔

میثم بھی اٹھ کر اس کے پیچھے گیا۔۔۔

"زامیہ میں یہاں ہوں۔۔۔ دل کا ہر غبار ہر دکھ ان کندھوں پر آنسو بہا کر اتار دو پر امس کسی کو نہیں بتاؤں گا کہ آپ، زامیہ چودھری روتی بھی ہیں۔۔۔"

وہ کہہ کر مرہم رکھ رہا تھا یا اس کے دل کو بھاری کر رہا تھا۔۔زامیہ سمجھ نہیں سکی۔۔کافی کا چمچ سلپ پر رکھے سامنے کھڑے میثم کے گلے لگ گئی۔۔ ہچکیوں سے آنسو بہاتی وہ میثم کو پہلی بار اپنی لگی تھی۔۔۔

تقریباً بیس منٹ رونے کے بعد اس سے دور ہوئی۔۔

"یار آپ نے تو اتنی جلدی رونا بند کر دیا۔۔۔

ویسے اس کا کریڈٹ ہادیہ کے سر کو جاتا ہے۔۔ جس نے میری مسز کو تھوڑا ہی سہی رلایا تو۔۔"

وہ شوخی سے کہہ کر اسے دیکھنے لگا۔۔

جو آنسو صاف کرنے اور دل ہلکا ہونے پر اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھنے لگی۔۔۔

"اوکے اوکے۔۔ایسے تو نا دیکھیں ڈر لگتا ہے۔۔"

وہ ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا زامیہ ہولے سے ہنس دی۔۔۔

کافی بنا کر اسے دی۔۔

وہ سلیپ سے ٹیک لگائے اسے دیکھتے ہوئے کافی کے چھوٹے چھوٹے سِپ لینے لگا۔۔۔

"میرے لئے وہ بہت قیمتی ہے بالکل اس طرح جس طرح ایک ماں کے لئے اس کا بچہ۔۔"

وہ سامنے لگی وال کلاک کو گھورتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

"بہن بنالو چھوٹی۔۔بچہ تو نا بناؤ۔۔"

کافی کا مگ کاؤنٹر پر رکھتے ہوئے اس تک پہنچے میثم نے کہا۔۔۔وہ اسے ہنسانے کی ہر ممکن کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"وہ تھی ہی اتنی کیوٹ چھوٹے بچوں کی طرح روتی ہوئی۔۔۔عنادل کی کاپی ہے بالکل لیکن دل بہت زیادہ روتی ہے۔۔ہادیہ کو ڈراؤ تو نہیں روتی اور عنادل کو ڈراؤ تو اور روتی ہے۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے خود ہی ہنسنے لگی۔۔۔

میثم نے آگے بڑھ کر اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرا۔۔

"ایسے خوش رہا کرو۔۔ان لبوں پر یہ مسکراہٹ بہت کھلتی ہے۔۔۔

میری زندگی کو معطر کرنے کا سبب ہے۔۔"

ماتھے پر اپنی محبت کی مہر ثبت کئے وہ پیچھے ہٹا۔۔۔

"میری خواہش ہے کبھی تو لڑکیوں کی طرح شرما دیا کرو نا۔۔۔"

وہ اس کے اس عمل کے بعد گھورنے لگی تو میثم دل پر ہاتھ رکھے کہنے لگا۔۔۔

"کس خوشی میں شرمانے کی ایکٹنگ کروں۔۔"

وہ تڑپ کر پوچھنے لگی۔۔

"شرم کریں زامیہ میں آپ کا شوہر ہوں۔۔۔مشرقی بیویاں شوہر کو دیکھ کر آنکھیں نیچے جھکا کر شرماتی ہیں۔۔۔لیکن آپ تو بس۔۔۔"

وہ اس کے نا شرمانے پر خفا ہوا۔۔۔وہیں زامیہ کو اسے تنگ کرنے میں مزہ آرہا تھا۔۔۔

"نہیں میرے اندر یہ فیچر انسٹال نہیں ہے اب تم جا سکتے ہو۔۔۔"

وہ اسے دروازے سے نکالتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"شرم کریں تھوڑی سی۔ہزبینڈ ہوں آپ کا۔ایسے نکال رہی ہیں جیسے آوارہ ہوں کوئی۔۔"

وہ بڑبڑاتا رہ گیا زامیہ نے اسے گھر سے نکال کر دروازہ لاک کیا۔۔۔

کیا بھروسہ دوبارہ شوہر ہونے کی دہائی دینے لگتا۔۔۔

زامیہ ہنستی ہوئی سب چیزیں سمیٹنے لگی۔۔

آج خرم کا ولیمہ اور عمیمہ کی بارات تھی۔۔۔ایک ہنگامی صورتحال میں سب لوگ ادھر ادھر بھاگتے ہوئے تیاریاں کر رہے تھے۔۔۔وہیں سب گھر والے عنادل کا روم ناک کر کے تھک چکے تھے۔۔

صبح دس بجے کے بعد وہ فریش سی نیچے آئی تو سب نے اسے اچھا خاصا ڈپٹا۔۔۔

وہ بکھری سی حالت میں سرخ سوجی آنکھیں لیے بے حال بیٹھی تھی۔

"آج ایک جگہ آرام سے بیٹھنا دیکھو اپنی حالت۔۔۔پتا ہے ناں تھک جاتی ہو۔۔"

سب جانتے تھے وہ ایسے مواقع پر تھک جاتی ہے بہت۔۔اس لیے اسے سمجھانے لگے لیکن وہ کیا بتاتی اس کی رات میں حالت کیا ہو جایا کرتی تھی۔۔۔

"ماما اچھا ہے آج کے بعد سے ہم اس کا دھیان نہیں رکھیں گے۔۔۔"

سب لاؤنج میں بیٹھے مہمانوں کے ساتھ گپ شپ لگا رہے تھے کہ عمیمہ کے کہنے پر سب نے اسے دیکھا۔۔

"آپ لوگ کیوں میرا خیال نہیں رکھیں گے۔۔؟"

وہ رو دینے کو تھی۔۔۔

ہادیہ سر جھکائے ایسے بیٹھی تھی جسے کوئی مجرم جرم ثابت ہونے پر پشیمان سا بیٹھا ہوتا ہے۔۔۔

لائٹ سے کاٹن کے پرنٹڈ سوٹ میں ہلکی سی لپ اسٹک میں وہ اندر سے ڈری سہمی لڑکی باہر سے کھل رہی تھی۔۔

"اس کا جواب بھی مل جائے گا لیکن آپ آج عمیمہ کے ساتھ پارلر جائیں گی اور کوئی آرگیومنٹ نہیں کرنا اس بات پر۔۔۔ آپ کو کچھ نہیں کرنا سب کام عمیمہ کر چکی ہیں آپ نے بس ان کے ساتھ پارلر جانا ہے۔۔۔"

مہر النساء بیگم نے اُسے سوالات کرنے سے روکتے ہوئے کہا۔۔۔

ورنہ ایک سوال کے بعد دوسرا اور پھر ایسے کئی سوالات وہ کرتی چلی جاتی۔۔۔

عمیمہ اس کی حالت کا سوچتے ہوئے مسکراہٹ دبانے کے لئے کپ لبوں سے لگا گئی۔۔۔

شام کے وقت سب نک سک سے تیار ہال میں پہنچ چکے تھے۔۔۔

ہادیہ الگ پارلر سے تیار ہو کر خرم کے ساتھ موجود ہال میں جھینپتے ہوئے سب کے تعریفی کلمات سمیٹ

رہی تھی۔۔۔

"عنادل چلو بھی پھر رک گئیں تم"

عمیمہ کار سے باہر نکل کر کچھ قدم ہی چلی ہو گی پیچھے مڑ کر دیکھا عنادل اپنے لونگ سے بال گاؤن کو سنبھالنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔۔ہیلز اس نے ہاتھ میں پکڑ رکھی تھیں۔۔۔

"یا اللہ لڑکی یہ ہاتھ میں لینے کے لئے نہیں پاؤں میں پہننے کے لئے ہوتی ہیں۔۔"

وہ اس کا ہاتھ تھامے سیدھا برائیڈل روم میں لے گئی۔۔۔

اس کو ہیلز پہنا کر عمیمہ اپنی جیولری ٹھیک کرنے لگی۔۔۔

ریڈ کلر کا بال گاؤن جس پر کوئی کام نہیں تھا نفاست سے لیا گیا حجاب اور پارلر سے ہوئے میک اپ نے عنادل کو بالکل تبدیل کر دیا تھا۔بیوٹیشن نے اس کے بیبی فیس کو چینج کر کے الگ لُک دے دیا تھا۔۔

"آپی یہ سب کیا ہے آپ کو پتا ہے نا کیری نہیں کر پاتی میں یہ ہیوی ڈریسز۔۔پھر کیوں یہ ڈریس پہنا دیا اور اتنا تیار بھی کروا دیا۔۔۔"

وہ اس سے پہلے کہ روتی عمیمہ جلدی سے اسے گلے لگا گئی۔۔

"رونا نہیں شونا۔۔۔اتنی پیاری لگ رہی ہو بالکل باربی ڈول کی طرح۔۔۔پہلے ہی تمہارے رونے پر اتنا لائٹ میک اپ کیا ہے۔۔۔تم تو مجھ سے بھی پیاری لگ رہی ہو۔۔۔ہائے میری پیاری بہن۔۔۔"

وہ نظر اتارتے ہوئے بہلا رہی تھی اور عنادل کو اب تک اپنا جواب نہیں مل سکا تھا۔۔۔

ہال میں مہمان آنے کا شور سا برپا ہوا۔۔۔

عنادل کو کسی نے باہر جانے نہیں دیا اور اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس کے ساتھ اس کی فیملی آخر کر کیا رہی تھی۔۔۔

وہ سر جھٹک کر سکون سے صوفے سے ٹیک لگا گئی۔ طبیعت بوجھل تھی اس میں ویسے بھی ہمت نا تھی کچھ بھی کرنے کی۔۔

”شاید میری تھکن کی وجہ سے سب ایسا کر رہے ہیں۔۔“

اپنی عادت کے عین مطابق اس نے خود کو خود ہی سمجھا لیا۔

آذان کی فیملی کے آنے کے بعد زامیہ اپنے مہمانوں کے ساتھ آئی پھر حمزہ کی فیملی اور مہمان ہال میں پہنچے۔۔۔

ہال بہت وسیع تھا چونکہ یہاں تین فیمیلیز کے مہمان تھے۔۔۔

عنادل کے اوپر اچانک مہرالنساء بیگم نے آکر لال ڈوپٹہ ڈالا وہ ہونق سی دیکھے گئی۔۔۔

"آپ کا نکاح ہے اور آپ نے صرف مولوی صاحب کے الفاظ دہرانے ہیں۔۔۔"

وہ اپنی ماں کو بے یقینی سے دیکھے گئی۔۔

آخر کیوں اس کا نکاح اس سے چھپا کر کیا جارہا تھا اور کیوں اتنی جلدی کیا جارہا تھا۔۔

"بیٹی ہم تمہارے لئے اچھا چاہتے ہیں اور حمزہ سے بہتر میری بیٹی کے لئے کوئی نہیں ہو سکتا۔۔۔ بیٹا یہ نکاح قبول کرلیں۔۔"

اسجد صاحب محبت بھرے لہجے میں کہہ رہے تھے اور عنادل بابا کہہ کر انکے کندھے سے لگے بلک بلک کر رودی۔۔۔

خرم عمیمہ نے اسے دائیں بائیں سے تھاما ہوا تھا۔۔

اس کے قبول کرنے اور سائن کرنے کے بعد حمزہ کا نکاح کروایا گیا۔۔۔

حمزہ کے دل کی حالت ایسی تھی جیسے وہ ایک خواب کے زیرِ اثر وہاں موجود عنادل کو اپنے لئے قبول کر رہا ہے۔۔۔ اس کے جانے کے بعد یہ سب ناممکن گیا تھا لیکن آج ممکن بھی ہو گیا تھا۔۔۔

ایک کے دل میں نئے بن جانے والے ساتھی کا مقام ایک اچھے استاد کے ساتھ ایک سننے والے انسان کا تھا جبکہ دوسرے کے لئے یہ سفر ہر سفر سے انمول تھا۔۔۔ محبت سے محبت کو محرم بنانے تک کا سفر۔۔۔

بچپن کی محبت کو پالینے کا سفر۔۔۔

حمزہ میر کی تقدیر بننے تک کا سفر۔۔۔

حمزہ میر نے ہی منع کیا تھا پہلے بتانے سے ورنہ تو رو کر اپنے بھائی کی شادی بھی خراب کر دیتی۔۔۔

اچانک سے شاک ملنے پر حمزہ اس کی حالت سمجھ سکتا تھا۔۔اب کوئی اس کے اور عینا کے بیچ نہیں آ سکتا تھا۔۔۔

لاحاصل سے حاصل تک کا سفر بہت دشوار رہا تھا۔۔۔۔

لیکن ناممکن نہیں تھا۔۔۔محبت سچی اور دل سے کی جائے تو اور اگر اس میں پاکیزگی ہو تو کیسے ممکن ہے وہ دعا آپ کے حق میں بہتر ہو دعا قبول نا ہو۔۔۔

عنادل کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ یہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔۔۔

اسے حمزہ کے ساتھ لا کر بیٹھایا۔۔

ہوش تو تب ٹھکانے لگے جب کان کے قریب نکاح مبارک عینا کہا گیا تھا۔۔۔

حمزہ کی جانب ایک بار دیکھ کر وہ زامیہ کو ڈھونڈنے لگی۔۔۔اسے زامیہ سے یہ امید تو ہرگز بھی نہیں تھی۔۔ وہ اس کی اکلوتی دوست ہو کر اس سے کچھ چھپا جاتی۔۔۔

"عینا ایزی ہو جاؤ میں ابھی تمہیں اپنے ساتھ لے کر نہیں جا رہا۔۔۔بس تمہارے تحفظ اور اپنی محبت کے تحفظ کے لئے یہ کیا ہے یقین مانو تمہیں بالکل پچھتاوا نہیں ہو گا۔۔۔"

وہ سرگوشی کی سی آواز میں کہہ رہا تھا۔۔۔

عنادل اس وقت کچھ سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں تھی۔۔

"زامیہ کو بلوادیں۔۔"

وہ گھبراہٹ چھپاتے ہوئے اس سے التجائیہ لہجے میں کہنے لگی۔۔

آنسو پلکوں کی باڑ پر اٹکے ہوئے تھے۔۔

دوسری جانب زامیہ میثم سے لڑنے میں مصروف تھی۔۔

"تمھیں پتہ تھا تمہارا دوست کیا کرنے والا ہے پھر بھی مجھے بتانا ضروری نہیں سمجھا۔۔۔"

وہ لڑاکا عورتوں کی طرح برائیڈل روم میں کمر پر ہاتھ رکھے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"زامیہ یہ ضروری تھا یار بات کو سمجھیں اور آپ کو حمزہ برا کیوں لگتا ہے۔۔۔ کیا آپ اس کی محبت دیکھنے سے قاصر ہیں۔۔"

میثم ہاتھوں پر سر گرائے بیٹھ کر کہنے لگا۔۔۔

"سب نظر آتا ہے اور اس سے زیادہ پرفیکٹ میچ شاید ہی دل کے لئے کوئی ہو۔۔۔

مجھے ہر طرح سے وہ دل کے لئے پسند ہے لیکن مجھے ابھی مزید تنگ کرنا تھا لیکن صاحب نے سب کو اندھیرے میں رکھ کر نکاح ہی کر لیا۔۔۔"

وہ تیز تیز بولتی آخر میں دھیما لہجہ اختیار کر گئی۔۔۔

"کر لینا تنگ اسے۔۔۔ابھی بہت سارے موقعے ملیں گے آپ کو۔۔۔"

وہ بھی تھوڑا ہلکا پھلکا ہوا۔۔۔

"لیکن یہ سب حمزہ نے کیا کیسے؟ یہ تھا وہ سرپرائز جس کی حمزہ نے مجھ سے اس دن بات کی تھی۔۔۔"

زامیہ تانے بانے جوڑتے ہوئے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

"جی ہاں بس اچانک حمزہ نے عنادل کے لئے اپنی پسندیدگی اپنے پیرنٹس کو بتادی، انہیں کیا اعتراض ہو سکتا تھا، عنادل کو تو بنا دیکھے ہی قبول کر لیا تھا پھر رسماً عنادل کے گھر والوں سے ملنے کے ساتھ ساتھ رشتہ بھی مانگ لیا گیا اور حمزہ کی ضد تھی عنادل سمیت کسی کو یہ بات معلوم نا ہو۔۔۔ پھر کیا تھا یہ سیکریٹ رکھا گیا۔۔۔

صرف گھر کے بڑے جانتے تھے عنادل کا نکاح ہے۔۔۔ عنادل کے گھر والوں کا کہنا تھا اگر عنادل کو یہ بات پہلے بتادی جاتی تو رونا دھونا مچا دیتی اور یوں آپ کی طرح اسے بھی آج معلوم ہوا ہے۔۔۔"

وہ بتا کر کندھے اچکا کر پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال گیا۔۔۔

"لیکن میں خوش ہوں اپنے دل کے لئے۔۔۔ اسے کچھ یاد تو نہیں یہ اس کا بچپن والا میر ہے لیکن ان کا ساتھ پہلے سے مضبوط ہو گا۔۔۔"

میثم کو اس بات کی زیادہ خوشی تھی کہ وہ اپنے ایموشنز اس کے ساتھ ہی شئیر کرتی تھی۔۔۔

خوشی کے ہوں یا دکھی۔۔وہ اسے کبھی نہیں کہتی تھی زامیہ کو میثم کی ضرورت ہے لیکن میثم سمجھ کر فوراً ہی اس تک پہنچتا تھا۔۔۔

وہ ایسی ہی تھی کچھ نا کہہ کر بھی بہت کچھ کہہ جانے والی۔۔۔

"آپ کو عنادل آپی باہر بلا رہی ہیں۔۔"

ایک بچی گیٹ سے ہی اطلاع دے کر بھاگ گئی۔۔۔

زامیہ فوراً باہر نکلی۔۔میثم بھی اسی کے ساتھ نکلا۔۔۔

میثم کی مبارک باد دینے پر حمزہ تو خوشدلی سے ملا البتہ عنادل نے بس سر ہلایا وہ نہیں جانتی تھی اسے۔۔۔

عنادل نے زامیہ کا ہاتھ تھام لیا۔۔۔

"پلیز زامیہ مجھے گھر جانا ہے۔۔۔پلیز مجھے گھر لے جائیں۔۔۔"

عنادل گھبرائی ہوئی سی اس سے کہہ رہی تھی۔۔۔

"صبر کرو دل۔۔۔ابھی نکاح ہوا ہے تمہارے بھائی کا ریسپشن چل رہا ہے عمیمہ کی رخصتی ہونی ہے۔۔۔

بہن کی رخصتی بھی نہیں دیکھو گی پاگل۔۔۔"

وہ اس کا سر تھپتھپا کر کہہ رہی تھی۔۔۔ عنادل کو یاد آیا وہ تو اپنے بہن بھائی کی شادی میں آئی تھی اور یہاں اس کا نکاح بھی ہو گیا تھا۔۔۔

"زامیہ کیا آپ جانتی تھی میرا نکاح ہے؟"

وہ بچوں کی طرح پوچھتی ایسی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ اس کے ہاں کہنے پر ناراض ہی ہو جائے گی۔۔۔

"نہیں مجھے نہیں معلوم تھا کہ حمزہ اس طرح سرپرائز دے گا ہمیں۔۔۔ خیر ہم اس سے اس کا بدلہ ضرور لیں گے کیا تم لو گی بدلہ جعلی ٹام کروز سے۔۔۔؟"

زامیہ کے شیطانی دماغ نے کام کیا وہ تنگ نہیں کر سکتی تو عنادل کے ذریعے کروا تو سکتی ہے۔۔۔

"جی بالکل میں بدلہ لوں گی۔۔۔"

وہ ایسے بول رہی تھی جیسے کتنے لوگوں کو بدلے کے نام پر مار کر آ رہی ہو۔۔۔

"زبردست میرا دل۔۔۔ بس میری باتوں پر عمل کرنا۔۔۔"

حمزہ میثم سے باتوں میں مصروف تھا اور زامیہ عنادل کے دماغ میں الٹے سیدھے مشورے انڈیل رہی تھی جن میں سے دو چار تو غائب دماغی کی وجہ سے دماغ تک ہی نہیں پہنچے تھے۔۔۔

عیمہ کی رخصتی پر عنادل اتنا روئی کہ اسے چپ کروانا مشکل ہو گیا۔۔۔

اور پھر روتے روتے بے ہوش ہو گئی۔۔۔

گھر لا کر اس کے روم میں لٹایا تو تھوڑی دیر کے بعد ہوش میں آئی اور ہوش میں آتے ہی عنادل نے سب کو تسلی دے کر کمروں میں بھیجا۔۔

اس کی کنڈیشن بگڑنے ہی والی تھی۔۔وہ دوائی نہیں لے رہی تھی عنادل کو اس کا اثر لگتا تھا۔۔۔

دوائی ڈھونڈی لیکن شاید وہ افراتفری میں سب پھینک چکی تھی۔۔۔

بگڑتی حالت پر موبائل کی وائبریشن نے توجہ ہٹائی۔۔

نیو نمبر سے کال دیکھ کر پہلے تو نہیں اٹھانے کا سوچا پھر کچھ سوچ کر اٹھالی۔۔۔

"ہیلو عینا۔۔۔"

کال کے پک ہوتے ہیں حمزہ نے پکارا۔۔۔

"جی۔۔"

وہ کپکپاتے لبوں پر زبان پھیر کر بس یہی کہہ سکی تھی۔۔۔

"آئی رئیلی مس یو عینا۔۔۔ تمہیں پتہ ہے آج میں بہت خوش ہوں تھینک یو۔۔۔ تھینک یو سو مچ عینا میری زندگی کو مکمل کرنے کے لئے شکریہ۔۔۔"

وہ فرطِ جذبات سے کہہ رہا تھا۔۔۔

اس کی تنہاراتوں میں آنسوؤں کا گواہ چاند بھی اس کی خوشی پر آسودگی سے مسکرارہا تھا۔۔۔

”اچھا۔۔“ وہ کپکپاتے لبوں کو حرکت دیتی مشکل کا شکار ہورہی تھی۔

”صرف اچھا؟“ وہ اس کی مدھم آواز پر شرارت سے مسکرایا۔۔

"میں۔۔۔میں اور کیا کہوں۔۔"

وہ اپنے ہاتھوں اور جسم کی لرزش پر قابو پانے کی کوشش میں ہلکان ہوتے ہوئے بول رہی تھی۔۔۔

"کچھ نہیں کہو عینا بس سنو۔۔۔ان دھڑکنوں کو سنو جو تم سے دور جانے پر مدھم ہو گئی تھی۔۔۔اس حمزہ میر کی آواز سنو جو اپنی عینا کے لئے کچھ بھی کر سکتا ہے۔۔۔"

وہ نیم غنودگی کی کیفیت میں اسے سن رہی تھی۔۔

"پھر مجھے وہ لا دیں جس سے مجھ سکون مل جائے۔۔"

وہ نیند میں جاتی بے چینی سے حمزہ کو کہہ رہی تھی۔ آواز میں لرزش تھی۔

وہ ٹھٹک گیا۔عینا کو کیسا سکون چاہئیے تھا۔

"ہیلو عینا کیا چاہیئے مجھے بتاؤ۔۔"

وہ فکرمندی سے پکارتا رہا لیکن پکار سننے والی ہوش حواس کھو چکی تھی۔۔۔وہ گہرا سانس بھر گیا۔شاید وہ نیند

میں الٹا سیدھا بول رہی تھی۔۔

"اللہ حافظ مائی لائف۔۔"

وہ اتنا کہہ کر موبائل رکھ گیا۔۔۔

آج عنادل نے نیند کی دوائی نہیں لی تھی حمزہ کی آواز نے کچھ الگ ہی سکون بخشا تھا کہ وہ بگڑتی حالت میں بے چینی سے لڑتی سو چکی تھی۔۔

حمزہ کو ابھی تک یقین نہیں آرہا تھا عینا اس کی ہو چکی ہے۔۔۔

اس کی محبت میں کب گرفتار ہوا تھا اسے نہیں معلوم تھا بس عنادل کے آنسو نے ایک الگ جگہ حمزہ کے دل میں بنالی تھی وہ جگہ آج بھی ویسی ہی تھی۔۔۔

بس اب عنادل کو یقین دلانا تھا حمزہ میر اس کا دوست ہے وہ دوست جس کی باتیں ماننے عینا کے لئے مشکل ہوتا تھا لیکن ماننی ہی پڑتی تھی۔۔۔

عنادل عمیمہ کے رسیپشن سے فری ہونے کے بعد باقاعدہ یونی جانا اسٹارٹ کر چکی تھی۔۔۔

زامیہ ابھی بھی نہیں آئی تھی۔۔

حمزہ بزنس کو ٹائم دینے لگا تھا لیکن دن میں دس بار کال کر کے اپنی عینا کو یہ احساس ضرور کرواتا تھا وہ اس کا

اب لگتا کیا ہے۔۔۔

چھوٹی موٹی باتوں کے لئے بھی عنادل کو بہت اکسانا پڑتا تھا۔۔۔وہ آدھی بات سنتی تھی آدھی نہیں۔۔

آدھا بولتی یوں کہ کچھ بولتی اور کچھ بھول جاتی تھی۔۔

اس کی اسٹڈیز کو لیکر حمزہ بہت پریشان تھا۔۔

سمسٹر اسٹارٹ ہونے والے تھے بہت سے ٹاپک تھے جو اسے سمجھانے تھے لیکن کیسے اس کا راستہ حمزہ کو ہی نکالنا تھا۔۔۔اس کے لیے اس نے خرم سے بات کرنے کا سوچتے ہوئے کال ملائی۔۔

"جی حمزہ کہیئے کیسے کال کی۔۔۔؟"

خرم بزی سا حمزہ کی کال اٹھاتے ہوئے پوچھنے لگا۔۔۔

"مجھے عنادل کی اسٹڈیز کی سمجھ نہیں آرہی ہے۔۔۔کیا اور کیسے ہو گا۔۔۔وہ میتھ میں بہت ویک ہے اور اس کے بہت سارے ٹاپک ایسے ہیں جو اسے سمجھنے چاہیئے۔۔۔کیا آپ اس کے لئے کوئی ٹیوٹر ارینج کرسکتے ہیں یا میں ہی کسی پروفیسر سے بات کروں؟"

حمزہ پیپر ویٹ کو گول گھماتے ہوئے عنادل کے لئے فکر مند سا بول رہا تھا۔۔۔

"میں شادی کی بھاگ دوڑ میں بالکل ہی بھول گیا عنادل کے سمسٹر اسٹارٹ ہونے والے ہیں۔۔۔

کسی ٹیوٹر سے عنادل کا پڑھنا ناممکن ہے۔۔۔رونا دھونا اتنا ڈالنا ہے نامیڈم نے۔۔۔

ایسا کریں آپ خود ہی اسے پڑھائیں۔۔ یا آپ ہمارے گھر آجائیں یا عنادل آپ کے گھر۔۔ اب تو کوئی مسئلے کی بات نہیں۔۔۔ اچھا ہے تھوڑا اس رشتے کو بھی سمجھے گی۔۔۔ آپ کے علاوہ اتنی جلدی اس کا سلیبس کون کور کروا سکتا ہے۔۔۔"

خرم ماتھے کو مسلتے ہوئے اپنی رائے پیش کر رہا تھا۔۔۔

اور حمزہ کو اچانک ہی خوشگواری اور دل میں رونق سی محسوس ہوئی۔۔۔

اس نے یہ نہیں سوچا تھا کہ خرم اسے خود کسی اور کو پڑھانے سے منع کر دے گا۔۔

دل کے کونے میں چھپی حمزہ کی یہ خواہش بھی پوری ہو گئی تھی کہ عینا کو صرف وہ ہی پڑھائے۔۔۔

"ٹھیک ہے آپ پھر عنادل کو شام میں گھر ہی بھیج دیا کریں۔۔۔ میں بھی یہی چاہتا ہوں ماما سے تھوڑی فرینک ہو جائے وہ۔۔ میں شام پانچ بجے تک گھر پہنچ جاتا ہوں اور میں خود واپسی پر ڈراپ کر دیا کروں گا۔۔۔"

لبوں پر بکھرتی مسکراہٹ کے ساتھ حمزہ نے کہا تو خرم بھی مطمئن ہو گیا۔۔۔

ادھر ادھر کی باتوں اور حال احوال کے بعد فون بند کیا گیا۔۔

خرم ابھی خود الجھن کا شکار تھا ہادیہ سے بد ظن ہونا اسے بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔۔

جب وہ اس کے سامنے کھڑی ہو کر کچھ کہنا چاہتی تھی لیکن خرم کا سرد رویہ اسے کچھ کہنے نہیں دیتا تھا۔۔۔

اچانک رات میں اس کا اٹھ کر زامیہ کو ڈھونڈنا اور خرم کے ڈانٹنے پر اس کا سہم کر سو جانا یہ سب خرم کو بالکل اچھا نہیں لگ رہا تھا کام کے دوران بھی ہادیہ اس کے ذہن پر سوار رہتی تھی۔۔

نازک سا سراپہ اس کی آنکھوں کے گرد گھومتا تو خرم کو احساس ہوتا وہ ہادیہ کے ساتھ غلط کر رہا ہے۔۔۔ خرم بہت چڑچڑا رہنے لگا تھا اوپر سے عنادل اب اپنے آپ کو کمرے میں بند رکھتی تھی۔۔

عمیمہ آذان کے ساتھ ولیمہ کے بعد امریکہ جا چکی تھی۔۔ اس کے سسرال والوں کا وہیں شفٹ ہونے کا ارادہ تھا۔۔

خرم عنادل کو روم سے باہر نکالنا چاہتا تھا اور یہ تب ہی ممکن تھا جب عنادل یونی کے علاوہ کوئی اور ایکٹیویٹی ہوتی یا کہیں آتی جاتی۔۔

اسے کہیں جانا پسند ہی نہیں تھا۔۔

خرم کو یہ آئیڈیا اچھا لگا تو حمزہ کو دے دیا۔۔ اچھا تھا نکاح کے بعد تھوڑا رشتوں کی پہچان ہی ہو جاتی۔۔۔ حمزہ کے گھر والوں سے مل کر ہی سہی تھوڑا لوگوں میں اٹھنے بیٹھنے کو سمجھے۔۔۔

وہ اب دوبارہ ہادیہ کو سوچتے ہوئے غائب دماغی سے لیپ ٹاپ کی سکرین کو گھور رہا تھا۔۔۔

"ہیلو باس جی میں بات کر رہا ہوں۔۔

باس وہ لڑکی جلد ہمارے ہاتھ لگنے والی ہے۔۔۔ ہم نے اسے پوری طرح مفلوج کر دیا ہے۔۔ اور اچھی بات یہ ہے کہ اس کی دوست بھی لاپتہ ہے ورنہ اسے پکڑنا ناممکن ہوتا۔۔"

وہ لڑکا ہلکی آواز میں دوسری جانب موجود اپنے باس کو اطلاع دے رہا تھا۔۔

"باس وہ لڑکیاں جو ہم سے ڈرگز کی بھیگ مانگا کرتی تھیں وہ سب غائب ہیں۔۔ کہاں ہیں نہیں معلوم اب ہمیں نئی لڑکیوں کو ڈرگز کا عادی کرنا ہوگا۔۔۔"

وہ بتا کر خاموش ہوا تو باس نے کچھ کہا۔۔

"اوکے باس وہ آپ کو مل جائے گی۔۔"

اس لڑکے نے کہہ کر فون رکھا۔۔۔

اور واپس اپنے کام کی طرف چلا گیا۔۔۔

NOVEL IN URDU

"تمہارا وہ سر کہاں ہے جس کے ساتھ بڑے مزے سے یہاں وہاں گھومتی نظر آتی تھی۔۔"

جونی کے گینگ کا ایک لڑکا پاس سے گزرتی عنادل سے مخاطب ہوا۔۔

وہ بنا کسی طرف دیکھے تیز قدموں سے چلتی ہوئی کینٹین میں پہنچی۔۔۔

"مجھے وہ جوس دے دیں۔۔"

وہ کہہ کر مدد طلب نظروں سے سامنے لڑکے کو دیکھنے لگی جو اسے دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔۔۔

"جی بالکل دیں گے آپ کو آپ کا جوس۔۔۔

لیکن یہی جوس کیوں کوئی اور دوں؟"

وہ بغور اس کی حالت کو انجوائے کرتے ہوئے پوچھتا جائزہ لے رہا تھا۔۔۔

"نہیں۔۔بس یہی اچھا لگتا ہے، یہ مجھے سکون دیتا ہے اور مجھے دو تین بوتل مل سکتی ہیں کیا اسکی۔۔؟"

وہ خشک ہونٹوں پر زبان پھیر کر کہنے لگی تو اسے یاد آیا گھر کے لئے بھی اسے یہ جوس چاہئیے تھا۔۔۔

"جی بالکل ملے گا۔۔۔اور جب چاہیں گی ملے گا۔۔بس آپ اس کا کسی اور کو مت بتانا ورنہ نہیں ملے گا یہ جوس۔۔"

اس نے خوشی سے کہتے ہوئے تین درمیانہ سائز کی مینگو جوس کی بوتل اسے تھمائیں اور ساتھ تاکید بھی کی،

وہ شکریہ ادا کرتی تاکید پر سر ہلاتی وہاں سے ہٹی۔۔۔

ان لڑکوں نے دوبارہ راستہ روکا لیکن عنادل کو جوس پینے کی جلدی تھی۔۔۔

سکون چاہئیے تھا جو اس جوس کو پی کر ملتا تھا۔۔۔

وہ جوس پی کر تھوڑا ریلیکس ہوئی۔۔

زامیہ سے بہت ناراض تھی وہ نہیں آ رہی تھی یونی۔۔ حمزہ کا سمسٹر ختم ہو چکا تھا صرف ان دونوں کو ہی وہ پوری یونی میں جانتی تھی اب اس کا تھا ہی کون۔۔۔ اکیلی بیٹھی وہ جوس پی لیتی تو عجیب سکون اور غنودگی کی سی کیفیت میں رہتی تھی اس لیے ارد گرد کی پرواہ بھی نہیں رہی تھی۔۔

"جونی کو پتہ نہیں لگنا چاہئیے ہم اس لڑکی کے ساتھ کر کیا رہے ہیں۔۔"

کینٹین میں موجود لڑکے نے دوسرے سے کہا تو وہ ہاں میں سر ہلانے لگا۔۔۔

وہ کلاس لینے کے بعد بنا کسی سے ہائے ہیلو کئے ڈرائیور کے آنے پر گھر چلی گئی۔۔

خرم نے اسے کہا تھا شام میں اسے میتھ کی کلاس لینے جانا ہے اور اس نے یہ پوچھنا بھی گوارا نہیں کیا کہ کہاں جانا ہے کیسے جانا ہے۔۔۔ آج کل کچھ زیادہ ہی عنادل غائب دماغ ہو گئی تھی۔۔۔

خرم آفس سے دوپہر میں لوٹا تو روم میں داخل ہوتے ہی ہادیہ کو صوفے پر آڑھا تیرچھا لیٹا ہوا پایا۔۔۔

نیند کے سبب وہ بیٹھے بیٹھے ہی سو چکی تھی۔۔

اس پر ایک گہری نگاہ ڈال کر خرم نے شوز اتار کر پٹخے تاکہ آواز سے اس کی آنکھ کھول جائے لیکن اس کے سکون میں رتی برابر بھی فرق نہیں آیا۔۔

"عجیب لڑکی ہے شوہر گھر آیا ہے خود آرام سے سو رہی ہے۔۔"

وہ بڑبڑاتے ہوئے اٹھا اور الماری کے پٹ کو زور سے بند کیا۔۔۔

اس بار ہادیہ ہڑبڑا کر اٹھتی صورتحال سمجھنے کی کوشش کرنے لگی۔۔۔

شادی کو ایک ہفتہ گزر چکا تھا لیکن ان کے درمیان اجنبیت کی دیوار تھی۔۔۔

دونوں میں سے کوئی پہل نہیں کر رہا تھا بات صرف ضرورت کی حد تک ہی ہوتی تھی۔۔۔

ہادیہ پریشان سی خرم کو دیکھنے لگی۔۔

اچانک اٹھنے ہی لگی تھی کہ چکرا کر وہیں بیٹھ گئی۔۔۔

خرم اس کی جانب لپکا۔۔

"کیا ہوا ہے تمہیں۔۔؟"

وہ اس کے واپس اچانک آنکھیں بند کر کے بیٹھنے پر فکر مندی سے پوچھنے لگا۔۔۔

"بس ایسے ہی۔۔"

وہ کہہ کر دوبارہ اٹھنے لگی لیکن اس بار بھی گرتی اگر خرم نے اس کا ہاتھ نا تھام لیا ہوتا۔۔۔

"تمہیں بخار ہے۔۔؟ کب سے ہے بخار۔۔؟ میڈیسن لی ہے کوئی؟"

وہ فکر مندی سے پیشانی پر ہاتھ رکھے پے در پے سوال کرنے لگا۔۔

"کل رات سے ہے۔۔۔ میڈیسن کا مجھے نہیں علم کون سی لینی ہے۔۔"

وہ ضبط سے سرخ ہوتی ہوئی کہہ رہی تھی وہ اس کے لئے یہاں آئی تھی لیکن اس کی بے رخی ہی ختم نہیں ہو رہی تھی۔۔۔

ایک ہفتہ شدید ڈپریشن میں رہنے کا اثر تھا کہ اسے بخار چڑھ گیا۔۔۔۔

"پاگل ہو گیا تم، کل رات سے بخار ہے اور کسی کو بتایا بھی نہیں۔۔۔ اٹھو بیڈ پر لیٹو میں میڈیسن دیتا ہوں۔۔۔ کتنا تپ رہی ہو بخار میں۔۔۔"

وہ اسے سہارے سے بیڈ تک لے گیا اور کمفرٹر اوڑھا کر لیٹا دیا۔۔۔

تھوڑی دیر میں میڈیسن کے ساتھ چائے اور کھانے کی چیزیں تھیں اسے اتنا تو معلوم تھا اس نے کچھ کھایا نہیں ہو گا۔۔۔

بڑی مشکل سے تھوڑا سا کھا کر خرم نے میڈیسن دی جسے لے کر ہادیہ آنکھیں بند کئے لیٹ گئی۔۔

خرم جانے لگا تو ہادیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر بند آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"اوکے میں یہیں ہوں کہیں نہیں جا رہا تم آرام کرو۔۔۔"

وہ کہہ کر اس پر جھکا اور چہرے پر آئے بال پیچھے کرنے لگا۔۔۔

وہ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لئے اپنا دل سخت نہیں کر پا رہا تھا کیسی کشش تھی اس میں جو وہ اپنی جانب مبذول کراتی تھی۔۔۔

وہ اس سے بے پرواہ ہوتے ہوئے بھی نہیں رہ پاتا تھا۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ تھامے ہی وہیں بیٹھا رہا بنا ڈریس چینج کئے تکتا ہی گیا جہاں بے پناہ سادگی سے وہ سو رہی تھی۔۔

شام میں عنادل کو حمزہ کے گھر ڈراپ کرنا تھا اس لئے ٹائم دیکھتے ہوئے وہ اٹھا اور فریش ہونے چلا گیا۔۔۔

لائٹ آف کرتا کرٹنز برابر کرتا روم لاک کر کے باہر نکلا جہاں عنادل کو تیار ہونے کا کہنا تھا۔۔۔

عنادل کے ساتھ خرم دس منٹ بیٹھنے کے بعد چلا گیا تھا۔۔۔ہادیہ کی طبیعت کو لے کر وہ بہت پریشان ہو چکا تھا۔۔

عنادل حمزہ کی ماما کو دیکھ کر چونکی تھی لیکن سوال کرنے کی ہمت نا ہوئی۔۔

حمزہ انہیں عنادل کے آنے کا پہلے ہی بتا چکا تھا اور وہ عنادل کے آ جانے سے بہت خوش ہوئی تھیں۔

حمزہ ابھی آفس سے نہیں آیا تھا اس لئے سُکینہ بیگم اس کے آنے تک وہیں بیٹھی ادھر ادھر کی باتوں میں عنادل کو لگاتی رہیں پھر وجاہت صاحب کے بلانے پر اسے حمزہ کے روم میں بھیج کر چلی گئیں۔۔۔

ان کا خیال تھا حمزہ کے آنے تک اسے روم دیکھ لینا چاہئیے۔۔۔

وہ روم میں داخل ہوئی جو سیکینڈ فلور پر تھا اسے لگا وہ کمرہ کوئی خواب گاہ تھا۔۔

دروازے سے اندر داخل ہوتے ہی دائیں جانب سٹنگ ایریا تھا۔لکڑی کے ڈیزائن جیسا ہلکے رنگ کا فرش جس پر صوفہ سیٹ کی جگہ ہلکے رنگ کا سٹائلش قالین بچھا تھا۔ایک جانب کی دیوار پر گہری لائننگ کے ڈیزائن کے ساتھ کچھ پینٹنگز لگی تھیں۔۔سٹنگ ایریا کے دائیں جانب دونوں دیواروں پر لگی گلاس ونڈوز پر زرد کرٹن لگے تھے جو پھیلائے ہوئے تھے۔۔سٹینگ ایریا میں وال پینٹ اور صوفہ سیٹ کی کلر سکیم آف وائٹ تھی۔جس کی وجہ سے وہ جگہ روشن اور پر سکون محسوس ہوتی تھی۔۔۔

سٹینگ ایریا کے عین سامنے کچھ فٹ دور ایک سٹیپ اوپر چھوٹا سلیپنگ ایریا تھا جس کا فرش گہرے براؤن رنگ لکڑی جیسا تھا۔بالکل سمپل مگر مہنگے میٹرسز سے بنا فلور بیڈ جس کے سرہانے دونوں اطراف میں سائڈ ٹیبلز رکھی تھیں۔فلور بیڈ کے نیچے بھی سٹنگ ایریا کے ہم رنگ قالین بچھا تھا۔بیڈ کے دائیں جانب دیوار کا رنگ آف وائٹ جبکہ بیک وال ہلکے چاکلیٹی رنگ کی تھی جہاں پر حمزہ میر کی تصاویر ایک خاص ترتیب سے لگی تھیں۔۔بیڈ کے بائیں جانب گلاس وال تھی جہاں سے لان کا منظر نظر آتا تھا۔گلاس وال پر آف وائٹ اور چاکلیٹ کلر کے ڈبل کرٹنز لگے تھے۔گہرے رنگ کے پردے سمٹے ہوئے تھے جب کہ آف وائٹ پردے پھیلائے ہوئے تھے۔جس سے آتی ہلکی سی روشنی کی وجہ سے سلیپنگ ایریا روشن لگتا تھا۔۔

وہ خواب کی سی کیفیت میں چلتی ہوئی ہر چیز کا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

کمرے میں موجود ایک ایک چیز حمزہ کی یونیک پسند کا منہ بولتا ثبوت تھی۔۔

وہ چلتی ہوئی ہر چیز کو بغور دیکھتے ہوئے یہ محسوس بھی نہیں کر سکی حمزہ اس کے پیچھے آکر کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"کیسا لگا روم عینا؟"

وہ اچانک سے آواز پر چونک کر پلٹی وہ سلیپنگ ایریا میں سلائیڈ ڈور کے پاس کھڑی باہر کا منظر دیکھ رہی تھی حمزہ کی آواز پر مڑی چہرہ خفت سے سرخ ہوا۔۔۔

"اچھا ہے۔۔"

وہ بس اتنا ہی کہہ سکی اور نظریں نیچے کئے کارپیٹ کو گھورنے لگی۔۔۔

"صرف اچھا مجھے لگا تمہیں بہت پسند آئے گا۔۔۔ چلو جو چیز نہیں پسند ہو وہ بتا دینا میں چینج کر دوں گا۔۔۔"

وہ کہہ کر اس کی سفید رنگت میں گھلتا گلابی پن دیکھنے لگا۔۔

"آج کل تمہاری آنکھیں لال رہتی ہیں ایسا کیوں ہے؟ عینا کیا تم میڈیسن نہیں لیتی ہو؟"

وہ قدم اٹھاتا ہوا اس تک پہنچا اور سوال کرنے لگا۔۔۔

"لیتی ہوں۔۔۔بس ویسے ہی ہو رہی ہو نگی۔۔

میں بیگ نیچے چھوڑ آئی تھی آپ وہیں آجائیے گا۔۔"

وہ کنفیوژ سی کہتی ہوئی اس کے سامنے سے ہٹ جانا چاہتی تھی لیکن حمزہ نے کلائی تھام کر روک لیا۔۔

"ویٹ میں بیگ لے کر اوپر آتا ہوں ہم سامنے سیٹنگ ایریا میں بیٹھیں گے۔۔۔

نیچے تو ڈیڈ سے کوئی نا کوئی ملنے آتے رہے گا اور تم ڈسٹرب ہوتی رہو گی میں نہیں چاہتا اب تمہاری پڑھائی میں کوئی ڈسٹر بینس بھی آئے۔۔۔"

وہ اسے روک کر خود ہی اس کا بیگ اور کتابیں لے آیا تھا۔۔۔

حمزہ کچھ دیر میں فریش ہونے کا کہہ کر ڈھیلی ٹی شرٹ اور لوز پینٹ میں فریش سا سیٹنگ ایریا میں پہنچا جہاں وہ اسی کا انتظار کر رہی تھی۔۔

حمزہ کا دل اسے اپنے روم میں دیکھ کر کس قدر خوش تھا وہ اسے بتا نہیں سکتا تھا۔۔۔

وہ مکمل اپنی توجہ اس سے ہٹا کر اسے سمجھانے لگا اور عنادل پر اچانک سے عجیب کیفیت طاری ہونے لگی۔۔

بیگ میں رکھا جوس نکال کر پیا جس سے تھوڑی دیر میں اس پر سے کپکپاہٹ جو طاری ہو رہی تھی قدرے کم ہوئی لیکن ذہن مفلوج ہو چکا تھا۔۔

"آپ۔۔۔ میرا مطلب ہے آپ نے مجھ سے نکاح کیوں کیا۔۔؟"

وہ اچانک سے سرخ آنکھیں لئے حمزہ سے سوال کرنے لگی۔۔

حمزہ جو سوال لکھ رہا تھا چونک کر اسے دیکھنے لگا۔۔

اسے یقین نہیں آیا یہ الفاظ عنادل نے پوچھے تھے۔۔

"کیوں کا کیا مطلب ہے عینا۔۔۔ تم سے محبت سے بڑھ کر عشق ہے مجھے اور جن سے محبت ہو جائے انہیں پھر دور نہیں رکھا جاتا۔۔۔ اور پھر نکاح کا مطلب تو معلوم ہی ہو گا تمہیں۔۔۔"

وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی اتنے نڈر انداز کا حمزہ کو یقین نہیں آیا سامنے عینا ہی ہے ناں۔۔۔

"تو میں آپ کی محبت ہوں۔۔"

وہ کہہ کر کھکھلا کر ہنس دی۔۔ حمزہ کو کافی برا لگا لیکن ضبط کر گیا۔۔

"میری محبت پر شک ہے۔۔؟"

حمزہ بری طرح اس کے انداز پر چونک کر اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

"آپ کو میں حمزہ میر نہیں کہوں گی۔۔۔ آپ تو سر ہیں۔۔"

وہ اٹھ کر کہتی پھر کھکھلا کر ہنسی اور اس کے ہاتھ سے پین لے کر کتاب پر پھینک دیا۔۔۔

اور لڑکھڑاتے قدموں سے بیڈ کے اوپر چڑھے آلتی پالتی مارے بیٹھ کر حمزہ کو دیکھنے لگی۔۔۔

جو اسے ہونق زدہ سا کھڑے دیکھ رہا تھا۔۔ اس کی سمجھ نہیں آرہا تھا آخر اسے ہوا کیا تھا۔۔۔

نکاح کے بعد اتنی کیسے بدل گئی تھی عنادل۔۔

"سر مجھے جوس کی بوتل دیں سوری حمزہ میر مجھے جوس کی بوتل دیں۔۔۔"

وہ کہہ کر دوبارہ ہنسی۔۔۔ حمزہ کے لیے اس کا یہ رویہ سمجھ سے باہر تھا آخر وہ کیوں ایسا کر رہی تھی۔۔

حمزہ نے جوس کی بوتل اسے اٹھا کر دی اور اسی کے پاس جا کر بیٹھ گیا۔۔۔

"حمزہ میر مجھے بہت نیند آ رہی ہے بہت بہت بہت زیادہ۔۔"

جوس کے تین سِپ لینے کے بعد وہ غنودگی میں کہتی حمزہ کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

وہ اس کے گرد بازو پھیلا کر سہارا دیئے حیرت زدہ سا اس کا چہرہ تک رہا تھا۔۔

پہلے سوچا اسے گھر چھوڑ آئے لیکن پھر کچھ سوچ کر وہیں بیٹھا رہا۔ اسے اس کے گھر والوں سے عنادل کی بیماری کے بارے میں ڈسکس کرنا تھا۔۔۔

کچھ تھا جو اسے کھٹک رہا تھا۔ مزاج کی تبدیلی اور آنکھوں کی سرخی۔۔ انداز میں عجیب غنودگی اور ناسمجھی۔۔

اسے سنبھال کر تکیے پر لیٹا کر کمفرٹر اس پر ڈالے وہیں بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔۔۔ آج ہی تو حق ملا تھا دل کھول کر دیکھنے کا۔۔۔

اس کا حمزہ میر کہہ کر ہنسنا اسے نہیں پسند آیا تھا لیکن وہ اس پر غصہ کرنے سے قاصر تھا۔۔۔

خرم کو اس کے لیٹ آنے کا میسج کر دیا تھا۔۔

دو گھنٹے بعد جب وہ ہوش میں آتی نیند سے جاگی تو کافی نارمل تھی۔۔ لیکن حمزہ کے روم میں اس کے بستر پر اسی کے سامنے یوں حواس سے بیگانہ سونے پر وہ گھبرائی ہوئی اس کے سامنے شرمندگی سے نظریں جھکائے بیٹھی تھی۔

وہ کافی حد تک اپنی حالت سمجھتی تھی، اس پر جب بھی نشے جیسی حالت سوار ہوتی وہ نہیں جانتی تھی کیا بولتی اور کیا کرتی ہے۔۔

اب بھی پریشان سی لب کچلتی رہی شاید اس نے کوئی غلط بات کی ہو یا کوئی ایسی حرکت۔۔۔ وہ اس کے حصار میں اس کے کندھے پر سر رکھ کر سوئی تھی اس بات کا علم ہوتا تو شاید شرم سے مر ہی جاتی۔۔

حمزہ نے اسے گھر ڈراپ کرنے کا کہا تو وہ نظریں شرم سے جھکائے اس کے ساتھ چل دی۔۔۔

حمزہ نے پورا راستہ خاموشی سے کاٹا تھا اور عنادل بار بار اس کی جانب دیکھتی رہی تھی وہ اس کے ساتھ ہو کر خاموش نہیں رہتا تھا لیکن اب یہ طویل سی خاموشی اسے خوف زدہ کر رہی تھی۔۔

حمزہ سرد سی خاموشی کے ساتھ عنادل کو اس کے گھر چھوڑ آیا تھا۔۔۔

وہ وہاں حمزہ کے پاس پڑھنے گئی تھی لیکن کچھ پڑھے بنا ہی لوٹ آئی تھی۔۔

حمزہ پریشان سا اپنے کمرے میں ٹہل رہا تھا آخر کیا ماجرا تھا وہ ایسے ری ایکٹ کر رہی تھی۔۔اگر حمزہ بچپن سے اسے نہیں جانتا ہوتا تو اس کا ری ایکشن برداشت کر سکتا تھا لیکن وہ تو اس سے اچھی طرح واقف تھا۔۔۔

زامیہ کو کال ملا کر کافی دیر تک اس کے کال اٹھانے کا منتظر رہا۔۔

اضطرابی کیفیت بڑھتی جا رہی تھی۔۔

تین چار بار مسلسل کالز کرنے پر بالآخر کال اٹھالی گئی تھی۔۔۔

"زامیہ عنادل کے بارے میں مجھے سب بتائیں جو جو آپ جانتی ہیں۔۔۔مجھے وہ ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔۔"

پریشانی لہجے سے بھی محسوس کی جاسکتی تھی وہ پریشان سا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

حمزہ کی عادت تھی وہ فارمل گفتگو کرنے کے بجائے ڈائریکٹ اپنا مدعا بیان کرتا تھا۔۔۔

"مطلب میں یہ بتاؤں کہ عنادل سکول لائف میں اچانک سب چھوڑ کر کہاں اور کیوں گئی تھی؟"

وہ اس وقت مصروف تھی لیکن سوال عنادل کا تھا جس کے لئے وقت نکالنا اس پر فرض تھا۔۔

"جی بالکل سب بتائیں جو بھی معلوم ہے۔۔"

حمزہ کو جاننا تھا بھلے کیسے بھی زامیہ کا اسے معلوم تھا اگلے بندے کو زچ کر کے ہی بتاتی تھی۔۔

اور یہاں تو حمزہ میر تھا جس سے شدید قسم کی چڑ تھی۔۔۔

"میں آپ کو کبھی یوں ڈائریکٹ تو نہیں بتاتی لیکن ابھی کافی مصروف ہوں اس لئے جلدی بتانا پڑے گا تاکہ میں اپنے کام بھی کر سکوں۔۔ لیکن آپ کو مجھے بھی جب جب فیور مانگوں گی دینے پڑیں گے۔۔"

وہ اپنے مطلب کی بات نا کرے کہاں ممکن تھا یہ۔۔

"بندہ فیور کے بدلے ایک فیور مانگ لے لیکن آپ نے تو فیورز ہی مانگ لئے ہیں۔۔۔"

حمزہ نے ناک چڑھا کر چبھتے لہجے میں جتایا تھا لیکن لبوں پر اس کی بات پر مسکراہٹ در آئی تھی۔۔۔

"ویسے آپ نے سرپرائز کافی اچھا دیا تھا دل کے ساتھ ساتھ میں بھی کافی شوکڈ ہوئی تھی۔۔"

وہ اپنا سامان پیک کرتے ہوئے حمزہ سے باتوں میں بھی لگی ہوئی تھی اور دوسری جانب میثم کی کال آرہی تھی لیکن انتظار کی سولی پر اسے لٹکائے وہ حمزہ سے باتوں میں مصروف تھی۔۔

حمزہ اس کے چڑچڑے پن پر ہنس دیا۔۔۔

"او کے لسن حمزہ!!عنادل جب سکول میں تھی اس کی حالت گرمیوں کی چھٹیوں میں بہت بگڑ گئی تھی،وہ فزیکلی اور مینٹلی اتنی ویک ہو رہی تھی کہ نروس بریک ڈاؤن ہونے پر وہ چھ ماہ کومہ میں رہی تھی۔۔۔وہ نازک طبیعت کی ہے اور اسے جو چیز ڈاکٹرز کھانے سے منع کرتے رہے وہ فیملی کی سختی کے باوجود وہ سب کھاتی پیتی رہی۔۔۔سکول میں اس کے پیرینٹس پوکٹ منی بھی نہیں دیتے تھے۔۔۔ لیکن پھر وہ پتہ نہیں

کیسے کچھ الٹا سیدھا کھا لیتی تھی۔۔۔ حمزہ یونو واٹ اس انہیلدی ڈائٹ اور بد احتیاطی کی وجہ سے اس کے دماغ کی وینز بہت کمزور ہوتی جا رہی ہیں جس کے علاج میں دوا کے ساتھ احتیاط بھی شامل ہے اور وہ ان دونوں سے ہی فارغ ہے۔۔۔"

اس نے تھوڑی تفصیل بتا کر لمبی سانس خارج کی دوسری جانب حمزہ عجیب سی کیفیت میں گھرا دم سادھے سنے جا رہا تھا ایسا محسوس ہوتا اس کی حالت کا وہ ہی ذمہ دار ہے۔۔۔ سکول میں پوکٹ منی چپکے سے وہی تو دیا کرتا تھا جس کا علم عینا کے فرشتوں کو بھی نہیں تھا۔۔

حمزہ نے پیشانی پر آتے بالوں کو ایک جھٹکے سے پیچھے کیا۔۔۔

وہ بے چینی سے زامیہ کے مزید بولنے کا منتظر تھا۔۔۔ الفاظ گم ہو چکے تھے۔۔

"اس کے پراپر علاج کے لیے پوری فیملی کچھ عرصہ کے لیے کینیڈا شفٹ ہو گئی تھی۔۔

کچھ سال وہیں عنادل کا علاج چلتا رہا چھ مہینے لگے تھے اسے کومہ سے باہر آنے میں۔۔ ڈاکٹرز نے خدشہ ظاہر کیا کہ اس کے برین کی ڈیتھ ہو سکتی ہے اس بات کے بعد تو عمیمہ نے بتایا تھا چھ ماہ تک پورا گھر بس زندہ لاشوں کی طرح ہو گیا تھا، چپ چپ سے اور خوف میں مبتلا رہتے تھے سب۔۔ عمیمہ کہتی ہے اسے ایسا محسوس ہوتا تھا عنادل کومہ میں جاتے جاتے اپنے ساتھ سب کو ہی کومہ میں لے گئی ہے۔۔"

وہ لمحہ بھر کو سانس لینے کے لئے رکی۔۔

حمزہ کو لگا اس کی سانسیں بند ہو جائے گی۔۔دل سہم سا گیا تھا، اگر ان حالات میں وہ ہوتا اور اس کی یہ حالت دیکھتا تو شاید مر ہی جاتا۔۔۔

وہ کس امتحان میں رہی تھی وہ سمجھ نہیں سکا اس کا عنادل کے بنا جاگ کر، سانس لے کر، جینے کا امتحان مشکل تھا یا عنادل کا بند آنکھوں سے دنیا کو بھول جانا زیادہ کڑا امتحان تھا۔۔۔

وہ محسوس نہیں کر سکا اس کی پلکیں نم ہوئی تھی۔۔۔

وہ سمجھ نہیں سکا اس کا دل زامیہ کے لفظوں پر لمحہ لمحہ سکڑ رہا تھا۔۔۔زامیہ کے الفاظ نے، عنادل کی کہانی نے حمزہ میر کو گونگا کر دیا تھا۔۔۔

"پھر وہ دو سال کینیڈا میں رہے۔۔وہ جب چھ ماہ بعد ہوش میں آئی وہ چیزیں باتیں بھولنے لگی۔۔اس کے بچپن کا ایک بڑا حصہ اس کی یادداشت سے محو ہو چکا تھا۔۔اور اب تک اس کا وہ حصہ بالکل بلینک ہے۔۔۔

اس دوران خرم عنادل کو لئے دوسرے ممالک کے بڑے ہاسپٹل میں گئے لیکن سب بے سود رہا۔۔۔کومہ کا بہت گہرا اثر پہنچا تھا عنادل پر۔۔

رہی بات اب کی تو وہ اگر اپنا ڈائٹ پلان اور میڈیسن وقت پر لے تو ٹھیک ہو سکتی ہے۔۔۔

وہ باتوں اور چیزوں پر دھیان نہیں دیتی جس کی وجہ سے اگلی دفع پوچھنے پر چونک کر ایسے دیکھتی ہے جیسے

NOVEL IN URDU

پہلی دفع اس سے اسی ٹاپک پر بات کی جارہی ہو۔۔۔

اینیمیشن دیکھنا سب سے فیورٹ کام ہے۔۔۔

اور ہاں جب وہ پوری رات جاگے یا کچھ ٹھنڈا کھا پی لے جس سے اس کی دماغ کی وینز پر اثر پہنچے تو اس کی آنکھیں ریڈ ہو جاتی ہیں اور یہ نشانی ہے وہ اپنا دھیان نہیں رکھ رہی ہے۔۔ اس کی وینز ویک ہیں اب بھی مگر اسے پرواہ ہی نہیں۔۔"

زامیہ نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا کال چل رہی تھی اسے لگا وہ اکیلے ہی بولے جارہی ہے اور کال کی دوسری جانب کوئی سن ہی نہیں رہا ہے۔۔۔

حمزہ کی سماعت بھرپور کام کر رہی تھی لیکن زبان گنگ ہو گئی تھی۔۔۔

اس نے ازیت سے آنکھیں بند کیں۔

NOVEL IN URDU

"تو اس لیے وہ سٹڈی نہیں کر پا رہی، تو یہ وجہ تھی عینا کے پیچھے رہ جانے کی۔۔"

حمزہ کے لیے سانس لینا محال ہو رہا تھا، اسے خوف محسوس ہوا وہ پھر سے عنادل کو کھو نا دے۔۔ وہ پاس آکر دوبارہ دور نا ہو جائے۔۔ دل کی حالت ایسی تھی دھڑکنا چھوڑ دے گا۔۔۔

"اس کی اسٹڈیز کنٹینو رہی تھی لیکن اس نے انٹر کرنے میں کافی ٹائم لیا، اس کی اسٹڈی میں اس کے بھائی اور آپی نے بہت سپورٹ کیا ہے۔۔۔

لیکن انٹر کے بعد اس نے پڑھائی کو ٹاٹا بائے بائے کہہ دیا تھا۔۔سب نے بہت کوشش کی کہ آگے پڑھا سکیں لیکن اس کی کنڈیشن کی وجہ سے سختی کرنا ممکن نہیں تھا اور دوسری بات وہ پڑھائی کے نام پر ہی اتنا رونے لگتی تھی کہ ہاتھ جوڑ کر چپ کرواتے خود بھی سب چپ سادھ لیتے تھے۔۔

اس میں بہت سی چینجز ہوئی ہیں جیسا کہ وہ سوشل نہیں رہی باہر جانا لوگوں سے ملنا اسے مشکل ترین لگتا ہے اگر کہیں باہر جانے کا کہو تو رونا شروع کر دیتی ہے۔۔۔افففف ویسے کتنا پیارا روتی ہے، مجھے تو عنادل کا رونا اتنا پسند ہے ناں۔۔۔ چھوٹے بچوں کی طرح رو رو کر اپنے چار سال برباد کرنے کے بعد اب یونی ورسٹی جوائن کی ہے لیکن ابھی بھی وہی حال ہے کہ نہیں جانا یونی۔۔۔

لیکن اس بار اس کے گھر والے بھی نہیں سننے والے ہیں۔۔۔وہ بہت اچھی ہے پڑھنے میں، میرا وقت جتنا اس کے ساتھ کلاس میں گزرا تھا اس میں ہر سبجیکٹ کا لیکچر فوراً سمجھ جاتی تھی لیکن میتھ سولو کرنا اسے پہاڑ سر کرنا لگتا تھا۔۔بس ایک سبجیکٹ میں وہ ویک ہے باقیوں میں بہت اچھی ہے۔۔۔پڑھائی میں انٹرسٹ لے لے جس دن۔۔۔۔۔۔ٹاپرز کو بھی پیچھے چھوڑ سکتی ہے۔۔۔ لیکن!!"

وہ جلدی جلدی بات ختم کرنا چاہتی تھی اس کی فلائٹ کا وقت ہو رہا تھا۔۔۔

"لیکن کیا۔۔؟"

حمزہ نے بے چینی سے پوچھا۔۔۔

"لیکن یہ کہ وہ میڈیسن پراپر نہیں لیتی، احتیاط نہیں کرتی اور پھر بیماری میں کئی دن گزار دیتی ہے۔۔اس

لئے پڑھائی پر فوکس نہیں کر پاتی۔۔ عمیمہ کے علاوہ وہ میڈیسن لینے کے لئے کسی کے ہاتھ نہیں لگتی تھی۔۔۔ اب اللہ جانے کیا ہو گا میرے دل کا۔۔۔

حمزہ پلیز میرے دل گردے پھیپھڑے کا خیال رکھنا۔۔۔ میری واحد دوست ہے وہ۔۔۔

اسے نہیں معلوم میں ایک منتھ کے لئے شہر سے باہر جارہی ہوں۔۔۔ آپ نے بھی نہیں بتانا ہے اسے۔۔

بس ہادیہ سے مل کر نکلوں گی اسے بھی نہیں بتارہی میں جارہی ہوں۔۔ سب کے سوال کے جواب میرے پاس نہیں ہیں۔۔۔"

چہرے پر اداسی لیے وہ حمزہ سے یوں بات کر رہی تھی جیسے پرانی دوستی ہو، اپنا سب احوال دیتی ہلکی پھلکی ہو گئی تھی۔

اتنا کچھ دل میں لئے جانا اور ملے بغیر جانا کہاں آسان تھا۔۔۔

"آپ نہیں بھی بولیں گی تو میں خیال رکھ سکتا ہوں۔۔۔ اگر بھول گئی ہیں تو یاد دلا دوں عینا میری بیوی ہے۔۔۔ آپ تو اپنے شوہر کو شوہر نہیں مانتی لیکن میں اپنی بیوی کو عزیز رکھتا ہوں۔۔۔ شروع سے جب سے عینا کو دیکھا تھا تب سے۔۔۔

اور ایک بات آئندہ آپ عنادل کے رونے پر اسے نہیں دیکھیں گی کیونکہ عنادل کو روتے دیکھ کر حمزہ میر نے اپنا دل ہارا تھا۔۔۔ اور حمزہ میر کو کبھی یہ پسند نہیں تھا کہ اس کی روتی منہ بسورتی عینا کو کوئی دوسرا دیکھے

سو بہتر ہے اپنے دل گردے پھیپھڑے اپنے پاس رکھو میری بیوی کے لئے ایک حمزہ ہی کافی ہے۔۔۔"

حمزہ نے بے مروت لہجے میں کہا۔۔۔

اسے عنادل کے رونے کا پسند کرنا بالکل نہیں بھایا تھا وہی تو لمحہ تھا جب حمزہ کا دل ان روتی آنکھوں میں ڈوبا تھا اور زامیہ کو وہی مومینٹ کیسے پسند آسکتا ہے جو صرف حمزہ کے لئے تھا۔۔ اور عینا کی روتی ہوئی صورت جو حمزہ کو بے چین کر دیتی تھی وہ زامیہ کو پسند ہوا اسے کہاں گوارا تھا۔

"بے مروت انسان اللہ تمہیں جہنم میں بھی ایک پلاٹ کرائے پر نا دے۔۔۔"

زامیہ چیختے ہوئے کہہ رہی تھی لیکن وہ بات پوری ہونے سے پہلے لائن ڈسکنیکٹ کر گیا تھا۔۔۔

زامیہ پیچ و تاب کھا کر رہ گئی۔۔۔

"سمجھتا کیا ہے خود کو جعلی ٹام کروز۔۔۔ انگلش موویز کا ولن۔۔۔ چائنا کی مینوفیکچرنگ۔۔۔۔"

زامیہ نے موبائل بیڈ پر اچھالا اور بڑبڑاتے ہوئے کہے جا رہی تھی غصہ تھا جو قابو میں نہیں آ رہا تھا۔۔۔

"حمزہ میر کو اگر اس کی عینا کے ہاتھوں زلیل نہیں کروایا تو میرا نام بھی زامیہ چودھری نہیں ہے۔۔۔"

غصہ سے سوچ کر بجتا ہوا موبائل اٹھایا جسے غصے میں بیڈ پر ایسے پھینکا تھا جیسے سارا قصور اس موبائل کا ہو۔۔۔

"کیا مصیبت ہے۔۔۔؟" وہ کال ریسیو کرتے ہی پھاڑ کھانے کو دوڑی۔۔

"زوجہ محترمہ آرام سے بھی بات کرلیا کریں ہمیشہ مجھ معصوم پر غصہ ہی کرتی رہتی ہیں۔۔۔"

میثم نے لہجے میں بیچارگی سموئے کہا۔۔۔

"وہ مجھے کہتا ہے میں شوہر کو شوہر نہیں سمجھتی نہیں مطلب کیا ہے اس بات کا میں تمہیں کیا سمجھتی ہوں پھر۔۔"

وہ اب میثم پر غصہ اتار رہی تھی۔۔

جبکہ کالی گہری آنکھوں میں اس وقت غصہ تھا۔۔

"حمزہ نے کچھ کہا ہے؟ پھر کیا کہہ دیا اس نے؟ ویسے وہ بندہ سچا اور کھرا ہے۔۔۔ ویسے میں پوچھتا ہوں اس بات کا مطلب کیا ہے۔۔۔

ہینڈسم سا زامیہ کا ہزبینڈ ہوں اور آپ مجھے وہی سمجھتی ہیں۔۔۔"

میثم مسکرایا۔۔لائٹ براؤن آنکھوں میں شوخی سی ابھری تھی۔۔۔

حمزہ کا خیال تھا میثم زامیہ سے ڈرتا ہے اور وہ ہر بار حمزہ کی یہ بات ہنس کر ٹال جاتا تھا لیکن اس کو یہ آئیڈیا نہیں تھا حمزہ اپنے خیالات کا اظہار زامیہ سے یوں کرے گا۔۔۔

میثم کو ہنسی تو بہت آئی لیکن ضبط کئے زامیہ کی غصے بھری گفتگو سننے لگا۔۔۔

"کبھی میں نے دیکھا ہی نہیں کیا تم ہینڈسم بھی ہو۔۔۔؟"

زامیہ نے حیرت لئے اس سے پوچھا۔۔لبوں پر مسکراہٹ مچلی۔۔

"کیا مطلب کیا آپ نے کبھی مجھے نہیں دیکھا۔۔۔مطلب حمزہ ٹھیک کہتا ہے آپ اپنے شوہر کو شوہر ہی نہیں سمجھتی ہیں۔۔یااللہ آپ سے نکاح کرنے سے اچھا تھا میں ٹکلے کی بیٹی سے کر لیتا شادی کم از کم وہ پیار بھری نظروں سے ہی تو دیکھتی۔۔۔"

میثم کو تو دھچکا ہی لگ گیا تھا کیا اس نے کبھی میثم کو نظر بھر کر بھی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

"ٹھیک ہے کر لو اس بونی سے شادی۔۔۔میں عنادل کے گھر جا رہی ہوں۔۔"

اس نے تیز لہجے میں کہا اور موبائل کو پاور آف کئے بیگ میں ڈال دیا۔۔۔

کار کی بیک پر اپنا بیگ رکھے وہ عنادل کے گھر پہنچی۔۔۔

عنادل سے ملنے کا ارادہ نہیں تھا ورنہ اس کے سوال کہ وہ کب یونی آئے گی اور کئی سوال جن کے جواب اس کے پاس نہیں تھے اس لئے بس ہادیہ سے مل کر جانا تھا۔۔۔

عنادل کے گھر ڈنر ٹائم کے بعد پہنچی سب اپنے اپنے کمروں میں تھے اور عنادل وقت سے پہلے ہی سو چکی تھی۔۔۔

ملازمہ سے ہادیہ کو بلانے کا کہا تو خرم نے اسے روم میں ملنے بھیج دیا۔۔۔

نقاہت سے اس سے اٹھا ہی نہیں جا رہا تھا۔۔۔

"ہادیہ کیا ہوا؟ ایسے کیسے بخار چڑھا لیا ہے۔۔۔ کیا تم یہاں خوش نہیں ہو۔۔۔؟"

زامیہ اس کا مرجھایا ہوا چہرا دیکھ کر حیرت سے اس سے استفسار کرنے لگی۔۔

"آپی۔۔۔"

وہ اتنے دن بعد اپنی سائبان اور ہمدرد کو دیکھ کر بے اختیار اس کے گلے سے لگ کر روتی ہی چلی گئی۔۔۔

خرم جو کمرے میں آ رہا تھا کمرے کے باہر ٹھہر گیا آخر وہ بھی تو جانے کہ اس کی بیوی اس کی شکایت کرتی ہے کہ نہیں۔۔۔

"آپی میں آپ کے ساتھ جاؤں گی۔۔۔"

وہ ہچکیوں کے درمیان میں بولی۔۔ زامیہ گلے سے لگائے اس کا سر تھپک رہی تھی۔۔۔

"ہادی میری جان یہی اب تمہارا گھر ہے۔۔۔ میں خود کبھی کہاں تو کبھی کہاں ہوتی ہوں ایسے میں تمہیں اکیلا کیسے چھوڑ دوں گھر میں۔۔۔ کیا خرم نے تمہیں ڈانٹا ہے۔۔؟ کیا بات ہے ہادی کھل کر بتاؤ۔۔ قسم سے میں تمہیں چوٹ پہنچانے والے کو نہیں چھوڑوں گی۔۔"

زامیہ اس کے بال سمیٹتے ہوئے اس کا چہرہ ہاتھوں کے پیالے میں بھرے اس سے پوچھ رہی تھی۔۔۔

اس کے لئے ہادیہ اس کے بچے کی مانند تھی جو اس دنیا میں تنہا ہو اور اس کا واحد سہارا وہ خود ہو۔۔۔

"آپی وہ مجھ سے بات نہیں کرتے۔۔۔ آنٹی انکل اور عنادل بہت اچھے ہیں بس وہ ایک اچھے نہیں

ہیں۔۔۔"

گیلی سانس اندر کھینچ کر وہ اس سے کہتی زامیہ کو بہت پیاری لگی تھی۔۔۔

رونے کے سبب آنکھیں اور ناک پر گلابی پن چھا گیا تھا۔۔

چائینز کی طرح چھوٹی آنکھیں اس کے چہرے پر جچتی تھی۔۔

روم کے باہر موجود خرم کو جہاں شکایت کرنا برا لگا تھا وہیں اس کی بات نا کرنے والی شکایت پر لب مسکرائے تھے۔۔

"ہادیہ دیکھو میری طرف اور غور سے بات سنو۔۔

تمہاری شادی ایسی نہیں تھی جس میں خرم کو تم سے طوفانی محبت ہو۔۔۔اور پھر میں نے کسی کو اندھیرے میں نہیں رکھا تم مجھے کیسے ملی کیا ہوا تھا سب کچھ بتا دیا تھا کہ کل کو تمہیں اپنے ماضی سے کسی قسم کا ڈر محسوس نا ہو۔۔۔تم اس ڈر کے سہارے زندگی نہیں گزارو کہ خرم کو اگر تمہارا پاسٹ پتہ چل جائے تمہیں چھوڑ دے وغیرہ وغیرہ۔۔۔

مرد کے دل میں یہ بات ہمیشہ چبھتی ہے اس کی بیوی کبھی کسی کے ساتھ انوالو ہوئی ہو۔۔۔"

زامیہ اس کا ہاتھ پکڑے سمجھا رہی تھی خرم واپس جانے کے لئے مڑا لیکن ہادیہ کے لفظوں نے اسے وہیں جامد کر دیا۔۔۔

لیکن آپی میں تو ان کا نام تک نہیں جانتی جن کے ساتھ ممانی جان نے جانے کو کہا تھا۔۔۔مجھے بس کہا تھا وہ مجھے پسند کرتے ہیں اور میری زندگی ان سے شادی کے بعد اچھی ہو جائے گی اور وہ مجھے بہت سارا پڑھائیں گے بھی اور انہوں نے کہا تھا ماموں جان کو یہ بات نہیں بتاؤں لیکن ممانی جان اچھی نہیں تھیں پھر کچھ ٹائم تک بہت اچھی ہو گئیں تھیں اور مجھے نہیں معلوم تھا وہ کس کے ساتھ بھیج رہی ہیں بس مجھے کہا کہ اس جگہ چلی جاؤ اور میں چلی گئی لیکن وہاں تو آپ نے خود دیکھا وہ لوگ کیسے تھے مجھے تو یہ تک نہیں معلوم ان تینوں میں سے وہ کون تھا جس کے ساتھ مجھے شادی کرنی ہے۔۔۔"

وہ بتا کر زامیہ کی جانب دیکھنے لگی جو اسے ایسے گھور رہی تھی جیسے ابھی اس کے گوشت کی ہانڈی بنا ڈالے گی۔۔۔

"ہادیہ کیا دماغ نام کی چیز بھی ہے تمہارے پاس یا دماغ کے بل آنے کے ڈر سے استعمال نہیں کرتی ہو۔۔۔ کومن سینس کی بات ہے جو انسان کبھی تم سے عزت سے پیش نا آیا ہو وہ اچانک سے آپ کو عزت دینے لگے تو سمجھ لینا چاہئیے نا اس کا آپ سے کوئی مفاد جڑا ہے۔۔۔

پہلے کے لوگ نیک اعمال کرنے کے لئے اچھے ہوا کرتے تھے اب کے لوگ اپنے مفاد کے لئے آپ کے خیر خواہ بن جاتے ہیں۔۔

اتنی کم عقلی کا ثبوت دیا ہے تم نے ہادی۔۔"

زامیہ اس وقت شدید غصے میں تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا ہادیہ کو دو تین چماٹ تو لگا ہی دے۔۔۔

"وہ مجھ سے محبت کرنے لگی تھیں وہ ممانی جان جو کبھی ٹھیک سے بات نہیں کرتی تھیں۔۔ صرف حکم دے کر کام کرواتی تھیں۔۔ جب نفرتوں میں محبت مل جائے تو آپی مجھ جیسے انسان کے لئے وہی سب کچھ ہوتا ہے۔۔ آپ غصہ کرلیں بس مجھ سے ناراض نہیں ہونا آپی آپ کے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے اب۔۔"

زامیہ کی جانب کھسک کر ہادیہ نے اس کی کلائی کو سختی سے پکڑ لیا جیسے وہ ناراض ہو کر چلی جائے گی۔۔۔

"جو ہوا سو ہوا ہادی۔۔۔ خرم کو تم نے ہی اب یہ یقین دلانا ہے اس کے علاوہ تمہاری زندگی میں کبھی کوئی شخص نہیں تھا وہ واحد ہی ہے۔۔۔

کسی کا دل جیتنا ہو تو اسے نفرت کے بدلے بھی محبت دو۔۔ کچھ وقت صبر کرنا مشکل ہو گا لیکن کچھ وقت بعد وہ محبت کے بدلے محبت کرے گا وہ آپ کی محبت کے آگے ہار جائے گا۔۔۔

اور خرم تو صرف تم سے بس متنفر ہے اسے تو منانا بہت آسان ہے۔۔۔

اب یہ نہیں کہنا ممانی جان سے محبت کی تھی انہوں نے بدلے میں ہمیشہ نفرت دی۔۔۔

کچھ لوگوں کو ہم نہیں بدل سکتے ہادی۔۔۔ جن میں تمہاری ممانی جان بھی آتی ہیں۔۔

سب کو بھول جاؤ بس اپنی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت اپنے پارٹنر کو دو۔۔۔ اوکے سمجھ گئی نا اب میں نکلتی ہوں کچھ ٹائم بعد ملاقات ہو گی اور امید ہے جب تک تم اس رشتے کو مضبوط ڈور سے باندھ چکی ہو گی۔۔۔"

وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی میثم کا میسج موبائل آن کرتے ہی آگیا تھاوہ باہر اس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔اسے ایئرپورٹ ڈراپ کرنے وہی جا رہا تھا۔۔۔

"آپ کہیں جا رہی ہیں؟"

ہادیہ نے اس کے سمجھانے پر ہاں میں سر ہلاتے ہوئے پوچھا وہ کافی عجلت میں دیکھائی دے رہی تھی۔۔۔

"جی ہاں میں کچھ ٹائم تک آؤٹ آف سٹی ہوں گی کال پر بھی بات نہیں کر سکوں گی اپنا اور عنادل کا خیال رکھنا ٹھیک ہے؟"

اسے گلے سے لگائے الوداعی کلمات کہتے ہوئے وہ باہر نکلی۔۔

خرم سب سن کر جا چکا تھا اسے بھی رہ رہ کر اپنی بیوی پر غصہ آرہا تھا کیا ہو جاتا اگر تھوڑی سی میچیور اور عقلمند ہوتی تو۔۔۔

زامیہ باہر نکلی تو کچھ فاصلے پر میثم کھڑا تھا۔۔

اپنی گاڑی وہیں چھوڑے زامیہ کی گاڑی میں بیٹھ گیا اور اس سے چابی لیکر بنا کچھ کہے گاڑی ڈرائیو کرنے لگا۔۔۔

رات جتنی گہری ہوتی جا رہی تھی میثم اور زامیہ کے درمیان بھی اتنی ہی گہری خاموشی تھی۔۔۔

میثم کا چہرہ خطرناک حد تک سپاٹ تھا۔۔۔

NOVEL IN URDU

وہ اسے بھیجتے ہوئے ایسے ہی سنجیدہ ہوتا تھا زامیہ بس چڑ کر رہ جاتی تھی وہ اس کا ڈر سمجھتی تھی اس کے دل میں کیا چل رہا ہے سب جانتی تھی لیکن کچھ بھی کہنے سے خود کو باز ہی رکھتی تھی جیسے ابھی رکھا ہوا تھا۔۔۔

ایئرپورٹ پہنچ کر میثم نے اسے خود میں اس طرح بھینچا جیسے کبھی کہیں جانے نہیں دے گا۔۔۔

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر اس کے گرد بازو پھیلا گئی۔۔۔

بلیک ٹی شرٹ اور پینٹ پر ہمیشہ کی طرح لونگ کوٹ پہنا ہوا تھا۔۔۔

موسم میں معمولی سی خنکی محسوس کی جاسکتی تھی۔۔

"جیسے جارہی ہیں واپس ایسی ہی آیئے گا میں آپ کا منتظر رہوں گا۔۔"

کچھ دیر بعد زامیہ نے اس کے گرد باندھا اپنا حصار توڑا تو وہ بھی ہوش میں آتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"نہیں میں تو اس سے اچھی ہو کر لوٹوں گی تمہیں کیا مسئلہ ہے۔۔"

وہ لبوں پر شریر مسکراہٹ سجائے گویا ہوئی اس کا ڈر کبھی کبھی زامیہ کو بھی ڈرا دیتا تھا لیکن وہ بظاہر کوئی بھی ردِ عمل یا تاثرات سے اسے نہیں بتاتی تھی۔۔۔

میثم نے ہنستے ہوئے اس کی بے داغ پیشانی پر اپنے لب رکھے وہ الوداعی نظریں اس پر ڈال کر اندر داخل ہو گئی اور وہ ایئرپورٹ کے داخلی راستے پر کھڑا اسے جاتا دیکھتا رہا۔۔۔

حمزہ اب عنادل کی ہر اس بات سے آگاہ ہو چکا تھا جو اسے نہیں معلوم تھیں۔۔۔اور جب سے آگاہی ملی تھی اس کا دل عنادل کو سوچ کر ہی بے چینی سے بھرنے لگتا تھا۔۔

سب گھر والے پریشان تھے، عنادل کچھ زیادہ ہی سونے لگی تھی۔۔۔

کینٹین بوائے نے اسے جوس وغیرہ میں ملا کر پینے کے لئے سفید پاؤڈر دیا تھا۔۔عنادل نے ضد کی کہ اسے جوس چاہیئے کینٹین بوائے نے کہا کہ وہی سکون اس پاؤڈر میں ہے۔۔اس کی جب بھی طلب ہو کسی چیز میں ملا کر کھا پی لینا اور عنادل اب کچھ زیادہ ہی ڈرگز کا استعمال کرنے لگی تھی اس لئے اس پر غنودگی طاری رہتی تھی۔۔۔

حمزہ کے گھر دو دن شرم سے نہیں گئی تھی اور حمزہ کے کال کرکے پوچھنے پر کئی بہانے بناتی چلی جاتی۔۔

اس لئے حمزہ آج خود ہی اس کے سامنے موجود تھا۔۔۔

عنادل اپنے روم میں موجود بیڈ پر پاؤں لٹکائے بیٹھی تھی جب حمزہ ناک کرکے کمرے میں داخل ہوا۔۔اس کے آنے پر وہ حیرت سے چونکتی جھٹکے سے کھڑی ہوگئی وہ پورے حق سے چلتا عین سامنے صوفہ پر بیٹھ چکا تھا۔عنادل منہ کھولے اسے دیکھتی اپنا ارف بکھرا حلیہ تک فراموش کر چکی تھی۔

"جو جو مسائل ہیں انہیں ایک لسٹ میں لکھ کر مجھے دے دو تاکہ سارے مسئلے ایک بار میں ہی حل کرکے تمہیں پڑھائی پر فوکس کرواؤں۔۔۔

NOVEL IN URDU

حد ہوتی ہے عینا تین دن بعد تمہارے سمسٹر اسٹارٹ ہیں کچھ ہوش بھی ہے کہ نہیں یا لیزی بن کر سارا دن کمرے میں بند رہتی ہو یا سوتی رہتی ہو۔۔"

وہ فریش سا ہلکی شیو میں سنہری روشن آنکھوں میں سنجیدگی لئے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

بکھرا الجھا سا حلیہ، زردی مائل رنگت اور سرخ ہوتی آنکھیں، لمبے بکھرے بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں قید کیا ہوا تھا جس میں سے موٹی لٹیں نکل کر چہرے اور گردن کے گرد پھیلی تھیں۔

ڈھیلے ڈھالے کرتا ٹراؤزر میں بے پرواہ انداز سے کھڑی حمزہ کو متوجہ کر رہی تھی۔

آج پہلی بار حمزہ نے اسے بنا حجاب کے دیکھا تھا ورنہ سکارف میں وہ خود کو چھپائے رکھتی تھی۔

"میں۔۔ آج آنے ہی والی تھی۔۔ پڑھنے کے لیے۔۔ میری طبیعت نہیں ٹھیک تھی۔۔"

وہ نظریں چراتی پھر سے بہانہ تیار کر چکی تھی۔ ایک بار اس کی جانب دیکھ کر اپنی پچھلی غلطی شدت سے یاد آئی تو خفت سے چہرہ چھپانے کے لئے منہ نیچے کر لیا۔۔۔

حمزہ میر اس کے گریز کو سمجھ کر مسکراتے ہوئے تھوڑا آگے ہو کر اس کی کلائی تھام کر کھینچتے ہوئے اپنے پاس بٹھاتا اس کے گرد بازو پھیلا تا خود میں سمیٹ گیا۔۔ عنادل کا دل بہت زور سے دھڑکا تھا۔ آنکھیں اس کی حرکت پر پوری سے زیادہ ہی کھل گئیں۔

جبکہ وہ اسے خود میں سمیٹے سکون سے بیٹھا تھا، زامیہ کی بتائی سب حقیقت نے جتنا بے چین کیا تھا اب عنادل

کو سینے سے لگائے ساری بے چینی اڑ گئی تھی۔

لیکن جلد ہی مسکراہٹ غائب کر کے چہرے کو سنجیدہ کر لیا اور ساکت بیٹھے وجود کو کندھوں سے تھام کر اپنے روبرو کیا۔ وہ اس کا حصار ٹوٹتے ہی اس سے دور ہوتی سامنے بیڈ پر جا بیٹھی، چہرہ شرم سے گلابی ہو رہا تھا، سانس ایسے پھول گئی جیسے میلوں دوڑ کر آئی ہو۔۔ حمزہ نے اس کی دور جانے والی حرکت پر لب بھینچے، جتنا چاہتا تھا اس کی بیوی پڑھی لکھی اور اس سے کندھا ملا کر چلے اتنا ہی وہ اس سے بھاگتی تھی۔۔

"طبیعت کب سے خراب ہے؟ چلو میرے پاس نہیں آئیں تین دن سے طبیعت خراب ہو گی، یونی بھی نہیں جا رہی ہو ایک ویک سے۔۔ کیا مسئلہ ہے؟"

اپنے جذبات پر قابو کرتے وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"مجھے بس پڑھائی سے مسئلہ ہے پہلے زامیہ کا ساتھ ہوتا تھا وہ بالکل غائب ہو گئی ہیں اور آپ بھی یونی نہیں آتے اب تو۔۔"

وہ جو پہلے ہی شرمندگی کا شکار تھی اپنے لفظوں پر خود بوکھلا کر حمزہ سے چہرہ چھپاتی رُخ موڑے آنکھیں بند کر گئی۔۔

حمزہ نے پہلے حیرت سے سنا پھر کھل کر ہنستا ہی چلا گیا۔۔۔

وہ نہیں تھا یونی میں اور عینا اس کی کمی محسوس کرتی تھی، عنادل کے یہ الفاظ اس کے لئے کسی متاع کی طرح

تھے۔۔۔

وہ جو دور بیٹھ کر مسئلہ جاننا چاہ رہا تھا لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے پھر سے اس کی جانب قدم بڑھا گیا۔۔۔

وہ آنکھیں میچے بیٹھی تھی آج کل لبوں سے کچھ زیادہ ہی الٹا سیدھا نکلنے لگا تھا یا شاید دل کی باتیں لبوں تک آنے لگی تھیں۔۔ڈپریشن نے اسے خود سے لڑنے کے ساتھ بہت کچھ کہنا بھی سیکھا دیا تھا۔۔

"کیا مجھے مس کرتی ہو۔۔؟"

وہ پنجوں کے بل اس کے سامنے نیچے بیٹھا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔

عنادل نے زور زور سے نفی میں سر ہلایا، اس کی اس حرکت پر حمزہ اور زور سے ہنس دیا۔۔۔

"یار نا کرو ویسے ہی تم جان بن گئی ہو۔۔اب ایسی حرکتوں سے جان ہی نا لے لینا اس بندے کی۔۔"

اب عنادل کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔۔اس کی انگلیوں کو اپنی انگلیوں میں الجھا کر پر اثر لہجے میں بول رہا تھا۔عنادل کو حیرت ہوئی وہ آج کوئی دوسرا ہی حمزہ میر لگ رہا تھا۔

"میں سوچ رہا ہوں ایسے ملنے سے اچھا ہے تمہیں اپنے ساتھ ہی لے جاؤں اب تو کسی کو مسئلہ بھی نہیں ہو گا تمہیں میرے ساتھ بھیجنے پر۔۔۔کیا تم میڈیسن ٹائم پر لے رہی ہو؟"

وہ اچانک شوخی سے بولتے بولتے یاد آنے پر بات بدل گیا۔۔

وہ جو چہرہ جھکائے لب کاٹتے ہوئے اس کی گفتگو سن رہی تھی چونک کر اسے دیکھنے لگی۔۔

ذہن پر زور دینے پر یاد آیا میڈیسنز تو پھینک دی تھی اس نے۔۔۔

اب حمزہ کو کیا جواب دیتی اور عنادل کا ہمیشہ والا کام بات گھمانے کے لئے جھوٹ بولنا۔۔۔

"وہ شائد میڈیسن ختم ہو گئی ہیں بھائی کو کہنا یاد ہی نہیں رہا۔۔۔ میں کل منگوا لوں گی۔۔"

وہ اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ نکالنے کی کوشش کرتی سر جھکا کر بتانے لگی۔۔

"میڈیسن ختم ہو گئی۔۔۔ ہمم جھوٹ بولنے سے پہلے عینا سوچ لینا سامنے حمزہ میر ہے جو بچپن سے تمہارے بہانوں اور جھوٹ سے واقف ہے۔۔۔

تم اپنے آپ کو بھی اتنے اچھے سے نہیں جان سکتی جتنے اچھے سے میں جانتا ہوں۔۔

بتاؤ کہاں چھپائی ہے میڈیسن؟ ضائع کر دی کیا؟"

وہ سخت لہجے میں کہتا عنادل کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامتا اسکی کوشش ناکام کر گیا۔۔۔

وہ کافی دیر تک آنکھوں میں حیرت سموئے اسے تکتی رہی۔۔ حیرت کی زیادتی سے آنکھیں پھاڑے حمزہ کو دیکھتے ہوئے یہی سوچ رہی تھی اس کی حرکتوں کے بارے میں وہ کیسے جان سکتا ہے کیا ان کا رشتہ کبھی ایسا بھی رہا تھا کہ ہر بات سمجھ لی جاتی۔۔۔

"آنکھیں نہیں نکالو عینا مجھے میرے سوال کا جواب دو۔۔۔ کہاں ہیں میڈیسن؟ اتنی لاپرواہی۔۔ اپنی آنکھیں دیکھو زرا۔۔۔ کیا مسئلہ ہے کیوں ایسی ہو رہی ہو۔۔ سست اور سوئی سوئی سی سرخ آنکھیں۔۔"

وہ اس کی حیرت انگیز آنکھوں کو پڑھ سکتا تھا اس لئے اس بار زور دے کر بولا۔ اسے عنادل کی حالت ٹھٹکا رہی تھی، وہ پہلے سے کانفیڈنٹ لگتی تھی، جیسے وہ قریب ہوا تھا پہلے والی عینا ہوتی تو بے ہوش ہو جاتی مگر وہ نظروں سے نظریں ملائے بیٹھی تھی، آنکھوں میں نشہ ور تاثرات سے تھے۔

کیا یہ میڈیسن نا لینے کی وجہ سے ہو رہا ہو گا۔۔؟ وہ الجھ رہا تھا۔

"وہ میں نے پانی میں بہا دی تھی۔۔۔

تا کہ کسی کو کہیں سے نہیں ملیں وہ دوائیں بہت کڑوی ہوتی ہیں حلق میں اٹک جاتی ہیں سچی میں جھوٹ نہیں کہہ رہی بہت کڑوی بدمزہ دوائیں ہیں۔۔"

وہ منہ بسورتی اپنی صفائی پیش کرتی ہوئی بتا رہی تھی جبکہ حمزہ نے اس کے جواب پر اپنے ابرو بھینچے اور آنکھیں سکیڑے اسے دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اپنی بات کا یقین دلانے کے لئے زور و شور سے ہاں میں سر ہلا رہی تھی۔۔

اچانک آنکھوں میں پانی تیرنے لگا۔۔

حمزہ کا رویہ اس سے پہلے مزید سخت ہوتا اس نے جلدی سے رونے میں ہی عافیت جانی۔۔ ویسے بھی سخت تاثرات اور غصہ سے اسے خوف آتا تھا۔

"میں بتا رہا ہوں عینا اگر ایسا ہی رہا تو کل کے بجائے آج رخصتی ہو جائے گی۔۔۔ بلکہ بس کچھ دن رکو گھر

والوں سے بات کرتا ہوں جب میں نے ہی پڑھانا ہے دوائی زبردستی دینی ہے تو اتنی دوری کس بات کی ہے پھر۔۔۔"

وہ لہجے میں سختی لئے اسے گھورتے ہوئے کہہ رہا تھا اس کے دل کو بہت برا دھچکا لگا تھا۔۔۔عینا نے میڈیسن پانی میں بہادی تھیں۔۔

آخر وہ کیوں کرتی تھی ایسا اپنے ساتھ اسے بھی تکلیف پہنچا رہی تھی۔

"پلیز سچی کل ہی بھائی سے میڈیسن منگوا کر پروپر روٹین سے لوں گی آپ اتنی جلدی لے کر نہیں جائیں مجھے۔۔"

وہ روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

وہ جو جھوٹ کا رونا چاہتی تھی اس کی لے جانے والی بات سے خود بخود آنسو پلکوں سے نیچے اترتے چلے گئے۔۔۔

وہ حمزہ کو ایکسیپٹ نہیں کر پا رہی تھی۔۔۔

اور اس کا سرد رویہ اسے خوفزدہ کئے دے رہا تھا۔۔۔

"اچھا اب رو تو نہیں۔۔۔ نہیں لے جاتا تمہیں بس وعدہ کرو میں جب جب جو جو کہوں گا وہ تم بلا توقف کے میری بات مانا کرو گی؟ ورنہ پھر بنا کسی کی سنے تمہارا سامان الماری سے نکال کر پیک کروں گا تمہیں گاڑی

میں بیٹھاؤں گا اور دوسرے ملک لے جاؤں گا یہاں رہیں تو بھاگ کر اپنے گھر ہی آؤ گی۔۔۔

سوچ سمجھ کر اب کاروائی کرنا اور اگر زرا سی بھی خود کے ساتھ لاپروائی کی تو تمہارا اس دن اس گھر میں آخری دن ہو گا۔۔۔ گاٹ اِٹ؟"

حمزہ کے لہجے میں سختی بڑھتی ہی جارہی تھی اس کے رونے کی پرواہ کئے بنا سخت لہجے میں اسے بہت کچھ باور کرواچکا تھا۔۔۔

اس نے جواب میں نفی میں سر ہلا کر مزید رونے میں اضافہ کیا۔۔۔

وہ لمبی سانس بھر کر اٹھا اس کے برابر میں بیٹھا وہ اس کے بیٹھنے پر دور کھسکی۔۔۔

"کیا مجھ میں کانٹے لگے ہیں جو دور بھاگتی رہتی ہو؟"

وہ ہاتھ پکڑ کر قریب کئے اس کے منہ پر آئی چند لٹوں پر پھونک مار کر کہنے لگا۔۔۔

اس کی پھونک پر عنادل کی آنکھوں کے ساتھ دل بھی بند ہونے کو تھا۔۔۔

سفید رنگت میں پھر سے سرخی گھلی۔۔۔ یہ رنگ حمزہ میر کے لئے نئے اور دل موہ لینے والے تھے۔۔۔

وہ کافی دیر اس کے لرزتے لبوں اور جھپکتی پلکوں کو دیکھتا رہا۔۔

"کیا میں آپ کو بچپن سے جانتی ہوں۔۔؟"

عنادل کی آواز پر وہ واپس ہوش میں آیا۔۔۔وہ ہلکی سی آنکھیں کھولے اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔ اب رونا بھول چکی تھی۔۔

"جی ہاں وائفی بچپن سے جانتی ہو مجھے اتنا بھی بچپن نہیں تھا ہم سکس اسٹینڈرڈ سے ساتھ تھے۔۔۔اور ہم نے ساتھ ہی تین سال گزارے تھے پھر تم اچانک غائب ہو گئی تھی۔۔۔تمہاری طبعیت خراب ہو گئی تھی مجھے نہیں معلوم تھا تم کہاں اور کیوں مجھے اکیلے چھوڑ گئیں۔۔۔پھر میں نے اپنی منزل کی جانب برق رفتاری سے قدم بڑھائے کہ تم جب بھی ملو مجھے مکمل پاؤ۔۔۔میں تمہارے جانے کے بعد بالکل بدل گیا تھا تمہیں ایک بات بتاؤں۔۔؟"

وہ عینا کے بالوں کو اپنی انگلی پر لپیٹتے ہوئے اسے دیکھے بنا کہے جا رہا تھا اسے معلوم تھا اگر اس نے عنادل کی آنکھوں میں دیکھا تو وہ ریلیکس نہیں بیٹھ سکے گی۔

اس نے سوال کرنے کے بعد اس کی آنکھوں میں جھانکا تو وہ حیرت زدہ سی اسے دیکھ رہی تھی اس کے پوچھنے پر ہاں میں دھیرے سے سر ہلایا۔۔۔

"تم مجھے حمزہ میر کہا کرتی تھیں۔۔۔اور میرا واحد دوست بھی تم ہی تھی اب تک میں نے کسی کو دوست نہیں بنایا تھا لیکن اب تمہارے علاوہ میثم بھی میرا دوست ہے۔۔۔

وہ کیسے بنا دوست لمبی کہانی ہے۔۔زامیہ کبھی سنا دے تو ٹھیک ورنہ ان مسئلوں سے دور ہی رہو تو بہتر ہے۔۔۔

کیا تم اب بھی مجھے حمزہ میر کہہ کر نہیں بلا سکتی ہو عینا۔۔؟"

جذبات سے چور لہجے میں حمزہ نے عنادل کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے سوال کیا۔۔

وہ اس کے دیکھنے پر پلکوں کی باڑ گراتی ہاں میں سر ہلا دیا۔۔وہ ناں کہہ کر اس کا دل نہیں دکھانا چاہتی تھی۔۔وہ یاد کرنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی ذہن کے بند دریچوں میں صرف حمزہ میر کی گونج کے علاوہ کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔۔بہت کوشش کے بعد بھی وہ کچھ بھی یاد کرنے پر ناکام ٹھہری تو سر ہاتھوں میں گرائے لمبی سانس بھرنے لگی اور یہاں حمزہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے تھے۔۔زامیہ نے بتایا تھا پرانی باتیں یاد کرنے کی کوشش میں عنادل کی حالت مزید بگڑ جاتی تھی۔۔۔

آنکھیں کھولنے کی کوشش کرتی دکھتے سر کو دبانے لگی۔۔

حمزہ کچھ کہے بنا کشنز بیڈ کراؤن کے پاس سیٹ کر کے اسے لیٹا کر اس کا ہاتھ ہٹاتا خود اس کا سر دبانے لگا۔۔

"عینا میڈیسن کی لسٹ کہاں ہے جو تم یوز کرتی ہو؟"

وہ پوچھ کر سائڈ ٹیبل کی ڈرار کھنگالنے لگا لیکن کچھ نہیں ملا۔۔۔

"بھائی کے پاس۔۔"

وہ بمشکل اتنا ہی کہہ سکی تھی بند آنکھوں سے گرم سیال بہہ رہے تھے، جس ڈرگ کی وجہ سے آج کل اس تکلیف سے دور تھی اس کی شدت سے طلب ہونے لگی مگر وہ حمزہ کے سامنے ڈرگ نہیں لے سکتی تھی۔

NOVEL IN URDU

سختی سے مٹھیاں بھینچے وہ خود پر قابو کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

حمزہ نے خرم کو کال ملا کر کمرے میں بلایا، وہ عنادل کو ایسی حالت میں چھوڑ کر نہیں جانا چاہتا تھا پہلے جب نکاح والے دن بے ہوش ہوئی تھی اس وقت بھی صرف وجاہت صاحب کی ضد پر وہ واپس آگیا تھا کہ عنادل ٹھیک ہو جائے گی۔۔۔ ورنہ وہ اسے ایک پل بھی چھوڑنے کا روادار نہیں تھا۔۔

خرم کے آنے پر اسے میڈیسن لانے کا کہہ کر حمزہ اس کے سرہانے بیٹھے سر دباتا رہا۔۔۔

خرم ہادیہ کو بھی بلا لایا تھا وہ حمزہ سے تھوڑی جھجکتے ہوئے وہیں بیٹھی عنادل کو دیکھتی رہی۔۔۔

کبھی حمزہ کا پریشان چہرہ دیکھتی تو کبھی نیند میں ڈوبی ہوئی عنادل کو۔۔۔ حمزہ کے سر دبانے پر ہونق سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔ آج تک اس نے کسی مرد کو اتنی پرواہ کرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا۔۔۔

میڈیسن لانے پر حمزہ نے زبردستی اسے اٹھا کر اس کے نفی میں ہلتے ہوئے سر کی پرواہ کیئے بنا ڈانٹ کر میڈیسن دی۔۔۔ وہ سہم کر میڈیسن منہ میں رکھ گئی۔۔

"اپنا منہ کھول کر دیکھاؤ میڈیسن نگلی بھی ہے یا منہ میں دبائی ہوئی ہے؟"

وہ بولتا ہوا اسے منہ کھولنے پر مجبور کر گیا جبکہ ہادیہ اور خرم عنادل کی نئی عادت کے بارے میں جان کر متفکر ہوئے۔۔۔

اس کے منہ کھولنے پر حمزہ نے تسلی سے منہ دیکھا وہ میڈیسن نگل چکی تھی۔۔

اطمینان سے اس کا سر تھپکنے لگا جیسے چھوٹے بچے کا تھپکا جاتا ہے۔۔۔

"نیکسٹ کب جانا ہے عینا نے ڈاکٹر کے پاس؟"

وہ سامنے کھڑے پریشانی سے عنادل کو دیکھتے خرم سے استفسار کرنے لگا۔۔۔

"ہر تین ماہ بعد کا پیریڈ ہوتا ہے۔۔۔ تین ماہ بعد میڈیسن چینج ہوتی ہیں۔۔ ابھی پندرہ دن ہیں جب تک یہی میڈیسن دینی ہے۔۔۔ مجھے ایک بات سمجھ نہیں آ رہی میں اکھٹے تین ماہ کی میڈیسن لاتا ہوں تو ابھی تو میڈ ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔۔۔ کیا عنادل نے سب میڈیسن کھالی ہیں؟"

خرم اپنے مطابق قیاس آرائی کر رہا تھا اسے کیا معلوم وہ لینے کے بجائے پھینک چکی تھی۔۔

ہادیہ منہ کھولے عنادل کو دیکھ رہی تھی جو دوبارہ غنودگی میں جا چکی تھی، اسے زامیہ کی تاکید یاد آئی، تو کیا واقعی عنادل کو کیئر کی ضرورت ہے، وہ بظاہر ہنستی کھلکھلاتی لڑکی اس وقت غور کرنے پر واقعی بیمار سی لگ رہی تھی۔

"میڈم نے کھائی نہیں ہے پانی میں بہادی ہے کہتی ہے میڈیسن کڑوی لگتی ہیں۔۔ اب بھلا میڈیسن ہے یا کینڈی جو میٹھی لگے۔۔"

حمزہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے چڑچڑے پن سے کہا اسے رہ رہ کر غصہ آ رہا تھا۔۔ خرم نے بے ساختہ حمزہ کو دیکھا۔ لہجے میں پرواہ اور فکر تھی۔ اور جیسے وہ عنادل کی ہر کمزوری سے آگاہ تھا خرم کو اندر تک سکون سا

محسوس ہوا، عنادل کے لیے ایسے انسان کا ہی خواب دیکھا کرتے تھے وہ لوگ۔۔ جو اسے ان سے زیادہ پیار اور خیال سے رکھے۔

"ساری میڈیسن پھینک دیں یا اللہ جب ہی اس کی کنڈیشن آج کل اتنی خراب رہتی ہے۔۔۔ افففف میں کیا کروں اس لڑکی کا۔۔"

خرم بڑبڑاتا ہوا سر ہاتھوں میں گرائے وہیں صوفے پر بیٹھ گیا جبکہ ہادیہ حیرت سے معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔۔ اس کے مطابق عنادل نے میڈیسن پھینک کر اچھا کیا تھا۔۔۔

"بھائی بس اب میں جلد از جلد رخصتی چاہتا ہوں۔۔ عینا کو سختی کی ضرورت ہے اور میں پڑھائی اور صحت کے معاملے میں چھوٹ بالکل نہیں دے سکتا۔۔۔ یہ میرے پاس رہے گی تو آپ خود دیکھیں گے کتنی جلدی کور کرتی ہیں۔۔۔ لاڈ پیار کے ساتھ سختی کی بھی اشد ضرورت ہے۔۔ سمسٹر کے بعد رخصتی چاہئیے مجھے۔۔"

حمزہ اٹل لہجے میں کہتا اپنا فیصلہ سناتا اُٹھ کر جا چکا تھا۔۔۔

خرم شدید پریشانی کے عالم میں عنادل کو دیکھتا حمزہ کی بات سوچ رہا تھا، اس کی پرواہ بری نہیں لگی تھی۔۔ لیکن اسے ایسا لگ رہا تھا کہ حمزہ ان کی کئیر سے ناخوش تھا کیا وہ لوگ عنادل کی دیکھ بھال نہیں کر پا رہے تھے۔۔۔

NOVEL IN URDU

خرم کے دماغ میں بہت سے سوالوں نے جنم لیا تھا ہادیہ اپنے کمرے میں جا چکی تھی وہ اب کافی بہتر تھی لیکن خرم سے بات کرنا اب بھی اسے مشکل لگتا تھا۔۔۔

خرم کچھ دیر بیٹھ کر لائٹ آف کئے جا چکا تو بے چینی سے سونے کی کوشش میں ہلکان نیم بے ہوش سی عنادل اٹھ کر کانپتے ہاتھوں سے بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے وہ سفید پاؤڈر نکال کر چٹکی لیتی پر سکون ہو کر بستر پر گر گئی۔

سب کے درمیان کیا باتیں ہوئیں کون کب گیا اسے ہوش نہیں تھا۔ڈرگز کی طلب اسے نیم پاگل کر دیتی تھی۔

اس کی حالت سے انجان خرم کمرے میں پہنچا تو دیکھا ہادیہ سو چکی تھی وہ بھی سونے کے لئے لیٹ گیا۔۔۔وجاہت صاحب اور مہر النساء بیگم کسی شادی میں گئے ہوئے تھے اس لئے انہیں نہیں معلوم تھا کہ ان کے پیچھے کیا ہوا اور خرم انہیں صرف حمزہ کا حکم سنانے والا تھا عنادل کی طبیعت کو گول کر دینا تھا ورنہ وہ اگلے پانچ سال تک بھی عنادل کو رخصت نہیں کرتے لیکن خرم حمزہ کے انداز میں عنادل کے لیے بے پناہ فکر، توجہ اور محبت دیکھ چکا تھا، وہ جانتا تھا حمزہ واقعی اسے کیئر سے رکھے گا، اس لیے سونے سے پہلے اپنے پیرینٹس سے بات کرنے کیلئے الفاظ ترتیب دے رہا تھا۔۔۔

عنادل چونکہ ذہنی اور جسمانی طور پر کمزور تھی اس پر ڈرگز کا اثر بہت گہرا ہو رہا تھا۔۔

وہ کبھی کافی میں ملا کر لیتی تو کبھی اس کی ماما جو جوس بنا کر دیتیں اس میں ہی ملا کر لے لیا کرتی تھی۔۔ گھر والے اس کے فروٹس جوسز پر توجہ دیتے پریشان تھے اس کی دن بدن زرد پڑتی رنگت کی وجہ سے۔۔

حمزہ سے پڑھتے ہوئے اپنے آپ کو بہت کوشش کے باوجود بھی سٹیبل نہیں رکھ پا رہی تھی۔۔

حمزہ کی سوچتی گھورتی نظروں سے جائزہ لینا اس کا دل سکیڑ دیتا تھا۔۔

وہ صرف اس کی توجہ بٹانے کے لیے محنت سے اس کا پڑھایا سمجھ رہی تھی۔

وہ حمزہ کو بتا دیتی لیکن دینے والے نے یہ کہہ کر اسے وہ سفید پاؤڈر دیا تھا اگر کسی کو بتا دیا تو وہ اگلی بار اسے یہ پاؤڈر نہیں دے گا۔۔۔ وہ مجبور تھی کسی کو بتا نہیں سکتی تھی۔۔

ہر بار بہانے بناتی، جھوٹ پر جھوٹ بولتی وہ تھک رہی تھی۔ڈرگز سکون دینے لگے تھے،وہ نیند کی حالت میں رہتی سب سے الگ تھلگ ہوتی جا رہی تھی۔

حمزہ تینوں ٹائم وڈیو کال کر کے اسے میڈیسن اپنی آنکھوں کے سامنے دلوایا کرتا تھا۔۔ اسے عنادل کے معاملے میں کسی پر بھروسہ کرنا مناسب نہیں لگتا تھا چاہے وہ عنادل کے گھر والے ہی کیوں نا ہوں۔۔۔

عمیمہ نے جانے کے بعد عنادل کو کال کر کے بار بار میڈیسن لینے کی تاکید کی تھی اور ہر بار بات گھماتی وہ بات پلٹ دیتی تھی لیکن اب حمزہ کے سامنے بات گھمانا بھی بہت بھاری تھا وہ فوراً سمجھ جایا کرتا تھا وہ بات بدل رہی ہے۔۔۔

وہ خود یہ سمجھ نہیں پارہی تھی وہ کیسے اسے اتنا سمجھتا ہے۔۔۔

دو پیپرز گزر چکے تھے اور جانے وہ کیسے پیپرز دے رہی تھی۔

وہ میڈیسن نا لینے پر دماغی کمزوری کے باعث اپنا دماغ پڑھائی میں نہیں لگا پارہی تھی اوپر سے ڈرگز کا تیزی سے ہوتا اثر۔۔ دونوں نے مل کر عنادل کو برباد کیا ہوا تھا۔۔

یہاں تک کہ اس کی حالت سے گھبراتے اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم نے اسے پڑھائی چھوڑنے اور ریسٹ کرنے کا کہہ دیا تھا۔اس کی نازک حالت دیکھ کر انہیں یہ لگتا تھا پڑھائی اس کو مفلوج کر رہی ہے لیکن حمزہ نے جب یہ سنا تو وہ راضی ہونے کے بجائے ناراض ہو گیا۔۔۔

وہ کسی صورت عنادل کی پڑھائی چھڑوانے کے حق میں نہیں تھا۔۔۔

خرم نے جب انہیں حمزہ کی فرمائش سنائی تو دونوں پریشان ہو گئے۔۔۔

اتنی جلدی شادی عنادل کے حق میں کبھی بہتر نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

وہ جواب تک گھر میں حمزہ کو سر کہہ کر پکارتی اور اس کے پیرنٹس کا حوالہ بھی سر کے پیرنٹس کہہ کر دیتی تھی۔۔اس کے لیے کچھ نہیں بدلا تھا،ناہی وہ بدلنے کو تیار تھی۔۔وہ جن رشتوں کو سمجھنے کے لیے تیار ہی نا تھی پھر ان رشتوں کو کیسے نبھا پاتی۔۔؟اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم حمزہ کے مطالبے پر بری طرح پریشان سے ہوئے۔۔۔

"باباماما حمزہ بہت کیئرنگ ہے اس کے ہر انداز سے پتہ چلتا ہے وہ ہمارے شونے کو ایک کھروچ تک نہیں آنے دے گا۔۔۔ پھر عنادل کو ہم کب تک بچہ بنا کر رکھیں گے کب تک وہ ایک کمرے اور لیپ ٹاپ کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہے۔۔ باباماما آپ دونوں میری مانیں تو حمزہ کی ماننے میں ہی عنادل کی بھلائی ہے۔۔۔ ہم شاید وہ توجہ نہیں دے پا رہے جو حمزہ دے سکتا ہے، وہ عنادل کی ایک ایک حرکت پر توجہ دیتا ہے اور پوری زمہ داری سے سنبھالتا ہے۔ پھر حمزہ کے پیرنٹس تو بہت اچھے ہیں جب جب ملتے ہیں عنادل سے بیٹیوں کی طرح ملتے ہیں۔۔"

وہ انہیں کنوینس کرنے کی ہر ممکن کوشش میں تھا لیکن اسجد صاحب ابھی بھی پریشان سے تھے۔۔۔

"سب ٹھیک ہے آپ کی ہر بات بھی ٹھیک ہے لیکن ہم عنادل سے پوچھے بنا کوئی فیصلہ نہیں کریں گے اور اگر انہوں نے رخصتی سے انکار کیا تو ہم حمزہ کو کہہ دیں گے جب تک ہماری بچی راضی نہیں ہوتی ہم کچھ ایسا نہیں کریں گے۔۔

اور عنادل جتنی لاپرواہ اور بیمار رہتی ہیں وہ تھک گیا تو۔۔۔؟"

دوٹوک انداز میں اسجد صاحب نے کہا، وہ بہت سے خدشات کا شکار تھے جو درست تھے۔۔ ہادیہ کی لائی گئی ٹرے میں سے ایک کپ چائے کا اٹھاتے ہوئے گہرا سانس بھرتے سوال کیا۔۔۔

خرم نے ان کی بات پر خاموشی سادھ لی۔۔ اسے پتہ تھا عنادل پر زبردستی اتنا بڑا فیصلہ مسلط نہیں کیا جا سکتا اور ان کے خدشات بھی سچ تھے۔

اس وقت وہ چاروں باہر گراسی گراونڈ میں شیٹرز کے نیچے ترتیب سے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھے عنادل کی ہیلتھ اور حمزہ کے رخصتی کے مطالبے کو ڈسکس کر رہے تھے۔۔

ہادیہ ان کی باتوں پر نا سمجھی کا شکار ہوتی ہوئی دیکھ رہی تھی، آج پہلی بار کچن میں جا کر ان کے لئے چائے بنائی تھی۔۔۔ مہر النساء بیگم نے منع بھی کیا لیکن اسے فالتو بیٹھنا اچھا نہیں لگ رہا تھا اس لئے رات کا کھانا بھی ملازمہ کو بنانے سے منع کر دیا تھا وہ خود کچھ اسپیشل بنانے والی تھی۔۔۔

اس وقت باری باری فکر مند اور پریشان سے چہروں کو حسرت بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کے لئے کبھی کوئی اتنا پریشان نہیں ہوا تھا۔۔ اچانک ہادیہ کو عنادل دنیا کی خوش نصیب لڑکی لگی جسے حمزہ جیسا ہزبینڈ اور اتنی فکر کرنے والے لوگ فیملی کی صورت ملے تھے۔۔۔ یہ جانے بنا کہ ہادیہ کے پاس جو صحت و تندرستی کا خزانہ تھا ان سب محبتوں کی مرکز عنادل اس سے محروم تھی۔۔

انسانی فطرت ہے ہمیشہ اپنی ذات کی کمی کو دیکھا اور یاد رکھا جاتا ہے، ہمارے پاس جو نعمتیں ہوں ان کو فراموش کر دیا جاتا ہے، دوسروں سے موازنہ کرتے ہم خود ازیتی کا شکار رہتے ہیں۔۔

"چائے بہت مزیدار ہے بیٹا اب سے آپ ہی کی بنائی گئی چائے پیا کریں گے ہم۔۔"

اسجد صاحب کے کہنے پر ہادیہ نے مسکرا کر تعریف وصول کی اور ہاں میں سر ہلا دیا۔۔

وہ بہت کم بولتی تھی، گھر والے اسے مجبور نہیں کرتے تھے لیکن بھرپور توجہ دیتے اور باتیں کرنے کی کوشش کرتے تھے۔۔

خرم نے چائے کی تعریف پر ایک سِپ لینے کے بعد اسے دیکھا۔۔چائے واقعی مزے کی تھی۔۔۔سادہ سی پرنٹڈ سوٹ میں وہ اشتیاق سے مہر النساء بیگم اور اسجد صاحب کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ سمجھ چکا تھا وہ کیوں انہیں دیکھ رہی ہے۔۔

یہ لڑکی کب دل کی باتیں کہنا سیکھے گی جو خرم اس کے شکایتیں دور کرے۔۔۔

زامیہ کے سمجھانے پر اس میں بہت چینج آیا تھا۔۔

خرم کی ہر چیز کا خیال رکھتی تھی۔۔بات کرنا چاہتی تھی لیکن ڈرتی تھی۔۔اور وہ چاہتا تھا اپنی زندگی کے ہر پہلو سے وہ خود آگاہ کرے۔۔

اچانک سے اسے محسوس ہوا کوئی اسے دیکھ رہا ہے۔۔

نظریں چار قدم کے فاصلے پر بیٹھے خرم کی جانب کیں تو اسے دیکھتا ہوا پایا۔۔

اس سے نظریں ملنے پر خرم مسکرا دیا البتہ ہادیہ نے دیکھنے کے بعد سرخی جھلکاتا چہرہ موڑ لیا۔۔

اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم اپنی ہی کسی بات میں مصروف سے چائے پی رہے تھے اور خرم اپنی نظروں سے ہادیہ کو تنگ کر رہا تھا وہ خفت سے کبھی اسے دیکھتی کبھی سامنے بیٹھے ساس سسر کو جن کا دھیان ان دونوں کی جانب ہی نہیں تھا۔۔۔

پھر وہ دونوں چائے ختم ہونے پر اٹھ کر ٹہلنے لگے۔۔شام کے وقت گھاس پر ٹہلنا انہیں اچھا لگ رہا تھا۔۔۔

عنادل حمزہ کے گھر گئی ہوئی تھی۔۔۔

ان کے جانے پر خرم ان کی چھوڑی ہوئی جگہ پر ہر بیٹھ گیا اس کا ارادہ سامنے سے گھور کر اسے تنگ کرنے کا تھا۔۔۔

وہ کنفیوز ہوتی کبھی اپنے اڑسے ہوئے بالوں کو دوبارہ ہاتھ پھیر کر اندر کرتی تو کبھی بلاوجہ ارد گرد کا جائزہ لیتی۔۔۔

جب خرم پر کچھ اثر نہیں ہوا تو اسے گھورتے ہوئے اٹھی اور اندر چلی گئی۔۔

خرم جو اپنی ہنسی دبائے شرارتی انداز سے اسے دیکھ کم گھور زیادہ رہا تھا اس کے چڑ کر جانے پر ہنسنے لگا۔۔۔

"پاگل چائینز لڑکی۔۔"

اچانک ہی خرم نے اسے نیا نام دیا تھا۔۔۔

وہ بالوں پر ہاتھ پھیرتا کرسی کی بیک پر سر ٹکا گیا۔۔۔

"عینا۔۔بیٹی آنکھیں کیوں لال ہو رہی ہیں آپ کی؟"

سُکینہ بیگم نے اسے دیکھ کر فکر مندی سے پوچھا۔۔۔

"آنٹی پتہ نہیں کیوں ہوتی ہیں ایسے۔۔"

اسے خود اپنی حالت سمجھ نہیں آتی تھی کسی کو کیسے بتاتی۔۔۔وہ جو اپنی ناسمجھی میں ڈرگز ایڈیکٹڈ ہو چکی تھی اسے لگتا تھا وہ سکون آور دوائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔۔۔

"تو بیٹا خیال رکھیں کریں ناں حمزہ کی بھی گرمی کی وجہ سے ہو جایا کرتی تھیں، اسے کلیجی بہت پسند ہے مگر وہ کھانے سے الرجی ہوتی ہے لیکن جب زیادہ ضد کرتا تھا تو ہمیں دینی ہی پڑتی تھی اور پھر کئی دن تک اس کی آنکھیں ریڈ رہتی تھیں ایسی سرخ جیسے آنکھ سے ابھی خون بہہ جائے گا۔۔۔اب حمزہ کا وہ معاملہ بالکل ختم ہو گیا ہے لیکن وہ ابھی بھی کلیجی نہیں کھا سکتے ورنہ آنکھیں ویسی ہی ہو جاتی ہیں۔۔۔"

وہ بچپن کی بات کو یاد کرتے ہوئے ہلکی مسکراہٹ اور فکر مندی سے دہرا رہی تھیں۔۔

عنادل جو پڑھنے کے بعد گھر جانے کے لئے نیچے آئی تھی اور جلد از جلد گھر پہنچ کر سکون حاصل کرنا چاہتی تھی ان کے روکنے اور باتیں کرنے پر غائب دماغی سے سنے گئی۔۔سُکینہ بیگم اسے اپنے پاس بٹھائے محبت سے تکتی باتیں کر رہی تھیں۔ حمزہ سے رشتہ جڑ جانے کے بعد عنادل سے انہیں بے حد انسیت سی ہو گئی تھی۔

حمزہ کو کہیں جانا تھا اس لئے عنادل کو پہلے بھیج کر خود تیار ہو کر نیچے آ رہا تھا۔۔۔

"حمزہ نور سے بات ہوئی؟ ہم نے اسے آپ کے نکاح کا بتا کر انوائیٹ کیا تھا لیکن وہ اس دن کے بعد گھر ہی نہیں آئیں اور مسز وقاص سے بات ہوئی تو انہوں بتایا وقاص بھائی نے اسے زبردستی دبئی بھیج دیا ہے۔۔ سب خیریت تو ہے ان کے ہاں۔۔؟"

سکینہ بیگم حمزہ کو دیکھ کر یاد آنے پر بتا رہی تھیں۔۔ نور اکثر ان کے گھر آکر ان سے ملتی تھی، اب اس کا ایسے خاص موقع پر بھی نا آنا انہیں محسوس ہوا تو فکر سے پوچھنے لگیں۔

"اچھی بات ہے مام مسٹر چوہان کافی سمجھدار انسان ہیں اور بے فکر رہیں کوئی وجہ ہو گی تب ہی نور کو وہاں بھیجا ہو گا۔۔ مسٹر چوہان آفس آتے ہیں سب خیریت ہے۔۔۔"

اپنی مام کو سنجیدگی سے جواب دیتے حمزہ نے چونک کر عنال کو دیکھا جس کے لب پھڑ پھڑا رہے تھے ہاتھوں میں لرزش پیدا ہو رہی تھی حمزہ ٹھٹک سا گیا تھا۔

اسے نور میں نا کل دلچسپی تھی وہ کب کہاں گئی نا ہی آج۔۔۔ وہ اس کے زکر پر بیزار سا اپنی مام کو پریشانی سے نکالتا تسلی دیتے ہوئے کہہ گیا۔۔۔

"آجاؤ عینا۔۔"

وہ آگے بڑھتا نرمی سے اسے پکارتے ہوئے کہنے لگا۔۔ سُکینہ بیگم نے مسکرا کر محبت سے گلے لگاتے ہوئے اسے بھیجا تھا اور ایسا وہ روز کرتی تھیں۔

NOVEL IN URDU

عنادل رٹا لگانے میں ماہر تھی اور حمزہ کے دیئے گئے سوالات کو اس نے جلدی ہی کر لیا تھا وہ بس جانا چاہتی تھی۔۔ سکینہ بیگم سے مل کر تیز تیز قدم اٹھاتی حمزہ کے پیچھے چلتی باہر نکلی۔۔ جوس کی بوتل لائی نہیں تھی ورنہ جوس پی کر حمزہ سے کیا کہتی تھی اسے معلوم نہیں ہوتا تھا اس لئے یہاں کچھ بھی کھانے پینے سے خود کو باز رکھتی تھی۔۔

"تم ٹھیک نہیں لگ رہی ہو عینا کیا تمہیں سردی لگ رہی ہے۔۔۔؟"

وہ اس کے کپکپاتے سرد ہاتھوں کو اپنے گرم ہاتھوں میں لے کر نرمی سے دباتے ہوئے بغور اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

سکن کلر کی شارٹ فراک پر ہم رنگ پاجامہ پہنے سر پر بلیک حجاب میں سفید رنگت میں پیلاہٹ تھی۔۔

حمزہ سمجھ نہیں پا رہا تھا اسے کیا ہو رہا ہے۔۔ وہ کبھی سوچتا شاید میڈیسن لینے میں گیپ آیا ہے اس لئے یہ ہو رہا ہے تو کبھی کچھ کھٹکتا تھا۔۔

"نہیں بس میڈیسن لوں گی تو ٹھیک ہو جاؤں گی۔۔"

سائڈ ونڈو کی جانب چہرہ موڑے عنادل نے کپکپاتے لبوں کو بمشکل حرکت دے کر کہا، اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔

حمزہ سر ہلا کر گاڑی سٹارٹ کرنے لگا۔۔

"کل پیپر دے کر آؤ گی تو ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے۔۔

میری مام کی بہت اچھی دوست ہیں اور بہترین ڈاکٹر ہیں وہ۔۔ میں اب خود تمہارے بارے میں جاننا چاہتا ہوں۔۔ کون کون سے مسئلے جڑ گئے ہیں تمہارے ساتھ۔۔"

وہ ڈرائیو کرتے ہوئے کبھی اسے دیکھتا جو چہرہ موڑے بیٹھی تھی تو کبھی سامنے سڑک کو دیکھتا۔۔۔

"عینا پیپرز کیسے جا رہے ہیں؟"

اس کی خاموشی پر حمزہ نے بے چین ہو کر پوچھا۔۔ وہ کیوں خاموش رہنے لگی تھی اس سے بات نہیں کرتی۔۔ سمجھ سکتا تھا حمزہ لیکن وہ گھر والوں سے بھی بات نہیں کرتی تھی۔۔

کیا وہ اس نکاح سے ناخوش تھی یا عمیمہ جو چوبیس گھنٹے ساتھ ہوتی تھی اس کی کمی محسوس کر کے وہ ایسی ہو گئی تھی۔۔

NOVEL IN URDU

حمزہ سوچ سوچ کر متفکر ہو جاتا تھا۔۔ عنادل اسے کچھ بتاتی ہی نہیں تھی۔۔۔

"اچھے جا رہے ہیں۔۔"

وہ سر جھکائے مختصر سا جواب دے رہی تھی۔۔ اس کی بے چینی بڑھ رہی تھی۔۔ بس اسے جلد گھر پہنچنا تھا اور سکون کے لئے وہ پاؤڈر لینا تھا۔۔ اس نے سوچ لیا تھا اس دفعہ کی مقدار زیادہ کر دے گی۔۔۔

تاکہ چند گھنٹے سکون سے گزار سکے۔۔۔

"عنادل تمہاری آنکھوں کے گرد حلقے بڑھتے جارہے ہیں۔۔مجھے تم ٹھیک نہیں لگ رہی ہو ابھی تھوڑا ریسٹ کرنا پھر پڑھنے بیٹھنا ویسے تو تمہاری تیاری مکمل ہے لیکن پھر بھی ایک بار ریوائس کرلینا۔۔اور میں کل آفس سے لنچ بریک میں یونی آؤں گا پھر ہم ڈاکٹر کے پاس جائیں گے"

وہ حد سے زیادہ پریشان اور فکر مندی سے کہہ رہا تھا عنادل نے سرہاں میں ہلا دیا کچھ دیر کی خاموشی کے بعد عنادل کا گھر آگیا۔۔۔

وہ گاڑی سے اتر کر جانے لگی۔۔حمزہ بھی اتر آیا عموماً وہ گاڑی میں ہی بیٹھا رہتا تھا اور وہ جب تک گھر میں داخل نہیں ہو جاتی تھی اور وہیں سے اسکے اندر داخل ہو جانے پر لوٹ جاتا تھا لیکن آج کچھ معمول کے برخلاف تھا۔۔وہ اس کی حالت سے پریشان ہو رہا تھا۔۔

"عینا مجھے چھوڑ کر نہیں جانا۔۔"

حمزہ کا دل کر رہا تھا وہ عنادل کو واپس اپنے ساتھ لے جائے اور دنیا سے چرا کر قید کرلے دل عجیب سی سرگوشی کر رہا تھا اس کے دور جانے کی سرگوشی کبھی نا لوٹنے کی سرگوشی۔۔

حمزہ نے ایک ہاتھ پکڑ کر عنادل کو روک رکھا تھا۔۔۔

"آپ چھوڑنے ہی کب دیتے ہیں خود کو۔۔۔کال کرتے رہتے ہیں سونے بھی نہیں دیتے۔۔"

وہ منہ بسور کر بولتی ہوئی حمزہ کا دل دھڑکا گئی۔۔

وہ جو ہر وقت نیند کی حالت میں رہتی تھی حمزہ کی کال کرنے پر حمزہ کو شوٹ کرنے کا سوچتی تھی اگر نا اٹھاتی تو وہ گھر آجاتا تھا ایک بار کے رسک کے بعد عنادل نے ہر بار کال اٹھائی تھی چاہے بات کے جواب میں وہ ہممم کہتی لیکن حمزہ پھر بھی کال کرتا تھا۔۔

"ہاہاہامائی وائفی اتنی کیوٹ کیوں ہو۔۔

سلیپنگ بیوٹی ہر وقت سوتی رہتی ہو ایسا لگتا ہے نشہ کرنے لگی ہو۔۔"

حمزہ نے گال کھینچ کر مزاقاً کہا لیکن عنادل کے چہرے پر سایہ سالہرایا۔۔۔

"میں چلتی ہوں بھوک لگ رہی ہے۔۔"

وہ بوکھلا کر اس کے ہاتھ سے اپنا ہاتھ جھٹک کر اندر کو بھاگی۔۔۔ حمزہ اپنا خالی ہاتھ تکتا رہ گیا۔۔

آج دل عینا کو چھوڑنے پر بالکل راضی نہیں تھا حمزہ نے سوچ لیا تھا تین پیپرز کے بعد وہ عینا کو اپنے ساتھ رکھے گا۔۔۔

بھلے کوئی راضی ہو یا ناراض۔۔۔

دل کی حالت کو دل میں دبائے حمزہ میثم سے ملنے چلا گیا آج کل میثم دکھی انسان بنا ہوا تھا زامیہ کے جانے پر وہ کافی افسردہ تھا۔۔۔

سامنے شیشے میں اپنا مرجھایا ہوا چہرہ دیکھتی خود سے وہ ناراض دیکھائی دیتی تھی۔۔۔

یہاں آئے اسے کافی ٹائم ہو چکا تھا۔۔۔ دبئی میں اس وقت کافی گرمی تھی زیادہ تر لوگ گھروں میں محصور ہو گئے تھے باہر نکلتے تو ایسا لگتا سورج منہ پر آگ برسا رہا ہے۔۔

وہ بھی اپنی آنی کے فلیٹ میں دیئے گئے اپنے روم میں موجود تھی۔۔۔

اس کے لئے محبت میں ناکامی زندگی کی ناکامی تھی۔۔ کبھی کبھی خودکشی کا سوچتی لیکن اتنی ہمت نہیں کرپاتی کہ خود کی خود ہی جان لے لے۔۔۔

یونی میں حمزہ کو کسی لڑکی کے قدموں میں دیکھنا اس کے لئے سوہان روح تھا۔۔ وہ حمزہ کی شکایت کرنے سُکینہ بیگم سے ملنے گئی تھی لیکن جو انہوں نے خبر سنائی نور کی زندگی کی رمق ہی باقی نا رہی۔۔۔

حمزہ کا نکاح ہونے والا تھا اور اسی لڑکی سے تھا جس کے ساتھ اس نے یونی میں اسے دیکھا تھا۔۔۔

چوہان صاحب کو معلوم ہوا تو نور کو دیکھ کر انہیں لگا وہ اسے ایسے دیکھیں گے تو مر جائیں گے وہ بالکل مرجھا سی گئی تھی اس لئے اس کی ماما نے اپنی بہن سے بات کی اور اسے دبئی بھیج دیا۔۔۔

ان کے لئے اپنی بیٹی کا یہ حال دیکھنا ممکن نہیں لگ رہا تھا یہاں رہتی کسی نا کسی بہانے سے حمزہ کے گھر بھاگتی شاید عنادل کو کچھ کر دیتی وہ ایسا رسک نہیں لے سکتے تھے۔۔

نور پر چوہان صاحب کا اعتبار بالکل ختم ہو چکا تھا۔۔۔

وہ جلد شادی کا پروگرام بھی سیٹ کر رہے تھے تاکہ وہ زندگی میں مصروف ہو کر سب بھول جائے۔۔۔

نور اپنے بے رونق چہرے پر ہاتھ پھیرتی شیشے میں اپنا عکس دیکھ رہی تھی۔۔۔

"حمزہ کیا ہو جاتا تم اس معمولی لڑکی پر مجھے فوقیت دے دیتے۔۔۔"

خود کو تکتے ہوئے وہ اس وقت حمزہ سے مخاطب تھی۔۔۔

نور کیسے جانتی محبت میں چہرہ نہیں دیکھا جاتا محبت تو معمولی انسان کو خاص بنانے کا جذبہ رکھتی ہے۔۔وہ کیا جانتی حمزہ نے اپنی زندگی میں صرف ایک ہی لڑکی کو سوچا تھا ایک ہی لڑکی کو خاص رکھا تھا۔۔۔وہ نا ملتی تو حمزہ ہمیشہ اس خاص مقام کو خالی ہی رکھتا لیکن اس خاص جگہ پر کسی دوسرے کو نہیں رکھتا نا ہی سوچتا۔۔۔

نور اٹھ کر آنی کی آواز پر نیچے چلی گئی۔۔چہرہ جو میک اپ میں اور میک اپ کے بغیر کھلتا تھا اب مرجھا گیا تھا نا ہی وہ اب قیمتی لباس زیب تن کرتی تھی نا ہی میک اپ پر دھیان دیتی تھی۔۔

"کہاں ہے پلوشہ۔۔"

وہ اس لڑکے کا منہ دبوچے چہرے پر نقاب چڑھائے صرف دو آنکھیں دیکھائی دیتی اس سے پوچھ رہی تھی۔۔

وہ بے خوف سا ان کالی گہری آنکھوں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"اسے مر جانا چاہئیے تھا لیکن ڈھیٹ ہے اب تک زندہ ہے۔۔۔ تمہارے باس نے اچھی غذا کھلائی ہے اسے جب ہی چار دن بھوکی رہنے پر بھی کھانے کی بھیک نہیں مانگتی۔۔۔"

وہ لڑکا منہ پر زامیہ کا ہاتھ ہونے کے سبب ٹھہر ٹھہر کر کہہ رہا تھا۔۔۔

"تو نے اسے چار دن سے کھانے کو کچھ نہیں دیا کیسے ظالم لوگ ہو صبر کر تیرا جب سر تیرے باس موٹے کے پاس پہنچے گا تو خود ہی عقل ٹھکانے آجائے گی موٹے کی۔۔۔"

وہ شدید غصے سے پھنکارتے ہوئے بولی اور دوسرے ہاتھ میں موجود ہنٹر کو پوری قوت سے اس پر برسانا شروع کر دیا۔۔۔

جیسے وہ کوئی بے جان چیز پر مسلسل ضرب لگا رہی ہو۔۔۔

وہ پہلے چیختا رہا پھر درد برداشت نا کرنے کے سبب لڑھک کر وہیں بے ہوش ہو گیا۔۔

زامیہ گردن اکڑائے اسے دیکھتی رہی۔۔ منہ سے خون رس رہا تھا بلو شرٹ پر جگہ جگہ لال خون کے دھبے بن گئے تھے زامیہ ابھی بھی بس نہیں کرتی اگر وہ بے ہوش نہیں ہوتا۔۔۔

پلوشہ ان کے ہیڈ کی بیٹی تھی جسے مری کے راستے سے اغوا کر لیا گیا تھا اور ان کا مطالبہ بس یہی تھا ان کے جو جو آدمی ان کی قید میں تھے انہیں چھوڑ دیا جائی ے لیکن وہ کسی طور ان بڑے اور نامور دہشت گردوں کو ملک تباہ کرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتے تھے۔۔۔

اس لئے زامیہ کا ٹارگٹ پلوشہ کو آزاد کروا کر اسلام آباد لے جانا تھا۔۔۔

اور جو بھی اس کے راستے میں آتا اسے زامیہ نے بھون ڈالنا تھا۔۔۔

پینٹ کے جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس نے اپنا موبائل باہر نکالا۔۔

اس وقت وہ بلیک ٹی شرٹ پر بلیک پینٹ اور اسلائلش سا بلیک لیدر کوٹ پہنے ہوئے سر اور منہ کو کور کئے ہوئے تھی۔۔۔اس کا یہی انداز ہوتا تھا جب وہ مشن پر جاتی تھی۔۔۔

اس کی کالی گہری آنکھوں میں بے رحمی اور سرد پن ٹھہرا ہوا تھا۔۔۔

وہ میسج پر انگلیاں چلاتی کسی سے گفتگو کررہی تھی اسے اگلی جگہ کا بتایا جارہا تھا اسے کہاں جانا ہے کہاں پلوشہ کو چھپا کر رکھا گیا ہے۔۔۔

وہ جگہ ٹریس کرلی گئی تھی۔۔۔زامیہ بنا وقت ضائع کئے اس نوعمر لڑکے کو باندھ کر اس کوٹھری میں سے نکلی جہاں اس لڑکے کو پکڑ کر لائی تھی۔۔

کوٹھری کے باہر پانی کا شور تھا وہاں ساحلِ سمندر تھا جس کی وجہ سے رات کی گہرائی میں یہ شور خوفزدہ کرسکتا تھا لیکن یہ شور زامیہ کے عزم کو اور پختہ کررہا تھا۔۔

سمندر کی لہریں پاؤں سے ٹکراتی تو زامیہ کو الگ سکون بخشتی تھیں۔۔۔

وہ ان لہروں پر چلتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔۔۔کراچی آنے کے بعد اس نے ایک بار بھی کسی سے رابطہ

نہیں کیا تھا یہ ان کے اصولوں کے خلاف تھا جب مشن پر ہوں تو رابطے نہیں رکھے جاتے بلکہ منقطع کر دیئے جاتے ہیں۔۔۔۔

زامیہ سب کو سوچتی ہوئی وہاں سے نکل کر کچھ دور موجود اپنی ہیوی بائیک پر سوار ہوئی اور فراٹے بھرتی اور ہوا سے باتیں کرتی بائیک اپنی منزل کی جانب رواں دواں تھی۔۔۔

کچھ دیر میں وہ مطلوبہ جگہ پر موجود تھی۔۔

یہ علاقہ کافی سنسان تھا اور قدرے اندر جا کر تھا۔۔۔

بڑی سی حویلی نما بنا یہ گھر پراسرار سا لگ رہا تھا۔۔۔

اس کی بائیک کی آواز پر دو آدمیوں نے آکر باہر جھانکا۔۔۔ پھر بڑا سا دروازہ کھولا۔۔

"بی بی کس سے ملنا ہے۔۔۔؟"

کرخت لہجے میں سوال پوچھا گیا تھا۔۔۔

"کسی سے نہیں ملنا مجھے یہاں تمہارے باس نے بلایا ہے۔۔۔"

وہ کہہ کر سامنے موجود آدمی کو دیکھنے لگی جس نے انٹر کام سے اندر ضرور رابطہ کیا تھا۔۔۔

"باس کہہ رہے ہیں انہوں نے کسی لڑکی کو نہیں بلایا۔۔۔ اب بتاؤ تم کون ہو اور کیا کام ہے؟"

NOVEL IN URDU

وہ انٹر کام کو ہاتھ میں لئے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"مجھے جونی نے بھیجا ہے میں زامیہ ہوں پلوشہ خان کا خیال رکھنے کے لئے بلایا گیا ہے مجھے۔۔۔"

جلدی سے حوالہ دیا کہیں اسے بھی گھسیٹ کر بند ہی نا کر دیں اور بچانے کے بجائے الٹا پھنس ہی جائے۔۔۔

"باس اندر بلا رہے ہیں تمہیں۔۔"

انٹر کام کان سے لگائے اس آدمی میں کے کہنے پر وہ چلتی ہوئی اس آدمی کے پیچھے بڑھی۔۔

جوتے اپنا نشان بناتے ہوئے جا رہے تھے۔۔۔

ایک بڑے سے کمرے کے پاس رک کر زامیہ کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔۔۔

وہ دروازہ جو لکڑی کا بنا ہوا تھا دھکیل کر اندر داخل ہوئی۔۔۔

سگار کا مرغولہ سا اڑتا ہوا دیکھائی دیا اور سامنے بیٹھا ہوا لڑکیاں اسمگل کرنے والا موٹا کالا ساوہ آدمی اس کی شکل سے زامیہ پر وحشت طاری ہو گئی اپنے ہاتھ کو مٹھی میں بند کیا کیونکہ سامنے غیر ہوتی حالت میں پلوشہ بیٹھی ہوئی تھی سرخ آنکھیں اس کی جانب اٹھائیں وہ اسے جانتی تھی پہچانتی تھی وہی تو تھی ایک جس سے پلوشہ کو سب سے زیادہ خار تھی۔۔۔

سرخ آنکھیں نیچے کو گر گئی وہ اسے بچانے آئی تھی وہ بھی تو آسکتا تھا آخر ایک صنف نازک کو کیوں بھیجا تھا اس کے باپ نے۔۔۔

"مجھے جونی نے نہیں بتایا تمہارے بارے میں لیکن خیر شاید وہ بھول گیا ہو گا اس سے کہا تھا ایک بھروسہ مند لڑکی چاہئیے اس لئے میں سیدھی بات کروں گا اس لڑکی کو ڈرگز کی اتنی عادت ڈالو کہ یہ خود مجھ سے آکر بھیک مانگے۔۔۔اس کے باپ نے میرے بیٹے کو قتل کیا تھا میں اس کی بیٹی کو تڑپا کر ماروں گا۔۔۔مجھے ایک بھروسہ مند لڑکی چاہئیے تھی تم مل گئی ایسی کئی لڑکیوں کو تمہارے انڈر دوں گا اگر مجھے تمہارا کام پسند آگیا تو۔۔۔"

وہ سگار کے کش لگاتا ہوا کہہ رہا تھا زامیہ کا دل کیا اسی وقت مار کر اسے قصہ ہی تمام کرے۔۔۔

لیکن اسے صبر سے کام لینا تھا۔۔۔

"اور ہاں ایک لڑکی کچھ دن تک آئے گی اسے ہم پہلے ہی ڈرگز کا عادی کر چکے ہیں بس آخری وار کریں گے اور وہ ادھر ہمارے قدموں میں ہو گی لیکن اسے ہم اسمگل نہیں کریں گے بلکہ یہیں اپنے پاس رکھیں گے۔۔۔"

وہ موٹا انسان آنکھوں چمک لیے شاید تصور میں ہی آنے والی لڑکی کو سوچ رہا تھا۔۔اسے بتاتے ہوئے ہاتھ کے اشارے سے پلوشہ کو لے جانے کا اشارہ کیا زامیہ اس کے اشارے پر بنا کچھ کہے اسے اٹھا کر اپنے ساتھ باہر لے آئی۔۔۔باہر کھڑے آدمی نے تیسرے فلور پر اسے روم دیکھایا وہ اسے گھسیٹتے ہوئے وہاں لے گئی۔۔

روم لاک کر کے اسے بٹھایا۔۔۔وہ اس قدر کمزور تھی کہ چل بھی نہیں پا رہی تھی۔۔

"کیا کیا ہے ان لوگوں نے تمہارے ساتھ؟"

زامیہ بیڈ پر اسے لٹا کر سامنے بیٹھی پوچھ رہی تھی، آنکھوں میں ایک الگ وحشت اور جنونیت تھی۔۔۔

"زامیہ یہ لوگ مجھے ہر گھنٹے بعد ڈرگز کے انجیکشن لگاتے ہیں، میں ایک ہفتے سے اس اذیت میں پڑی ہوئی موت مانگ رہی ہوں کھانا بھی نہیں دیتے بس آتے ہی انجیکشن لگا جاتے ہیں۔۔۔"

وہ روتے ہوئے نشے کی حالت میں اپنے ساتھ ہوئے ایک ہفتے کی داستان سناتی چلی گئی۔۔ زامیہ نے جھر جھری لی وہ لڑکی کون تھی جو کچھ وقت میں یہاں آنے والی تھی۔۔ زامیہ نے سوچتے ہوئے دوسرا سوال کیا۔۔۔

"یہ تمہارے ساتھ اب کیا کرنے والے ہیں؟"

زامیہ پہلے ہر سوال کا جواب جاننا چاہتی تھی پھر پلان بنا کر اسے نکالنا تھا۔۔۔

"مجھے مار دیں گے جب بابا انہیں ان کے آدمی دے دیں گے تو یہ مجھے مار دیں گے زامیہ۔۔۔"

وہ اپنی غیر ہوتی حالت میں سر پٹخ پٹخ کر روتے ہوئے بتا رہی تھی، پھر سے ڈرگ کی طلب اس کا جسم چیر رہی تھی۔۔۔

"تمہیں میرے ہوتے ہوئے کوئی کچھ نہیں کر سکتا تمہیں میں کل تک یہاں سے نکال لوں گی۔۔۔ پلوشہ تم ان دنوں ڈرگز دیئے جانے پر اس کی عادی ہو چکی ہو۔۔۔ تمہیں وہ نا ملے تو تم تڑپو گی، تمہارا جسم بھی

تکلیف جھیلے گا۔۔میری بات سننا میں تمہیں مزید اس ناسور کی مانند چیز سے دور رکھوں گی لیکن تمہیں اس تکلیف اور طلب کو برداشت کرنا ہو گا، پلوشہ بولو کرو گی نابرداشت۔۔؟"

زامیہ اس کے بالوں کو چہرے کے پیچھے کرتی اس کو حقیقت سے آگاہ کرتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔۔

اس نے نیند کی کیفیت میں ہاں میں سر ہلایا بولنا مشکل لگ رہا تھا۔۔

وہ سوچکی تھی کچھ دیر میں ایک آدمی آیا انجیکشن اس کے بازو میں لگانے لگا زامیہ نے روک دیا۔۔

"مجھے دو میں لگادیتی ہوں مجھے باس نے یہ کام دیا ہے اس لڑکی کو ڈرگز دے کر پاگل کرنا میرا کام ہے۔۔"

زامیہ نے کہتے ہوئے اس کے ہاتھ سے انجیکشن جھپٹ لیا۔۔۔

وہ گھوری ڈالتا ہوا باہر نکل گیا۔۔زامیہ نے اس کے جاتے ہی انجیکشن کو پانی میں بہا کر اس کے اندر موجود مائع کو ضائع کر دیا۔۔

زامیہ کو معلوم تھا پلوشہ کو یہ نا ملنے پر اٹیک پڑیں گے، وہ اسی سوچ سے پریشان تھی اور اسے کچھ دیر بعد ہونے والی اس کی حالت سے خوف محسوس ہو رہا تھا وہ اب تک ان گنت لڑکیوں کو دیکھ چکی تھی جن کو ڈرگز کا عادی کیا گیا تھا، وہ جب نشے کی طلب سے بے چین وجود لیے چیختی اور تڑپتی تھیں زامیہ کے لئے ہر بار یہ منظر دیکھنا پہلی بار دیکھنے والی اذیت دیتا تھا۔۔۔

وہ سر ہاتھوں میں گرائے ایک ایک غدار کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لئے پُرعزم تھی۔۔۔

کچھ دیر میں پلوشہ نے چیخنا شروع کر دیا۔۔۔ اکثر وہ ڈر گز لینے کے بعد بھی کرتی تھی اس لئے کوئی آدمی اندر نا آیا اس کی وحشت ناک آواز سن کر بھی۔۔۔

زامیہ اس کی حالت پر افسوس سے دیکھتی ہوئی کبھی کچھ کرتی تو کبھی کچھ پوری رات اس نے بند آنکھوں سے اذیت میں گزاری تھی۔۔

اس کے بالوں میں نرمی سے ہاتھ چلاتی کہیں سے بھی وہ زامیہ نہیں لگ رہی تھی جو میثم کو اس کے نام سے چڑایا کرتی تھی۔۔۔

صبح ہوئی تو زامیہ کچھ دیر کے لئے سونے لیٹ گئی۔۔

باس صبح صبح پنڈی جا چکا تھا۔۔۔ ایک دن بعد آنا تھا اور یہ زامیہ کے لئے اچھا موقع تھا پلوشہ کو نکالنے کا۔۔۔

وہ اپنے آپ کو فریش کرنے کے لئے کچھ دیر سونا چاہتی تھی۔۔۔

دوپہر میں شور شرابے سے اس کی آنکھ کھلی۔۔

کسی لڑکی کو لایا گیا تھا شاید لڑکی کے منہ کو دبوچا ہوا تھا اس لئے اس کے منہ سے آواز نہیں نکل رہی تھی۔۔۔

زامیہ باہر نکلی تو دیکھا اس کو ایک کمرے میں بند کر دیا گیا تھا۔۔۔

"اس لڑکی کے پاس کسی کو نہیں بھیجنا باس شام میں آئیں گے پہلے وہ ملیں گے پھر ہی اس کو ڈر گز دینا۔۔۔"

ایک آدمی کمرہ بند کئے باہر آکر خباثت سے ہنستا دوسرے سے کہہ رہا تھا۔۔

"باس ایک دن بعد آتے لیکن آج آرہے ہیں لگتا ہے اس لڑکی کا شدت سے انتظار رہا ہے باس کو۔۔۔ ویسے کہاں سے لائے ہو اسے۔۔۔؟"

دوسرے آدمی نے بھی چہرے پر شیطانی مسکراہٹ سجا کر پوچھا۔۔۔"اسلام آباد کی یونی سے لائے ہیں۔۔ آسان شکار تھی ڈرگز کی بھیگ مانگ رہی تھی ہم نے کہا ہمارے ساتھ چلو دے دیتے ہیں۔۔ خاموشی سے آگئی۔۔۔ راستے میں کچھ ڈرگ کی طلب نے اس کی حالت خراب کی اور کچھ شاید اسے محسوس ہو گیا کہ ہم اسے کہیں کڈنیپ کر کے لے جا رہے ہیں شور کرنا شروع کر دیا پھر انجیکشن کے بعد سوتی ہوئی آئی ہے یہاں آکر جاگ گئی ہے۔۔۔

خیال رکھنا اور اس روم کا پاسورڈ کسی کو نا بتانا سخت آرڈر ہیں اس لڑکی سے کوئی نا ملے۔۔۔"

وہ تفصیل سے آگاہ کرتا نکل گیا زامیہ پلر کے پیچھے کھڑی اس لڑکی کی حالت پر افسوس کرتی مڑ گئی اسے کیا خبر تھی جس کی حالت پر افسوس کر رہی ہے اسے دیکھ کر جان ہی نکل جائے گی۔۔۔

عنادل گھر آنے کے بعد کمرے میں مقید ہو گئی تھی اس نے سفید پاؤڈر تلاشنا چاہا لیکن وہ کہیں نہیں تھا۔۔ عنادل کو یاد ہی نہیں رہا وہ ختم ہو چکا ہے۔۔ اپنی غیر ہوتی حالت میں وہ سر پٹخ پٹخ کر رونے لگی تھی۔۔۔ جسم ڈرگز کی طلب میں کمزور پڑتا کپکپا رہا تھا مانو ایک ساتھ ہزاروں چونٹیوں نے اس پر حملہ کر دیا ہو۔۔۔ وہ چیخنا

چاہتی تھی چلانا چاہتی تھی لیکن اس کی آواز حلق میں اٹک گئی۔۔

بیڈ پر اوندھے منہ پڑی شدت سے خواہش کر رہی تھی کہ کوئی اسے وہ زہر ہی سہی لیکن دے دے۔۔ منہ کو نوچتی وہ لرزتے وجود کے ساتھ شدت سے رو رہی تھی۔۔ دروازے پر دوبار دستک ہوئی اٹھنے کی کیا کچھ بولنے کی بھی ہمت نا ہوئی۔۔

دروازے سے باہر روشنی نہیں آرہی تھی ہادیہ یہی سمجھی کہ عنادل سو چکی ہے۔۔ وہ جو اسے ڈنر کے لئے بلانے آئی تھی واپس پلٹ گئی۔۔ اور ڈنر ٹیبل پر یہی کہا کہ عنادل سو چکی ہے۔۔

سب سمجھے پیپرز اور مسلسل پڑھنے کی وجہ سے سو گئی ہے۔۔

سب مطمئن ہوتے ہوئے مزیدار سی بریانی اور کڑھائی کھانے لگے۔۔۔

اسجد صاحب تعریف کرتے نہیں تھک رہے تھے۔۔

ہادیہ کے ہاتھ میں بہت ذائقہ تھا۔۔۔ سب نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا تھا ویسے تو عمیمہ کھانا بنایا کرتی تھی اس کے جانے کے بعد مہر النساء بیگم نے کچن سنبھال لیا تھا۔۔۔

میڈ کھانے کے علاوہ سب کام کرتی تھی کھانا ان کے گھر میں گھر کا فرد ہی بناتا تھا۔۔

عمیمہ کو نئی نئی ڈشز بنانے کا شوق تھا اور وہ تجربہ کرتے ہوئے انہیں مزیدار کھانے کھلاتی تھی رہ گئی عنادل تو اس کا کچن سے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا نا ہی کوئی لینا دینا۔۔۔

NOVEL IN URDU

بس جب فارغ ہوتی تو عمیمہ سے باتیں کرنے کچن کا رخ کرتی تھی۔۔اب تو کمرہ میں بند رہتی تھی۔۔۔

"ہم سوچ رہے ہیں کہیں آؤٹنگ پر چلیں عنادل کے پیپرز کے فوراً بعد۔۔۔عنادل بھی کمرے میں رہتی ہیں کچھ ماحول چینج ہو گا تو اچھا اثر پڑے گا ورنہ بہت لیزی اور ڈل سی رہنے لگی ہیں اور آپ دونوں بھی شادی کے بعد کہیں گھومنے نہیں گئے ہیں۔۔سب ایک دو ہفتے کے لئے نادرن سائڈ چلتے ہیں۔۔اور وجاہت صاحب کی فیملی جانا چاہے تو انہیں بھی لے چلیں گے۔۔"

کھانے سے فارغ ہونے کے بعد سب لاؤنج میں بیٹھے کافی پیتے ٹھنڈے موسم کو انجوائے کر رہے تھے تو اسجد صاحب نے اپنا پلان بتا کر ان سب کی رائے چاہی۔۔

"بالکل بابا یہ بہت اچھا رہے گا مجھے عنادل کی بہت زیادہ فکر ہے، سوئی رہتی ہے جگانے پر خفا ہو جاتی ہے۔۔۔حمزہ بھی ساتھ ہو گا تو اچھا رہے گا۔۔۔

ماما آپ اور ہادیہ شاپنگ کر لیں عنادل کے پیپرز کے فوراً بعد نکلتے ہیں۔۔میں بھی اپنی روٹین لائف سے بور ہو چکا ہوں۔۔"

خرم کو واقعی میں ہادیہ کے ساتھ گھومنے جانا تھا اس لئے فوراً سے تائید کی تو مہر النساء بیگم بھی خوش ہو گئیں کافی ٹائم بعد پوری فیملی نے ساتھ جانا تھا۔۔۔

"میں کہتی ہوں عمیمہ سے بھی پوچھ لو آذان اور وہ بھی آ جائیں تو چار چاند لگ جائیں گے۔۔"

مہرالنساء بیگم کو عمیمہ کی کمی محسوس ہوئی تو فوراً اپنا مشورہ بھی پیش کر دیا۔۔۔

"ماما مشکل ہے کل ہی بات ہوئی ہے میری، کہتی ہے چھ سات مہینے سے پہلے آنا پاسیبل نہیں ہے۔۔ آذان کی ڈیوٹی آورز مزید زیادہ ہو گئے ہیں۔۔۔"

خرم نے پچھلے دن ہوئی بات کا حوالہ دے کر اپنی ختم ہوئی کافی کا کپ رکھا۔۔

ہادیہ اس دوران اٹھ کر جا چکی تھی۔۔

خرم آج کل نظروں سے اسے بہت کنفیوز اور بوکھلانے پر مجبور کر دیتا تھا۔۔۔

"چلیں جیسے ہماری بیٹی کو سہولت ہو، جب وہ پاکستان آئیں گی تو ہم دوبارہ کسی دوسری جگہ کا پروگرام سیٹ کر لیں گے۔۔"

اسجد صاحب نے مایوس کن لہجے میں کہنے کے بعد خوشی سے دوسرا حل پیش کیا تو مہرالنساء بیگم خوش ہو گئیں۔۔ انہیں عمیمہ کی کمی کھلتی تھی اوپر سے عنادل کا رویہ ایسا تھا جیسے گھر میں مہمان ہو اور ہادیہ بولتی کم سنتی زیادہ تھی۔۔ ایسے میں عمیمہ کی یاد آنا فطری عمل تھا۔۔۔

اِدھر اُدھر کی باتوں میں مصروف خرم ٹائم دیکھتے ہوئے اٹھا اور ایک نظر عنادل کے کمرے کو دیکھ کر اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔

عنادل سوکھے لبوں پر زبان پھیرتی سفید پاؤڈر کی طلب سے مرنے کو تھی۔۔۔ ایڈکشن اٹیک شدید ہو رہا

تھا۔

کال بیل مسلسل رنگ کر رہی تھی لیکن وہ اٹھا نہیں پا رہی تھی۔۔اسے موبائل اٹھانا تھا لیکن کپکپاتے ہاتھوں سے اپنے بالوں کو نوچنے لگی۔۔۔

لمبی لمبی سانس بھرتی وہ بے ہوش ہو چکی تھی صبح اٹھ کر وہ سب سے پہلے یا تو خود کو مار دیتی یا پھر اس پاؤڈر سے اپنے پور پور کو ڈبو دیتی۔۔

حمزہ کال پر کال کر کے ہمت ہار چکا تھا۔۔

رات گیارہ بجے اسے خرم کو کال کرنا مناسب نہیں لگ رہا تھا۔۔اس لئے لمبی سانس خارج کرتا سلیپنگ ایریا میں آف وائٹ کرٹنز ہٹاتا چاند کی روشنی میں کمرے کو نہلا گیا۔۔۔

آج کچھ اچھا نہیں لگ رہا تھا دل میں وحشت اور تکلیف سی محسوس ہو رہی تھی۔۔ایسا پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔۔عنادل کو دیکھ لیتا تو شائد تکلیف سے دل پھٹ جاتا۔۔۔

حمزہ نے ایک بار اور کوشش کرنے کا سوچتے ہوئے سائڈ ٹیبل پر رکھا موبائل اٹھایا اور کال کرنے لگا مسلسل بیل جا رہی تھی لیکن دوسری جانب نو رسپانس تھا۔۔۔

حمزہ واپس موبائل سائڈ ٹیبل پر رکھتا بیڈ پر نیم دراز سا ہو گیا۔۔۔پھر کچھ سوچ کر اٹھا دل کی حالت جوں کی توں تھی اس سے چھٹکارا حاصل کرنا آسان نہیں لگ رہا تھا۔۔۔

المارى کی سلائیڈ ڈور اوپن کرتا ایک دراز سے کچھ چیزیں نکالتا واپس بیڈ تک آیا تھا۔۔۔

سامان کو بیڈ پر پھیلا دیا۔۔

ایک رومال جو کہ عنادل کو حمزہ نے آنسو صاف کرنے کے لئے دیا تھا جس سے وہ نوزی پونچھ گئی تھی۔۔

حمزہ سوچتا ہوا مسکرایا۔۔۔ ایک ڈرائنگ جو عنادل نے حمزہ کو اس کی فرمائش پر بنا کر گفٹ کی تھی۔۔۔

ہوا کچھ یوں تھا حمزہ نے اسے کہا کہ اسے ڈرائنگ بنا کر دے وہ کسی وجہ سے حمزہ سے ناراض تھی اور غصے میں حمزہ کا اسکیچ جو کہ عجیب سا کارٹون تھا وہ بنا کر کے دے دیا۔۔ اسے دیکھ کر اُس وقت تو حمزہ کو صدمہ ہوا تھا لیکن اب وہ اسے دیکھ کر مسکرا دیتا تھا۔۔ نیچے کیپشن میں حمزہ میرا پاگل لکھا ہوا تھا۔۔۔

وہ کیپشن دوبارہ پڑھتا زور سے ہنس دیا۔۔۔ پیپر کی سطح پر ہاتھ پھیرتا حمزہ مسکرا رہا تھا۔۔۔

ایک واچ کو بہت حفاظت سے رکھا تھا اسے ڈبے میں سے نکال کر اپنی آنکھوں کے سامنے کیا۔۔۔ یہ واچ عنادل کو بہت پسند تھی جو کہ وجاہت صاحب نے اس کی برتھڈے پر دبئی سے بطور گفٹ بھیجی تھی۔۔۔ عنادل کے لئے سیم ویسی ہی واچ منگوائی تھی لیکن وہ غائب ہو گئی تھی اور حمزہ نے جب سے اب تک سنبھال کر رکھی تھی البتہ گھڑی نے کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔۔۔ حمزہ اسے ٹھیک کروا لیتا لیکن اب وہ اولڈ فیشن ہو چکی تھی۔۔۔

حمزہ کی وہ پینٹنگ جو اس نے سکول میں اپنے اور عینا کو مد نظر رکھتے ہوئے بنائی تھی۔۔۔

ویران سے جنگل میں روتی ہوئی عینا کے پاس جگنو لے کر آتا ہوا حمزہ میر۔۔۔

اس کی کاپی وہ دوبارہ بنا کر اپنے پاس محفوظ کر چکا تھا کہ عنادل کو ملنے پر دیکھاتا لیکن اب دیکھانے کا فائدہ نہیں تھا اسے کچھ یاد ہی نہیں تھا تو یہ پینٹنگ کیسے یاد رہ جاتی۔۔۔

حمزہ لمبی سانس بھرتا اٹھ کر واپس ان چیزوں کو ان کی جگہ پر رکھ آیا۔۔۔

عنادل کے وقتاً فوقتاً دیئے گئے سارے گفٹس اسی حالت میں اس کے پاس موجود تھے۔۔ کبھی وہ واچ دیتی تو کبھی پرفیوم۔۔۔ ہر برتھڈے پر الگ گفٹ دیا کرتی تھی۔۔۔

حمزہ واپس بیڈ تک آیا اور موبائل اٹھا کر ٹائم دیکھا رات کے دو بج رہے تھے۔۔۔

وہ اتنی دیر عنادل کے خیالوں میں گم رہا تھا۔۔۔

لبوں پر مسکراہٹ نے احاطہ کیا اس کے علاوہ حمزہ نے کبھی کسی کو سوچا بھی نہیں تھا۔۔ خود کی حالت پر سر جھٹکتا ہوا وہ سونے کے لئے دراز ہو گیا۔۔۔

ٹھنڈ میں بھی بنا ہیٹر کے ونڈوز اوپن کئے حمزہ آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔۔

عنادل کو یاد کر کے دل تھوڑا آزاد ہوا تھا۔۔۔ لیکن اسی کی یادوں میں کھوئے حمزہ کب سویا اسے پتہ نہ چل سکا۔۔۔

خرم جب روم میں پہنچا تو ہادیہ کو صوفے پر گٹھڑی بنے سوتا ہوا پایا وہ لب بھینچے اسے دیکھے گیا۔۔۔

جو اس سے انجان پڑی سو رہی تھی۔۔۔"ہادیہ یہ کوئی جگہ ہے سونے کی۔۔؟"وہ اس کے سر پر پہنچ کر پکارتے ہوئے تیز لہجے میں کہہ رہا تھا لیکن وہ نیند کی پکی تھی ٹس سے مس نہیں ہوئی۔۔۔

"ہادیہ لاسٹ ٹائم بول رہا ہوں بیڈ پر جا کر سوؤ اتنی غیر آرام دہ ہو کر سو رہی ہو۔۔۔"

اب کے جھنجھلا کر اسے ہلا کر کہا۔۔۔وہ ہڑبڑا کر اٹھتی حیرت سے اسے تکنے لگی۔۔۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو۔۔؟میں کہہ رہا ہوں بیڈ پر سوؤ جا کر پاؤں بھی نہیں پھیلا پا رہی ہو۔۔"

وہ کہتا ہوا الماری سے اپنا نائٹ ڈریس نکالنے لگا۔۔۔

"نہیں میں آپ کی بات نہیں مانوں گی۔۔"

وہ کہہ کر دوبارہ تین سیٹر صوفہ پر پاؤں موڑے چہرہ اس کی جانب سے پھیر گئی۔۔۔وہ اب بلاوجہ اس کی ناراضگی سے تھک چکی تھی۔۔وہ بات کرنے کی کوشش میں ہلکان ہوتی لیکن وہ شوخا بنا سب کے سامنے گھورتا تھا روم میں آ کر کوئی بات بھی نہیں کرتا تھا ہادیہ نے سوچ لیا تھا اب وہ بھی اسے اسی کے انداز میں جواب دے گی۔۔زامیہ کی پڑھائی کتاب سے وہ اچھائی اور محبت کا سبق یاد کر کے بھول چکی تھی۔۔۔

وہ جو الماری سے کپڑے نکالے چینجنگ روم جا رہا تھا اس کی بات پر پلٹ کر اس تک پہنچا۔۔۔

"کیوں نہیں مانو گی میری بات شوہر ہوں تمہارا میری بات نہیں مانو گی تو کس کی مانو گی اس کی جس کے ساتھ

بھاگ رہی تھی۔۔۔"

خرم اچانک سے ہر لحاظ بھولے چیخ پڑا اسے بھی سب کچھ کلئیر کرنا تھا ہادیہ کو ارد گرد دیکھتے اسے محسوس ہو چکا تھا اس کا دل اسے سامنے دیکھنے پر ضد کرتا تھا۔۔۔ لیکن وہ انا پرست انسان بنا ہوا تھا اسے بولنے پر مجبور کرنے کے لئے خرم نے یہ حربہ استعمال کیا۔۔۔

"ک۔۔۔ک۔۔۔کیا۔۔۔میں کس کے ساتھ بھاگی تھی۔۔"

وہ جویہ سوچ کر آنکھیں میچے پڑی تھی اس کا ناہی حکم مانے گی نا کوئی بات سنے گی اس کی ایسی بات سن کر اچھل ہی تو پڑی تھی۔۔ صوفے پر بیٹھی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھتے ہوئے ہکلا گئی تھی۔۔ زامیہ کا شک سہی تھا وہ اس پر اعتبار نہیں کرتا تھا۔۔۔

"وہ ہی جس کے ساتھ شادی کے سپنے دیکھ رہی تھی اور شادی کے بعد بہتر زندگی کے ساتھ پڑھنے کے سپنے بھی سجا رہی تھیں۔۔"

خرم کی آنکھوں میں نرمی تھی البتہ لہجہ سخت ہی تھا تاکہ ہادیہ اس کی بدگمانی دور کرنے کے لئے ہی سہی سب کچھ کہہ ڈالے۔۔۔ وضاحت سہی کچھ تو بولے۔۔

"کیا آپ کو مجھ پر زرا سا بھی اعتبار نہیں ہے ہم دو مہینے سے ساتھ ہیں۔۔۔ آپ مجھے تھوڑا سا بھی نہیں جان پائے۔۔۔؟"

وہ الٹا اس سے سوال کرنے لگی۔۔۔آنکھوں میں پانی تیرنے لگا تھا نیند سے بوجھل آنکھیں خرم کو نرم کر رہی تھی۔۔۔

اس نے سر گھما کر لمبی سانس لے کر خود کو کمپوز کیا کہ آج سخت رویہ رکھ کر سب گلے شکوے اور شکوک ختم ہی کر دے۔۔۔

"نہیں ہے اعتبار۔۔۔کیا مجھے یہ پتا چلے کہ میری بیوی کسی اور میں انوالو رہی تھی تو میں تمہیں اتنی آسانی سے قبول کرنے کے ساتھ اعتبار بھی کرنے لگوں گا۔۔۔بتاؤ ابھی بھی اسے یاد کرتی ہو جب ہی مجھ سے بھاگتی ہو۔۔؟"

وہ پے در پے وار کرتا ہادیہ کو رلا گیا۔۔۔وہ روتی ہوئی نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔اس کے کردار پر بات آئی تھی وہ کیسے سہہ لیتی۔۔زامیہ سچ کہتی تھی وہ بہت بے وقوفانہ حرکت کر چکی تھی۔۔۔

وہ اپنے شوہر کا اعتبار نہیں جیت سکے گی۔۔۔

"میں نہیں کرتی تھی کسی سے محبت۔۔۔میں بھاگی ضرور تھی لیکن وہ محبت نہیں تھی ہرگز نہیں تھی۔۔۔ مجھے بس ممانی جان نے جو کہا کر دیا اور مجھ پر اب ہر کوئی تہمت لگا رہا ہے میں بدکردار ہوں کہا نا نہیں بھاگی تھی میں نہیں کی تھی محبت۔۔۔"

وہ صوفے سے کھڑی ہوتی لرزتی ہوئی چیخ کر بولی تھی کہ خرم کو اسے خود سے لگانا پڑا۔۔۔وہ کھڑا اس کا سر اپنے سینے سے ٹکائے سر تھپک رہا تھا وہ جو کہلوانا چاہتا تھا کہلوا چکا تھا۔۔۔

NOVEL IN URDU

وہ اس کے سینے سے لگی بار بار یہی کہے جا رہی تھی "نہیں بھاگی تھی میں نہیں کی تھی محبت۔۔"

"ششش" چپ ہو جاؤ ہادی۔۔ مجھے پتہ ہے تم بدکردار نہیں ہو پلیز آئندہ اپنے لئے ایسے الفاظ استعمال نہیں کرنا۔۔ نہیں کی تھی محبت تو اب کر لو۔۔۔ مجھ سے اپنے شوہر سے۔۔۔"

وہ کہتا ہوا اس کے دونوں ہاتھوں کی پشت کو لبوں سے لگا گیا۔۔۔

ہادیہ کتنے ہی پل بے یقینی کی کیفیت میں گھری رہی وہ اتنی آسانی سے مان گیا تھا۔۔۔

خرم اس کی آنکھوں سے سوال پڑھتا ہوا گویا ہوا۔۔

"زامیہ اور تمہاری سب باتیں سن لی تھیں بس چاہتا تھا تم خود بتاؤ لیکن آج مجبور کر کے تم سے اگلوانا ہی پڑا۔۔۔"

وہ اسے دوبارہ سینے سے لگائے بتا رہا تھا۔۔۔ ہادیہ دھکا دے کر دھپ دھپ کرتی ہوئی بیڈ پر لیٹ کر چادر منہ تک تان گئی۔۔۔ خرم سمجھ کر ہنس دیا۔۔

"اچھا نا سوری تمہیں اتنے دن تک تنگ کئے رکھا چائنیز گرل۔۔"

وہ اس کی چھوٹی آنکھوں پر چوٹ کرتا ہوا کہہ رہا تھا اور ساتھ ہی چادر سے اسے باہر نکال رہا تھا لیکن وہ بھی مٹھیوں میں چادر جکڑے رہی۔۔۔

"آپ بہت برے ہیں بات نہیں کریں مجھ سے۔۔"

وہ چادر میں منہ چھپائے ہی بول رہی تھی دل دھک دھک کر رہا۔۔۔ایسا محسوس ہو تا پسلیاں توڑ کر باہر آ جائے گا۔۔۔

"اچھا ٹھیک ہے نہیں کرو بات۔۔"وہ کہہ کر چینج کرنے چلا گیا واپس آ کر لیٹا تو دیکھا وہ سو چکی تھی اتنا کچھ ہونے کے باوجود وہ سو چکی تھی۔۔

اسے اپنے قریب کئے وہ خود میں بھینچ گیا۔۔۔

اس کے پکڑنے پر وہ کسمسا کر دوبارہ سو گئی۔۔

"افففف اس چائینز گرل کو نیند کتنی پیاری ہے یہ نہیں اتنے ٹائم بعد مجھ سے گلے شکوے کرتی اور کچھ اپنی باتیں کرتی۔۔سو گئی۔۔"

اس کے کان کے قریب بڑبڑاتے ہوئے خرم اس کا سوتا ہوا معصوم چہرہ تک رہا تھا۔۔۔

کبھی وہ کان کھینچتا کبھی کچھ کرتا لیکن ہادیہ نے ایک بھی بار آنکھیں نہیں کھولیں یوں لگتا سونے کا مقابلہ چل رہا تھا۔۔۔

عنادل کی حالت سے بے خبر سب سو چکے تھے۔۔۔

عنادل صبح اٹھی تو جسم آگ میں جل رہا تھا اسے دوبارہ ڈرگز کی طلب ستانے لگی۔۔۔وہ بھول چکی تھی اس

کے پاس ڈر گز ختم ہو چکی ہے دوبارہ سے اپنے تپتے وجود کو گھسیٹ کر ڈھونڈتی رہی لیکن ناکام ٹھہری۔۔۔ بہت مشکل سے فریش ہوتی چینج کر کے باہر نکلی۔۔ اسے یہ تک بھول چکا تھا اس کا آج پیپر ہے۔۔۔ وہ صرف اور صرف اپنا سکون ڈر گز لینے یونی جا رہی تھی۔۔۔

ابھی صرف پونے آٹھ ہوئے تھے وہ عموماً پونے نو یونی کے لئے نکلتی تھی۔۔ لیکن آج اسے اپنی تکلیف سے نجات کے لئے جلدی جانا تھا۔۔۔

وہ بس حجاب باندھتی نیچے آئی تو ہادیہ کچن میں دیکھائی دی۔۔ اسے دیکھ کر آنکھوں میں حیرانی لئے اس تک چلی آئی۔۔۔ آج آپ خود اٹھ گئیں عنادل۔۔؟ آپ کی آنکھیں؟ کیا ہوا ہے عنادل آپ ٹھیک نہیں لگ رہی ہیں مجھے۔۔؟" وہ فکرمندی سے آگے بڑھتے ہوئے بول رہی تھی۔۔

"میں ٹھیک ہوں ہادی۔۔ مجھے یونی جانا ہے جلدی۔۔" وہ نظریں چرا کر بولتی رکی نہیں بیگ لٹکائے نکل گئی اور ہادیہ پیچھے سے پکارتی رہ گئی۔۔۔

عنادل باہر نکلی اور ڈرائیور کے ساتھ یونی چلی گئی ویسے روز یہ ڈیوٹی خرم سرانجام دیتا تھا۔۔ اگر اس کے لئے رکتی تو اس کے سوالوں کا جواب دینا پڑتا اور وہ اس کی کنڈیشن دیکھ لیتا۔۔۔

وہ لبوں پر بار بار زباں پھیرتی نڈھال سی تپتے وجود کے ساتھ بہت بے بس اور لاچار تھی۔۔۔

یہ لاچاری انجانے میں اس کے گلے پڑ گئی تھی۔۔۔

NOVEL IN URDU

اور ایسی پڑی تھی جو چھوڑ ہی نہیں رہی تھی۔۔۔

یونی پہنچ کر ڈرائیور کی آواز پر ہوش میں آتی کار سے اترتی سست قدموں سے یونی پہنچی اور پہنچتے ہی اس کا رخ کینٹین کی جانب تھا۔۔۔

"ایکسکیوز می۔۔۔مجھے وہ پاؤڈر چاہیئے جلدی ورنہ میں مر جاؤں گی۔۔"

وہ پپڑی زدہ لبوں کو بمشکل حرکت دے کر کہتی واقعی رونے والی ہوگئی تھی۔۔حالت غیر ہوتی جارہی تھی۔۔۔رنگت خطرناک حد تک سفید پڑ رہی تھی۔

"مل جائے گا پاؤڈر۔۔اگر اس کے بدلے کچھ کہا جائے تو کرو گی۔۔؟" کینٹین بوائے ہنستا ہوا سامنے بکھری لال سوجی ہوئی آنکھوں والی لڑکی کی حالت سے لطف اٹھاتا پوچھ رہا تھا۔۔۔

"میں کچھ بھی کروں گی جو آپ کہیں گے بس مجھے وہ پاؤڈر دے دیں۔۔"

وہ کہتی گڑگڑانے لگی تھی یوں اگر اس نے نا دیا تو اس کے پیر پکڑ کے مانگنے لگے گی۔۔۔

"عنادل یہاں کیا کر رہی ہو پانچ منٹ بعد آپ کا پیپر اسٹارٹ ہے کلاس میں ہونا چاہیئے آپ کو۔۔" ایک پروفیسر نے اسے وہاں دیکھ کر حیرانگی سے پوچھا۔۔یہ حمزہ کے سینئر تھے اور حمزہ کی فکر مندی عنادل کے لئے دیکھا کرتے تھے اس لئے اسے دیکھ کر وہیں آکر پوچھنے لگے۔۔۔

"یہ لیں میڈم آپ کا جوس اور جو آپ مانگ رہی ہیں وہ پیپر کے بعد آکر لے لیجیئے گا۔۔۔"

لڑکے نے جوس میں کم مقدار میں ڈرگز ملا کر اسے تھمائی تاکہ پیپر کے دوران وہ عجیب بی ہیف نا کرے ناہی سوئے۔۔اور پاؤڈر کافی مہارت سے پروفیسر کے سامنے بعد میں لینے کا کہہ دیا۔۔

عنادل چپ چاپ بوتل پکڑے چلی گئی اور پروفیسر بھی اپنے روم کی جانب چلے گئے۔۔۔

عنادل نے مڑ کر پروفیسر کو دیکھا اور بے تابی سے بوتل لبوں سے لگا کر رات سے ہوئی بری حالت کو سکون بخشا اور ایگزام ہال کی جانب بڑھ گئی۔۔

پیپر جیسے تیسے دے کر تین گھنٹے بعد فری ہوئی، جانے کیا لکھا کیا نہیں بس اسے وہاں سے نکلنے کی جلدی تھی۔۔ پیپر کے دوران چکراتے سر کو بمشکل قابو کر پا رہی تھی۔۔۔وہ ہال سے باہر آتے ہی دوبارہ لڑکے کے پاس پہنچی۔۔

"میڈم آپ کو اگر پاؤڈر ابھی چاہئیے تو اس کے لئے ہمارے ساتھ چلنا ہوگا۔۔۔ورنہ ایک دو دن ویٹ کر و اس وقت یہاں ہمارے پاس موجود نہیں وہ۔۔۔"

اس کی شکل دیکھتے ہی اس لڑکے نے فوراً بات بناتے ہوئے کہا۔۔

"نہیں آج چاہئیے۔۔کہاں جانا ہے میں چلوں گی۔۔"

عنادل نے کمزور پڑتے جسم کو سنبھالا انتظار کرنے کا وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی تبھی جلدی سے کہا اور اس لڑکے کے پیچھے چل دی۔۔۔

"پلیز مجھے وہ پاؤڈر زیادہ دینا مجھے بہت سارا سکون چاہئیے۔۔میں نہیں رہ سکتی اور میں بار بار لینے بھی نہیں آ سکتی۔"

وہ بے حال سی سر جھٹکتی غنودگی جیسی کیفیت میں کہتی ہوئی اس کے پیچھے چل رہی تھی۔۔

"مل جائیں گے پاؤڈر اور سکون، دونوں ملیں گے۔۔۔گاڑی میں بیٹھو۔۔"

وہ کہتا ہوا ایک سیٹ کا دروازہ کھولے کھڑا ہو گیا اور عنادل ناسمجھی سے دیکھنے لگی۔۔۔

"پاؤڈر چاہئیے ناں تو میرے ساتھ چلو بہت سارا دوں گا۔۔۔اتنا کہ اگلی بار لینے نا آنا پڑے۔۔"

وہ بہت سارا پر زور دے کر بولا تو عنادل کو مجبوراً بیٹھنا ہی پڑا یا تو ڈرگز لیکر سکون پاتی یا بے سکونی کی موت مرتی۔۔۔ایک بار جانے میں حرج کیا تھا۔وہ اس سوچ میں مبتلا تھی۔

گاڑی راستے پر گامزن رہی اس دوران عنادل کو بار بار بے چینی ستاتی تو پاگل ہوتی گڑ گڑا کر بھیک مانگتے ہوئے ڈرگز کا مطالبہ کرنے لگتی تھی۔۔۔

اس لڑکے نے سنسان جگہ پر گاڑی روک کر اس کے بازوؤں میں انجیکشن لگا دیا۔۔انجکشن سے وہ بری طرح ڈر گئی۔

"مجھے چھوڑو کہاں لے جا رہے ہو۔۔۔بھائی۔حمزہ میر۔۔بابا،ماما، آپی۔۔"

وہ نیم غنودگی میں ایک ایک کا نام پکارتی بے ہوش ہو چکی تھی۔۔۔

اور لڑکا لبوں پر مسکراہٹ سجائے کراچی کی جانب گاڑی کو دوڑا رہا تھا۔۔ باس ایک ہفتے سے کراچی میں تھا ۔۔۔وہ کبھی کراچی کبھی اسلام آباد تو کبھی کہیں ہوتا تھا۔۔۔ پکڑے جانے کے ڈر سے وہ ایک جگہ نہیں رہتا تھا۔۔

"جونی تیری پوسٹ اب میرے ہاتھوں میں ہوگی۔۔"

وہ خیال میں خوش ہوتا حسد سے جونی کو پکار رہا تھا جو عنادل سے اسے ہر ممکن دور رکھنے کی کوشش کرتا تھا لیکن وہ بھی کمال ہوشیاری سے اسے اپنے فائدے کے لئے حاصل کئے باس کو دینے والا تھا۔۔۔

عنادل کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد اس جگہ پہنچ گئی تھی اور جاگ بھی چکی تھی لیکن حواس کام نہیں کر رہے تھے اس کا چلانا بھی منمناہٹ کی طرح تھا۔۔۔ وہ سب اسے حاصل کر کے مسرور تھے کیونکہ اس کے لیے باس کی بے تابی اور پسندیدگی کا سب کو اندازہ ہو چکا تھا اور اسے لانے والا یقیناً باس کا دل جیت لے گا،وہ اب بس باس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ جس نے لڑکی مل جانے کا سن کر دو دن کے سٹے کو شام تک کر دیا تھا۔۔۔

زامیہ روم میں پہنچی تو پلوشہ کو تڑپتے ہوئے پایا وہ پھر انجیکشن لگانے کے لئے کہہ رہی تھی۔۔

"صبر کرو لڑکی ہم یہاں سے نکل جائیں گے میں چاہتی تھی اس لڑکی کو بھی اپنے ساتھ لے جاؤں لیکن یہ

ممکن نہیں ہو گا میں ایک وقت میں دو نیم مردہ وجود نہیں گھسیٹ سکتی۔۔مجھے دوبارہ آنا ہو گا یہاں لیکن کیسے۔۔۔؟میں کیسے آؤں گی اس لڑکی کو بچانے۔۔"

وہ پلوشہ کو دیکھتے خود سے سوال جواب کر رہی تھی۔۔

"زامیہ مجھے بچالو پلیز زامیہ میں آئندہ میثم کو سوچوں گی بھی نہیں۔۔"

پلوشہ کی بات نے اتنے سنگین ماحول میں بھی اسے ہنسا دیا تھا۔۔۔

"پاگل لڑکی ایسی باتیں نا کرو۔۔۔میثم کو یاد بھی رکھو تو مجھے کونسا معلوم ہونا ہے۔۔"واہ کیا بے نیازی تھی

پلوشہ کی حالت مزید خراب ہو رہی تھی۔۔۔

"میں آتی ہوں تھوڑا جائزہ لے کر تم بس انجیکشن نہیں لینا پلیز ہاں۔۔۔اور کچھ تکلیف محسوس ہو تو یہ دعائیں ہیں یہ پڑھنا انشاءاللہ شفاء ملے گی۔۔"

وہ اسے ایک پیپر پر لکھی دعائیں تھما کر کہتی کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

وہ پوری محل نما حویلی تھی جس کا وہ گھوم کر جائزہ لے چکی تھی۔۔پیچھے کی جانب ایک بڑی سی قد آور کھڑکی تھی جس سے دونوں آسانی سے نکل سکتی تھیں۔۔۔وہ کچھ سوچ کر پلٹ آئی۔۔

ادھر ادھر دیکھا کوئی آدمی دکھائی نہیں دیا۔۔شاید وہ سب نیچے تھے۔۔لیکن وہ رسک نہیں لے سکتی تھی۔۔

دو تین کمروں کی تلاشی لی اسے پیٹرول سے بھرا ایک کین جنیریٹر کے ساتھ ملا شائد اسی کے لئے رکھا گیا تھا۔۔۔

وہ اٹھا کر لائیٹر پاکٹ سے نکالنے لگی۔۔

پیٹرول احتیاط سے پانچ چھ کمروں کے باہر چھڑکا ساتھ پلوشہ والے روم میں بھی چھڑک دیا اور لائیٹر سے آگ لگادی۔۔۔ اچانک آگ کا شعلہ بھڑک اٹھا۔۔۔ پلوشہ اس سب سے بے خبر ڈرگز کی طلب میں خود کو نوچ رہی تھی۔

اچانک زامیہ نے آگ آگ چلانا شروع کردیا۔۔۔ کچھ آدمی بھاگ کر اس تک آئے کچھ آگ بجھانے کی کوشش کرنے لگے۔۔۔

"میں اسے دوسرے کمرے میں لے جاتی ہوں۔۔" زامیہ نے کہتے ہوئے پلوشہ کو گھسیٹا اور باہر لے آئی زامیہ اور پلوشہ کو دھوئیں سے کھانسی ہونے لگی۔۔۔ وہ کھانستی ہوئیں ادھر ادھر دیکھتی پہلے فلور پر جانا چاہتی تھی۔۔۔

"وہاں کہاں جارہی ہو دوسری فلور کے تیسرے روم میں جاؤ۔۔" ایک آدمی نے اسے مڑنے کی بجائے پہلے فلور کو جاتی سیڑھیاں اترتے دیکھ کر کہا تو وہ دھک سے رہ گئیں۔۔۔

زامیہ سر ہلا کر روم کے راستے پر مڑ گئی۔۔۔ وہ آدمی وہاں سے ہٹا تو زامیہ پلوشہ کو کندھوں پر ڈالے واپس اسی راستے پر آگئی اور تیزی سے سیڑھیاں اتر گئی۔۔۔ بیک سائیڈ پر کچھ آدمی تھے اس لئے ایک روم میں

چھپ گئی۔۔ ان کی جب آوازیں آنا بند ہوئیں تو زامیہ واپس باہر نکلی۔۔۔

اور پلوشہ کو پکڑ کر ساتھ گھسیٹتی تیز تیز بھاگنے کے انداز میں اس کھڑکی تک پہنچی جہاں سے اسے نکلنا تھا۔۔

پہلے پلوشہ کو وہاں سے دھکا دے کر باہر کی جانب پھینکا وہ کراہ کر رہ گئی اس ظالم کے ظالمانہ انداز اور طریقے پر۔۔۔ پھر خود نکلتی کھڑکی بند کر گئی۔۔۔

اس کے پاؤں پر پتھر لگنے سے خون رسنے لگا تھا لیکن اس کے چوٹوں کی فکر کرتی تو دونوں ماری جاتیں۔۔ اس لئے اسے کندھے پر ڈالے وہ چاہتے ہوئے بھی تیز قدم نہیں کر پا رہی تھی۔۔

اسے تب تک بھاگنا تھا جب تک کوئی آبادی والا علاقہ نا آجاتا۔۔۔ وہ بھاگ کر روڈ پر پہنچتی ایک پبلک ٹرانسپورٹ میں سوار ہو گئی۔۔۔

اس کی بائیک وہیں رہ گئی تھی لے جانے کا رسک کسی صورت نہیں لے سکتی تھی۔۔

وہ سیٹ پر پلوشہ کو بٹھاتی خود بھی بیٹھ کر پھولی ہوئی سانسوں کو بحال کرنے لگی۔۔ اسے رہ رہ کر اس لڑکی کے لئے افسوس ہو رہا تھا۔۔ اس کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اس لڑکی کو دیکھ پاتی یا اسے بھی وہاں سے نکال لاتی روم کے لاک کا پاسپورڈ لگا ہوا تھا جسے کھولنا آسان نہیں تھا۔۔۔ اسے یہ بھی اندازہ ہو چکا تھا وہ لڑکی بیچنے یا کسی کو دینے کے لیے نہیں لائی گئی تھی اسے خاص کمرے میں رکھا گیا تھا اور اس کے پاس کوئی بھی نہیں جا رہا تھا۔۔ مگر باس سے کب تک بچتی۔۔۔ زامیہ فکر مند ہوئی وہ دوبارہ کوئی پلان بنا کر اس لڑکی کو نکال لائے گی۔۔۔ لیکن جس کے ذریعے وہ اب تک کام کر رہے تھے اب تو اس نے بھی پکڑا جانا تھا۔۔۔

پلوشہ بے ہوش ہو چکی تھی۔۔ اسے ڈرگز نا ملتی تو ایسی ہی بے ہوش ہو جاتی تھی۔۔۔ اس کی حالت بگڑ رہی تھی ڈرگز نا ملنے پر اگر اس کا بروقت علاج نا کیا جاتا تو اس نے اسی غنودگی میں ہی مر جانا تھا۔۔

اسے اپنے اپارٹمنٹ پہنچنا تھا۔۔۔

وہ تھوڑی دیر میں پہنچ گئی اور کال پر پلوشہ کے بابا یعنی اپنے کمانڈر چیف سے بات کرنے لگی۔۔ اسے یہاں سے جلدی نکلنا تھا۔۔

کال پر اسے کچھ ہدایات دی گئیں اور کچھ دیر میں ایک گاڑی انہیں لینے آ گئی اور وہ اس میں سوار اسلام آباد کے لئے نکل گئیں۔۔۔

زامیہ نے اپنا مشن بنا کسی نقصان کے پورا کر لیا تھا لیکن وہ لڑکی۔۔۔؟

NOVEL IN URDU

حمزہ دوپہر کے وقت یونی کے باہر کھڑا اعنادل کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا پندرہ منٹ انتظار کرنے کے بعد وہ اندر خود ہی چلا گیا۔۔ لیکن پوچھنے پر معلوم ہوا پیپر دے کر سب اسٹوڈینٹس آدھا گھنٹہ پہلے جا چکے تھے۔۔۔ حمزہ پریشان سا سب جگہ ڈھونڈتا رہا۔۔۔ وہاں بھی گیا جہاں زامیہ اور وہ بیٹھا کرتی تھی۔۔ لیکن پوری یونی چھاننے اور ایک ایک سے پوچھنے پر بھی اسے کچھ معلوم نا ہو سکا تھا۔۔۔ حمزہ کا دل چاہا چلا چلا کر رو دے وہ دوبارہ کہاں چلی گئی تھی۔۔ وہ کیوں اسے بنا بتائے چلی جایا کرتی تھی۔۔۔

پھر اچانک یہ سوچ کر کہ شاید خرم یا اسجد صاحب کے ساتھ چلی گئی ہو گی کال کر کے خرم سے پوچھنے کا ارادہ کیا۔۔۔

"ہیلو بھائی عنادل کو آپ لے گئے ہیں یونی سے؟"

حمزہ بے چین سا سوال کر رہا تھا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا اگر وہ منع کر دے گا تو حمزہ کی جان نکل جائے گی۔۔۔ "نہیں حمزہ آپ نے کہا تھا آپ اسے ڈاکٹر کے پاس لیکر جائیں گے اس لئے میں نہیں لینے آیا۔۔۔ خیریت عنادل کہاں ہیں کیا وہ آپ کے ساتھ نہیں ہیں۔۔۔؟"

خرم بے صبری سے وضاحت دیتا پے در پے سوال کئے جا رہا تھا۔۔۔ یہ وہ وقت تھا جب حمزہ کو محسوس ہوا گزشتہ روز اسے جو محسوس ہو رہا تھا وہ جھوٹ نہیں تھا۔۔

"نہیں وہ یونی میں نہیں ہے نا میرے ساتھ کیا وہ کسی دوست کے گھر جا سکتی ہے آپ پلیز ہادیہ سے کال کر کے پوچھیں وہ گھر پر تو نہیں ہے۔۔"

حمزہ اپنے بال نوچتا ہوا دل کی گھٹن کو محسوس کرتا کہہ رہا تھا دوسری طرف خرم اچھل کر اٹھ کھڑا ہوا وہ خود کوئی جواب دیئے بنا کال بند کر کے گھر کے لئے نکلا۔۔۔

گھر پہنچ کر پوچھا لیکن عنادل نہیں لوٹی تھی اس کے بتانے پر سب مطمئن تھے کہ عنادل حمزہ کے ساتھ ڈاکٹر کے پاس گئی ہو گی لیکن اس کے بوکھلا کر پوچھنے پر وہ ٹھٹھک کر اسے دیکھتے گنگ ہو گئے۔۔۔

"عنادل ٹھیک نہیں تھی صبح ان کی حالت بہت خراب تھی وہ یونی چلی گئی میرا قصور ہے میں نے نہیں بتایا۔۔۔"

ہادیہ سر جھکائے بولتی جا رہی تھی۔۔۔

"واٹ ربش۔۔ تمہیں پتہ تھا وہ ٹھیک نہیں ہے تو کسی کو کیوں نہیں بتایا تم نے۔۔ اسے روکا کیوں نہیں۔"

خرم غصے سے جھنجھوڑتے ہوئے ہوئے اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔ "مجھے لگا وہ۔۔۔ وہ ایسی ہی رہتی ہیں تو شاید کچھ بڑا مسئلہ نا ہو میں عنادل کو روک رہی تھی لیکن وہ چلی گئی۔۔"

خرم کے انداز سے خوفزدہ ہوتی ہادیہ سر جھکا کر روتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"بیٹا اسے چھوڑیں آپ عنادل کو ڈھونڈیں نا جانے میری بچی کہاں ہو گی۔۔۔ ایک بار زامیہ سے بھی پوچھیں کہیں وہ ان کے ساتھ تو نہیں۔۔۔"

مہرالنساء بیگم دل تھام کر بیٹھتی ہوئی کہہ رہی تھیں۔۔

خرم سخت نظروں سے ہادیہ کو جھٹکے سے چھوڑتا ہوا حمزہ کے پاس جانے کے لئے نکلا۔۔

زامیہ کا فون بند جا رہا تھا حمزہ کے پاس پہنچنے تک وہ عنادل زامیہ کو کال ملاتا رہا تھا۔۔

یونی پہنچ کر دیکھا حمزہ سب سے تفتیش کر رہا تھا۔۔۔

کچھ لمحوں میں ہی اس کا حلیہ بگڑ چکا تھا ماتھے پر پسینہ، بال بکھرے، ایک آستین فولڈ جبکہ دوسری آستین

فل تھی۔۔

خرم کو اچانک ملال نے گھیر لیا۔۔ وہ اپنی ایک بہن کی حفاظت نہیں کر سکے تھے وہ حمزہ کی امانت تھی۔۔

"حمزہ۔۔۔ آپ نے زامیہ سے پوچھا۔۔؟"

خرم اس کے بے حال حلیہ سے نظریں چراتا ہوا پوچھ رہا تھا۔۔۔

"زامیہ اسلام آباد نہیں ہیں۔۔ وہ ایسی حرکت نہیں کر سکتی۔۔ رکیں میں اپنے دوست سے پوچھتا ہوں۔۔"

وہ کہتا سائیڈ پر ہو گیا۔۔ اور کال کر کے میثم سے بات کرنے لگا وہ بھی پریشان سا وہاں پہنچا۔۔

"حمزہ کیا ہوا عنادل کو۔۔۔؟ کہاں ہے۔۔ افففف میرے خدایا میں۔۔۔ میں عنادل سے غافل کیسے ہو سکتا ہوں۔۔ زامیہ مجھے ذمہ داری دے کر گئی تھیں۔۔ حمزہ مجھے پتہ ہے وہ کہاں ملے گی۔۔"

وہ کہتا ہوا خرم کو گھر بھیجنے کا اشارہ کر رہا تھا۔۔ وہ قدرے فاصلے پر تھے خرم کال پر کال کرتا ان کی باتیں نہیں سن رہا تھا۔۔۔

"مجھے لگتا ہے یہ کام جونی کے گینگ کا ہے۔۔ اس گینگ کے باس کی نظر تھی عنادل پر۔۔ اب تک میں نے سب سنبھالے رکھا جانے کیسے غافل ہو گیا میں۔۔"

میثم پریشانی سے بولتا سب سمجھ رہا تھا اور یہ سنتے ہے حمزہ نے پاگلوں کی طرح اس کے منہ پر پے در پے مکے

مارنا شروع کر دیئے۔۔ اتنے کے اس کی ناک سے خون بہنے لگا اور ہونٹ پھٹ گیا۔۔۔

"تم سب جانتے تھے تو مجھے کیوں نہیں بتایا۔۔ مجھے عینا لا کر دو ابھی۔۔" حمزہ بری طرح چیخا تھا۔

خرم حمزہ کے شکنجے سے میثم کو نکالنے میں ہلکان ہو رہا تھا اور میثم کچھ کہے بنا اس کی مار کھا رہا تھا۔۔۔

حمزہ سے پٹنے کے بعد میثم کسی خیال کے تحت اٹھا اور اسے دھکا دے کر دوڑتا ہوا اپنی گاڑی تک پہنچا۔۔۔

تیزی سے گاڑی گھما کر گاڑی بھگا لے گیا حمزہ ہونق سا اس کی گاڑی کو دور جاتا دیکھ رہا تھا ہوش میں آتے ہی

وہ اس سے پہلے گاڑی تک پہنچتا زامیہ کی کال آنے لگی۔۔۔

"حمزہ آپ کی اور خرم میثم سب کی کالز آئی ہوئی ہیں خیریت تو ہے۔۔؟"

زامیہ نے پہنچتے ہی اپنی سم آن کی تو ان سب کی لاتعداد کالز پر پریشان ہوتی پوچھنے لگی۔۔

"زامیہ عنادل وہ یونی سے غائب ہے اور میثم کچھ بتائے بنا ہی پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہے دیکھو زامیہ تم جو جو جانتی ہو بتا دو کیا عنادل کو کسی سے خطرہ تھا۔۔۔"

حمزہ خرم کی آنکھوں میں موجود سوالوں کو نظر انداز کرتا زامیہ کی جانب پوری طرح سے متوجہ تھا اس وقت جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا تھا۔۔۔

"عنادل۔۔۔؟ اوہ خدایا۔۔ خبیث موٹا انسان۔۔۔ اس بار اس کے جسم میں چھ گولیاں زامیہ مارے گی۔۔"

زامیہ کو یکدم اس لڑکی کا خیال آیا۔۔غصے سے فون پٹخ کر ٹہلنے لگی۔ اور حمزہ ہیلو ہیلو کرتا رہ گیا۔۔وہ کیا کہہ رہی تھی۔۔حمزہ کو بس یہ سمجھ آیا وہ کسی خبیث انسان کے پاس ہے۔۔۔سر ہاتھوں میں گرائے خود سے کئے اپنے وعدے پر شرمندہ تھا۔۔وہ عینا کی دیکھ بھال نہیں کر پا رہا تھا۔۔

"بھائی آپ گھر جائیں گھر والوں کو آپ کی ضرورت ہے میں عینا کو لئے بنا نہیں لوٹوں گا اور واپس آنے کے بعد ہر فیصلہ میرا فیصلہ ہو گا۔۔"سپاٹ سے انداز میں کہتا وہ بنا کوئی جواب دیئے نکل گیا۔۔۔

عنادل کے لب لرزے، نیم وا آنکھوں سے اپنا جائزہ لیا۔۔اسے کسی چیز سے باندھا نہیں گیا تھا کیونکہ کمرہ ہر لحاظ سے سیف تھا انہیں معلوم تھا وہ اس بند چار دیواری میں مفلوج جسم اور دماغ کے ساتھ کچھ نہیں کر سکتی۔۔پوری طرح بیدار ہوتی وہ اپنی بے چینی اور بے تابی پر اچانک ہذیانی انداز سے چیخنے لگی۔۔۔

"مجھے وہ پاؤڈر۔۔وہ دوائی چاہئیے مجھے میری دوائی دو ورنہ مر جاؤں گی۔۔"وہ لرزتے ہونٹوں پر بار بار زبان پھیرتی دھیمی آواز میں چیخ رہی تھی۔۔اونچی آواز میں چیخا جاتا تو آواز باہر جاتی اور کوئی آتا۔۔وہ تو ہلکی آواز میں اپنا درد بیان کر رہی تھی۔۔۔

نیم مردہ سی وہ جاگتی سوتی کیفیت میں سر پٹخ کر رو رہی تھی روتے روتے ہچکیاں بند گئی تھیں۔۔

"اللہ مجھے یہاں سے نکال دے مجھے گھر جانا ہے۔۔حمزہ میرا مجھے لے جاؤ۔۔حمزہ۔۔مجھے سکون چاہئیے۔۔کوئی مجھے وہ پاؤڈر لا دو۔۔"

وہ بے آواز روتے سسکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔اگر حمزہ سن لیتا تو خود میں ضرور بھنچ لیتا اور کبھی نا خود سے دور کرتا۔۔وہ کہہ بھی نیند میں رہی تھی کہ جاگتی آنکھوں سے تو کبھی اس کو اپنا سمجھا ہی نہیں تھا جو اس کے لئے جان بھی دینے سے پیچھے نا ہٹتا تھا۔۔۔

وہ ڈرگز کی طلب میں روتی گڑگڑاتی فریاد کرتی واپس غنودگی میں چلی گئی۔۔

اچانک انجیکشن بازو میں لگا تو سی کی آواز سے بوجھل سرخ آنکھیں کھولیں تو سامنے وہی لڑکا انجیکشن کے ذریعے ڈرگز دے رہا تھا جو اسے لیکر آیا تھا۔۔۔

"مجھے گھر جانا ہے۔۔"

ہلکی سی سسکی کے بعد بمشکل وہ کہہ پائی تھی۔۔اس کی حالت سے محظوظ ہوتا وہ لڑکا مکروہ مسکراہٹ سے ہنس دیا۔۔۔ہوس بھری نظریں اس کے الجھے بکھرے حلیہ پر تھیں مگر اسے چھونے کی اجازت نا تھی۔۔

"اب تو تمہارا ٹھکانہ یہیں ہے۔۔باس بھی تمہیں اچھے سے رکھیں گے۔۔گھر کو اور گھر والوں کو بھول جاؤ۔۔۔"

وہ معنی خیزی سے مسکرا کر کہتا اٹھا اور دروازہ لاک کر کے چلا گیا۔۔وہ مفلوج اور سن ہوتے ذہن کے ساتھ اس کی بات سمجھ نہیں پائی۔۔۔اور بوجھل آنکھیں ڈرگز ملتے ہی دوبارہ بند ہو گئیں سکون جسم میں سرایت کر گیا۔۔۔

باہر ایک الگ طوفان اٹھا ہوا تھا۔۔وہ سب زامیہ اور پلوشہ کو ڈھونڈتے پاگل ہو رہے تھے اگر وہ نا ملتی تو ان کے آدمی جو انہیں واپس چاہئیے تھے وہ بھی نہیں ملتے۔۔وہ ان دونوں کو ڈھونڈتے ہوئے پاگل ہوتے ایک دوسرے پر برس رہے تھے۔۔۔

کھڑکی کے پٹ کھلے دیکھ کر وہ سمجھ گئے دونوں یہی سے بھاگی ہیں۔۔

لیکن وہ ان کے ہاتھ آنے سے پہلے ہی کراچی کی حدود سے باہر نکل چکی تھیں وہ باس کے ڈر سے کانپتے ہوئے ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔۔"جونی کو کال ملا اور پوچھ کیسی لڑکی بھیجی تھی۔۔"

ایک آدمی کے کہنے پر اس لڑکے نے کال ملائی جو جونی کا مقام ہتھیانا چاہتا تھا وہ دل ہی دل میں خوش ہوتا کال ملا رہا تھا لیکن موبائل آف تھا۔۔وہ اس کو گالیوں سے نوازتے باس کو صورتحال سے آگاہ کرنے کا سوچ رہے تھے کچھ ہی دیر میں وہ یہاں آنے والے تھے۔۔۔

ان کا باس پہنچا تو سب سر جھکا کر قطار بنائے کھڑے ہو گئے جان سولی پر لٹکی ہوئی تھی۔۔۔

"ایک لڑکی لے کر آئے تو پہلے والی بھگا دی۔۔"

باس گن کو اپنی انگلیوں کے گرد گھماتے غصے سے گھورتا ہوا پوچھ رہا تھا۔۔۔

"باس وہ تو جونی نے بھیجی تھی کوٹ والی لڑکی اس سے پوچھیں۔۔"اس نے سارا الزام جونی پر ڈال دیا۔۔
باس بھی ٹھٹک کر رکا بات سہی تھی،جونی سے بلا کر سوال کرنے کا سوچ کر وہ اس کمرے کی جانب بڑھ گیا

جہاں عنادل تھی۔۔

"ہے بیبی اتنا انتظار کون کرواتا ہے۔۔ اب تمہارے جاگنے کا انتظار کروں۔۔۔ میری جان تمہاری اس ڈر گز کی عادت سے جان چھڑانی پڑے گی تاکہ تم میرے ساتھ ہنسی خوشی رہو۔۔۔"

بیڈ پر نیم مردہ وجود سے خباثت لئے مخاطب ہوا تھا۔۔۔ اچانک اس کے چہرے کے گرد لپٹے حجاب پر نظر گئی تو اسے اتارنے کا سوچتے ہوئے ہاتھ بڑھائے۔۔۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ حجاب اتارتا کوئی بھاگنے کے سے انداز میں اندر آتا اسے روک گیا۔۔ اور باس کے طیش میں اضافہ کر گیا۔۔۔

"میں نے تم لوگوں کو کہا تھا اس لڑکی سے دور رہنا تو تم لوگوں نے اس لڑکی کو کڈنیپ کیسے کیا۔۔۔ میری اجازت بھی لینا گوارہ نہیں کی۔۔۔"

جونی غصے سے پھٹ پڑا تھا۔۔

"چل بے تیری مانیں یا باس کی ہم تیرے نہیں باس کے غلام ہیں اور بہت جلد تیری جگہ میری ہوگی اس لڑکی کو دیکھ کر باس بہت خوش ہیں۔۔"

وہ خوشی سے جھومتا کہتا ہوا فون رکھ گیا اور یہاں وہ بے بس سا کراچی کے راستے پر فل اسپیڈ سے گاڑی دوڑا

رہا تھا۔۔باس ابھی نہیں آئے تھے جہاں تک اسے اندازہ تھا۔۔

وہ جب تک کراچی پہنچا باس آ چکا تھا۔۔چونکہ جونی خاص آدمی تھا اسے کمرے کا پاسورڈ سے لیکر ہر جگہ کا معلوم تھا اس لئے پہنچ کر سیدھا عنادل کے سر کو جاتا ہاتھ روک گیا تھا۔۔۔

"باس اگر آپ اس لڑکی کو اپنا اسیر کرنا چاہتے ہیں تو یہ نا کریں۔۔۔"

جونی کھڑا کھلے گریبان کے ساتھ اسے بے چینی سے روک رہا تھا۔۔۔

"تم نے ہمیں دھوکا دیا ہے جونی۔۔۔تمہاری لائی گئی لڑکی بھاگ گئی ہے اور ساتھ اس لڑکی کو بھی لیکر بھاگ گئی ہے جو ہمارے لئے بہت کام کی تھی۔۔"

باس کا بس نہیں چل رہا تھا اسے گولی مار دے۔۔وہ عنادل کے سر کو جاتا ہاتھ جونی کے گریبان تک لے گیا تھا اور جھنجھوڑ کر پوچھنے لگا۔۔

"باس اس لڑکی نے مجھے دھوکہ دیا ہے۔۔وہ میری دوست تھی پر اس نے مجھے دھوکہ دے دیا۔۔آپ سے زیادہ میرا خون کھول رہا ہے وہ مجھے ملے اور اسے بالوں سے پکڑ کر آپ کے سامنے لیکر آؤں۔۔۔"

اس نے سوچتے ہوئے جھرجھری لی۔۔وہ اس کے بالوں کو تو کیا ناخن کو بھی غصے سے پکڑنے کا نہیں سوچ سکتا تھا۔۔۔لیکن دانت کچکچا کر ضرور کہا۔۔اس کے بارے میں ہر بات زامیہ کو معلوم تھی اور اس نے

کراچی پہنچنے کے بعد کس طرح پلان ترتیب دے کر پلوشہ کو نکالنے کے ساتھ ساری ٹوپی اس کے سر ڈالے بھاگ چکی تھی۔۔۔اس نے بس ایک بار ہی تو ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا موٹے نے اسے ایک اعتبار کے لائق لڑکی کا انتظام کرنے کا کہا ہے اور اس نے کراچی سے نکلنے سے پہلے پوچھا تھا کیا وہ لڑکی اس موٹے گینگسٹر باس کو مل چکی ہے۔۔۔اس کے نہیں کرنے پر وہ ہلکی پھلکی ہوتی مسکراہٹ اچھال گئی۔۔

اس وقت وہ غائب دماغی سے پلوشہ اور زامیہ کے لئے پریشان تھا اس لئے غور ہی نہیں کر سکا کہ وہ یہ سب کیوں پوچھ رہی ہے۔۔۔۔

اگر وہ یہاں آکر کسی مصیبت میں پھنس جاتی اور یہ باس اس کا جھوٹ پکڑ لیتا تو کیا ہوتا۔۔

ایک پل کے لئے دل لرز سا گیا تھا۔۔

"مجھے اب اس چیف کی بیٹی سے کوئی سروکار نہیں ہے اب مجھے وہ لڑکی چاہئیے۔۔۔جو اسے یہاں سے ہماری ناک کے نیچے سے کڑے پہروں کے باوجود نکال کر لے گئی ہے۔۔۔"

غصے سے جونی کی کمر پر گھونسا مار کر کہتا ہوا وہ واپس عنادل کی جانب مڑا۔۔اور وہ اپنا ہاتھ پیچھے کئے ہونق سا دیکھ رہا تھا وہ کیا کرنے والا ہے عنادل کے ساتھ۔۔وہ کیسے دیوانہ وار دیکھ رہا تھا عنادل کو۔۔

"تم جا سکتے ہو۔۔اب تمہارا کام اس لڑکی کو میرے قدموں میں لانا ہے اور وہ لڑکی جب میرے قدموں میں ہو گی دیکھنا تم کیسے مسل کر رکھ دوں گا۔۔۔"

وہ عنادل کو دیکھتے ہوئے پیچھے موجود جونی سے مخاطب تھا۔۔۔

اس کی آنکھوں میں اس وقت کیا کچھ نہیں تھا اگر حمزہ کو معلوم ہوتا اس کے ہوتے ہوئے اس موٹے نے کن نظروں سے عنادل کو دیکھا ہے تو اس کو شوٹ کرنے سے پہلے وہ جونی کو تونا کرتا لیکن میثم کی خیر نہیں تھی۔۔

وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا اسے عنادل کے پاس سے کیسے ہٹائے۔۔اس سے پہلے کہ باس اس کی موجودگی پر زچ ہو کر اسے بھیجتا، وہ لڑکا ضامن جو جونی سے جیلس رہتا تھا بھاگتا ہوا آیا۔۔۔

"باس اس لڑکی کا معلوم ہو چکا ہے وہ لڑکی اس چیف کی بیٹی کو اسلام آباد چھوڑ کر واپس کراچی کی حدود میں دیکھی گئی ہے۔۔اور اس کے ساتھ کوئی لڑکا بھی ہے۔۔ شکل سے اچھے گھر کا معلوم ہوتا ہے۔۔کیا دونوں کو اٹھوالیں۔۔؟"

وہ کہتا ہوا جونی کا چہرہ دیکھ رہا تھا اس کا جبڑا بھینچ چکا تھا۔۔رگیں تن سی گئی تھیں۔۔ مٹھیاں بھینچے اپنے غصے کو کنٹرول کرتا ضامن کو سکون دے رہا تھا۔۔۔

"نہیں اس لڑکی کو آزادی سے گھومنے دو بس نظر رکھو کہاں جاتی ہے کیا کرتی ہے اس لڑکی کو پکڑنا آسان نا ہو گا کیونکہ ہمیں وہ عام لڑکی نہیں لگتی ہے۔۔جو جونی جیسے قابل انسان کو دوستی کے نام پر دھوکہ دے سکتی ہے تو تم اکیلے کیا کر سکتے ہو۔۔ نظر رکھو اور موقع ملتے ہی ایسا وار کرنا کہ آخری ہچکی ہمارے قدموں میں نکلے۔۔"

باس بولتا جا رہا تھا اور وہ سن رہا تھا۔۔ اس کا دل کر رہا تھا ان دونوں کو بنا کسی کے حکم کی پرواہ کئے بنا مار ڈالے۔۔ رگیں ایسے پھولی ہوئیں تھیں کہ ابھی پھٹ جائیں گی۔۔۔

اس کا مشن اسے بے بس کر رہا تھا ورنہ اس کی بیوی کے بارے میں کچھ ایسا کہنا تو دور سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔ اس نے سوچ لیا تھا جب مشن کمپلیٹ ہو گا اس کے ٹکڑے کر کے ضرور زامیہ کے قدموں میں ڈالے گا۔۔ ایسا گفٹ ملنے پر وہ ضرور خوشی سے اسے گلے لگا لے گی۔۔ سوچتے ہوئے اس کے لب جو بھینچے ہوئے تھے مسکرا اٹھے۔۔۔

"تم کس خوشی میں مسکرا رہے ہو جونی۔۔؟"

اتنی آکورڈ کنڈیشن میں اس کا مسکرانا ضامن کو تو بالکل ہضم نہیں ہوا تھا۔۔

"بس یہ سوچ رہا ہوں وہ چالاک لڑکی جب باس کے قدموں میں ہو گی تو مجھے کتنا سکون ملے گا۔۔"

وہ واپس لب بھینچ کر گویا ہوا۔۔۔ اپنی بیوی کے بارے میں ایسا کہنا کہاں آسان تھا۔۔

"او۔کے اب یہاں سے نکلو۔۔ اور خبردار میری غیر موجودگی میں کوئی لڑکا اس کمرے میں نا آئے ورنہ ٹکڑے ٹکڑے کر دوں گا۔۔ اس کو سنبھالنے کے لیے بھروسہ مند ملازمہ کا انتظام کرو۔۔"

باس عنادل پر ایک گہری نظر ڈالتا ان دونوں کو بھی باہر نکال کر حکم صادر کرتا جا چکا تھا۔۔۔ اس کی بات پر میثم نے پر سکون سانس خارج کی۔۔

باس کو دبئی بھی جانا تھا کالز پر کالز آ رہی تھیں۔۔ لیکن وہ اس لڑکی (عنادل) کے لئے ہر اس ڈیل پر ٹھوکر مار رہا تھا جو اسے پیسوں سے مالا مال کر سکتی تھی۔۔۔

میثم باس کی اس حالت اور دیوانگی سے کچھ پریشان ہوا تھا۔یعنی عنادل اس کے لیے عام لڑکی نہیں کہ جس کے جانے پر وہ کوئي اور اٹھوا لے۔۔ عنادل کو اس باس کی قید سے نکالنا نہایت مشکل کام ہونے والا تھا اور بہت بڑی دشمنی پیدا ہونے والی تھی۔۔ پریشانی سے پیشانی رگڑتے اس نے باہر نکل کر جلدی سے زامیہ اور حمزہ کو ایک ہی میسج بھیجا۔۔۔

اور اس روم میں چلا گیا جو اسے دیا گیا تھا۔۔

عنادل بے خبر سوئی ہوئی تھی۔۔۔

NOVEL IN URDU

خرم ہادیہ سے سخت قسم کا ناراض ہو چکا تھا۔۔۔ کل ہی تو سب ٹھیک ہوا تھا اور آج سب پہلے سے زیادہ خراب ہو چکا تھا۔۔۔ ہادیہ کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔۔ وہ اپنے آپ کو خرم کے جانے کے بعد سے کمرے میں بند کئے پڑی ہوئی تھی۔۔

اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم کو کھانا کا ہوش تھا نا پینے کا ایسے میں ان کا بھی دھیان ہادیہ کی جانب مبذول نا ہوا۔۔۔

وہ بے بس سے روتے ہوئے عنادل کے غم میں نڈھال آنکھیں دروازے کی جانب ٹکائے بیٹھے ہوئے تھے۔۔۔

خرم آیا تو بے چینی اور اضطرابی کیفیت میں اس کی جانب لپکے۔۔۔

"عنادل۔۔۔ کہاں ہے عنادل۔۔؟"

دونوں نے ایک ساتھ سوال پوچھا۔۔۔

وہ ویسے ہی پریشان تھا ان کو کیا جواب دیتا۔۔۔ صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا۔۔۔

"حمزہ گیا ہے لینے مجھے نہیں بتایا کہاں جا رہا ہے لیکن وعدہ کر کے گیا ہے اسے لیکر ہی واپس لوٹے گا۔۔۔"

خرم بتاتے ہوئے اپنا سر دو انگلیوں سے دبانے لگا۔۔۔

"میری بیٹی خیریت سے ہو بس حمزہ جلدی لے آئیں شام ہونے کو ہے پتہ نہیں میری بچی کس حال میں ہو گی۔۔"

مہر النساء بیگم روتے ہوئے بول رہی تھیں۔۔ حالت ایسی تھی کہ عنادل سے ہی ان کی سانسیں وابستہ ہیں اور تھیں بھی اس کی گمشدگی کا سن کر ابھی تک کسی نے ایک نوالہ تو کیا ایک قطرہ پانی نہیں پیا تھا صرف آنسو تھے جو اس کی طرف سے پریشانی میں بہہ بہہ جا رہے تھے۔۔۔

خرم کو اچانک ہادیہ کا خیال آیا تو اٹھ کر اپنے کمرے کی جانب گیا۔۔ روم میں ہر سو اندھیرا پھیلا ہوا تھا۔۔

ہچکیوں کی آواز سناٹے میں گونج رہی تھی۔۔ خرم نفی میں سر ہلاتا ہوا اس تک پہنچا تو دیکھا وہ سوتے ہوئے ہچکیاں لے رہی ہے۔۔ وہ روتے روتے ہی سو گئی تھی اس لئے نیند میں ہچکیاں لئے جا رہی تھی۔۔

خرم آگے بڑھ کر اسے اپنے بازوؤں میں بھینچ گیا۔۔

اسے اپنے غصے پر افسوس ہوا تھا۔۔ اور ہچکیوں سے لگ رہا تھا اس کے جانے کے بعد سے وہ مسلسل روتی رہی تھی۔۔ وہ عنادل کے چکر میں غصے میں کیا کچھ کہہ گیا تھا۔۔ لیکن اسے سب کو نا سہی خرم کو تو عنادل کی حالت کا بتا دینا چاہئیے تھا۔۔ سب یہی سمجھ رہے تھے کہ شائد اسے یونی جلدی جانا ہو اس لئے سب مطمئن تھے۔۔ خرم اسے بازوؤں کے حصار میں لئے ہولے سے سر تھپک رہا تھا۔۔ اور عنادل کے بارے میں سوچے جا رہا تھا وہ کہاں ہو سکتی تھی، اسے کیا پریشانی رہی تھی۔۔

ان دنوں اس کی کیفیت بھی تو عجیب تھی۔۔ وہ ہر ایک بات پر آج تفصیل سے دھیان دے رہا تھا لیکن کچھ بھی ایسا ہاتھ نا لگا جس سے خرم کوئی سرا ہی پکڑ لیتا۔۔۔

تھوڑی دیر میں ہادیہ کی ہچکیاں بند ہوئیں تو وہ اٹھ کھڑا ہوا۔۔ لیکن خرم کا بالکل ارادہ نہیں تھا اس سے ہمدردی کا۔۔۔ اس کے جاگنے پر خرم نے واپس اپنے خول میں بند ہو جانا تھا۔۔ وہ ہمیشہ باتیں چھپا جاتی تھی اور اس کا ایسا کرنا انہیں آج کس مقام پر لے آیا تھا۔۔۔ خرم دل کے ہاتھوں مجبور تو تھا لیکن اسے اس بار اپنی چپ کی مار مارنے کا پکا ارادہ بھی کئے ہوئے تھا۔۔

وہ واپس کمرہ لاک کر کے اپنے پیرنٹس کے پاس پہنچ گیا اِس وقت انہیں اپنے بیٹے کی زیادہ ضرورت

تھی۔۔۔

"زامیہ کہاں جارہی ہو۔۔؟"اس سے پہلے وہ سب کو بے خبر رکھ کر نکلتی حمزہ اس کے گھر پہنچ کر اس کے گھر کے اندر جاتا کہ وہ مکمل تیاری کے ساتھ باہر آتی دیکھائی دی۔۔۔

"کام سے جارہی ہوں فکر نہیں کرو عنادل کو کچھ نہیں ہو گا۔۔"وہ کہہ کر سامنے موجود بلیک نیو چمچماتی ہوئی کار کی جانب بڑھی۔۔۔

"مجھے پتہ ہے تم عنادل کو بازیاب کروانے جارہی ہو لہذا کچھ بھی چھپائے بنا اور اپنا حکم چلائے بنا مجھے بھی ساتھ لے چلو۔۔۔"

حمزہ کا چہرہ بے حد سنجیدہ آنکھوں میں سرد پن ٹھہرا ہوا تھا۔۔لہجے میں قدرے سختی تھی۔۔

"میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی حمزہ پلیز انڈر اسٹینڈ می۔۔۔میں کہہ رہی ہوں ناں عنادل کو لیکر لوٹوں گی چاہے اپنی جان دے کر ہی دل کو کیوں نا بچانا پڑے۔۔"

زامیہ کی آنکھوں میں اس وقت درد ہی درد نمایاں تھا وہ وہاں پلوشہ کی حالت سے واقف نا ہوتی تو اتنی بے چین نا ہوتی۔۔رہ رہ کر یہی خیال ستا رہا تھا کہ عنادل ڈرگز نا لیتی ہو لیکن اس نے اپنے کانوں سے سنا تھا وہ ڈرگز ایڈیکٹڈ لڑکی کو لائے تھے زامیہ صرف سوچ سکتی تھی سامنے کھڑے بے حال اور رف سے حلیے میں

موجود حمزہ کو بتاتی تو نا جانے وہ کیا کچھ کر جاتا۔۔۔

"مجھے تمہاری جان سے فرق نہیں پڑتا زامیہ چودھری مجھے عنادل کے پاس جانا ہے۔۔اس کو لے جانے والوں کا حال برا کرنا ہے اگر تم دونوں میاں بیوی کسی کام کے ہوتے تو میری بیوی آج یوں خطرے میں نا ہوتی تم لوگوں کو سیکریٹ ایجنٹ رکھنے والوں پر شک ہے مجھے ایسے ناکارہ لوگوں کو اپنی ٹیم کا حصہ بنایا ہوا ہے۔۔۔"

وہ کہہ رہا تھا زامیہ لب بھینچے سن رہی تھی اور کر بھی کیا سکتی تھی اپنی دوست کو نہیں بچا پائی تھی وہ تو اپنے ملک کی حفاظت کیسے کرتی۔۔۔ میثم کا حساب کتاب کا کھاتہ تو بعد میں زامیہ نے کھولنا تھا۔۔۔

"چلو جعلی ٹام کروز۔۔۔ دیکھ لیتے ہیں ہمارے بنا کیا کرتے ہو تم۔۔۔"

زامیہ طنزیہ کہہ کر اپنی کار میں جانے کے بجائے اس کی کار میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھ گئی۔۔

حمزہ اس کے ماننے پر جلدی سے گاڑی اس کے بتائے گئے پتے پر دوڑا رہا تھا۔۔۔

لیکن کراچی پہنچنے پر انہیں میثم کا میسج موصول ہوا تھا۔۔۔

"یہاں غلطی سے بھی آنے کی کوشش نہیں کرنا زامیہ اور حمزہ۔۔۔ عنادل سیف ہے اور میں اس پر کڑی نگرانی کر رہا ہوں۔۔۔ یہاں آنا خطرے سے خالی نہیں ہے موٹے نے سیکیورٹی ڈبل کر دی ہے۔۔ یہ نا ہو عنادل کو بھی نا نکلوا پاؤ اور خود بھی پھنس جاؤ۔۔۔ انہیں معلوم ہے تم لوگ یہاں آ چکے ہو اور تم پر نظر

رکھی جارہی ہے۔۔"

میثم کے میسج پر حمزہ کا صبر جواب دے گیا۔۔

"کیا سمجھتے ہو تم دونوں خود کو۔۔ ایسے میں اپنی بیوی کو کسی غیر آدمی کے پاس پڑے رہنے دوں۔۔۔ زامیہ یہ سب تم لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے تم لوگ اگر کوئی کام ڈھنگ سے کرتے تو مجھے نہیں لگتا آج عنادل یہاں ہوتی۔۔۔ کوئی نظر رکھتا ہے تو رکھے مجھے پتہ بتاؤ کہاں ملے گی عنادل۔۔"

وہ میثم کے میسج پر گاڑی روک کر زامیہ سے مخاطب ہوا۔۔ عنادل کی جیسی کنڈیشن رہتی تھی اسے سوچ کر ہی حمزہ کا برا حال ہو رہا تھا۔ اگر اسکی طبیعت بگڑ گئی تو کون سنبھالے گا؟ وہ کتنی خوفزدہ ہو گی کتنی اکیلی ہو گی۔۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو۔۔

حمزہ خوف سے سوچتا پاگل ہونے کو تھا ایسے میں صبر سے رک کر سہی وقت کا انتظار کرنا اس کے لیے مشکل ترین کام تھا۔۔۔

"حمزہ جب تک میثم وہاں ہے تمہیں پھر ڈرنا نہیں چاہئیے۔۔"

زامیہ نے اس کے غصے کو بڑھتے دیکھ کر بے چارگی سے کہا۔۔

"تم دونوں ہی تو اصلی جڑ ہو ان سب کی۔۔"

حمزہ غصے میں کیا کچھ کہہ رہا تھا اسے اندازہ نہیں تھا۔۔۔ وہ پاگل ہو رہا تھا عینا کو دیکھنے اور محفوظ کرنے کے

لیے۔۔اس کی سوچیں مفلوج ہو چکی تھیں۔۔

زامیہ نے حمزہ کی ہر بات پر صبر کا گھونٹ پیا تھا ورنہ زامیہ بولنے والے کو بولنے دے ایسا ہو سکتا تھا اسے لگتا تھا غلطی اس کی ہے اس لئے سن بھی رہی تھی۔۔۔وہ بھی خوفزدہ تھی عنادل اگر ڈر گز ایڈ یکٹڈ ہو چکی ہے تو اسے اس مصیبت سے نکالنے کے لیے ایک لمبا عرصہ چاہئی یے تھا۔۔

حمزہ کو اتنا تو پتہ تھا وہ بنا ان لوگوں کی مدد لئے وہاں نہیں جا سکتا تھا اور زامیہ کوئی پلان کئے بنا اور میثم سے حالات جانے بنا وہاں نہیں جا سکتی تھی۔۔۔

حمزہ سرد مہری کے ساتھ اس کے اپارٹمنٹ میں آ چکا تھا۔۔اور سُکینہ بیگم کو اپنے کراچی کسی ضروری کام سے آنے کی اطلاع دے رہا تھا۔۔۔

"اس چار دیواری میں رہ کر میں عنادل کے ملنے کی دعا کروں اور تم اس کو ڈھونڈنے کے بجائے لیپ ٹاپ چلاؤ۔۔ تمہیں اندازہ بھی ہے وہ وہاں کن حالات میں ہو گی۔۔"

حمزہ ایک بار پھر طیش میں زامیہ پر برسنا شروع ہو چکا تھا۔۔۔

وہ افسوس سے اس بے صبرے انسان کو دیکھ کر سر جھٹک گئی۔۔

"دادا ابو میں ایک مشن پر ہوں دعا کیجیئے کامیاب ہو جائے۔۔"

زامیہ لیپ ٹاپ کی سکرین پر سفید بالوں اور کمزور سے وجود کے حامل بزرگ سے بات کر رہی تھی۔۔پہلی

بار حمزہ نے اسے کسی فیملی ممبر سے بات کرتے دیکھا تھا ورنہ وہ ہمیشہ اکیلی ہی پائی جاتی تھی۔۔۔

"بیٹا جی ہر بار کی طرح میری بیٹی کامیاب لوٹے گی۔۔ عنادل بچہ کیسی ہے؟ آپ نے کہا تھا اس سے بھی بات کروائیں گی ہماری اور میثم کافی دن سے ہم سے باتیں کر رہے تھے لیکن آج ایک بار بھی اپنے دادے کی خیریت نہیں پوچھی آپ کے آتے ہی ہمیں بھول گئے ورنہ آپ کی شکایتوں کا ڈھیر لے کر بیٹھ جاتے تھے۔۔۔۔"

"سب ٹھیک ہیں دادا ابو میں اس مشن کے کمپلیٹ ہوتے ہی آپ سے تفصیل سے بات کروں گی اور میثم کو چھوڑیں وہ ایسے ہی میرے ہر مشن پر ری ایکٹ کرتا ہے جیسے میں مر کر لوٹوں گی کتنی بار کہہ چکا ہے میں یہ کام چھوڑ دوں سیریسلی دادا ابو جس کام کے لئے میں نے ہر رشتے کو داؤ پر لگا دیا تھا اس کام کو چھوڑ دوں۔۔ اگر اس کام میں موت بھی آجائے تو منظور ہے لیکن اس کام کے بغیر زندگی منظور نہیں ہے۔۔"

اس کے کہنے پر دادا مایوسی سے اس کا چہرہ دیکھتے رہے پھر زامیہ نے لیپ ٹاپ بند کر کے گہری سانس لی۔۔۔ دادا بہت کچھ کہنا چاہتے تھے لیکن ہر بار کی طرح اس بار بھی زامیہ سننے کو تیار نہیں تھی۔۔۔

حمزہ بالکنی میں کھڑا تھا لیکن زامیہ کی آواز جو بہت آہستہ تھی پھر بھی اس کی سماعتوں سے ٹکرا رہی تھی۔۔

اس نے پیچھے مڑ کر دیکھا وہ گردن صوفے کی بیک پر بالکل پیچھے کئے آنکھیں بند کئے بیٹھی تھی جیسے خود کو کمپوز کر رہی ہو۔۔۔ وہ بہت پراسرار سی تھی اپنے اوپر ہزار خول چڑھائے اندرونی شخصیت کو اپنے اندر دفن کئے۔۔۔ حمزہ کتنا کچھ کہہ چکا تھا اس نے کچھ نہیں کہا تھا شائد وہ بھی خود کو قصوروار قرار دے رہی تھی

جبھی سنے جا رہی تھی۔۔

حمزہ کے تاثرات قدرے نرم پڑے۔۔اس سے ہمیشہ بہنوں والی فیلنگز آتی تھیں۔۔ہمیشہ لڑتی جھگڑتی بحث کرتی اسے بہن ہونے کا احساس دلاتی تھی۔۔حمزہ کو اس کی پریشانی اور گھبراہٹ کا یکدم اندازہ ہوا تھا۔۔

وہ اس کے سامنے صوفے پر مٹھی پر ہاتھ رکھے بیٹھا تو وہ چونک کر سیدھی ہوئی۔۔

"حمزہ دیکھو میں سچ میں عنادل کو واپس لے آؤں گی۔۔بس کچھ وقت رکو۔۔میں بنا کسی پلان کے عنادل کو وہاں سے نہیں نکال سکتی اور مجھے وہ لوگ جانتے ہیں اب کے گئی تو زندہ تو بچوں گی نہیں اور عنادل کا پتہ لگ گیا میں انہیں جانتی ہوں کہیں کچھ برا نا کر دیں بس آج تک رک جاؤ میثم سے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کر رہی ہوں تاکہ عنادل کی حالت جان سکوں۔۔۔بس میں پھر۔۔"

زامیہ مجھے بھروسہ ہے تم نکال لو گی لیکن اس سخت مزاج زامیہ کے پیچھے چھپی ہوئی زامیہ کو بھی سکون دیا کرو۔۔کب تک خول میں بند رہ کر خود اذیتی کا شکار رہو گی۔۔"

زامیہ ابھی اسے یقین دلانے کے لئے مزید کچھ بولتی حمزہ ٹوک گیا۔۔اسے زامیہ کا نرم لہجہ جو کچھ دیر پہلے دادا سے بات کرتے ہوئے اختیار کیا گیا تھا بہت بھایا تھا ورنہ میثم سے بھی اس کا لہجہ سرد ہی رہتا تھا۔۔حمزہ کو معلوم تھا وہ نکاح کے لئے تیار نہیں تھی کسی اپنے کے بے حد اسرار پر اس نے نکاح کیا تھا اور بے حد قریب فرد اس کے دادا تھے۔۔۔یہ بات بھی آج معلوم ہوئی تھی۔۔۔حمزہ نے نرم لہجے پر وہ بے ساختہ رک کر

اسے دیکھنے لگی، دل چاہا اس کی بات مان لے۔۔ اپنی ہر پریشانی اس کے سامنے کھول دے۔۔ اس کا نرم لہجہ مرہم جیسا لگ رہا تھا مگر وہ اپنے نرم پڑتے دل پر ضبط کے پہرے بٹھا گئی۔

"میں کوئی خول نہیں چڑھائے رکھتی میں ایسی ہی ہوں تم مانو یا نا مانو۔۔"

وہ نظریں چرا کر بولتی ابھی مزید کچھ کہتی کہ میثم کی کال آنا شروع ہوئی۔۔۔

"عنادل کہاں ہے اور کیسی ہے۔۔" زامیہ نے کال اٹھاتے ہی بے صبری سے پوچھا۔۔۔

"ٹھیک ہے وہ میں ہر ممکن کوشش کر رہا ہوں موٹے کو اس سے دور رکھوں۔۔ زامیہ آپ ایک ٹیم تیار رکھیں۔۔ میں جب جب میسج پر لوکیشن بھیج کر کہوں اٹیک کر کے لڑکیاں بازیاب کروانے کو آپ نے وہی کرنا ہے میں موٹے کو عنادل کی جانب سے اس طرح ہی دور رکھ سکتا ہوں۔۔۔ آپ نے مجھے اندھیرے میں رکھ کر پلوشہ کو جیسے نکالا ہے ناں اس کا حساب میں بعد میں لوں گا۔۔"

تفصیلاً آگاہ کر کے اپنا پلان بتاتے ہوئے اسے بھی دھمکی دے گیا۔۔

"میں بھی تم سے عنادل کی غفلت کا بدلہ بہت اچھے سے لوں گی یاد رکھنا میثم۔۔۔"

لہجے میں واضح وارننگ تھی اس سے پہلے حمزہ موبائل چھین کر کچھ کہتا لائن کٹ چکی تھی۔۔۔

شاید وہاں کوئی آ گیا تھا۔۔۔

"موبائل بند ہونے پر حمزہ نے اس کا موبائل غصے سے پٹخ دیا۔۔

زامیہ نے افسوس سے نفی میں سر ہلایا کچھ کہنا رائیگاں جانا تھا اس لئے چپ رہی۔۔۔

اور وہ اپنی ایک ٹیم تشکیل دے رہی تھی حمزہ بھی نہیں سویا تھا مسلسل زامیہ کو کام کرتا دیکھتا ہوا ٹہل رہا تھا وہ لیپ ٹاپ پر کام کرتی کھانے پینے سونے اور حمزہ سے بالکل غافل تھی۔۔ حمزہ کو یقین آگیا تھا وہ اپنے کام کے لیے کس قدر پوزیسیو تھی۔۔ حمزہ نے آرڈر پر کھانا منگوا کر بھی دیا لیکن وہ جوں کا توں وہیں پڑا ٹھنڈا ہوتا رہا۔۔ حمزہ کے ہر بات کے جواب میں اس کے پاس صرف ہمم کا جواب ہوتا تھا۔۔ نظریں ہنوز لیپ ٹاپ پر جمی ہوئی تھیں تو کبھی موبائل پر کال کرتے ہوئے ہٹتیں۔۔۔

حمزہ بے قرار سا ٹہل رہا تھا۔۔ عنادل کا جانا اس کی سانسیں اس کی زندگی کو منجمد کر گیا تھا۔۔۔

عنادل کے سامنے بیٹھا ہوا موٹا باس اس کو گھورتا ہوا دیکھ رہا تھا۔۔

"باس اس لڑکی کا کیا کرنا ہے۔۔؟" آنکھوں میں سرد تاثرات لئے میثم عرف جونی اس وقت سرد نظروں سے اس گینگسٹر باس کو گھورتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"کچھ نہیں کرنا کیا کرنا ہے۔۔ اپنے نظروں کو تسکین دینی ہے اس لڑکی کو اپنے پاس رکھنے کے لیے ڈرگز کی مقدار زیادہ دینی ہے تاکہ اسے میرے علاوہ کسی کے پاس چین نا ملے۔۔"

باس کا رخ بدستور عنادل کی جانب ہی تھا آنکھوں میں شیطانی چمک لیے وہ اپنا ارادہ بتا رہا تھا۔۔

"اس لڑکی کا دماغ کمزور ہے کل سے اب تک ہوش میں نہیں آئی ہے آپ اُسے ایسی ہی ہیوی ڈوز میں ڈرگز دیتے رہے تو یہ مر بھی سکتی ہے۔۔میرا خیال ہے ایک بار ڈاکٹر کو دیکھا دیں۔۔"

میثم اس کے ہوش میں نا آنے پر بے حد پریشان تھا۔۔اس لئے اپنی تجویز پیش کر تا جاننا چاہتا تھا آخر وہ اب تک بے ہوش کیوں ہے۔۔

"ٹھیک ہے ضامن جس ڈاکٹر کو بلواتا ہے اسے بلواؤ۔۔۔ہم بھی تو جانیں یہ آنکھیں کیوں بند ہیں جن میں ہمیں دیکھ کر خوف ہونا چاہئیے تھا۔۔"

وہ قہقہہ لگا کر خباثت لئے ہنسا تو میثم نے مٹھی بنا کر امنڈ آنے والے غصے کو قابو کیا۔۔

کچھ دیر میں ڈاکٹر پہنچ چکا تھا مکمل چیک اپ کے بات میثم کا ڈر حقیقت میں بدل گیا۔۔

"شی از ناٹ فائن ناؤ۔۔ٹیک کیئر ہر سیلف۔۔انہیں ہیوی ڈرگز نقصان پہنچا رہی ہے اگر ایسا ہی رہا تو دماغ جو پہلے ہی کمزور ہے اس کی نسیں پھٹ سکتی ہیں یا تو ان کا علاج کروا کر ڈرگز سے چھٹکارا دلوائیں یا پھر مقدار معمولی رکھیں بالکل بند کرنا بھی انہیں مار ڈالنے کے مترادف ہو گا۔۔۔"

ڈاکٹر تفصیل سے آگاہ کر کے جا چکا تھا۔۔باس بھی ان باتوں کو سوچتا کچھ پریشان ہوا تھا مگر میثم کی تو حالت خراب ہو گئی۔عنادل کی کنڈیشن ڈرگز نے کچھ زیادہ خراب کر دی تھی اسے نکالنے سے زیادہ ضروری اسے زندہ رکھنا ہو گیا تھا۔۔

عنادل کچھ دیر بعد ہوش میں آئی۔۔

باس اسے جاگتا دیکھ کر خوش ہو گیا وہ ہوش میں آتے ہی ڈرگز مانگتی چلا رہی تھی۔۔۔

میثم سے اس کی حالت برداشت نہیں ہو رہی تھی تو حمزہ یا اس کی فیملی کا کیا حال ہو گا۔۔ وہ نہایت سفید پڑ رہی تھی، ہونٹ بھی خشک بے رنگ سے ہو رہے تھے اور آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے پڑنے لگے تھے۔

"دے دیتے ہیں بے بی تمہیں ڈوز۔۔۔"

باس کہتا ہوا عنادل کے قریب ہوا۔۔ چہرے پر ہاتھ پھیرتا اس سے کچھ کہہ رہا تھا یہاں میثم کو دیکھنا محال لگ رہا تھا غصے سے دانت پر دانت جمائے باس کی نظروں سے بچتے ایک میسج سینڈ کیا۔۔۔

عنادل کو کچھ خبر نہیں تھی بس چیختے ہوئے ڈرگز مانگ رہی تھی۔۔

اچانک اٹھ کر باس کے آگے ہاتھ جوڑ کر گڑگڑانے لگی۔۔۔

"پلیز مجھے وہ پاؤڈر دے دیں۔۔ پلیز۔۔ میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں۔۔"

وہ بنا سوچے سمجھے بند دماغ کے ساتھ دھیمی آواز میں کہتی ہوئی اس کے سامنے ہاتھ جوڑے اس باس کو تسکین پہنچا رہی تھی۔

حجاب ڈھیلا ہو چکا تھا میثم کی پوری توجہ اس کے حجاب پر تھی۔۔ اس کے سر سے یہ بالکل نہیں اترنا چاہئیے تھا ورنہ وہ زامیہ سمیت عنادل کو کیا منہ دیکھاتا وہ عنادل کے سر کی بھی حفاظت نہیں کر پایا تھا۔۔ دل عنادل

کی حالت پر کانپ رہا تھا۔۔

"زامیہ پلیز جلدی کام کرو۔۔" وہ دل ہی دل میں زامیہ کو پکارتے ہوئے اس سے مخاطب ہوا۔۔

اس سے پہلے باس مکروہ مسکراہٹ کے ساتھ اگلی پیش قدمی کرتے ہوئے اس کے سر کا آسمان چھینتا ضامن بھاگتا ہوا اندر آیا۔۔

میثم کو اس وقت وہ کسی فرشتے سے کم نہیں لگا تھا۔۔۔

میثم سکون کی سانس خارج کر تا جانتا تھا وہ کیا کہنے والا ہے اس بار عنادل کو بچا گیا تھا لیکن اسے عنادل کو یہاں سے نکالنے تک اس موٹے گینگسٹر سے محفوظ رکھنا تھا اس کی آنکھیں عنادل کے لئے جو کہتی تھی میثم کا ماتھا ٹھٹھکا دیتی تھی۔۔۔

عنادل بگڑتی حالت لیے تڑپ رہی تھی، اسے ہوش نہیں تھا وہ کہاں اور کس کے پاس ہے۔۔ اسے ڈرگز چاہئے یں تھی اور وہ اتنی عادی کب ہوئی، کسی کو خبر تک نہیں ہو پائی تھی۔

ضامن بھاگتا ہوا روم میں داخل ہوا۔۔ چہرے پر خوف کے سائے لہرا رہے تھے۔۔ "باس وہ۔۔۔"

وہ اپنی بات کہنے کے لئے لفظوں کی جوڑ توڑ کرنے لگا۔۔

"کیا مصیبت ہے جب بھی ہم اس روم میں آتے ہیں تم سر پر سوار ہوئے آجاتے ہو کیا مسئلہ ہے کیا یہ

ضروری باتیں اس روم سے باہر نہیں ہو سکتیں۔۔؟"

باس نے اچھی خاصی جھاڑ پلاتے ہوئے ضامن کو جھڑکا تھا لیکن اس کے چہرے کے ہوائیاں اڑاتے تاثرات نے باس کر ٹھٹھکا ضرور دیا تھا۔۔۔

"باس وہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر کی لڑکیاں غائب ہیں۔۔۔ ہمارے آدمیوں کو مار کر کوئی لڑکیاں بازیاب کرانے میں کامیاب ہو گیا ہے۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے کافی صدمے میں تھا۔۔

"یہ کیا بکواس کر رہے ہو۔۔۔ گالی * تمہیں پتا بھی ہے وہ ٹوٹل پچاس لڑکیاں تھیں اور انہیں کل وہاں سے بھیجنا تھا۔۔ تم۔۔۔ تم سب کتنے نکمے ہو۔۔پہلے یونیورسٹی سے لڑکیاں غائب ہو گئیں، پھر چیف کی بیٹی اور اب وہ مالا مال کر دینے والی لڑکیاں بھی کوئی لے گیا۔۔۔

آخر تم حرام خوروں کو میں پال کس لئے رہا ہوں۔۔"

ضامن کے منہ پر پے در پے گھونسوں کی برسات کرتے ہوئے باس پاگل ہونے کے قریب تھا۔۔

عنادل ہنوز چیخ رہی تھی لیکن کسی کو اس وقت اس کے چیخنے چلانے سے فرق نہیں پڑ تا تھا۔۔

میثم میں اتنی ہمت ہی نا تھی وہ آگے بڑھ کر تھوڑا ہی سہی ڈرگز انجیکٹ کر دے۔۔

وہ بے بس سا اسے دیکھ رہا تھا۔۔

NOVEL IN URDU

باس نے آگے بڑھ کر چیختی ہوئی عنادل کو تھپڑ مار دیا۔۔۔

میثم کو لگا یہ آخری لمحہ ہے برداشت کا۔۔ ضامن نے جلدی سے آگے بڑھ کر تھوڑی سی ڈرگز انجیکٹ کی تو وہ سسکتی ہوئی وہیں ڈھے گئی۔۔ جسم ہنوز ہچکولے لے رہا تھا۔۔

باس غصے سے باہر نکل گیا۔۔۔ضامن بھی باس کے پیچھے بھاگا پیچھے میثم اکیلا کھڑا رہ گیا۔۔۔

باس ہوش میں نہیں تھا اس لئے میثم کا وہاں جم کر کھڑے رہنا نہیں دیکھ سکا۔۔۔

"کاش میں تم پر ہاتھ اٹھانے والے کے ہاتھ توڑ دیتا۔۔۔"

زردی مائل رنگت میں وہ قابلِ ہمدرد حالت لئے ہوئے تھی۔۔۔

ہونٹ پھٹ چکا تھا اور وہاں سے خون رس رہا تھا۔۔

میثم نے کچن کا کام دیکھنے والی ایک خاتون ملازمہ کو بلوا کر اس کا حجاب جو کھلنے کے قریب تھا وہ درست کروایا ساتھ ہی ہونٹ جو پھٹ چکا تھا اس پر مرہم لگوایا۔۔

باس ہوش میں نہیں تھا ورنہ اس پر ہاتھ اٹھانے کی غلطی بالکل نا کرتا۔۔

وہ عورت بھی بے بس نظروں سے اس کا بے جان ہوتا نازک وجود دیکھتی ہوئی چلی گئی۔۔

پیچھے میثم نے نیم بے ہوشی کی حالت میں پڑی عنادل کو پانی پلایا وہ پانی اور کھانے سے دور رکھ کر صرف ڈرگز کو غذا کے طور پر دیا کرتے تھے۔۔

اس کا ایک آنسو چپکے سے نکل کر عنادل کے حجاب میں غائب ہو گیا۔۔۔

وہ چند پل میں بنا کسی رشتے کے اس لڑکی کو دیکھ کر دہل گیا تھا، جب جب حمزہ کا سوچتا تو دل کئی ٹکڑوں میں بٹ جاتا تھا۔۔۔

وہ جب عنادل کو اس حالت میں ڈرگز کے لئے تڑپتے ہوئے دیکھے گا تو کیا ہو گا۔۔۔

یہ سوچ اسے رہ رہ کر ہولا رہی تھی۔۔۔زامیہ نے بروقت کام کر کے ثابت کر دیا تھا اس کے لئے یہ سب کتنا عزیز ہے اور وہ لڑکی اس کے لئے کیا ہے۔۔۔

میثم روم لاک کر کے باہر نکل گیا اسے دیکھنا تھا باس کس قدر تڑپ رہا ہے۔۔

اس کا تڑپنا تسکین کا باعث تھا۔۔اسے تو ابھی اور تڑپتے ہوئے دیکھنا تھا۔۔

میثم نے دوسری لوکیشن زامیہ کو بھیج دی تھی اسے اس کا علم کچھ وقت پہلے ہی ہوا تھا۔۔اور حملے کا ٹائم میثم نے سیٹ کیا ہوا تھا اور وہ ٹائم تھا جب باس عنادل کے پاس جائے۔۔۔

میثم کی آنکھیں خون ٹپکا رہی تھیں۔۔۔سردپن چہرے پر سجا ہوا تھا اور آنکھیں ہر چیز کا بغور مطالعہ کر رہی تھی۔۔۔

"زامیہ تم اتنی ریلیکس کیسے بیٹھ سکتی ہو۔۔؟"

صبح کے گیارہ بجے وہ لیپ ٹاپ اور موبائل بند کرتی اب آنکھیں بند کئے خود کو تھوڑا سکون دینے کی کوشش میں تھی کہ حمزہ کا غصیلا موڈ دوبارہ آن ہو گیا۔۔۔

"میں نے بس دو منٹ پہلے ہی آنکھیں بند کی تھیں اور تم پوچھ رہے ہو سکون سے بیٹھی ہوں۔۔۔۔؟"

زامیہ کل سے اس کی ڈانٹ ڈپٹ اور غصہ برداشت کر کے تنگ آچکی تھی۔۔۔ریڈ پڑوا کر ابھی ہی آنکھیں بند کی تھی وہ تو دس گھنٹے سے لیپ ٹاپ اور موبائل کے ساتھ لگی رہی تھی ابھی آنکھیں بند ہی کی تھی کہ حمزہ میر سر پر پہنچ کر اس کے سکون کی وجہ پوچھ رہا تھا۔۔۔

"جب جب تم ایسے بیٹھو گی، میں پوچھوں گا ہی۔۔ عنادل وہاں جانے کس حال میں ہے اور تم یہاں مجھے صبر کے سبق پڑھا رہی ہو۔۔"

حمزہ کا لہجہ وقت گزرنے کے ساتھ تلخ ہوتا جا رہا تھا۔۔

موبائل آف کر چکا تھا سب کی کالز نے الگ ڈسٹرب کیا ہوا تھا۔۔

وجاہت صاحب اور چوہان صاحب مل کر سب ہینڈل کر رہے تھے لیکن بار بار ایک ہی سوال کرتے آپ کب آئیں گے۔۔۔

وہ حقیقت سے آگاہ کر کے انہیں پریشان نہیں کرنا چاہتا تھا۔۔

"میں ابھی بحث کے موڈ میں نہیں ہوں لہذا اپنا منہ بند کر لو حمزہ۔۔ تمہیں لگتا ہے وہاں سے عنادل کو نکالنا بچوں کا کھیل ہے؟ وہ کڑے پہروں میں رکھی گئی ہے۔۔ میثم لمحہ بالمحہ مجھے آگاہ کر رہا تھا میں کچھ دیر سونا چاہتی ہوں پھر دوسرے پلان پر کام کرنا ہے۔۔"

وہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

بال بکھرے آنکھیں مسلسل جاگنے کی وجہ سے سوج گئی تھیں۔۔۔

حمزہ کا حال بھی کچھ مختلف نا تھا۔۔۔

"بس تم میاں بیوی پلانز پلانز کھیلتے رہو اگر ان پلانز کے چکر میں عینا کو ایک کھروچ بھی آئی تو تم دونوں کی شادی کبھی نہیں ہو گی۔۔۔"

حمزہ جھنجھلاہٹ میں کیا کہہ گیا اسے خود بھی پتہ نا چل سکا۔۔۔

"میں اگر پتھر دل ہوتی تو یہ ضرور کہتی عنادل اپنے ناخن اپنے ہاتھ پر مار کر کھروچ کر دے کم از کم اس شادی جیسے جھمیلے سے تو جان چھٹے گی میری۔۔۔"

وہ کہہ کر رکی نہیں کمرے میں غائب ہو گئی۔ مزید کچھ سننا اس کے بس میں نہیں تھا۔۔ ویسے بھی وہ جاگ کر تھکن سے بے حال تھی کچھ ریسٹ کرتی تب ہی جا کر دوسرا پلان ترتیب دے کر دوسرے شہر میں اٹیک کرواتی۔۔

دو گھنٹے سونے سے ہی وہ فریش ہو جاتی لیکن وہ ناخود سکون سے بیٹھ رہا تھا نازامیہ کو لینے دے رہا تھا اس کو جگہ معلوم ہوتی تو بنا کسی کا آسرا کیئے وہ اب تک وہاں پہنچ چکا ہوتا۔۔۔ عنادل کو تو نا بچا پاتا لیکن خود ضرور پھنس جاتا۔۔۔

وہ نہیں سمجھ سکتا تھا اچانک سے ان پر حملہ زیادہ مفید ہوتا۔۔ وہ باہر بھی نہیں جاسکتے تھے ان پر نظر رکھی جا رہی تھی۔۔

حمزہ ذہنی طور پر سوچ سوچ کر اتنا تھک چکا تھا کہ چار گھنٹے بے خبری کی نیند سوئے رہا۔۔

جب آنکھ کھلی تو دیکھا سامنے زامیہ لیپ ٹاپ پر سکرین آن کیئے بہت سارے لوگوں کو ہدایت دیتے ہوئے سمجھا رہی تھی۔۔

وہ پوری توجہ سے اسے سن رہے تھے۔۔۔

NOVEL IN URDU

وہ اتنی دیر سویا رہا اسے اب اپنے اوپر بھی غصہ آنے لگا تھا۔۔

وہ جب بات ختم کر کے پلٹی تو حمزہ اپنا سر دباتے ہوئے آنکھیں بند کیئے پڑا تھا۔۔۔

"حمزہ کھانا کھا لو کھانا نا کھانے سے بھی سر درد ہوتا ہے۔۔"

زامیہ نرم لہجے میں کہتے ہوئے کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔

وہ باتھ لیکر ڈریس چینج کیئے فریش سی لگ رہی تھی۔۔

"نہیں مجھے۔۔۔"

"حمزہ اگر عنادل کو بازیاب کرانے میرے ساتھ جانا ہے تو کھانا تو پڑے گا۔۔ ایسے بھوکے پیٹ تم لڑ نہیں سکتے۔۔

سب سے پہلے ہمیں اپنی بوڈی کی ضرورت کو پورا کر کے ایکٹو کرنا ہوتا ہے پھر ہی ہمارے اندر توانائی آتی ہے ذہنی اور جسمانی طور پر لڑنے کی۔۔"

وہ اس سے پہلے کھانے سے منع کرتا زامیہ اسے تفصیل سے بتاتے ہوئے رات کا کھانا گرم کئے وہیں لے آئی جہاں وہ بیٹھا تھا۔۔۔

دونوں نے بس چکھنے کی حد تک کھانا کھایا تھا ایسا محسوس ہوتا تھا وہ کھانے پانی کے بنا زندگی گزار سکتے ہیں لیکن نہیں زندہ رہ سکتے تو عنادل کے بنا نہیں رہ سکتے۔۔۔

زامیہ نے اسٹرانگ سی چائے بنائی اور پیتے ہوئے میثم سے ٹیکسٹ میسج پر بات کرنے لگی کال پر بات کرتی تو حمزہ موبائل چھین کر خود شروع ہو جاتا تھا اور ان کے تمام پلانز پر پانی پھیر دیتا تھا۔۔۔

"عنادل بہت برے حال میں ہے اور آج تو حد ہو گئی اس پر موٹے نے ہاتھ اٹھایا زامی!! میرا دل کر رہا تھا شوٹ کر دوں۔۔"

موبائل اسکرین پر پیغام روشن ہوا۔۔

زامیہ کی یہ پڑھ کر موبائل پر گرفت سخت ہوئی اور تاثرات پتھریلے ہو گئے۔۔

"تمہارے ہوتے ہوئے میرے دل پر اس نے ہاتھ اٹھایا میثم میں اس موٹے کا بعد میں مرڈر کروں گی پہلے تمہارا کروں گی۔۔ آئی رئیلی ہیٹ یو۔۔"

وہ غصے سے پیغام لکھ رہی تھی اور لکھتے ساتھ اسے سینڈ بھی کر دیا۔۔۔

"بٹ آئی رئیلی لو ویو۔۔ میں کچھ کرتا تو عنادل پر آگے کیسے دھیان رکھتا بڑی چوٹ سے بچانے کے لئے اسے چھوٹی چوٹیں کھانا ہونگی زامی۔۔ حمزہ کو نا بتانا کچھ بھی اور ہاں کل موٹا دبئی جا رہا ہے آئی تھنک وہ عنادل کو ساتھ لے جانے کا پروگرام سیٹ کر رہا ہے مجھے زیادہ علم نہیں ہے بس ہمارے پاس کل تک کا وقت ہے یا تو عنادل کو نکال لیں یا۔۔۔۔"

آگے کی بات وہ خود بھی نا لکھ سکا۔۔

"ہم کل عنادل کو لے آئیں گے اور میں اس موٹے کی انگلیوں کے ٹکڑے کر دوں گی جن سے عنادل پر ہاتھ اٹھایا۔۔ آنکھیں نوچ لوں گی جن آنکھوں سے دیکھا۔۔ میں حمزہ کو ساتھ نہیں لاؤں گی۔۔ وہ جذباتی ہو رہا ہے کچھ کا کچھ نا کر دے ٹیم ریڈی ہے بس لوکیشن بھیجو اور یہ بھی بتا دینا ٹوبہ ٹیک سنگھ میں حملہ کب کرنا ہے۔۔"

وہ سب پلان پہلے ہی سے سیٹ کئے بیٹھی تھی میثم کو تپ چڑھی لیکن کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔۔

"وہ میں بتادوں گا بس ٹیم کو حملے کے لئے تیار رکھنا۔۔ سب کر لینا اور حمزہ سے چھپ کر آنا آسان نہیں ہو گا۔۔۔ رات میں تین بجے موٹا صرف عنادل کو لیکر اپنے پرائیوٹ ہاؤس سے نکلے گا۔۔ اس کا اپنا طیارہ ہے تو مے بی اس کے ہاؤس پر موجود ہو۔۔ مجھے باس کا گھر معلوم ہے آپ یہاں ایک بجے آنا میں یہیں ملوں گا کیونکہ باس کسی ایک کو بھی لے کر نہیں جارہا۔۔۔ میں اور آپ ایک گھنٹے میں اس کے ہاؤس کے باہر ہونگے پھر ہم طیارے کے نکلنے سے پہلے عنادل کو اس سے چھڑوالیں گے۔۔ لیکن وہاں اس کے گارڈ بہت خطرناک ہیں۔۔ ہمیں کیئر فل رہنا ہو گا۔۔۔ آپ سمجھ رہی ہیں ناں۔۔؟"

میثم نے باس کا پورا پلان بتایا اور ساتھ میں سمجھایا بھی تا کہ وہ جذبات میں آکر اپنا اور عنادل کا نقصان نا کر بیٹھے۔۔

"اوکے پلان ڈن ہو گیا۔۔۔ مجھے بس عنادل کو بچانا ہے کسی بھی قیمت پر چاہے اس میں تمہاری جان جائے یا میری۔۔"

دل میں اس کی لمبی زندگی کی دعا کرتی لبوں پر مسکراہٹ سجائے اسے میسج سینڈ کر گئی۔۔

اسے معلوم تھا اس کا ریپلائی کیا آنا ہے۔۔

"اللہ نا کرے آپ کو اور مجھے کچھ ہوا ابھی تو ساتھ ہم نے کئی مشن کمپلیٹ کرنے ہیں دشمن خوف سے کانپتے ہوئے یہ کہیں کہ دونوں میاں بیوی نے ہماری زندگی عذاب کر دی ہے۔۔ اور لوگ ہمیں دعائیں دیں کہ اللہ آپ دونوں کو ایسے ہی ہر مشن میں ساتھ رکھے اور کامیاب کرے۔۔"

توقع کے عین مطابق میثم کا جذبات سے چور میسج آچکا تھا۔۔

زامیہ نے آمین کہہ کر موبائل رکھ دیا۔۔اس سے بات کر کے دل ہلکا پھلکا ہو گیا تھا بس کل رات تک عنادل ان کے پاس ہوتی۔۔بس کل رات ابھی شام کے چھ بج رہے تھے اسے ایک لمبا انتظار کرتے ہوئے حمزہ کی نظروں سے بچ کر نکلنا تھا۔۔

گہری سانس لیتی وہ حمزہ کو ایک نظر دیکھ کر واپس آنکھیں موند گئی اسے اٹیک کے لئے میثم کے میسج کا انتظار تھا۔۔۔

اسجد صاحب عنادل کی دو دن کی گمشدگی برداشت نا کرنے کے سبب ہسپتال کے بیڈ تک پہنچ گئے تھے۔۔

مائیز ہارٹ اٹیک ہوا تھا جس کے سبب وہ ہسپتال میں تھے۔۔۔

سب روم کے باہر موجود تھے۔۔مہر النساء بیگم ہاتھ میں تسبیح تھامے ورد کرتے ہوئے روئی جا رہی تھیں۔۔ ہادیہ ان کو سہارہ دیتی نڈھال تھی خرم کبھی ڈاکٹر کے پاس تو کبھی ان کے پاس چکر لگا رہا تھا۔۔

ایک ساتھ دو دو پریشانیوں نے انہیں بہت رنجیدہ کر دیا تھا۔۔

ایک کے لئے آنسو بہاتے تو دوسرے کا سوچ کر ہچکیاں بندھ جاتی تھی۔۔

ہادیہ کو خرم نے ایک بار بھی دیکھنا گوارا نہیں کیا تھا اس کا دل چاہا خرم کے گلے لگ کر منا لے لیکن اس کا بے

تاثر چہرہ اسے بات کرنے سے بھی گریز پا کر رہا تھا۔۔۔

خرم سمجھ کر بھی انجام بنا بہن اور باپ کے لئے پریشان تھا۔۔

اسی ہسپتال میں پلوشہ زیر علاج تھی۔۔

اس کی چیخیں پورے ہسپتال کو دہلا دیتی تھیں۔۔

ڈاکٹر کو نیند کے انجیکشن دینے پڑتے تھے۔۔

چیف ایک بار بیٹی کو دیکھ کر سادہ لباس میں اپنے اہلکار تعینات کر کے جا چکے تھے ان کا پلوشہ کو اس حالت میں دیکھنا دل لرزا دے رہا تھا۔۔

اکلوتی بیٹی کی یہ حالت ان پر جنون طاری کر رہی تھی اور اس کا نشانہ اس موٹے کو تو ضرور بننا تھا۔۔

اسجد صاحب ہنوز دنیا سے بیگانے عنادل کے صدمے سے بے ہوش تھے۔۔

ڈاکٹر کی تسلیاں کسی کے کوئی کام نہیں آ رہی تھیں وہ پریشان زدہ ماحول میں کچھ سوچ بھی نہیں پا رہے تھے۔۔

خرم نے کئی بار حمزہ کو کال کی لیکن موبائل پاور آف جا رہا تھا۔۔

وہ تھکا ہارا سا اور بے بس سا اپنے بکھرے گھر کو دیکھ رہا تھا اس دوران عمیمہ کی وڈیو کال لینے سے سب ہی پرہیز کر رہے تھے۔۔۔

وہ بھی ان کے کال نا اٹھانے پر پریشان تھی لیکن کچھ کر نہیں سکتی تھی۔۔

وہ اتنی دور بیٹھ کر پریشان ہوتی رہتی اس سے بہتر تھا اسے ہر بات سے دور رکھا جاتا یہی اس کے لئے بہتر تھا۔۔

اس بار روم میں باس اکیلا موجود تھا اور میثم کا دل مٹھی میں بند تھا۔۔ کسی کو اندر جانے نہیں دیا جارہا تھا آخر کیوں۔۔

یہی سوچ اسے بے چین کئے ہوئے تھی۔۔

اس کے ایک میسج سینڈ کرنے پر وہ کچھ دیر میں باہر ہوتا۔۔ اس کی ہمت جواب دے گئی تو فوراً میسج سینڈ کر دیا اور دوسری طرف کام شروع ہو گیا۔۔

دوپہر کے دو بج رہے تھے اسے معلوم تھا دو بج کر دس منٹ تک کام مکمل ہو جائے گا اور باس تلملاتا ہوا باہر آئے گا۔۔

دس منٹ گزر گئے اور سوئی نے جیسے ہی ایک منٹ آگے بڑھایا ضامن بھاگتا ہوا آیا اور روم کا پاسورڈ ان لوک کرتا ہوا اندر داخل ہونے لگا لیکن سامنے کھڑے آدمیوں نے اس کا ارادہ ناکام کر دیا۔۔

"باس نے منع کیا ہے اس لئے وہ بھی ادھر ہی کھڑا ہے چپ چاپ باہر رہ کر باس کے باہر آنے کا انتظار

کرو۔۔"

ہٹے کٹے آدمیوں نے ضامن کو روکتے ہوئے جواب دیا تو اس نے سامنے کھڑے میثم کو دیکھا۔۔

"مجھے بہت ضروری بات پہنچانی ہے باس کو۔۔ تم لوگ کچھ نہیں کرو گے۔۔"

وہ کہتا ہوا کال ملا کر فون کان سے لگا گیا۔۔۔

"باس پہلے میری سن لیں۔۔۔ لڑکیاں۔۔۔ غا۔۔ غائب ہو گئیں۔۔"

ہچکچاتے ہوئے اس نے اپنی بات مکمل کی اور باس شدید غصے کے عالم میں باہر نکل کر آیا۔۔

باس کے فیس پر ناخنوں کے نشان دیکھ کر میثم کو کسی انہونی نے جکڑ لیا۔۔

سامنے نظر گئی تو عنادل کو ڈرگز کے لئے تڑپتا ہوا پایا۔۔۔

"اس لڑکی نے دیکھو ہمارا کیا حال کر دیا پاگل ہو گئی ہے ڈرگز کے لئے تھوڑی دینے کے باوجود مزید کی خواہش کر رہی ہے۔۔

قریب گیا تو جنگلی بلی بنی ہمارے منہ پر ڈرگز مانگتے ہوئے جھپٹ پڑی۔۔"

باس اپنے فیس کٹس سہلاتا خباثت سے مسکراتا ہوا بتا رہا تھا۔۔ میثم کا دل سکڑ گیا، وہ گھٹیا انسان اب عنادل کی حالت سے فائدہ اٹھاتا قریب ہونے کی کوششوں میں تھا۔۔

NOVELINURDU

آج بروقت اگر میثم وہ اٹیک نا کرواتا تو۔۔ مزید سوچنا بھی محال تھا۔۔

"تم جب بھی آتے ہو اپنے منہ سے کچھ برا ہی بولتے ہو اب کونسی لڑکیاں غائب کر دی ان۔۔۔۔ لوگوں نے۔۔۔"

کٹ میں سے خون رس رہا تھا باس جلن محسوس کرتا ان پر برف رکھ رہا تھا وہ اس وقت عنادل والے روم میں تھے۔۔

"جو آئندہ ہفتے باہر جانے والی تھیں۔۔"

ضامن نے بتایا اور باس نے ایسے گھورا جیسے سالم نگل جائے گا اس کی ایک بڑی سی فوج بھی اس کے کچھ کام نہیں آرہی تھی۔۔

مجھے لگتا ہے ایک ہی انسان ہے جسے ہر چیز کا علم ہے اور وہ ہر جگہ اٹیک کر رہا ہے۔۔"

میثم نے کچھ سوچنے کے انداز میں اپنا حصہ ڈالا۔۔۔

"تم دونوں معلوم کرو اور مجھے آگاہ کرو اب میں اس شہزادی سے تب ہی ملوں گا جب اسے اپنے ساتھ یہاں سے دور لے جاؤں گا۔۔

تب تک اس کو ڈرگز نہیں دینا بے ہوش پڑے رہنے دو۔۔۔ اس نے مجھ پر حملہ کیا اس کی یہی سزا ہونی چاہیئے۔۔۔"

غصے سے دونوں کو باری باری گھورتا وہ ایک بار پلٹ کر عنادل کو عجیب تاثرات سے دیکھ کر حکم جاری کرتا جا چکا تھا۔۔ اسے پاکستان سے نکلنے کے لئے تمام انتظامات دیکھنے تھے۔۔

میثم نے گڈ جاب کا میسج زامیہ کو کر دیا تھا۔۔ لیکن سین ہونے کے باوجود ریپلائی نہیں کیا تھا۔۔

میثم نے قدم بڑھا کر دروازے سے ہی پر تشویش نظر عنادل پر ڈالی۔۔ اسے ٹھیک دیکھ کر پر سکون لمبی سانس لیتا کو کنگ پر مامور خاتون کو عنادل کے پاس بھیجنے کا سوچ کر پلٹ گیا۔۔

"مجھے تھوڑی سی ڈر گز دے دو۔۔ پلیز میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔۔ تھوڑی سی دے دو۔۔"

عنادل بند آنکھوں سے بیڈ شیٹ کو نوچتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

ملازمہ کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا بس اتنا سمجھ آرہا تھا وہ تکلیف میں ہے۔۔۔

بڑی مشکل سے بحث کے بعد باس نے راضی ہو کر اس ملازمہ کو جانے کی اجازت دی تھی۔۔

وہ عربی بولنے والی خاتون تھیں لہٰذا عنادل کا کہا سنا کچھ بھی سمجھ نہیں آرہا تھا۔۔

میثم کو تھوڑی بہت عربی آتی تھی اس لئے انہیں سمجھا کر لے آیا تھا۔۔

باس نے آتے ہی اسے اپنے ساتھ لے جانے کا بتایا اور اس کو ڈر گز سے دور کر دیا۔۔۔

وہ تب سے ایک ہی ورد کئے جا رہی تھی آنکھیں مسلسل بند تھیں جسم ایسے جھٹکے لیتا مانو کسی نے بجلی کی تار پکڑا دی ہو۔۔۔

ملازمہ اس کی حالت پر آنسو پیتی اس کے آنسو اور چہرے کے زخم صاف کرتی حجاب ٹھیک کر رہی تھیں۔۔

اس کے اپنے ہاتھوں اور چہرے پر ناخنوں کے ان گنت نشان تھے۔۔ اسے جب کچھ سمجھ نہیں آتا تو اپنے آپ کو نوچنے لگتی تھی جس کی وجہ سے نشان بڑھتے جا رہے تھے۔۔

چیخ چیخ کر اس کا گلا بیٹھ چکا تھا، حالت خراب ہوتی جا رہی تھی، سسکتے ہوئے التجائیں کر رہی تھی ملازمہ کا دل بند ہونے لگا تو جلدی سے اپنا کام کر کے روم سے نکلی۔۔۔

زامیہ گن لوڈ کرتی ہر چیز کا جائزہ لے رہی تھی کہ حمزہ دھاڑ سے دروازہ کھولتا اس کے کمرے میں پہنچا۔۔۔

"تمیز چھو کر بھی گزری ہے ایسے آیا جاتا ہے روم میں۔۔؟"

زامیہ گن کو سیف میں رکھتی بھڑک کر بولی۔۔

"بالکل میں ایسے ہی آتا ہوں۔۔ مجھے پتہ بتا دو میں خود چلا جاتا ہوں تم لوگوں سے کچھ نہیں ہو گا۔۔۔ میری عینا وہاں نجانے کس حال میں ہو گی کھانا بھی کھاتی ہو گی کہ نہیں۔۔۔ اس کی حالت ویسے بھی ٹھیک نہیں رہتی میری عینا بیمار رہتی ہے ایسا نا ہو حمزہ میر کو جیسے بھول گئی ہے ویسے ہی حمزہ کو بھول جائے۔۔۔

زامیہ اگر اب ایسا کچھ ہوا تو میں مر جاؤں گا۔۔ پلیز جلدی کچھ کرو، وہ یہ قید برداشت نہیں کر سکے گی۔۔"

شدت غم نے ایسا غلبہ پایا کہ وہ زامیہ کے سامنے بکھر گیا۔۔

ہاتھوں میں چہرہ چھپائے رونے لگا۔۔۔ زمین پر گھٹنوں کے بل بیٹھا یہ وہ حمزہ میر تو نہیں لگ رہا تھا جسے دیکھ کر لڑکیاں آہیں بھرتی تھیں۔۔ وہ تو بس عینا کا دیوانہ لگ رہا تھا جو مر جانے کو تھا۔۔

زامیہ اس کی حالت دیکھ کر اتنا ٹوٹی کے آنسوؤں پر بندھ نا باندھ پائی۔۔

"حمزہ ہم عنادل کو کچھ نہیں ہونے دیں گے میں میثم اور تم ہو نا ہم سب مل کر وہاں سے باحفاظت نکال لیں گے اور اس کے پکڑنے والوں کو عبرت کا نشان بنا دیں گے پھر کبھی عینا اپنے میر سے جدا نہیں ہو گی۔۔۔

پتہ ہے مجھے کبھی کبھی تم سے جیلس فیل ہوتا ہے تم عنادل کو کتنا چاہتے ہو اور میثم مجھے بالکل نہیں چاہتا۔۔"

سب بات خاموشی سے سنتے ہوئے حمزہ نے آخری بات پر اسے گھور کر دیکھا۔۔ وہ بے چارہ اتنا خوار ہوتا تھا اس کے پیچھے اور وہ کہہ رہی تھی میثم اس سے محبت نہیں کرتا تھا۔۔۔

"میثم کی محبت جورو کے غلام والی ہے اس کی بات نہیں کرو۔۔۔ شیر ہو کر بیوی کے سامنے گیدڑ بنا رہتا ہے۔۔۔"

حمزہ اٹھتے ہوئے بولنے لگا وہ واپس اپنے خول میں سمٹتا میثم کا تمسخر اڑانے لگا۔۔

"اب زیادہ ہو رہا ہے حمزہ۔۔"

وہ بات کرتے ہوئے گھڑی کی سوئیوں کو دیکھ رہی تھی ابھی رات کے دس بجے تھے، نکلنا تو اسے ایک بجے تھا لیکن وہ گیارہ بارہ بجے نکلنے کا سوچتے ہوئے حمزہ کو دیکھ رہی تھی اسے کیا کہتی کہاں جارہی ہے وہ بھی پیچھے آتا۔۔

"تم مجھے یہ بتاؤ اور کتنے دن انتظار کروں اب تو چوتھا دن اختتام ہونے کو ہے اتنے دن میں نے عینا کو نہیں دیکھا میری حالت نہیں سمجھ سکتی تم کوئی نہیں سمجھ سکتا۔۔"

وہ کہتا غصہ میں ٹیبل پر رکھا گلاس گرا کر نکلتا چلا گیا۔۔

گلاس چھناکے کی آواز سے ٹوٹ کر بکھر گیا۔۔

اس گلاس میں اور حمزہ میں اس وقت کوئی فرق زامیہ کو محسوس نہیں ہوا۔۔ دونوں ہی ٹوٹ کر بکھر گئے تھے۔۔

زامیہ نے مڑ کر اپنا ڈریس نکالا جو وہ عموماً مشن میں پہنتی تھی فل بلیک۔۔

پینٹ پر ٹی شرٹ پہنے ہاف بلیک کوٹ لئے۔۔

سر پر کیپ جمائے چہرے کو ماسک سے ڈھکے وہ گیارہ بجے تیار تھی۔۔۔

حمزہ کو دیکھا وہ اپنے روم میں بند تھا۔۔

وہ گن کو اپنی ٹانگ پر لگی بیلٹ میں لگاتی وہ سیدھی ہو کر اپنا جائزہ لے رہی تھی۔۔۔

آہستہ قدموں سے نکل کر اس نے حمزہ سے بچتے ہوئے دروازہ لاک کیا تھا۔۔

اندھیرا چارسو پھیلا ہوا تھا۔۔زامیہ کو اندھیرے سے مانوس ہونے میں کچھ ٹائم لگا تھا۔۔

وہ چلتی ہوئی کچھ دور کھڑی بلیک ہیوی بائیک پر سوار ہو کر پھرتی سے نکل گئی۔۔

حمزہ بھی پیچھے سے اس کے جانے کے بعد اپنی کار میں بیٹھ کر نکلا۔۔

اسے معلوم تھا وہ اسے ساتھ لیکر نہیں جائے گی اس لئے اس کی جاسوسی کر رہا تھا اور جاسوس کی جاسوسی صرف حمزہ میر ہی کر سکتا تھا۔۔

اسی حویلی نما کوٹھری کے پاس زامیہ اپنی بائیک روکے ہیلمٹ کو سر پر ہی چڑھائے کھڑی ہو گئی۔۔

اندھیرے میں کچھ دیکھائی نہیں دے رہا تھا۔۔

اسے کافی دفعہ محسوس ہوا پیچھے کوئی ہے اور پیچھے جو تھا اس کا اسے بخوبی اندازہ ہو چکا تھا اس لئے راستے میں مختلف ٹرن لیتی وہ حمزہ کو چکما دینے میں کامیاب ہو چکی تھی وہ جذباتی عنادل کو دیکھ کر کچھ بھی کر سکتا تھا.... کچھ بھی۔۔

ایک بجے باس کو یہاں سے عنادل کو لیکر نکلنا تھا لیکن وہ بارہ بجے ہی نکلتے ہوئے دیکھائے دیئے۔۔

میثم نے عنادل کو ویل چیئر پر بیٹھایا ہوا تھا زامیہ کا خوف سے دل کانپ اٹھا اس کا حال بہت مختلف تھا چار دن

میں وہ پہچاننے کے قابل بھی نہیں رہی تھی۔۔

لاغر ساوجود ہڈیوں کا ڈھانچہ ہو گیا تھا۔۔ آنکھیں بند تھیں اندھیرا ہونے کے سبب زامیہ گاڑی کی جلتی روشنی میں بس اتنا ہی دیکھ سکی۔۔

" گینگسٹر تجھے تو اِس دنیا میں جو حساب دینا ہو گا وہ تو دینا ہو گا لیکن تجھے اُس دنیا میں جو حساب دینا ہو گا وہ شاید تم جیسے لوگ نا سمجھ سکیں۔۔ اگر سمجھ سکتے تو یہ کام ہی کیوں کرتے۔۔"

زامیہ زیرِ لب بڑابڑا رہی تھی۔۔ اپنے پیچھے ملتے ہوئے پتے محسوس ہوئے تو پلٹ کر دیکھا حمزہ بھی اسی کے اسٹائل کا گیٹ اپ کئے ہوئے آیا تھا۔۔

" میثممم" دانت کچکچا کر وہ سمجھ چکی تھی اس نے حمزہ کی ہیلپ کی ہے اس لئے وہ یہاں تک پہنچا ہے۔۔

اس کے منع کرنے کے باوجود بھی میثم سے حمزہ کا جنونی انداز برداشت نا ہوا تو ایڈریس دے دیا۔۔

اب وہ آنکھوں میں تمسخر لئے زامیہ کو دیکھ رہا تھا جس کی کالی آنکھیں غصے سے اسے گھور رہیں تھیں۔۔

"ہیلو مس زامیہ چودھری۔۔ میں اپنی عینا کو بچانے آیا ہوں کیونکہ مجھے تم پر بھروسہ نہیں ہے۔۔"

حمزہ کہہ کر ارد گرد کا جائزہ لے رہا تھا شکر تھا وہ عنادل کے جانے کے بعد آیا تھا ورنہ اس کالے باس کے ساتھ کام کرنے والے بڑے مگر مچھوں کو نہیں پکڑ پاتے۔۔۔

یہاں سے ان کا کام تمام کرنا باس کے ہاؤس سے کام تمام کرنے سے زیادہ آسان تھا لیکن یہاں سے صرف

چیلے پکڑے جاتے لیکن ہاؤس سے بڑے نامور دہشت گرد پکڑے جانے کے قوی امکانات تھے۔۔۔

ہیڈ چیف بختیار خلجی کی مکمل سپورٹ سے زامیہ پروپر اٹیک کے لئے ٹیم تشکیل دے چکی تھی جو یہاں وہاں عام لوگوں کے بھیس میں گھومتے زامیہ کے اشارے کے منتظر تھے۔۔وہ ایک اشارہ دیتی اور ان کا اٹیک اس گروہ کو چاروں شانے چت کرنے پر مجبور کر دیتا۔۔۔

زامیہ سیاہ لباس پر گہری سیاہ آنکھوں سے غور سے جائزہ لیتی اسی سیاہ رات کا حصہ معلوم ہوتی تھی۔۔

میثم نے یہ کہا تھا وہ اس کے ساتھ جائے گا لیکن زامیہ نے دیکھا تھا میثم کو باس اپنے ساتھ ہی لے گیا تھا۔۔ آخر اس موٹے نے کیا سوچ کر اپنے ساتھ جونی کو رکھا ہوا تھا۔۔۔

ان کے کڑے پہروں میں میثم میسج بھی نہیں کر سکتا تھا لہذا خاموشی سے بیٹھا ان کے ساتھ باس کے ہاؤس نکل گیا۔۔۔

زامیہ کو بتانا تھا لیکن ان سب کے سامنے موبائل یوز کرنا ان کو شک میں ڈال سکتا تھا۔۔۔

عنادل کو حمزہ کے آنے سے کچھ وقت پہلے ہی وہ لے جا چکے تھے۔۔۔

زامیہ کچھ سیکینڈ بعد بائیک پر سوار بنا حمزہ کو کچھ کہے نکل گئی پیچھے حمزہ بھی اپنی گاڑی میں اسے فولو کرنے لگا۔۔۔

میثم نے ایک احسان یہ کیا تھا کہ اپنی لوکیشن اسے سینڈ کر دی تھی اور وہ لوکیشن کی مدد سے میثم کی بلیٹ

پروف گاڑی کو فولو کر رہی تھی۔۔

ایک بج کر بیس منٹ پر گاڑی کو بریک لگی۔۔

دو گھنٹے کے سفر نے اچھا خاصہ زچ کر دیا تھا۔۔۔

زامیہ کو فکر ستائی اگر حمزہ نے عنادل کو اترتے ہوئے ایسی حالت میں دیکھ لیا اور ان کے پاس چلا گیا تو۔۔

لیکن اسے یہ نہیں معلوم تھا میثم نے کس شرط پر اسے وہاں تک کی رسائی دی تھی۔۔۔

جھاڑیوں کے پیچھے زامیہ اور حمزہ تھوڑا سا چہرہ نکالے سب دیکھ رہے تھے۔۔

میثم گاڑی سے اترا اور عنادل کو وہیل چیئر سمیت باہر نکالا۔۔ یہاں حمزہ کا دل پورے وجود میں دھڑکتا ہوا محسوس ہوا۔۔۔

زردی مائل رنگت پر گہری پلکیں سایہ فگن تھیں۔۔ اس پر لاغر سا وجود۔۔ حمزہ کی جان نکالنے کے مترادف ہی تو تھا۔۔ نجانے وہ اسے اس حالت میں دیکھنے کے بعد بھی کیسے زندہ تھا۔۔

وہ نم آنکھوں سے خود سے سوال کرتا پوچھ رہا تھا۔۔

زامیہ نے چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔۔ آنکھوں کو میچے لمبی سانس لے رہا تھا۔۔

جیسے یہ سب اس پر گزر رہا ہو۔۔

عنادل کو اچانک ہوش آیا تو چیخنے لگی۔۔ اتنا کہ میثم کو بے ہوش کرنے کے لئے نیند کا انجیکشن دینا پڑا۔۔ وہ روم میں بے سود پڑی اپنی حالت اور واقعات سے بے بہرہ تھی۔۔

اسے نہیں معلوم تھا وہ کس چیز کے لئے تڑپتی ہے۔۔ کون اس کا اپنا ہے کون پرایا۔۔ کیا سہی ہے کیا غلط۔۔ اسے صرف پاؤڈر نما وہ سفید زہر چاہئیے تھا۔۔ دنیا کو جیسے عنادل بھول ہی بیٹھی تھی۔۔ کچھ وقت اپنے یاد آتے رہے لیکن ڈرگز جب کم ملنی شروع ہوئی تو سب بھولتا گیا صرف سفید پاؤڈر یاد رہا جس کی وجہ سے یہاں موجود خود اذیتی کے دن کاٹ رہی تھی۔۔۔ جو لے کر سکون اس کے اندر تک اتر جاتا تھا۔۔

کچھ دیر میں چار پانچ بڑی بڑی گاڑیوں میں لوگ آئے کچھ درمیانہ عمر کے تھے کچھ عمر دراز سے لوگ تھے۔ جن کے چہروں سے ہی وحشت ٹپک رہی تھی۔۔۔

زامیہ کو حیرت ہوئی عنادل کو دیکھ لینے کے بعد بھی حمزہ کیوں ساکن و جامد کھڑا تھا اس نے تو سوچا تھا اگر وہ عنادل کے پاس بھاگے گا تو زامیہ اسے بے ہوش کر دے گی۔۔ لیکن اپنا بنایا گیا پلان خراب ہونے تو بالکل نہیں دے گی۔۔۔

لیکن زامیہ کی سوچ کے بالکل برعکس تھا حمزہ کے تاثرات۔۔۔

"جن کا تمہیں انتظار تھا وہ لوگ بھی آ گئے اب ہم اندر کب جائیں گے۔۔؟"

کچھ وقت بعد حمزہ آہستہ آواز میں سامنے بڑے سے ہاؤس کو دیکھتے ہوئے زامیہ سے پوچھ رہا تھا۔۔ لہجے میں شدت محسوس کی جا سکتی تھی، بے چینی آنکھوں سے عیاں ہوتی دیکھائی دے رہی تھی۔۔

"سر کے آرڈرز موصول ہونے تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔۔اور یہاں موجود لوگوں کو میرے آرڈرز کا انتظار ہے۔۔"

زامیہ نے بتا کر چھوٹی آنکھ کئے اوپر کھڑی میں تقریباً بیس کے قریب لوگوں کا عکس دیکھ رہی تھی۔۔

"یہاں کے لوگ مطلب۔۔؟ یہاں کون لوگ ہیں ہم دو کے علاوہ۔۔؟"

وہ حیرت سے ارد گرد دیکھتا ہوا استفسار کرنے لگا۔۔۔

"اوہ مین۔۔!! ہم ایجنٹ لوگ اپنی شناخت ایسی ہی تو عیاں نہیں کر دیتے تمہیں کیا لگتا ہے ملگجے سے لباس میں ایک بھیک مانگنے والا کون ہو سکتا ہے۔۔؟ یا ایک عام سا شہری گشت کر تا ہوا کیا کچھ کر سکتا ہے۔۔ پاکستانی آرمی ہو یا آئی ایس آئی اپنے شکنجے میں ایسے جکڑتی ہے پیاسے کو پانی بھی نصیب نہیں ہوتا۔۔ ہماری ایجنسیاں اتنی پاور فل ہیں دوسرے ممالک کی فورسز بھی ہمارے آگے کچھ نہیں ہیں۔۔"

زامیہ کے لہجے میں کیا کچھ نہیں تھا۔۔ فخر۔حب الوطنی کا جذبہ، مر جانے کا حوصلہ سب محسوس کیا جا سکتا تھا۔۔۔

حمزہ نے ارد گرد دیکھا۔۔

دو آگے کے مکان کے باہر دو پہرہ دار بیٹھے اونگ رہے تھے زامیہ کی بات پر شکی انداز سے انہیں دیکھا۔۔

زامیہ ہولے سے ہنس دی۔۔"یہ نہیں ہیں میری ٹیم کے ممبرز اور جانباز بے فکر رہو جب تم دیکھو گے تو

حیران ضرور ہو گے۔۔۔"

حمزہ منہ پھیر گیا۔۔۔

دو بج چکے تھے اندر ہل چل بدستور جاری تھی دونوں گھات لگائے بیٹھے حملہ کرنے کے منتظر تھے۔۔ آج حمزہ کم بول رہا تھا سارا دھیان عنادل کو بچانے کی جانب مرکوز کیا ہوا تھا لہٰذا زامیہ سے لمبی بحث کسی طور ممکن نہیں ہو سکتی تھی۔۔۔

اچانک زامیہ کا موبائل وائبریٹ ہوا۔۔ پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر آنکھوں کے سامنے کیا۔۔

میثم نے اٹیک کرنے کا کہا تھا۔۔

میثم اندر موجود ایک کمرے میں بیٹھا یہاں موجود کیمروں کو ناکارہ بنا رہا تھا اگر حملے کی خبر یہاں سے کوٹھڑی میں پہنچ جاتی تو سب کو ایک ساتھ ہینڈل کرنا ناممکن ہو جاتا۔۔

زامیہ نے اچانک سیٹی بجائی۔۔

سادے لباس میں موجود ہٹے کٹے نوجوان بڑی پھرتی سے آئے اور سامنے کھڑے دو گارڈ کو اپنی سائیلینسر لگی گن سے نشانہ بنایا۔۔

زامیہ دروازے کے پاس موجود اپنے ساتھیوں کو چھپنے کا اشارہ دے رہی تھی۔۔ میثم نے مین ڈور کھولا۔۔

"زامیہ کیئر فل رہنا موٹا اوپر ہے میں اس کو عنادل کو لے جانے سے روکتا ہوں تم یہاں نیچے والوں کو

دیکھو۔۔"

میثم بھی ہاتھ میں گن لئے جلدی جلدی کہہ رہا تھا۔۔

"حمزہ کو اپنی سیفٹی کے لئے گن دو زامیہ۔۔"

"تم نے بلایا ہے تم دو۔۔"

وہ اس کی ہدایت پر عمل کرنے کے بجائے غصہ ہی ہو گئی۔۔

"میرے پاس گن ہے۔۔۔میں اب اتنا بھی کا کا نہیں ہوں مجھے یہ سب بتانا پڑے اور میں بھی تمہارے ساتھ جارہا ہوں۔۔۔"

زامیہ نے میثم اور حمزہ کو خونخوار نظروں سے گھورا جیسے کہہ رہی ہو اور بلالو ان صاحب کو۔۔۔

میثم منہ پر نقاب چڑھائے اندر کی جانب بڑھا۔۔پندرہ سپاہی پر مشتمل ٹیم زامیہ کے پیچھے تھی اور حمزہ میثم دوسری جانب بڑھ گئے۔۔

یہ ہاؤس کم غار زیادہ لگ رہی تھی۔۔

حمزہ نے ان تمام نقاب پوشوں کو غور سے دیکھا ایک کو آتے ہوئے راستے میں پنچر کی دکان کے پاس بیٹھے دیکھا تھا۔۔اور ایک کو ڈیلیور بوائے کے روپ میں دیکھا تھا۔۔۔ایک سیکینڈ کو جو زامیہ کو دیکھ کر نقاب ہٹایا تھا ان میں سے دو کو حمزہ پہچان کر کافی حیرت میں مبتلا ہوا تھا۔۔

واقعی ان کو کیسے پہچانا جاسکتا وہ تو پروفیشنل ورکر کی طرح کام کررہے تھے کون کہہ سکتا تھا یہ سب جاسوس ہیں۔۔۔

زامیہ سامنے آتے ہر بندے کو بنا کسی لحاظ کے ٹپکائے جارہی تھی۔۔

پندرہ بندے ان سب بندوں پر بھاری پڑ رہے تھے۔۔

زامیہ اپنی ٹیم پر باقی بندے چھوڑ کر اس جانب مڑ گئی جہاں میثم اور حمزہ گئے تھے۔۔۔

اچانک ایک دروازہ کھلا اور موٹا باس عنادل کا ہاتھ پکڑے باہر نکلا۔۔سامنے زامیہ کو دیکھ کر ٹھٹک کر رکا۔۔

اس نے غصے سے زامیہ کو دیکھا اور دانت پیسے اس کے ناکارہ بندوں نے ایک اجنبی کو اندر ہی کیسے آنے دیا۔۔

مگر جلد اپنے غصہ پر قابو پاتا وہ نازک اندام زامیہ کو دیکھ کر تمسخر سے مسکرایا۔۔ایک کمزور سی لڑکی اس کا کیا بگاڑ سکتی تھی۔۔

"اس لڑکی کو بچانے آئی ہو۔۔۔؟"

آنکھوں میں بے خوفی لئے وہ اس وقت زامیہ سے پوچھ رہا تھا۔۔

"بالکل اسے ہی لینے آئی ہوں۔۔اور لیکر ہی جاؤں گی چاہے کچھ بھی کرلو۔۔"

زامیہ گن کا رخ اس کی جانب کئے سرد نظروں سے گھورتی ہوئی لہجے میں کڑواہٹ گھولے بتانے لگی۔۔۔

"اوہ بیبی۔۔۔ یہ تو میری ہے اگر اس کے پاس بھی آئی تو یہ ساری گولیاں اس کے جسم کے ساتھ تیرے جسم میں بھی اتار دوں گا۔۔۔ یاد رکھنا اس لئے کہہ رہا ہوں میرے راستے میں نہیں آنا۔۔"

وہ گن عنادل کی کنپٹی پر رکھے مذاق اڑاتا کہہ رہا تھا۔۔

عنادل نیم وا آنکھیں لیے کپکپاتی ہوئی اس باس کی گرفت میں جھول رہی تھی۔۔ کبھی ڈر گز تو کبھی بے ہوشی کے انجیکشن نے اس کو اتنا نیم مردہ کر دیا تھا کہ اس کے لیے کھڑا ہونا بھی مشکل لگ رہا تھا۔۔ ایسا محسوس ہوتا صرف اس کے پاس سانسیں ہیں اور کچھ نہیں ہے۔۔۔

زامیہ نے عنادل کو دیکھتے ہوئے دو قدم پیچھے لئے۔۔۔

"گڈ!! میرے پیچھے نہیں آنا ورنہ یہ ماری جائے گی۔۔"

اس کو معلوم نہیں تھا وہ وہی لڑکی تھی جس پر بھروسہ کر کے پلوشہ کو اس کے حوالے کیا تھا۔۔۔

وہ دو قدم آگے بڑھتا ہوا راہ داری سے گزر رہا تھا۔۔

راہ داری ایسی تھی کہ ایک وقت میں ایک ہی بندہ گزر سکتا تھا۔۔

بڑے مگر مچھوں کو اس کی ٹیم نے قابو میں لے لیا تھا بس ایک یہ باس عنادل کی وجہ سے اب تک شکنجے سے بچا ہوا تھا۔۔

میثم کو غلط راستہ بتایا گیا تھا باس نے ہر شخص کو اس لڑکی کے معاملے میں گمراہ کیا تھا۔۔

اسے تہہ خانے کا راستہ بتایا تھا جو کہ انڈر گراؤنڈ تھا۔۔اس سمیت سب کو کہا تھا وہ صبح عنادل کو لیکر جائے گا تب تک وہ لڑکی اس تہہ خانے میں ہو گی لیکن میثم کو یہ معلوم تھا وہ آج ہی رات میں اسے لے جائے گا۔۔۔

اس کا طیارہ اوپر پرواز بھرنے کے لئے تیار کھڑا تھا۔۔۔

"اتنے سست قدم سے نہیں چل لڑکی تیز چل۔۔"

وہ بار بار لڑکھڑاتی عنادل کے ہاتھ کو مضبوطی سے تھامے ہوئے کھینچتا ہوا لے جارہا تھا۔۔

وہ دیوار سے چوٹ کھاتی ہوئی کھینچتی چلی جارہی تھی جیسے کوئی کٹی ہوئی پتنگ ہو۔۔۔

اسجد صاحب کو ہوش آچکا تھا۔۔وہ عنادل کو یاد کرتے ہوئے سب کو رلارہے تھے۔۔

چند دنوں میں سب کی حالت ایسی ہو گئی تھی جیسے مچھلی بنا پانی کے رہتی ہو۔۔

سب کی زندگیاں مفلوج ہو گئی تھیں۔۔

وجاہت صاحب اور سکینہ بیگم کو بھی ان کی خراب طبیعت کا معلوم ہوا تو وہ بھی ادھر ہی پہنچ گئے لیکن انہیں یہ جان کر صدمہ ہی لگ گیا عنادل گمشدہ ہے اور حمزہ اسے لینے گیا ہے۔۔۔

"بیگم آپ کے بیٹے نے ہمیں بتادیا ہوتا کہ یہ سب چل رہا ہے تو ہم اپنے ری سار سز استعمال کر کے بچی کو

لے آتے۔۔"

ان کے ماتھے پر اپنے بیٹے کا بات چھپا جانے کے غم کے علاوہ ایسا کوئی عنادل کے لئے تاثر نہیں تھا جسے دیکھ کر عنادل کی فیملی کو خوف ہوتا۔۔۔وہ خود پریشان سے ادھر ادھر کال کرتے عنادل کے بارے میں بتا رہے تھے۔۔

"ہمارا بیٹا سمجھتا ہے ہم یہ جان کر عنادل سے متنفر ہو جائیں گے اس لئے چھپائے ہوئے ہے۔۔۔

آپ کو شاید یاد ہو ایک بچی عینا ہوا کرتی تھی جس کے پیچھے حمزہ پاگل تھے یہاں تک کے انہوں نے پروموٹ ہونے سے انکار کر دیا تھا ہمیں تو یہ وہی بچی لگتی ہے۔۔۔حالانکہ ہم کبھی ملے نہیں لیکن ہمیں سو فیصد یقین ہے یہ حمزہ کی عینا ہی ہیں۔۔"

سُکینہ بیگم پر سوچ نظریں وجاہت صاحب پر جمائے اپنا خیال پیش کر رہی تھیں۔۔

اور ہمیں یقین ہے یہ وہی ہیں۔۔جو انسان شادی کے نام سے بھاگتا تھا وہ اچانک سے شادی کے لئے راضی ہو گیا بیگم یہ بچپن کی محبت کا اثر ہے بچپن کی محبت کے رنگ گہرے ہوتے ہیں یہ اپنا رنگ اور چھاپ ضرور چھوڑتی ہے۔۔

ہم بچی کے لئے کچھ کرتے ہیں اگر ہمیں اپنے بیٹے کو بچانا ہے تو ہمیں اپنی بچی کی زندگی بچانی ہو گی۔۔۔"

وجاہت صاحب کہہ کر میجر جو ان کے دوست بھی تھے ان کے پاس نکل گئے۔۔۔

انہیں یقین تھا وہ ضرور ان کی مدد کریں گے۔۔۔

سُکینہ بیگم وہیں ہسپتال میں مہر النساء بیگم کو سہارا دینے کے لئے موجود تھیں جو خاوند اور بیٹی کے غم میں نڈھال تھیں اور ہادیہ سے سنبھالے نہیں جا رہی تھیں۔۔۔

میثم اور حمزہ تہہ خانے میں پہنچے تو وہاں اندھیرے اور کاٹھ کباڑ کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔۔۔

"عنادل۔۔۔عینا۔۔۔کیا تم یہاں ہو عنادل جواب دو۔۔۔"

حمزہ دیوانہ وار چلاتے ہوئے پکار رہا تھا۔۔

پسینہ چہرہ سے بہتا ہوا شرٹ میں جذب ہو رہا تھا۔۔

میثم اسے باہر لے آیا ان کا تو وہاں جا کر دم ہی گھٹنے لگا تھا۔۔ ایک زندہ وجود وہاں چند منٹ بھی نہیں رہ سکتا تھا۔۔۔

"حمزہ عنادل وہاں نہیں ہو سکتی ہے۔۔ ہمیں کہیں گمراہ تو نہیں کیا باس نے۔۔۔ حمزہ وہ۔۔۔ وہ عنادل کو لے جائے گا۔۔۔"

میثم کے بولنے پر حمزہ بنا کوئی بات سنے بھاگتا چلا گیا اسے نہیں معلوم تھا کون سا رستہ اسے عنادل تک پہنچائے گا پھر بھی ہر راستے پر اس امید کے ساتھ بھاگ رہا تھا شاید عنادل اس راستے کے پار مل جائے۔۔۔

وہ پاگلوں کی طرح ہر کمرہ ہر راہداری میں جھانکتا عنادل کو پکار رہا تھا۔۔

اچانک سے پانچ آدمی نمودار ہوئے۔۔

اور آتے ساتھ حمزہ پر جھپٹ پڑے۔۔

حمزہ مزاحمت کرتا ان پانچوں سے بیک وقت نمٹ رہا تھا۔۔ تھوڑی دیر میں میثم بھی آچکا تھا۔۔

حمزہ دو آدمیوں پر ایک ساتھ لاتوں گھونسوں کی برسات کرتے ہوئے کوئی جنونی انسان لگ رہا تھا۔۔۔

ہاتھ کا مکا بنا کر پہلے ایک آدمی کی آنکھ پر مارتا ہوا پیچھے ہوا تو دوسرے آدمی نے حمزہ کو جکڑ لیا۔۔۔

حمزہ کے اچانک جھٹکا دینے پر وہ اسے چھوڑ گیا۔۔۔

اور حمزہ نے اپنی گن سے پہلی بار فائر کیا گولی سیدھا دل میں پیوست ہوئی اور وہ آدمی نیچے دھڑام سے گرا۔۔ دوسرے آدمی پر فائر کرتا حمزہ میثم کو اپنا ہی ساتھی لگا۔۔۔ جنونی سا۔۔۔ حمزہ ان دو کو موت کے گھاٹ اتار گیا تھا جبکہ میثم نے ان تینوں کو ٹھکانے لگایا۔۔۔ اور دونوں آگے بڑھنے لگے۔۔

کچھ فاصلے پر کسی کے کراہنے کی آواز نے دونوں کا دل دہلا دیا تھا۔۔۔

نسوانی آواز پر ایک کو عنادل یاد آئی دوسرے کو زامیہ کا خوف لاحق کر گیا۔۔۔

ہادیہ بات کرنے کے بہانے تلاش کرتی ہوئی خرم کو کبھی کھانے کا پوچھ رہی تو کبھی پانی کا۔۔ مہرالنساء بیگم اپنے بیٹے کی سرد مہری پر اسے سمجھانے کا سوچنے لگیں۔۔۔

سُکینہ بیگم ڈرائیور کے ساتھ جا چکی تھیں۔۔

اسجد صاحب دوائی لیکر سو رہے تھے اور ان کے ہوش میں آتے ہی انہیں ڈسچارج کر دیا جانا تھا۔۔

ان کے ہوش میں آنے کا انتظار کرتے وہ سب تمام سامان باندھے ایک دوسرے سے کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔۔ خرم صوفے پر ہادیہ سے کافی فاصلے پر بیٹھا تھوڑی پر ہاتھ رکھے بیٹھا تھا۔۔ ہادیہ کبھی اسے دیکھتی تو کبھی ادھر ادھر دیکھنے لگتی۔۔ بیٹے اور بہو کے رویے کو دیکھتی مہرالنساء بیگم آیتیں پڑھتیں اسجد صاحب پر دم کر رہی تھیں۔۔

ان دونوں سے گھر جا کر بات کرنے کا سوچ کر وہ بھی خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

زامیہ موٹے باس کے جانے کے بعد تھوڑا ٹھہر کے پیچھے نکلی۔۔

وہ چھپ کر مکمل تیاری کے ساتھ کھڑے طیارے میں سوار ہو رہا تھا زامیہ نے شوٹ کیا تو بازو کے پاس گولی چھو کر گزر گئی، باس عنادل کو چھوڑ تا پلٹ کر دیکھ رہا تھا۔۔۔

عنادل کے مسلسل ہلنے کی وجہ سے زامیہ کا نشانہ چوک گیا تھا۔۔

عنادل اپنا ہاتھ آزاد ہوتے ہی زمین پر بیٹھتی چلی گئی تھی کہ موٹے باس نے اس کی کلائی مضبوطی سے تھام کر جھٹکے سے اسے کھڑا کیا۔۔۔

"تم یہاں نہیں رک سکتی پرنسز یہ سب تمہارے دشمن ہیں، مار ڈالیں گے۔۔"

باس زامیہ کو تمسخر سے دیکھتا عنادل کو خود سے لگاتا بول رہا تھا۔

زامیہ کا اس حرکت پر خون کھول اٹھا، وہ وار کرنے کے لئے آگے بڑھی تھی کہ پیچھے سے کسی نے حملہ کر کے اسے گرا دیا۔۔۔

عنادل نفی میں سر ہلاتی باس سے دور ہونے کے لئے ہلکان ہو رہی تھی، وہ مسلسل مزاحمت کرتی باس کو طیش دلا گئی۔۔

اس نے پوری قوت سے اس کے نازک چہرے پر طمانچہ مارا، ایک تھپڑ سے ہی عنادل لڑکھڑا کر فرش پر ڈھے سی گئی۔۔ ہونٹ جو پہلے ہی پھٹا ہوا تھا اس پر دوبارہ ضرب لگنے سے مزید پھٹ گیا۔۔ زرد کمزور چہرے پر تھپڑ کے نشانات واضح تھے، گال سوج چکا تھا اور ہونٹ سے خون کی لکیر تیزی بہہ نکلی۔۔

"عورتوں پر ہاتھ اٹھاتا ہے کمینہ انسان ہمت ہے تو لڑ کر دیکھا۔۔ بزدلوں کی طرح پیچھے سے وار کر رہا ہے ہمت ہے تو سامنے سے وار کر۔۔۔"

زامیہ عنادل کے گال پر لگنے والے تھپڑ کو برداشت نہیں کر پائی اور بیلٹ میں لگے خنجر کو نکال کر اپنے پیچھے موجود آدمی کے پاؤں میں گھونپا پھر اٹھ کر اس کی گردن پر پھیرتی اس کا کام تمام کر گئی وہ جو گن لوڈ کر رہا تھا گردن پر ہاتھ رکھے پیچھے ہونے لگا۔۔۔

موٹا باس عنادل کو وہیں چھوڑے اس تک پہنچا۔۔ جو اس کا خاتمہ کرنے کے لئے آگے بڑھ رہی تھی۔۔

زامیہ اس سے پہلے حملہ کرتی اس موٹے نے اپنا بھاری بوٹ زامیہ کے پاؤں پر رکھ کر کچلنا شروع کر دیا۔۔

زامیہ کے ہاتھ کو جھٹکا دے کر گن اور خنجر کو اس کے ہاتھ سے دور پھینکا جو وہ اس آدمی کو مارنے کے بعد نیچے پڑی گن اٹھا گئی تھی۔۔۔

"کیا سمجھتی ہے اپنے آپ کو تو عورت ہو کر اس کو بچائے گی۔۔۔ ارے یہ تیری بہت بڑی خوش فہمی ہے۔۔۔

اس لڑکی کو اب مجھ سے کوئی دور نہیں کر سکتا، یہ میری ہو چکی ہے۔۔"

باس کے جملے زامیہ کا دماغ جلا رہے تھے، وہ مسلسل کام کے سبب پہلے ہی اپنا اسٹیمینا لوز کر گئی تھی اس وجہ سے پاؤں پر لگی چوٹ پر نڈھال ہوئی۔۔

باس نے آگے بڑھ کر اس کے چہرے سے نقاب کھینچ دیا۔۔۔

"اوہ واہ۔۔تُو تو وہی ہے جس سے میرا حساب نکلتا تھا۔۔۔"

وہ زامیہ کو دیکھتے ہوئے خوشی سے بولا۔۔۔زامیہ نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اچانک اس کے منہ پر مکامارا تو وہ چار قدم پیچھے ہٹا۔۔۔

وہ منہ پر ہاتھ رکھے واپس وار کرنے کے لئے آگے بڑھا لیکن زامیہ نے اس بار بھی ناکام کر دیا۔۔

بے ہوش پڑی عنادل ہوش میں آتی کراہنے لگی تھی۔۔

اس کی آواز پر زامیہ کا دھیان اس کی طرف گیا تو باس نے موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے ہاتھ پر اس کے ہی خنجر سے وار کر دیا۔۔زامیہ شدید تکلیف کے باوجود بھی اس سے لڑ رہی تھی۔۔یہاں سے نکلنا چاہتی تھی عنادل کو لے جانا چاہتی تھی۔۔۔

اور لڑتے ہوئے زامیہ ہمت ہار گئی باس نے قدموں میں بٹھا کر اس کے ہاتھ پر مزید وار کئے تاکہ وہ ہاتھوں کا استعمال نا کر سکے۔۔۔

"آہ بے بی مجھے تم پر ترس آرہا ہے۔۔کیا کہہ رہی تھی آگے سے وار کرو۔۔چچ چچ تمہاری حالت دیکھ کر ترس آ رہا ہے بچانے اسے آئی تھی اب بے موت خود ماری جاؤ گی۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے گن لوڈ کرنے لگا۔۔۔زامیہ نے ہمت جمع کر کے دوبارہ طیش میں وار کرنا چاہا لیکن اس نے فائر کر کے اسے مزید نڈھال کر دیا۔۔دل کے قریب گولی لگنے سے زامیہ عنادل کو پکارتی ہوئی خون میں لت

پت گر گئی۔۔

باس اسے مکمل ختم کرنے کے لئے گن لوڈ کر کے دوبارہ فائر کرنے لگا۔۔۔

آسمان میں چیخیں بلند ہوئیں۔۔

ان دونوں نے جیسے ہی زامیہ کی آواز اوپر کی جانب سے آتے ہوئے سنی تو بنا وقت ضائع کئے دوڑتے ہوئے اس آواز کا پیچھا کرتے سیڑھیاں پھلانگتے ہوئے اوپر پہنچے اور سامنے عنادل کے ساتھ ساتھ زامیہ کو خون میں لت پت پایا۔۔۔

زامیہ کو اس سے پہلے کہ دوسری گولی لگتی اور وہ مرنے کے دھانے پر پہنچتی پیچھے سے حمزہ نے آتے ہی فائر کا منہ اس گینگسٹر باس کے اوپر کھول دیا۔۔۔

جتنی گولیاں اس کی گن میں تھیں سب اس کے جسم میں پیوست ہو گئیں اور اس کی چیخیں آسمان کو چھوتی ہوئی کچھ دیر بعد دم توڑ گئیں۔۔۔

جبکہ میثم زامیہ کی حالت پر ساکن کھڑا اسے دیکھے جا رہا تھا اگر حمزہ بروقت گن نا چلاتا تو آج زامیہ زندہ نا ہوتی۔۔ ایک گولی تو وہ کھا چکی تھی لیکن دوسری گولی لگنے سے پہلے حمزہ نے فائرز کر کے اس کو بچا لیا جبکہ میثم زامیہ کو خون میں تربتر دیکھ کر اپنے حواسوں میں نہیں تھا۔۔۔ اور حمزہ نے عنادل کو دیکھنے کے بعد بھی

کھوتے ہوئے حواسوں کو واپس لاتے ہوئے کاروائی کر دی تھی۔۔

اس باس کے نیچے گر جانے کے بعد حمزہ بھاگ کر زامیہ تک پہنچا۔۔

"حمزہ عنادل۔۔ حمزہ وہ۔۔ مر جائے گی۔۔۔ ا۔۔ اس کو بچالو۔۔۔ میں۔۔۔ ٹھی۔۔۔ ٹھیک ہوں۔۔"

اکھڑتی سانسوں اور جسم میں پیوست گرم سی چیز محسوس کرتے زامیہ اٹک اٹک کر کہہ رہی تھی نظریں میثم کی جانب تھیں جو اسے بنا کچھ کہے دیکھے جا رہا تھا۔۔۔

"میثم ادھر کیا کھڑے ہو ڈیم اٹ!!زامیہ کو ہاسپٹل پہنچاؤ۔۔"

سامنے کھڑے میثم کو دیکھ کر حمزہ نے چیخ کر کہا وہ حمزہ کی دھاڑ پر چونک کر بھاگتا ہوا زامیہ تک پہنچا۔۔۔ عنادل کو اتنی بری حالت میں دیکھنے کا حمزہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔۔

سوجا ہوا ہونٹ گال پر انگلیوں کے نشان۔۔

سفید پڑتی عنادل، کانپتے ہوئے لب، بند آنکھیں، کھولتا ہوا حجاب، ہاتھوں اور چہروں پر کھروچوں کے نشانات, آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے۔۔۔۔ کمزور سا ڈھانچہ جیسا وجود۔۔۔

حمزہ نے تڑپ کر اس پر جھکتے ہوئے اسے اپنی بانہوں میں سمیٹ کر سینے سے لگا لیا۔۔۔

گال کو سہلاتے جیسے وہ انگلیوں کے نشانات کو غائب کرنا چاہتا تھا۔۔۔

"حمزہ عنادل کو ہاسپٹل لیکر پہنچو۔۔۔"

میثم زامیہ کے بے ہوش ہو چکے وجود کو گود میں اٹھائے اسے بھی کہہ کر بھاگتا ہوا نکلا۔۔۔

حمزہ بھی عنادل کی بند آنکھوں کو بار بار دیکھتے ہوئے باہر کی جانب بڑھا۔۔

باہر بختار خلجی کھڑے تھے۔۔ دو ہوئے نقصان کو دیکھ کر لب بھینچ گئے۔۔

یہ ان کے آرمی آفیسر تھے۔۔ ان کے بڑے سر کو ہائیڈر کھا گیا تھا۔۔ ہر کاروائی ہائیڈ رکھ کر ہی کی جاتی تھی منظر پر صرف وہ ہوتا تھا جو وہ دیکھانا چاہتے تھے پس منظر صرف بنانے والے کو معلوم ہوتا تھا۔۔۔

انہوں جلدی سے اپنی آرمی کی گاڑی میں دونوں کو بیٹھا کر گاڑی دوڑائی۔۔ آرمی کی گاڑی بیچ میں کہیں نہیں رک سکتی تھی۔۔۔

آرمی کے ہاسپٹل میں انہیں لے جایا گیا۔۔۔ جہاں پہنچ کر میثم اور حمزہ کی حالت مرنے کے مترادف ہی تھی۔۔ دونوں نے جو حالت دیکھی تھی اس سے ان کی جان ہی نکلے جا رہی تھی۔۔۔

حمزہ کی شرٹ پر چند خون کے دھبے تھے کیونکہ عنادل کا ہونٹ پھٹا تھا لیکن زامیہ کا خون گولی لگنے کے باعث تیزی سے بہہ رہا تھا جس کے سبب میثم کی بلیک شرٹ خون آلود ہو چکی تھی، پورے راستے میثم خون کو بہنے سے روکتے ہوئے آیا تھا۔۔۔

وہ اسے اپنے پاس دیکھ کر مسکرائی اور بے ہوش ہو گئی۔۔ میثم کو اس کا مسکرانا ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔۔۔

اتنی بری کنڈیشن میں بھی اسے بری طرح جھلسانے کا کام وہی ایک ہی کر سکتی تھی۔۔

"کیا آپ لوگوں کو معلوم ہے آپ کی پیشنٹ کو مسلسل ڈرگز دی جاتی رہی ہے جو کہ وہ کافی عرصے سے لے رہی تھیں۔۔؟"

ڈاکٹر نے باہر آتے بنا کسی تاثر کے حمزہ سے پوچھا۔۔۔

"ڈرگز؟عینا۔۔؟ نہیں آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہو گی۔۔ہاں وہ کڈنیپ ہوئی تھی،ان لوگوں نے چار دن اپنے پاس رکھ کر دی ہو گی۔۔"

حمزہ شاک کی حالت میں سر ہلاتا آنسو پیتے ہوئے ہلکان ہوتا کہہ رہا تھا۔۔

"مسٹر میں کہہ رہا ہوں کافی عرصے سے وہ لے رہی ہیں جس کی وجہ سے پوری بوڈی ایڈ یکٹڈ ہو چکی ہے۔۔ ان کا علاج انتہائی مشکل ہے، ٹیسٹس سے پتا چلا کہ وہ بیمار ہیں برین کی پروبلم بھی ہے انہیں،وہ ویک اور انہیلدی کنڈیشن میں ہیں اور اوپر سے آپ لوگوں کی عدم توجہی کی وجہ سے وہ لمبے عرصے سے ڈرگز لے رہی ہیں۔۔۔ آپ لوگوں کو معلوم ہے جب انہیں فیڈز پڑیں گے تو آپ لوگوں سے خود ان کی حالت دیکھی نہیں جائے گی۔۔۔

ہم پوری کوشش کریں گے انہیں بچا لیں مگر بہت وقت لگے گا انہیں ریکور ہونے میں۔۔"

ڈاکٹر اپنی بات اور ناراضگی ظاہر کر کے جا چکے تھے۔۔

حمزہ نے میثم کو دیکھا وہ نظریں چرا گیا وہ کیا بتاتا ڈاکٹر کا ہر لفظ سچا ہے۔۔۔

"میثم تمہارے وہاں ہونے کے باوجود وہ موٹا کیسے عینا کو ڈر گز دے سکتا تھا یا اس کے پاس بھی کیسے جا سکتا تھا۔۔"

بنا کوئی لحاظ کئے حمزہ نے میثم کا گریبان پکڑ کر کہا اور ساتھ اس کو مارنے لگا۔۔۔

کچھ سپاہی اپنے اتنے بڑے سینئر آفیسر پر ہاتھ اٹھاتے حمزہ کو دیکھ کر آئے لیکن میثم نے ہاتھ کا اشارہ دے کر روک دیا۔۔۔

اسے معلوم تھا وہ ابھی غصے میں ہے اگر حمزہ کی جگہ وہ ہوتا تو اس کا عمل بھی کچھ مختلف نا ہوتا۔۔

"میں کچھ نہیں کر سکا حمزہ۔۔۔ عنادل کو پہلے سے ڈر گز دی جا رہی تھی میں کیسے کچھ کرتا اگر کچھ کرتا تو شاید عنادل کو وہ لوگ اب تک لے جا چکے ہوتے۔۔۔ حمزہ تم نہیں سمجھ سکتے اپنے مشن کو مکمل کرنے کے لیے ہمیں اپنے لوگوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے تڑپتے ہوئے دیکھنا پڑتا ہے۔۔ تم نہیں سمجھ سکتے حمزہ ہم قربانیوں پر قربانیاں دیتے ہیں۔۔ تم نہیں سمجھ سکتے ہم گھر سے دور رہ کر گھر کی حفاظت کی دعا کرتے ہیں جب گھر جاتے ہیں تو ملک کی حفاظت کی دعا کرتے ہیں۔۔۔ حمزہ تم میرا درد سمجھ سکتے ہو جس نے ایک لڑکی کو چاہا شدت سے چاہا اور وہ مجھے چھوڑ کر جانے کے دہانے پر کھڑی ہے۔۔ مجھے معلوم ہے وہ اپنی زندگی میں کتنی تکلیف میں رہی ہے مجھے معلوم ہے اس کے لئے جان دینا آسان ہے لیکن حمزہ میرے لئے اسے مرتے ہوئے دیکھنا آسان نہیں ہے۔۔ پلیز حمزہ اسے کھوناں لوٹ آئے۔۔۔ حمزہ میں اس کے بنا ایک پل بھی نہیں جی سکتا۔۔۔"

حمزہ کا سہارا پاتے ہی ہاتھوں کو پکڑتے ہوئے نیچے بیٹھے رونے لگا۔۔۔

حمزہ نے آنکھیں میچیں وہ اس سے کس موقع پر کیا سوال پوچھ رہا تھا۔۔۔

اس کا بھی دل کیا عنادل کی حالت جو دیکھ کر اس کی روح بھی تڑپ گئی تھی وہ بھی بچوں کی طرح رو دے۔۔۔

"میں سمجھ سکتا ہوں میثم۔۔ بس دعا کرو وہ دونوں ٹھیک ہو جائیں۔۔۔ میں بہت بے بسی محسوس کر رہا ہوں۔۔ مجھے بتاؤ کیا کروں۔۔"

حمزہ کہتے ہوئے گلے لگا۔۔ میثم نے پیٹھ تھپتھپائی۔۔۔

"ہم اس زات سے مانگیں گے ان کی زندگی جو زندگی اور موت پر قادر ہے۔۔ وہی تمہاری اور میری بہن کو لوٹا سکتا ہے۔۔"

میثم نے نم آنکھوں کے ساتھ پریقین لہجے میں کہا تو حمزہ سر ہلا کر ہاسپٹل میں موجود پریئر روم کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

اس کی دوستی تو رب کے ساتھ اچھی اور پکی تھی۔۔ اور اسے تو سب کا بھرم بھی رکھنا آتا ہے۔۔

حمزہ جا چکا تھا میثم نے تھک کر آنکھیں بند کر لیں لبوں پر ڈھیر ساری دعائیں تھیں۔۔

زامیہ کا آپریشن چل رہا تھا۔۔ گولی اندر ہی موجود تھی اور خون کافی بہہ چکا تھا وہ ایک آفیسر تھی اس کے

لئے ایک بڑی ٹیم تشکیل دے کر آپریشن کیا جا رہا تھا۔۔

ایک گھنٹہ گزرنے کے بعد ڈاکٹرز باہر نکلے۔۔

میثم انہیں دیکھ کر بے تابی سے سیدھا ہوا۔۔

"اگلے چوبیس گھنٹے کریٹیکل ہیں ان کے لئے دعا کریں آپ۔۔"

تسلی کے انداز میں ڈاکٹر میثم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر بتا کر واپس روم میں چلے گئے۔۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے زامیہ ٹھیک تو ہے ناں۔۔؟"

حمزہ نے آتے ہوئے دور سے ڈاکٹر کو میثم سے بات کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا اس لئے اسے مزید افسردہ دیکھ کر استفسار کرنے لگا۔۔۔

"چوبیس گھنٹے۔۔۔ چوبیس گھنٹے مزید وہ مجھے تڑپائیں گی۔۔ یا میری زندگی میں آجائیں گی یا۔۔۔"

اللہ کرے تمہاری زندگی برباد کرنے کے لئے واپس آجائے۔۔ اور تمہیں بہت ستائے۔۔۔"

حمزہ نے اس کی بات ٹوک کر اسے ہلکا پھلکا کرنا چاہا لیکن وہ مسکرا بھی نہیں سکا۔۔

اچانک زامیہ کے دو روم چھوڑ کر چوتھے روم سے آوازیں آنا شروع ہوئیں۔۔

عنادل چیختی ہوئی ڈر گز کی تڑپ میں چلا رہی تھی۔۔ حمزہ بھاگ کر روم میں پہنچا۔۔ وہ بند آنکھوں سے چلا

رہی تھی مٹھی میں بیڈ کی چادر کو جکڑا ہوا تھا۔۔ سر دائیں بائیں ہلاتی ہوئی رو رہی تھی۔۔۔

حمزہ بھاگ کر اس تک پہنچا۔۔اس نے کسی کو پاس محسوس کر کے آنکھیں کھولیں۔۔

"مجھے وہ دے دوناں میں تھوڑی سی لوں گی مجھے دے دو میں آخری بار لوں گی سچی دوبارہ نہیں مانگو گی بس ایک بار دے دو۔۔۔"

وہ اپنی حالت کو سمجھ نہیں پا رہی تھی اور نا ہی اسے یہ معلوم تھا وہ ہے کہاں۔۔اور سامنے موجود شخص جس سے گڑگڑا کر زہر مانگ رہی تھی وہ تھا کون۔۔اسے کچھ بھی معلوم نہیں تھا ذہن مفلوج تھا جسم کو ڈرگز کی کمی شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔۔

حمزہ نے لب بھینچتے ہوئے آگے بڑھ کر اسے سینے سے لگا لیا اور سر کو تھپکنے لگا لیکن ایسا کرنا کچھ کام نہیں آیا۔۔

"مجھے دو وہ میں کہتی ہوں مجھے وہ چاہیئے جو مجھے سکون دیتا ہے مجھے میرا سکون چاہیئے۔۔"

حمزہ کو دھکا دیتی وہ مسلسل لرزتے ہوئے آنسوؤں سے تر چہرے کے ساتھ ڈرگز مانگتی اپنے بال نوچنے لگی تھی۔۔ایسی تڑپ حمزہ نے کبھی کسی کی نہیں دیکھی تھی وہ ہونق سا اسے پاگل جنونی انداز میں دیکھ رہا تھا۔۔۔

پھر آگے بڑھ کر اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنی آہنی گرفت میں سختی سے پکڑ گیا۔۔

تاکہ وہ جذبات میں اپنے آپ کو مزید نا نوچے۔۔

اب آواز بند ہو چکی تھی حمزہ سمجھا وہ اب ٹھیک ہے جیسے ہی اسے دیکھنے کے لئے پیچھے ہوا اس پر دوبارہ اٹیک شروع ہوئے اس بار اس کا جسم جھٹکے لے کر لرز رہا تھا۔۔

حمزہ کی سمجھ سے بالاتر تھا پہلی بار کسی ڈرگز ایڈیکٹڈ کو دیکھ رہا تھا ورنہ اس سے پہلے صرف سنا تھا اس کی لت انسان کو موت تک پہنچا دیتی ہے۔۔۔

اچانک ہوش میں آتے ڈاکٹر کو بلانے کے لئے بھاگا۔۔

ڈاکٹرز کے آنے تک عنادل نیم بے ہوش ہو چکی تھی۔۔

ڈاکٹرز پریشانی سے اس کا چیک اپ کر رہے تھے۔۔

"یہ ہوش میں رہیں تو ایسے ہی کرتی رہیں گی آپ پلیز ان کے ہاتھ باندھ دیں ورنہ اکثر ایسے لوگ خود سمیت دوسروں کو نقصان پہنچانے کا باعث بنتے ہیں۔۔ ان کے چہرے ہاتھوں اور گردن کی خراشیں بڑھتی جا رہی ہیں۔۔"

ڈاکٹر کی ہدایت پر نرس نے عنادل کے دونوں ہاتھ باندھنے چاہے۔۔۔

"نہیں۔۔۔ میری بیوی پاگل نہیں ہے جو اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا جائے۔۔ میں یہیں بیٹھا ہوں اگر اٹھ کر خود کو کچھ کرے گی تو میں روک لوں گا ایسے اس کے ہاتھ باندھنے کی اجازت کسی کو نہیں دوں

گا۔۔۔"

حمزہ نے رسی جھٹک کر دور پھینکتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے پھر انہیں زیادہ وقت سلا کر رکھنا ہو گا۔۔"

ڈاکٹر نے بے بسی سے ہار مانتے ہوئے کہا۔۔۔

"نہیں وہ اسٹیبل نہیں ہے زیادہ نیند نقصان دہ ہو سکتی ہے دماغ کا مسئلہ الگ ہے لہٰذا ایسا کریں دن میں دو بار نیند کا انجیکشن دیں اور باقی ٹائم اگر یہ چیختی چلاتی ڈوز مانگتی ہیں تو مانگنے دیں ایسے یہ جلدی ہی اس فیز سے باہر آپائیں گی سلائے رکھنے سے آٹھ دس ماہ لگ جائیں گے۔۔"

دوسرے ڈاکٹر نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور انہیں روک دیا۔۔ حمزہ ان کی باتوں پر شدت غم سے آنکھیں بند کر گیا۔۔

NOVEL IN URDU

"مجھے عینا جلدی واپس چاہیئے۔۔" وہ بے تاثر لہجے میں بول رہا تھا، نظریں عنادل کے چہرے پر ٹکی تھیں۔۔۔ جہاں اسی کے ناخنوں کے نشان تھے۔۔

"انشاءاللہ آپ دعا کریں ہم دوا کریں گے آپ ان کے قریبی ہیں آپ کی دعا وہ کام کرے گی جو ہماری دوا بھی نہیں کر سکتی۔۔"

ڈاکٹر دھیمی آواز میں بہت کچھ سمجھا کر باہر چلے گئے۔۔۔

عنادل کا ہاتھ تھامے حمزہ اپنے چہرے پر ٹکائے ہوئے تھا۔۔ ہلکی بھوری شیو اب بڑھ گئی تھی۔۔ راتوں کو جاگنے کی وجہ سے آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔۔ بنا کچھ کھائے پیئے کمزوری الگ ہو رہی تھی لیکن حمزہ کو اپنی فکر ہی کب تھی۔۔ سامنے ہچکی لیتی نیم بے ہوش سی عنادل برسوں سے اس کے دل پر راج کرتی اس کا سب سکون اپنے پاس رکھ گئی تھی۔۔

ہر وقت مینٹین رہنے والا حمزہ برسوں کی تکان چہرے پر سجائے عنادل کو تکتا جا رہا تھا۔۔

کوٹھی پر حملہ کر کے سب کو پکڑ کر ایسی حالت کر دی تھی کہ وہ سب باتیں اگلنے پر مجبور ہو گئے۔۔۔

بات بتاتے ہوئے جیسے ہی رکتے ان کی انگلی سے ایک ناخن کھینچ لیا جاتا وہ بنا رکے پھولی سانسوں کے دوران بتاتے ہوئے ہر راز پر سے پردہ اٹھاتے چلے گئے۔۔۔

ان کا ساتھ دینے کے لئے ایک بڑی سیاسی جماعت ان کے ساتھ ملوث تھی اور اس کے لئے انہیں ٹھوس ثبوت چاہیئے تھے تاکہ جب پکڑے جائیں تو بھاگنے کے تمام راستے منجمند ہوں۔۔

صرف ایک راستہ ہو وہ راستہ صرف ظلم کے بعد سزا کا ہو۔۔۔

"جب بھی مجھ سے ملتے تھے آنکھوں میں شدید نفرت ہوتی تھی اس نفرت کی وجہ کیا تھی ضامن؟"

میثم ہاتھ سے اس کا منہ دبوچے پوچھ رہا تھا۔۔۔

"تم۔۔۔ تم۔۔۔ تم ان کے ساتھ ملے ہوئے تھے۔۔"

ضامن سامنے جونی اپنے ساتھی کو کسی دوسرے روپ میں دیکھ کر ہکلا گیا۔۔۔

"میں ملا ہوا نہیں تھا میں ہی اس گیم کا ماسٹر مائنڈ تھا۔۔۔ تمہارے گینگ میں شامل ہونا ہمارے پلان کا ہی حصہ تھا اور اپنی ذہانت سے کچھ وقت میں ہی باس کے قریب ہو گیا مجھے افسوس ہے موٹا باس مجھے دیکھے بنا اس دنیا فانی سے کوچ کر گیا۔۔"

بے حد سنجیدہ لہجے میں کہتا میثم اس کے چہرے کی رنگت متغیر کر گیا۔۔۔

"یو۔۔۔"

اس سے پہلے وہ کچھ کہتا میثم نے منہ پر ٹیپ لگا دیا تین ناخن تو وہ نکلوا ہی چکا تھا مزید نکلوانے کا اس میں حوصلہ نہیں تھا۔۔۔۔

NOVEL IN URDU

میثم جب دوبارہ ہاسپٹل پہنچا تو کوریڈور میں سناٹے کا راج تھا صبح ہونے والی تھی لیکن ابھی رات کی سیاہی ہر سو پھیلی ہوئی تھی۔۔

جھینگر کی آواز اس سناٹے کو ختم کرتی محسوس ہو رہی تھی۔۔۔ وہ کوریڈور میں کچھ لمحے کھڑے رہنے کے بعد ہمت جمع کر تازامیہ کے روم کا دروازہ دھکیلتا اندر داخل ہوا۔۔۔

زامیہ بند آنکھوں اور آکسیجن لگے چہرے کے ساتھ سفید پڑ رہی تھی۔۔۔

میثم سست رفتار سے چلتا ہوا اس کے بائیں جانب کرسی رکھ کر بیٹھ گیا۔۔۔

ارد گرد مشینوں کی آواز سنائی دے رہی تھی۔۔

ڈرپ سے جکڑا اس کا ہاتھ لبوں سے لگایا۔۔ پھر آگے بڑھ کر اپنے لب اس کی صبیح پیشانی پر رکھ کر آنکھیں بند کر لیں۔۔

کچھ سیکینڈ بعد پیچھے ہٹا۔۔۔

"زامی اگر یہ آنکھیں کھلی ہوتی تو ضرور مجھے کھا جانے والی نظروں سے گھورتی۔۔

اور میں کہتا یار شوہر ہوں آپ کا کبھی تو شرما دیا کریں۔۔"

اپنی ہی بات پر میثم کے ہونٹوں پر اداس تبسم بکھرا۔۔۔

"زامی مجھے یاد ہے آپ مجھے جب آپ کہا کرتی تھیں تو میں صرف ایک سینئر ہوا کرتا تھا۔۔

مجھے یاد ہے ہمارے نکاح والے دن جب میں آپ سے ملنے آیا تھا آپ نے مجھے تکیوں سے کتنا مارا تھا۔۔۔

میں نے کہا تھا مفت میں ایک فوجی مل گیا ہے شکر ادا کریں۔۔ آپ نے کہا تھا میں تمہیں پچھتانے پر مجبور کر دوں گی اور نکاح کو لٹکائے رکھوں گی۔۔ آپ نے مجھے ضد میں تم کہنا شروع کیا تھا۔۔ لیکن اس تم کی اتنی عادت ہے کہ جب آپ حمزہ کو آپ کے بجائے تم کہتی ہیں تو برا لگتا ہے۔۔۔

بھلے وہ آپ کا بھائی جیسا ہے لیکن پھر بھی آپ کا یوں اسے آپ کہتے کہتے اگلی بات میں تم کہہ جانا مجھے ہرٹ کرتا ہے۔۔

آپ واپس آجائیں میں نے اس دن آپ سے کہا تھا یہ جاب چھوڑ دیں آئندہ نہیں کہوں گا۔۔۔ آپ کا جنون، آپ کی حب الوطنی ہی تو ہے جو آپ کسی رشتے میں بندھنا نہیں چاہتی تھی اور دادا ابو کی وجہ سے ماننا پڑا۔۔۔ میں اس رشتے کے لئے نہیں آپ کے لئے زامی آپ کو کبھی پریشرائز نہیں کروں گا کہ یہ جاب چھوڑ دیں۔۔ میں صرف آپ کو اپنی زندگی سے دور نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے کہہ گیا۔۔۔"

میثم اسے اپنی ہر بات اور فیلنگز بتاتا جا رہا تھا، پھر اس پر جھک کر باری باری دونوں آنکھوں پر عقیدت سے لب رکھے۔۔

"پلیز واپس آجائیں آپ کے علاوہ میرا کوئی نہیں ہے آپ بھی یہ بات جانتی ہیں۔۔"

وہ کہہ کر نم آنکھوں سے باہر نکل آیا مزید وہاں بیٹھتا تو ہر اس بات پر دل آنسو بہانے کے لئے بے تاب ہوتا جس پر برسوں سے بندھ باندھے رکھا ہوا تھا۔۔۔

دور دراز کی مسجدوں سے اللہ اکبر کی صدائیں بلند ہونا شروع ہوئی تو حمزہ جو یک ٹک عنادل کو سوتے ہوئے دیکھ رہا تھا اٹھ کر وضو کرتا اسی روم میں جائے نماز بچھا کر نماز پڑھنے لگا۔۔۔

یہاں سے باہر جاتا تو اسے ڈر تھا عنادل ہوش میں آتے ہی خود کو کچھ کر ہی نا لے۔۔۔

نماز پڑھنے کے بعد دعا مانگ کر مختلف سورتیں جو زبانی یاد تھیں انہیں دہراتا عنادل پر دم کرنے لگا۔۔۔

اسے اندازہ ہو چکا تھا عنادل کی وہ حالت جو اس کے گھر کلاس لیتے ہوئے پہلے دن ہوئی تھی وہ کس وجہ سے تھی۔۔جو س کی بے جا تعریفیں۔۔کال پر سکون مانگنا سب ایک ہی جانب اشارہ کر رہا تھا وہ تب سے ہی ڈر گزلے رہی تھی۔۔۔

اسے خود پر غصہ آیا تھا وہ اتنا لاپرواہ کیسے ہو گیا کہ وہ سب قابل توجہ باتوں کو اگنور کرتا رہا۔۔ لیکن اب آگے کا سب سوچ لیا تھا اسے کیا کرنا ہے۔۔

رات میں نرس آکر اسے دیکھ گئی تھیں وہ انجیکشن کے زیرِ اثر پر سکون سو رہی تھی لیکن یہ سکون اس کے اٹھتے ساتھ ہی ختم ہو جانا تھا۔۔

حمزہ عنادل کا ہاتھ تھامے تھامے نا جانے کب وہی بیٹھے بیٹھے عنادل کے ہاتھ پر سر رکھے سو گیا۔۔۔

وجاہت صاحب نے کال کر کے عنادل کی فیملی میں سب کو کراچی کے آرمی ہاسپٹل پہنچنے کے لئے کہا تھا۔۔۔

وہ عنادل کا سن کر فوراً نکلے۔۔۔

اسجد صاحب لاکھ منع کرنے کے باوجود نہیں مانے تو انہیں بھی اپنے ساتھ لے جانا پڑا۔۔

وجاہت صاحب کے دوست نے سب ڈیٹیل انہیں صبح فون پر دے دی تھی اور ساتھ عنادل جس ہاسپٹل میں تھی اس کا بھی بتادیا تھا۔۔

سُکینہ بیگم اور وجاہت صاحب بھی کراچی کے لئے نکل چکے تھے۔۔۔

وجاہت صاحب کو حمزہ میر پر بہت غصہ آرہا تھا جو یہ تک نہیں بتاسکتا تھا کہ عنادل اور وہ کہاں ہیں کس حال میں ہیں۔۔انہیں تو یہ بھی معلوم نہیں تھا حمزہ کو اپنا ہوش ہی کہاں تھا عنادل کے سامنے وہ بے بس سا ہو گیا تھا۔۔

عنادل کے ساتھ ساتھ خود بھی اس کے غم میں گھل رہا تھا۔۔۔

عنادل نے جاگنے سے پہلے ہلکا سا ہاتھ ہی ہلایا تھا کہ حمزہ چونک کر اٹھ گیا۔۔آنکھوں میں لال دوڑیں سے بن گئے تھے۔۔آنکھیں سوجی رت جگے کی غمازی کر رہی تھیں۔۔۔عنادل کے لب پھڑ پھڑا رہے تھے لیکن آنکھیں بند تھیں۔۔

حمزہ بے قرار سا اس پر جھکا اپنے لبوں کا لمس بکھیرنے لگا۔۔

ڈرپ لگانے آتی نرس اندر داخل ہوئی۔۔حمزہ کی عنادل کے لیے دیوانگی دیکھ کر مسکرائی۔۔

اور عنادل کی ہاتھ میں لگے کینولا میں دوسری ڈرپ لگاتی تھوڑی دور پہنچی تھی کہ عنادل جو پھر سے سسک رہی تھی جیسے ہی ہوش میں پلٹی چیخ و پکار کرنا شروع کر دیا۔۔۔

"ریلیکس عینا تمہارا حمزہ میر یہیں ہے کچھ نہیں ہو گا تمہیں۔۔"

حمزہ کہتا ہوا اس کے گرد بازو پھیلا کر اسے اپنے پاس کرنے لگا جبکہ وہ کانپتی ہوئی شدت سے نفی میں سر ہلا رہی تھی۔۔۔

"جوس جوس دے دو۔۔مجھے تھوڑا سا جوس دے دو تھوڑا سا بس۔۔"

وہ روتے ہوئے تھوڑے لفظ پر زور دیتی نم آنکھوں سے حمزہ کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

حمزہ سرخ آنکھوں کو بند کر کے لمبی سانسیں لینے لگا۔۔۔وہ خود کو ایموشنل ہونے سے روک رہا تھا۔۔

"عینا وہ گندا جوس ہے تم پیو گی تو بیمار پڑ جاؤ گی اس لئے چھوڑو اس گندے جوس کو۔۔۔کیا میں تمہیں اچھا والا جوس لا کر دوں تمہیں مینگو جوس پسند ہے ناں میں لے کر آؤں۔۔۔؟"

وہ عینا کے کانپتے ہاتھوں کو اپنے ہاتھ کی مضبوط گرفت میں لے گیا۔۔اسے خود میں بھینچتے اس کے وجود کی لرزش محسوس کرتا کہہ رہا تھا وہ ہنوز ہچکولے کھاتے ہوئے نفی میں سر ہلا کر روئے جا رہی تھی۔۔

"مجھے وہ جوس چاہیئے جس سے مجھے سکون ملے پلیز تھوڑا سا دے دو۔۔ میرا جسم دکھ رہا ہے۔۔ میں۔۔۔ میں مر جاؤں گی مجھے بچالو۔۔۔ میں مرنا نہیں چاہتی کوئی مجھے وہ پاؤڈر دے دو۔۔ خدا کے لیے مجھے وہ چاہیئے ۔۔"

اس کی گرفت میں بری طرح مچلتی عنادل اس کے سینے سے لگی زور و شور سے روتی ہوئی چیخنے لگی اور اپنے ہاتھ کھینچ کر چھڑواتی اس کے بازو میں ناخن پیوست کر گئی حمزہ کی گرفت ڈھیلی پڑی تھی۔۔۔

وہ خود کو آزاد کرواتی بیڈ سے اتر کر ڈرپ نوچ کر اتارتی خود کو نوچنے لگی۔۔۔ ناخن سے اپنے چہرے پر کٹ لگاتی وہ اس وقت پاگل لگ رہی تھی۔۔۔

"عینا ریلیکس۔۔ میری بات سنو۔۔ پر سکون ہو جاؤ پلیز۔۔"

حمزہ نے ایک بار پھر اسے بہلاتے ہوئے اپنی گرفت میں لینا چاہا لیکن وہ مسلسل چیختے ہوئے روئے ہی چلے گئی۔۔

اچانک سائیڈ ٹیبل پر پڑی قینچی اٹھالی۔۔

"مجھے وہ دے دو جو مانگ رہی ہوں ورنہ اس کو مار دوں گی۔۔"

وہ اب نرس کو دھمکا رہی تھی۔ نرس قابو کرنا چاہتی تھی لیکن حمزہ کی گھوری پر رک گئی۔۔ اب نرس کی جان ہوا ہی ہونے لگی تھی۔۔ وہ کیوں جاگی تھی۔۔۔

"تم مجھے مارنا چاہتی ہو عینا۔۔؟ لیکن مجھے مار کر بھی تمہیں کچھ نہیں ملے گا۔۔ تمہیں ہر قیمت پر اسے چھوڑنے کے لئے یہ درد سہنا ہو گا عینا۔۔"

حمزہ دوبارہ اس سے قینچی لینے آگے بڑھا لیکن عنادل نے حملہ کر دیا اور حملے کے نتیجے میں اس کے سینے پر کٹ لگ گیا۔۔ خون کی ایک لکیر تیزی سے بہنے لگی۔۔

حمزہ نے سینے پر درد محسوس کر کے اسے دیکھا۔۔ وہ پہلے والی پوزیشن میں چلاتے ہوئے خود کو نوچنے لگی تھی۔۔

ڈاکٹر اس کی چیخوں کو سن کر اس تک پہنچ گئے تھے اور نیند کا انجیکشن دینے لگے کہ حمزہ نے روک دیا۔۔

"اس کو اگر آپ لوگ سلائے رکھیں گے تو کیسے سروائیو کرے گی۔۔ پلیز نہیں لگائیں انجیکشن میں یہی ہوں اپنی عینا کا خیال رکھ سکتا ہوں۔۔"

حمزہ کو اب ڈاکٹرز پر غصہ آنے لگا تھا جو خود کہتے تھے زیادہ نشہ آور انجکشنز نقصان دہ ہیں اور اپنی جان چھڑوانے کے لئے اسے سلائے بھی رکھتے تھے۔۔۔ اسے ہر حال میں عینا کی زندگی چاہئیے تھی۔۔

"اوکے۔۔"

یک لفظی جواب دے کر ڈاکٹرز روم سے نکل گئے۔۔

میثم سے شکایت کرنے پر اس نے کہا تھا وہ عنادل کے لئے پاگل ہے اور پاگل انسان سے دور رہنا چاہیئے۔۔

اس لئے ڈاکٹر بھی سمجھ کر دور ہو گئے۔۔

عنادل اب کمزوری اور نقاہت کی وجہ سے تھکن زدہ بے حال کانپتی آواز میں بڑبڑا رہی تھی، کبھی خود کو نوچتی کبھی رونے لگتی۔۔ حمزہ نے آگے بڑھ کر اس کو بانہوں میں اٹھایا اور بیڈ پر لٹا دیا۔۔۔

خون اب حمزہ کے سینے پر جمنے لگا تھا۔۔۔۔

"عینا میری جان۔۔ بس کچھ دن اور برداشت کر لو پھر تم بالکل ٹھیک ہو جاؤ گی پھر میں تمہیں یہاں نہیں رہنے دوں گا۔۔۔ ہم بہت دور چلے جائیں گے۔۔"

حمزہ کان کے قریب سرگوشی میں کہہ رہا تھا جبکہ وہ اپنی طاقت ضائع کرنے کے بعد کانپتی ہوئی کچھ بھی کہنے سے قاصر نیم بے ہوش ہو گئی تھی۔۔

"عینا پیپرز بھی نہیں دیئے تم نے یار دیکھا پڑھائی سے بھاگنے کا ایک اور موقع مل گیا تمہیں لیکن میں بھی حمزہ ہوں ڈھیٹ انسان تم واپس یونی جاؤ گی اور فائیلز پیپرز دو گی۔۔"

حمزہ سر سہلاتے ہوئے اس کا دھیان دوسری جانب مرکوز کرنا چاہ رہا تھا لیکن ہر بات پر ایک ہی جملہ کہہ رہی تھی۔۔

"اگر تم نے اچھے نمبرز لئے تو جو تم کہو گی وہی کروں گا۔۔ کیا تم ہینڈسم سے پرکشش نوجوان کی یہ بات نہیں مان سکتی۔۔؟"

حمزہ نے مسکرا کر اس کا چہرہ نظروں کے سامنے کر کے پوچھا۔۔وہ نفی میں سر ہلاتی دوبارہ جھولتی آنکھیں موند گئی۔۔

"مجھے وہ چاہئیے۔۔"

وہ مسلسل دہرائے جانے والا جملہ دہرانے لگی۔۔

"میں سب کچھ دے سکتا ہوں عینا بس یہ نہیں دے سکتا۔۔۔یہ تمہیں مزید خود سے اور مجھ سے دور کر دیگا تمہیں اس کے لینے کی وجہ سے میں بھی نہیں یاد اور کتنی بار بھولو گی حمزہ کو۔۔۔تم نے تو مجھے بھلا بھلا کر ہی مار دینا ہے۔۔"

افسردگی سے کہتا حمزہ پیشانی پر سے بال سمیٹنے لگا۔۔۔

اچانک روم کے باہر ہل چل محسوس ہوئی ہوئی چونک کر دروازے کے پار دیکھا۔۔۔

اس کے پیرینٹس سمیت عنادل کی فیملی روم میں داخل ہو رہی تھی۔۔۔

"حمزہ میرے بچے۔۔"

سُکینہ بیگم اس کا مرجھایا چہرہ اور اتنی بری حالت دیکھ کر تڑپ گئیں۔۔

عنادل پر نظر گئی تو سب اپنی اپنی جگہ ساکت سے ہو گئے۔۔سب کا ایک سوال تھا کیا وہ عنادل تھی۔۔۔؟

یا کوئی صدیوں کا مریض جسے کبھی شفاء نہیں ملی ہو۔۔۔

سب تڑپ کر دائیں بائیں جانب عنادل کو گھیر کر کھڑے ہو گئے۔۔

حمزہ نے اس کا سر نرمی سے تکیہ پر رکھ کر باہر کا راستہ لیا وہ عنادل کی فیملی سے شدید خائف تھا لہٰذا باہر ہی نکل گیا۔۔ کچھ سخت الفاظ کہنے سے اچھا تھا ان کا سامنا ہی نہیں ہو تا۔۔۔

باہر نکلا تو میثم وہاں موجود نہیں تھا۔۔ زامیہ کے روم میں نظر ڈالی وہاں بھی نہیں تھا پھر کہاں تھا۔۔

کھڑکی سے دیکھا تو وہ باہر ایک جگہ کھڑا ہوا نظر آیا۔۔۔

وہ بھی چلتا ہوا اس تک پہنچ کر سامنے آسمان کو دیکھتے ہوئے برابر میں جا کھڑا ہوا۔۔۔

"مزید آٹھ گھنٹے ہیں۔۔ مجھے یہ لمحے بہت برے لگ رہے ہیں۔۔"

میثم نے بنا اس کی جانب دیکھے ہلکی آواز میں کہا۔۔۔

"مجھے ایک لمبا عرصہ ان برے دنوں میں کاٹنا پڑا ہے میثم میری دعا ہے تمہارے یہ برے لمحے بیت کر جلد ہی اچھی نوید لے آئیں اور مجھے یقین ہے زامیہ چودھری اتنی آسانی سے تمہیں نہیں چھوڑے گی بہت سارے حساب نکلتے ہیں اس کے تم سے۔۔۔

عنادل کو جب ہم ڈھونڈ رہے تھے اس نے تمہیں میرے سامنے دس بار کوسا تھا پھر جب تم نے مجھے مشن میں شامل کیا تب بھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا گینگسٹر کو مارنے کے بجائے تمہیں ہی مار دے۔۔ وہ اتنی آسانی سے نہیں جانے والی مان لو میثم۔۔"

حمزہ نے اسے بہت کچھ باور کرا دیا تھا لیکن میثم جانتا تھا اس کا ایک ایک حرف سچ ہے وہ کوئی بات نا بھولتے ہوئے ہر بات کا حساب لے گی اس سے۔۔۔

"وہ تمہیں مشکل میں نہیں ڈالنا چاہتی تھی حمزہ ٹرسٹ می۔۔"

اوہ میثم کیا تمہیں لگتا ہے مجھے لوگوں کو پہچاننے کا شعور نہیں ہے۔۔ مجھے معلوم ہے زامیہ ڈرتی تھی میں ایک عام انسان ہو کر کہیں اپنے اوپر قابو نا رکھ سکوں جیسے تم لوگ رکھتے ہو یا مجھے کوئی اپنا نشانہ نا بنا لے۔۔

زامیہ کا خول مجھے نہیں معلوم کیوں چڑھا رہتا ہے لیکن اتنا معلوم ہے وہ رشتوں کو ضرورت سے زیادہ سوچتی ہے۔۔ عنادل کے لئے تڑپ دیکھ چکا ہوں۔۔ بنا کھائے پیئے سوئے مسلسل کام کرتی رہی تھی۔۔

مجھے زامیہ سے لڑنے میں مزا آتا ہے میری کوئی بہن نہیں ہے اور زامیہ مجھے بہن کی طرح عزیز ہے۔۔"

حمزہ نے میثم کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا تو وہ ہولے سے سر ہلا کر ہنس دیا۔

"اور تمہیں ایک بات جان کر حیرت ہو گی۔۔"

میثم نے اپنا رخ اب اس کی جانب موڑ لیا تھا شرٹ وہ چینج کر چکا تھا۔۔۔

"وہ کیا۔۔"

حمزہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔

"لندن میں اس کا سوتیلا بھائی تھا میں نے زامی سے ایک بار پوچھا تھا آپ حمزہ سے اتنی جیلس کیوں رہتی ہیں

تو انہوں نے کہا مجھے وہ پانڈا کی یاد دلاتا ہے اور میں اس میں اپنا پانڈا بھائی دیکھتی ہوں۔۔۔"

"تمہارا مطلب ہے اس کا جو بھائی تھا وہ مجھ میں دیکھ کر مجھ سے بدلے لیتی ہے۔۔۔اور اب کہاں ہے وہ؟"

حمزہ نے حیرت سے سوال پوچھا۔۔

"دس سال کی عمر میں کار ایکسڈنٹ میں وفات پا گیا۔۔زامیہ اس وقت اٹھارہ سال کی تھی۔۔دونوں ویسی ہی لڑتے تھے جیسے ابھی تم اور زامیہ۔۔زامیہ نے کبھی فیملی کا پیار نہیں دیکھا اور یہاں ہمارے ستارے ملتے ہیں۔۔میری بھی فیملی نہیں ہے زامیہ کی ہے لیکن انہیں ملنا نہیں پسند۔۔۔"

گہری سانس کھینچ کر میثم واپس جانے کے لئے مڑ گیا مزید بات کرنا دشوار لگ رہا تھا۔۔

"تمہاری فیملی میں ہوں ناں یار۔۔"حمزہ نے پیچھے سے پہنچ کر اس کے کندھے سے کندھا ملا کر چلتے ہوئے کہا تو میثم مسکرا کر سینے پر پنچ مار گیا اور حمزہ کراہ گیا۔۔

"اوہ سوری یہاں کیا ہوا ہے تمہیں۔۔؟"

میثم نے کہتے ہوئے شرٹ کے بٹن کھولے۔۔

اندر سینے کے وسط میں گہرا کٹ تھا۔۔

"عینا کی مہربانی ہے۔۔" وہ زخمی مسکراہٹ لیے بول رہا تھا، میثم نے اندر لے جا کر زخم صاف کر کے بینڈیج کر دی۔۔۔

وجاہت صاحب حمزہ کو کہیں نا پا کر تھک کر واپس عنادل کے روم میں مڑ گئے۔۔

وقت گزرتا جارہا تھا اور میثم کی دعاؤں التجاؤں میں اضافہ ہوتا جارہا تھا۔۔

ڈاکٹرز اندر چیک اپ کرنے گئے تھے۔۔چوبیس گھنٹے مکمل ہو چکے تھے۔۔ میثم کے کندھوں کو تھامے حمزہ اس کے ساتھ ہی موجود تھا عنادل کو نیند کا انجیکشن دیا گیا تھا ورنہ اس بار اس نے نرس کو بری طرح اپنے ناخنوں سے مارا تھا تو ڈاکٹرز کو انجیکشن دینا ہی پڑا۔۔

حمزہ کبھی عنادل کے روم کی جانب دیکھتا تو کبھی میثم کی جانب وہ بے قرار سا بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔۔

حمزہ نے گھر والوں کے جانے کے بعد دیکھا تھا خرم سب کو بھیج کر خود رکا ہے۔۔ لیکن حمزہ کے سرد مہری کی وجہ سے وہ کوئی وضاحت نہیں دے سکا اس لئے خاموشی سے بنچ پر بیٹھ گیا۔۔۔

عنادل کی ڈرگز والی بات سن کر سب کو سکتہ ہوا تھا۔۔ اور حمزہ کا روڈ سا رویہ بھی سمجھ آ گیا تھا۔۔ لیکن وہ کیا کہہ سکتے تھے وہ جان کر خود ایک نئے صدمے سے دوچار ہو چکے تھے۔۔۔۔

حمزہ خیالوں میں غرق تھا کہ ڈاکٹرز باہر نکلے۔۔

"آئی ہوپ یہ آپ کی دعائیں ہی ہیں جو انہیں موت سے واپس لے آئیں ہیں۔۔ بس ان کے بائیں ہاتھ کو موو نہیں کرنے دیجئیے گا تاکہ زخم جلدی خشک ہو اور ٹانکوں میں کھیچاؤ نہیں ہو۔۔ کچھ دیر میں ہوش میں

آجائیں گی۔۔"

ڈاکٹر نرم مسکراہٹ کے ساتھ کہہ کر نکل گئے۔۔

میثم کا بس نہیں چل رہا تھا ایک ایک کو بتائے زامیہ ٹھیک ہوگئی ہے۔۔

"ہے برو میری ناگن بہن ٹھیک ہوگئی ہے میں نے کہا تھا ڈھیٹ ہڈی ہے ایسے نہیں جائے گی۔۔"

حمزہ مصنوعی تاسف سے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا مانو اس کا بچ جانا کتنا برا لگا ہو۔۔

اس بار میثم کھل کر ہنسا تھا۔۔ دل کی ویران دنیا دوبارہ آباد ہو چکی تھی تو کیسے نہیں ہنستا۔۔۔

"زامی ٹھیک کہتی ہے جعلی ٹام کروز۔۔۔ یہ نام انہوں نے سن لیا تو وہ آپ کو بتائیں گی پھر مسٹر حمزہ۔۔۔۔ میر۔۔"

میثم نے میر کو لمبا کھینچا تو حمزہ اسے گھوریوں سے نوازنے لگا۔۔۔

وہ بنا پرواہ کئے روم میں داخل ہوا تو زامیہ کی پلکیں لرز رہی تھیں۔۔

شاید وہ ہوش میں آ رہی تھی۔۔

زامیہ نے لرزتی پلکیں دھیرے دھیرے وا کیں تو سامنے میثم کو مسکراتا ہوا پایا۔۔

"میثم میں تمہاری۔۔۔"

وہ اسے دیکھتی ہی غصے سے کچھ کہنے لگی تھی کہ اٹھنے کے سبب درد کی ٹیسیں محسوس کرتی واپس سر تکیہ پر ڈال گئی۔۔

"بس اٹھتے ساتھ ہی خونخوار شیرنی بن گئی ہیں۔۔ اللہ کا واسطہ ہے زامی ابھی زخم تازہ ہے یوں ہاتھ کو نا ہلائیں۔۔

جان لینی ہے شوق سے لے لئے گا ابھی آپ کو جان لینے کے لئے اپنی جان بنانی پڑے گی۔۔۔"

میثم نے اس بار اس کے اٹھنے کی کوشش ناکام بناتے ہوئے کہا تو وہ لمبی سانس لینے لگی۔۔

واقعی اسے بہت کمزوری محسوس ہوئی تھی۔۔۔

"عنادل۔۔؟"

وہ بند آنکھوں سے بولنے لگی۔۔

"عنادل ٹھیک ہیں لیکن ڈرگز کی ایڈکشن بہت زیادہ ہے ری کور ہونے میں ٹائم لگے گا۔۔"

وہ اب پاس پڑے اسٹول کو کھینچ کر بیٹھتے ہوئے افسردگی سے بتانے لگا۔۔

"حمزہ۔۔؟"

"حمزہ کو کیا ہونا ہے باہر بیٹھا عنادل کے سٹیبل ہونے کا انتظار کر رہا ہے۔۔۔"

وہ کہہ کر زامیہ پر جھکا آنکھوں کو دیکھ ہی رہا تھا کہ حمزہ بنا نوک کئے روم میں داخل ہوا۔۔۔

"سستے عاشق بعد میں رومانس جھاڑنا مجھے بھی بات کرنے دو کچھ دیر آخر ان کی جان پر احسان میرا ہی ہے۔۔"

حمزہ نے اسے دیکھ کر کہا تو زامیہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں۔۔

اور میثم کو گھورنے لگی جو زامیہ کے دیکھنے پر ہڑبڑا گیا۔۔

"یار آپ کی پلکیں دیکھ رہا تھا نم ہو رہی ہیں۔۔ کیا آپ کو تکلیف ہو رہی ہے کہیں۔۔۔؟"

میثم وضاحت دیتا حمزہ کو گھوری ڈال کر اس سے پوچھنے لگا۔۔۔

"مجھے عنادل سے ملنا ہے کہاں ہے وہ۔۔؟" وہ سب باتیں نظر انداز کئے نئی بات کہہ گئی۔

حمزہ میثم بائیں جانب کھڑا تھا۔۔ "لڑکی ابھی سب کو سولی پر لٹکا کر ہوش میں آئی ہو اور اب اٹھنے کی باتیں کر رہی ہو۔۔ زخم اس قابل نہیں ہے کہ تم آرام سے چل پھر سکو بلیڈنگ ہونے لگے گی۔۔ عینا یہیں ہے دو روم چھوڑ کر جب ٹھیک ہو جاؤ مل لینا۔۔۔"

حمزہ اس کی بے صبری پر کچھ سخت لہجے میں بولا تو زامیہ نے نفی میں سر ہلایا۔۔

بولنے سے سانسیں پھول رہی تھیں۔۔

"دادا ابو۔۔"

میثم نے سمجھ کر اس کے ہاتھ کی ہتھیلی اپنے ہاتھ میں لی۔۔

"دادا ابو کو کچھ نہیں معلوم فکر نہیں کروزامی سب ٹھیک ہے بس عنادل ٹھیک ہو جائے اور حمزہ کے ہوتے ہوئے یہ امپوسیبل نہیں ہے،وہ اچھی کیئر کر لے گا۔۔"

زامیہ اور حمزہ نے سمجھ کر ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

حمزہ ادھر ادھر کی باتیں کرتے زامیہ کو ہنساتا رہا پھر کچھ دیر میں باہر چلا گیا۔۔

اب میثم اور زامیہ اکیلے تھے۔۔

"آپ نے ڈرادیا تھا مجھے۔۔"

اس نے کہا تو زامیہ ہولے سے مسکرائی تھی۔۔

"ڈرانا بھی چاہیئے اکلوتی بیوی ہوں۔۔"

زامیہ نے کہا تو وہ اتنے ایموشنل ڈائیلاگ پر اتنا فنی آنسر سن کر لب بھینچ گیا۔۔

زامیہ کو ہنسی آئی لیکن ضبط کئے رکھی ہنسنے سے درد ہو رہا تھا۔۔۔

"آپ سے تو بات ہی کرنا بیکار ہے۔۔"

منہ بسور کر وہ رخ موڑ گیا۔۔

"میثم چھٹی کب ہو گی مجھے گھر جانا ہے۔۔"؟"

"یا اللہ ابھی تو ہوش آیا ہے تھوڑا صبر کریں دو چار دن تک زخم ٹھیک ہونے دیں پھر ہو جائے گی چھٹی بھی اتنی جلدی کیا ہے۔۔۔"

میثم کچھ خفا ہوا۔۔

"لیکن میں کیا کروں گی اتنے دن یہاں ریسٹ ہی کرنا ہے تو گھر بہتر جگہ ہے۔۔ دادا ابو کو دیکھ لوں گی تو سکون مل جائے گا۔۔ میں نے اتنے دنوں سے انہیں دیکھا بھی نہیں ہے۔۔"

وہ رو دینے کو تھی۔۔ اسے بس یہاں سے جانا تھا۔۔ نا یہ عنادل سے ملنے دے رہے تھے نا گھر جانے دے رہے تھے پتہ نہیں چاہتے کیا تھے۔۔

"اوکے رونا نہیں ہے آپ نے مجھے بلیک میل کرنے کا آسان طریقہ ڈھونڈ لیا ہے۔۔۔ ڈاکٹرز سے پوچھوں گا لیکن انہوں کہا کہ آپ کو کچھ دن یہاں رہنا ہے تو بس پھر میں نے آپ کی بھی نہیں سننی ہے۔۔"

میثم ڈاکٹرز سے پوچھنے کے لئے روم سے نکلا تو زامیہ نے اپنے ہاتھ سے ڈرپ نکالی اور زخم پر ہاتھ رکھے اٹھنے لگی تکلیف کی لہر دوڑی لیکن اسے عنادل کو ایک بار دیکھنا تھا۔۔

نقاہت سے چلنے لگی ایک قدم چلتی تو سامنے اندھیرا چھانے لگتا بڑی مشکل سے دو منٹ کا سفر طے کرتی عنادل کے روم میں پہنچی جہاں کوئی نہیں تھا۔۔

"عنادل میرا دل۔۔"

عنادل کو دیکھتی وہ جوش میں آگے بڑھی۔۔

اس کے پاس بیٹھ کر اس کو ماتھے کو چومتی کوئی پاگل لگ رہی تھی۔۔

"میرا دل مجھے لگا اب ہم کبھی نہیں مل سکیں گے۔۔۔"

وہ اپنے زخم کی پرواہ کئے بنا اس کے ہاتھوں کو تھامے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

"زامیہ۔۔"

حمزہ لوٹا تو اسے وہاں دیکھ کر غصے سے پکارتے ہوئے اس تک پہنچا۔۔

ہاسپٹل کے ڈریس میں زامیہ کی شرٹ پر خون کے دھبے دیکھے جاسکتے تھے۔۔

"زامیہ منع کیا تھا بیڈ سے نہیں اٹھنا ہے پھر یہاں کیسے آئیں اور یہ میثم کہاں ہے ایسے اکیلا چھوڑ دیا۔۔۔ چلو میرے ساتھ رسی سے باندھ کر رکھنے کے لئے کہتا ہوں دو منٹ سکون سے نہیں بیٹھ سکتی یہ لڑکی۔۔۔ خون بھی نکل رہا ہے پہلے تو نہیں مری لیکن اب مر جاؤ گی ایسی حرکتوں سے۔۔۔"

حمزہ اس کی بے تابی خوب سمجھ سکتا تھا لیکن ابھی کچھ دیر پہلے ہوش میں آنے والی لڑکی بنا اپنی حالت کی پرواہ کئے عنادل پر جان لٹا رہی تھی۔۔۔

میثم بھی دوڑتا ہوا عنادل کے روم میں پہنچا جہاں حمزہ زامیہ کو ڈانٹ رہا تھا۔۔

وہ عنادل کے پاس سے کھڑی ہوئی تو آنکھوں کے گرد اندھیرا چھاتا دیکھائی دیا اس سے پہلے وہ گرتی میثم کی بانہوں نے اسے تھام لیا۔۔

وہ بے ہوش ہوتی اس کے بازوؤں میں جھول گئی۔۔۔

"اففففف زامیہ میں آپ کا کیا کروں۔۔۔"

بلیڈنگ مسلسل ہو رہی تھی۔۔ میثم گود میں اٹھا کر روم میں لے گیا حمزہ فکر مند سا دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کو بلانے کے لئے دوڑا۔۔۔۔

"آپ لوگ کہہ رہے تھے چھٹی چاہیئے یہ ایسے کریں گی تو آپ کیسے مینیج کریں گے سب۔۔۔؟ گھر سے ہاسپٹل لاتے ہوئے کچھ نقصان ہو گیا تو۔۔۔؟"

ڈاکٹر چیک اپ کے بعد کافی سخت لہجے میں مخاطب ہوئے۔۔۔۔

"نہیں لینی ہے چھٹی یہیں رکھیں انہیں ایک منتھ تک رسیوں سے باندھ دیں بھلے۔۔۔"

میثم لب بھینچے کہہ رہا تھا پہلے ہی کیا کم جان نکلی ہوئی تھی جو مزید نکالنے کے در پے تھی وہ۔۔۔۔

"ایک ویک تو رکھنا ہو گا اگر ایسی ہی چلتی پھرتی رہیں تو میں یہاں گیٹ پر اہلکار تعینات کروا دوں گا آپ کے کہنے پر ایسا کچھ نہیں کر رہا یہ فرسٹ اینڈ لاسٹ وارننگ ہے زامیہ کے لئے۔۔۔"

وہ کہہ کر چلے گئے تو حمزہ روم میں داخل ہوا۔۔

"کیا کہا ڈاکٹر نے۔۔؟"

"یہی کہ ہاتھ منہ سب باندھ دو ان کے تاکہ جلدی سہی ہوں پارکنگ ایریا سمجھ کر ٹہلنے لگ گئی تھیں۔۔"

میثم حد سے زیادہ غصے میں تھا۔۔اس لئے غصے میں حمزہ کو جواب دیتا سامنے صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھا لیکن نظریں زامیہ کے چہرے پر تھی۔۔

"پتہ تو ہے تمہیں۔۔۔یہ ایک پل کہیں ٹک کر نہیں بیٹھ سکتی ہے۔۔۔میری مانو گھر لے جاؤ۔۔۔وہاں جا کر ادھر ادھر تو نہیں گھومے گی ناں۔۔۔دادا ابو اور تم پاس ہی ہوگے یہاں عنادل کے روم میں جانے کی ضد کرے گی یہ لڑکی۔۔اور دیکھ لو منع کرنے پر پھر یہی ہو گا۔۔۔عنادل کا بھروسہ نہیں ہے اگر کسی چیز سے زامیہ پر حملہ کر دیا تو اچھا خاصہ نقصان ہو جائے گا۔۔۔آج کل ویسی ہی سامنے موجود ہر انسان کو مارنے لگتی ہیں۔۔۔ڈرگز نے عنادل کی حالت بری کر دی ہے اور مجھے غصہ خود پر ہے میں اتنا کیئر لیس کیسے ہو سکتا ہوں عنادل کے معاملے میں۔۔۔"

سر دونوں ہاتھوں میں آگے کی طرف کو گرائے میثم کے ساتھ بیٹھا پریشان سا کہہ رہا تھا۔۔۔

"میں کل ہی عنادل کو گھر لے جاؤں گا یہ میرا فائنل فیصلہ ہے بس تمہاری ہیلپ چاہیئے ڈاکٹرز ایگری نہیں کریں گے تم تھوڑا سا انہیں کنوینس کرنے کی کوشش کرو مجھے یقین ہے میری محبت اور کیئر عینا کو جلدی ٹھیک کر دے گی۔۔۔"

وہ اب میثم کی جانب دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔یہ اچھا تھا اگر عنادل یہاں نہیں ہوتی تو زامیہ بھی روم میں

ٹک سکتی تھی لیکن گھر جانا ابھی میثم کو ٹھیک نہیں لگ رہا تھا۔۔۔ حمزہ نہیں جانتا تھا گھر جا کر کچن میں گھس جانا تھا اسے کہ دادا ابو اتنے دنوں سے پتہ نہیں کیا کھا رہے ہوں گے۔۔۔

زامیہ کا ہاسپٹل میں ہی رہنا بہتر تھا۔۔۔

"تم مینیج کر لو گے ناں؟ اگر اس نے اکیلے میں خود کو نقصان پہنچا دیا تو۔۔؟"

میثم نے خدشے کے تحت پوچھا۔۔۔

"وہ سب میں سنبھال سکتا ہوں یار اس میں مسئلہ نہیں ہے لیکن یہاں کے ڈاکٹرز کافی سنجیدہ مزاج ہیں شاید انہیں میری یہ بات پسند نا آئے تو تم ہی بات کروان سے۔۔۔ کیا عینا کو ڈر گز دینے والا انسان ملا۔۔۔؟"

حمزہ نے اسے تسلی دے کر کب سے پوچھنے کا سوچنے والا سوال پوچھا۔۔۔

"آہاں بیچارہ پکڑا ابھی گیا ہے اور موت کی بھیگ بھی مانگ رہا ہے لیکن ایسے موت تو نہیں ملے گی اسے، زامیہ کو پتہ لگا تو اس حالت میں بھی اس پر ٹارچر کے لئے پہنچ جائیں گی۔۔۔ اس لئے ان کے سامنے تو ہر گز بات نا کرنا ضامن کی۔۔"

میثم نے زامیہ کو دیکھ کر حمزہ سے سرگوشی میں کہا تو حمزہ اس کے خوف پر ہنس پڑا۔۔

"کتنا ڈرتے ہو یار اس ناگن سے۔۔۔ میں چلتا ہوں تم بات کر کے مجھے بتاؤ ورنہ میں عنادل کو لیکر غائب ہو جاؤں گا۔۔۔"

حمزہ دھمکی دیتا جانے لگا۔۔۔

"یہاں سے جانا ناممکن ہے میر صاحب آپ کس ہاسپٹل میں ہیں یہ تو سوچیں۔۔"

میثم کی بات پر حمزہ نے جبڑے بھینچ کر قدم باہر کی جانب بڑھا دیئے۔۔۔

"اب ان کے لئے سفارش کرواؤ پھر اپنے لئے۔۔۔"

وہ سوچ کر وہیں بیٹھا زامیہ کو سوتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔ اور سوچ بھی رہا تھا اگلا قدم کیا ہو گا اس کا۔۔۔

عنادل ہوش میں آتی ہولے ہولے لرزتی فریادیں کر رہی تھی۔۔ اب اعصاب کنٹرول میں تھے بس اب وہ چیختی تھی۔۔۔

خرم ضبط کئے حمزہ کو تسلیاں دیتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

اب تک حمزہ نے اس سے بات نہیں کی تھی وہ کیسا بھائی تھا اپنی بہن کا خیال بھی نہیں رکھ پایا تھا۔۔

جب کہ سب جانتے تھے وہ کتنی سینسیٹو تھی پھر بھی اتنی غیر زمہ داری کا مظاہرہ کیسے کر سکتے تھے اس کا کمرے میں بند رہنا بات نا کرنا، ضرورت سے زیادہ آنکھوں کا ریڈ رہنا، خشک سے لب، آنکھوں کے گرد حلقے اور گرتی ہوئی صحت اتنا سب کچھ تو تھا سامنے اور وہ لوگ عنادل کا دماغی مسئلہ جان کر مطمئن ہی رہے آخر وہ لوگ اس سے اتنے غافل کیسے ہو سکتے تھے۔۔۔

کچھ دیر میں ڈر گزر نا ملنے پر عنادل خود ہی غنودگی میں چلی گئی۔۔ حمزہ خود میں اسے بھینچے ہوئے سر میں انگلیاں چلا رہا تھا۔۔۔

خرم ایک نظر دیکھ کر پلٹ گیا تھا۔۔۔

گھر سے آتی کال کو پک کرتا وہ عنادل کی حالت انہیں بتا رہا تھا۔۔۔

وہ کچھ دیر میں آنے کا کہہ رہے تھے خرم کے منع کرنے کے بعد بھی وہ نہیں مانے تھے۔۔۔

خرم تھوڑی دور موبائل کان سے لگائے رخ موڑے کھڑا تھا۔۔۔

"حمزہ۔۔"

میثم روم ناک کر کے اجازت ملنے پر اندر داخل ہوتے ہی اسے پکارنے لگا۔۔۔

"ڈاکٹرز کو بہت مشکل سے راضی کیا ہے لیکن ان کا کہنا ہے تمہیں ہر دوسرے تیسرے دن چیک اپ کروانا ہو گا کسی اچھے ہاسپٹل سے تاکہ معلوم ہو سکے عنادل کتنا ری کور کر رہی ہے۔۔۔"

میثم بازو سینے پر لپیٹے اسے بتا رہا تھا حمزہ نے عنادل کو اپنے پیچھے چھپایا ہوا تھا۔۔ اس کے حجاب کی حفاظت حمزہ باخوبی کر رہا تھا۔۔۔

"شکریہ میثم میں عینا کا بہت خیال رکھوں گا تم اور زامیہ دیکھنا کتنی جلدی کور کرتی ہے عینا۔۔۔ ہاسپٹل کے ماحول سے گھبرا گئی ہے یہ۔۔ میں گھر میں اسے اچھے سے سنبھالوں گا۔۔"

حمزہ کانفیڈینس سے کہہ رہا تھا۔۔

"چلو ٹھیک ہے میری دعائیں ساتھ ہیں تم دونوں کے۔۔ جاتے ہوئے زامیہ سے ملتے جاناڈاکٹرز نے سختی سے منع کیا ہے بیڈ سے اترنے سے۔۔۔

حمزہ نے سمجھ کر سرہاں میں ہلایا۔۔۔

وہ سب سامان پیک کر کے بنا خرم کو بتائے ڈسچارج پیپرز تیار کروانے لگا۔۔۔

خرم کو حمزہ بتانا چاہتا تھا لیکن اس کے آنے تک وہ وہاں موجود نہیں تھا حمزہ کندھے اچکا کر عنادل کو لینے روم میں چلا گیا۔۔۔

ڈاکٹر سے ملنے کے بعد اس کے قدموں کا رخ زامیہ کے روم کی جانب تھا۔۔ عنادل کو گود میں اٹھائے وہ اس کے روم میں داخل ہوا جہاں وہ میثم سے لڑنے میں مصروف تھی۔۔۔

"میثم تم دونوں کی زندگی تو لڑتے لڑتے ہی ختم ہو جائے گی۔۔۔ شرم کرو باہر تک آواز آرہی ہے۔۔"

حمزہ نے شرم دلانے کی ناکام سی کوشش کی۔۔

زامیہ عنادل کو یوں دیکھ کر اٹھ بیٹھی۔۔

"حمزہ اس کا حجاب تم نے ٹھیک نہیں باندھا یہ کھل جائے کا میں باندھ دیتی ہوں۔۔"

میثم روم سے باہر جا چکا تھا، حمزہ نے عنادل کو زامیہ کے سامنے لیٹا دیا۔۔

زامیہ نے ایک ہاتھ کے استعمال سے اور حمزہ کی مدد سے قدرے سخت بل ڈالے ٹائٹ باندھ دیا۔۔۔

"میری عینا کا خیال رکھنا مجھے وہ لیکر نہیں جا رہا ہے پتہ نہیں کیسا فوجی ہے جو ڈاکٹرز سے لڑ کر لے جا نہیں سکتا میں اب عنادل کے بنا اس ہاسپٹل میں کیا کروں گی۔۔۔"

زامیہ افسردگی سے عنادل کے چہرے پر پیار کرتی کہہ رہی تھی۔۔

"عینا نہیں کہا کرو زامیہ۔۔۔ اور تم میثم کے ساتھ کرکٹ بھی کھیل سکتی ہو۔۔ اب عنادل سے جب ملو گی جب تک یہ پوری طرح ٹھیک نہیں ہو جاتی ابھی تو ڈرگز کے علاوہ کسی چیز کو نہیں پہنچاتی ہے۔۔۔

جلدی ٹھیک ہو کر آنا۔۔"

حمزہ اس کے سر پر ہاتھ رکھتا عنادل کو اپنی مضبوط بازوؤں میں اٹھائے نکل گیا زامیہ کو لگا سب اسے یہاں چھوڑ کر جا چکے ہیں لیکن دروازے سے میثم واپس داخل ہوا تو زامیہ مسکرائی وہ تھا ناں اور اس سے لڑائی کا مزہ بھی تھا تو وہ مایوس کیوں ہو رہی تھی۔۔

"مجھے دیکھ کر مسکرا رہی ہو لگتا ہے بخار چڑھ گیا ہے۔۔۔"

حیرت سے استفسار کرتا وہ آگے آ کر باقاعدہ ماتھا چیک کرنے لگا۔۔۔

"حمزہ کہہ کر گیا ہے میثم کے ساتھ کرکٹ کھیلنا جب بور ہونے لگو تو میں ابھی بورنگ فیل کر رہی ہوں۔۔۔"

زامیہ مزے سے کہتی اس کے تاثرات چیک کرنے لگی جو ہونق سا اس کی فرمائش سن رہا تھا۔۔

"استغفر اللہ زامی کچھ خوف کرو۔۔ میں اسٹوری بک لاتا ہوں وہ پڑھو۔۔۔"

وہ اپنی جان بچاتا ایک نیا آئیڈیا دینے لگا۔۔۔

"میرا ریڈنگ کرنے کا دل نہیں کر رہا ہے اس لئے تم مجھے اسٹوری سناؤ گے۔۔"

وہ آنکھیں پٹپٹاتی کہنے لگی۔۔

میثم بے بس سا ہو کر اپنے موبائل میں اسٹوری ڈاؤن لوڈ کرتا اسے پڑھنے لگا۔۔

زامیہ اسٹوری کو نہیں سن رہی تھی اس کو پڑھتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔ وہ جتنا بھی زچ کر لے میثم تھک ہار کر اس کی ہی مانتا تھا۔۔ یا اسے زامیہ کی ضد کرنا پسند تھا یا شاید وہ زامیہ کے لئے کچھ بھی کرتے ہوئے یہ نہیں سوچتا تھا وہ ایک بڑا آفیسر تھا جو زامیہ کو ہمیشہ نرم لہجے میں ڈیل کرتا تھا۔۔ دوسروں سے سختی سے پیش آنے والا زامیہ پر کبھی سختی نہیں جتاتا تھا۔۔

یہ بھی کیا مردوں کی قسم تھی۔۔ مرد تو ہمیشہ سختی اور روعب دیکھانے کو ہی اپنی کردار کی پختگی سمجھتے ہیں۔۔۔ ایک اس کا باپ تھا جس نے اس کی ماں سے اس کے پیدا ہونے کا ہمیشہ حساب ہی لیا تھا۔۔۔

زامیہ کو اپنے باپ کا خیال آیا تو سختی سے آنکھیں میچ گئی۔۔ اس بارے میں سوچ بھی اسے تلخ کر جایا کرتی تھی۔۔۔

میثم بنا کسی طرف دیکھے اسے اسٹوری سنانے میں مصروف تھا اور وہ اسے دیکھتے سوچتے نیند میں ڈوب گئی۔۔

حمزہ چند گھنٹوں میں اسلام آباد میر ہاؤس پہنچ چکا تھا۔۔ لیکن یہاں گارڈ کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔

شاید وہ سب کراچی میں ہی تھے۔۔ حمزہ کو غصہ آیا وہ اِیٹ لسٹ اپنے ماں باپ کو تو بتا سکتا تھا۔۔۔

گھر میں داخل ہوا تو سناٹے اور اندھیرے نے استقبال کیا۔۔

وہ ساری لائٹس آن کرتا عنادل کو ہنوز اپنے حصار میں لئے روم میں لے آیا، اسے لیٹا کر اس پر کمفرٹر اوڑھا۔۔ کرٹنز ہٹائے رات میں چمکتے چاند کی مدھم سی روشنی روم میں بکھر گئی۔۔

اتنے دنوں کی کثافت دور کرنے کے لئے حمزہ باتھ لینے کا سوچتا الماری کی جانب جا کر کپڑے نکالتا روم کو پاسپورڈ سے لاک کرتا واش میں بند ہو گیا۔۔۔ اسے ڈر تھا عنادل ہوش میں آکر باہر کی جانب نا بھاگنے لگے۔۔۔

"کچھ دیر میں وہ فریش سا باہر نکلا بڑھی ہوئی شیو میں وہ اور جاذب نظر لگ رہا تھا۔۔۔

بھورے بالوں کو پیچھے کرتا واپس عنادل کی جانب گھوم کر آیا۔۔

عنادل کو سوتے ہوئے دیکھ کر اسے شرارت سوجھی تو اپنے نم بالوں کو ہلا کر پانی کی بوندیں عنادل کے چہرے پر پھینکنے لگا۔۔۔

حجاب میں لپٹے چہرے کے اس عمل سے تاثرات بگڑے تھے۔۔

وہ مسکرا کر حجاب کو کھول کر اتارتا سائیڈ پر رکھ گیا تھا۔۔۔

بھوری آنکھوں میں شوخی سی ابھری۔۔ اسے پاس دیکھنا کتنا دل فریب تھا۔۔

وہ مسلسل اپنے بالوں کی نمی کو اس کے چہرے پر برسا رہا تھا۔۔۔

عنادل نیند میں خلل محسوس کرتی اپنا رخ اس کی جانب سے موڑ گئی۔۔

"مائے سلیپنگ بیوٹی۔۔۔ کبھی اٹھ کر مجھے بھی دیکھ لو یا تو سوتی رہتی ہو یا ڈر گز ڈر گز چلاتی رہتی ہو۔۔۔ ٹھیک ہو جاؤ سب بدلے لوں گا تم سے۔۔۔

اور یونی کے ڈین سے بھی نمٹنا ہے سب نے حمزہ میر کو بہت ہلکا لیا ہوا ہے کہ اپنی عینا کے معاملے میں حمزہ کو غفلت برداشت نہیں ہے پھر چاہے وہ خود حمزہ کی ہی کیوں نا ہو۔۔۔ اپنی غفلت کا ازالہ اپنی کیئر اور سپورٹ سے کروں گا اب کوئی مجھے میری عینا سلیپنگ بیوٹی سے دور نہیں کر سکتا ہے۔۔۔"

وہ لمبے گھنے بالوں کو سمیٹتا اس کے گرد حصار باندھے کان پر جھکا سرگوشی میں کہہ رہا تھا۔۔ لیکن سننے والی کو حمزہ کے بولنے کی پرواہ کی کہاں تھی۔۔۔

حمزہ ماتھے سے ماتھا ٹکائے اسے اپنی سائیڈ کر کے اپنے حصار میں لئے نائٹ بلب ریموٹ سے آن کرتا سو گیا۔۔۔

اتنے دنوں کی بے خوابی تھی یا عینا کا قریب ہونے کا سکون۔۔وہ جلد ہی سو گیا۔۔۔بنا یہ جانے کے عینا کے گھر والے اور اس کے ماں باپ کتنے پریشان ہو رہے ہونگے۔۔۔

"خرم تم تھے یہاں پھر عنادل کو یہاں سے کون لے جا سکتا ہے۔۔۔؟"

اسجد صاحب غصے سے خرم سے پوچھ رہے تھے اور وہ سر جھکائے کھڑا لبوں پر قفل لگائے ہوئے تھا۔۔

عنادل کی فیملی کے ساتھ حمزہ کی فیملی بھی موجود تھی میثم کسی کام سے روم سے باہر نکلا تو عنادل کی فیملی کے ساتھ ساتھ حمزہ کی فیملی کو دیکھ کر چونکا اور معاملہ جاننے کے لئے ان تک پہنچا۔۔۔

"اسلام علیکم!! میں حمزہ کا دوست ہوں خیریت آپ لوگ یہاں؟"

سلام کے بعد اس نے نا سمجھی سے سب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔

"بیٹا ہم عنادل سے ملنے آئے تھے لیکن وہ نہیں ہے یہاں اور خرم کو نہیں معلوم کہاں گئی۔۔ہم بس ریسیپشن پر پوچھنے ہی جا رہے تھے۔۔۔"

وجاہت صاحب نے بتانے پر وہ حیرت سے انہیں دیکھنے لگا۔۔۔تو کیا حمزہ نے انہیں عنادل کے ڈسچارج ہونے کا نہیں بتایا تھا؟ تو کیا وہ عنادل کو اس کے گھر لے جانے کے بجائے اپنے گھر لے گیا تھا۔۔۔؟ میثم سوچتا ہوا لب بھینچے ہوئے انہیں دیکھنے لگا۔۔۔

"وہ انکل اصل میں عنادل کو حمزہ کی بے جا ضد پر ڈسچارج کر دیا گیا تھا کچھ گھنٹے قبل ہی اسلام آباد کے لئے نکلا تھا۔۔اب تک تو پہنچ بھی گیا ہو گا۔۔۔"(اور مزے سے سو رہا ہو گا۔۔یہاں سب کی نیند غارت کر دی خبیث انسان۔۔)

اگلی بات دل میں سوچتا میثم انہیں بتاتے ہوئے کندھے اچکا کر جس کام سے آیا تھا اس کام سے چلا گیا۔۔۔

"دیکھ رہی ہیں سُکینہ حمزہ نے ہمیں ایک کال کر کے بتانا بھی گوارہ نہیں کیا۔۔"

وجاہت صاحب غصے سے سُکینہ بیگم سے مخاطب ہوئے جو خود اس حرکت پر شرمندہ سی عنادل کی فیملی کے آگے کھڑی تھیں۔۔۔

"حمزہ بہت ضدی ہیں اب آپ لوگ جو بھی کر لیں عنادل بچی کو خود سے الگ نہیں کریں گے۔۔۔ آپ لوگوں سے ریکوئسٹ ہے جب تک عنادل ٹھیک نہیں ہو جاتی انہیں ہمارے پاس رہنے دیں اگر ہم زور زبردستی سے عنادل کو آپ کے گھر بھیجیں گے تو حمزہ کو ہم جانتے ہیں وہ واپس عنادل بیٹی کو وہاں سے اٹھا لائیں گے۔۔۔

عنادل ٹھیک ہو جائیں با قاعدہ رسم و رواج کے ساتھ رخصتی کریں گے۔۔۔ لیکن ابھی حمزہ سے عینا کو جدا کرنا مناسب نہیں ہو گا۔۔۔"

سُکینہ بیگم حالات کو سمجھتے ہوئے نرمی سے انہیں سمجھاتے ہوئے کہہ رہی تھیں۔۔۔

وجاہت صاحب بھی اپنے بیٹے سے واقف تھے وہ کسی معاملے میں ضدی نہیں تھا لیکن عنادل کے معاملے میں ضدی ہٹ دھرم سب تھا۔۔۔

اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم نے ایک دوسرے کو بے بسی سے دیکھا۔۔۔

"لیکن لوگ۔۔۔" مہر النساء بیگم نے بے چینی سے کچھ کہنا چاہا۔۔۔

"ماما آنٹی ٹھیک کہتی ہیں حمزہ سے بہتر خیال کوئی نہیں رکھ سکتا ہے آپ نے دیکھا ہے بنا کھائے سوئے عنادل کے سرپر کھڑا رہا تھا یہاں تک کہ اس سے زخم بھی کھالیا تھا۔۔۔

لوگوں کو چھوڑیں ہمیں صرف عنادل کی زندگی چاہیئے لوگ تو کل بھی سکون سے جینے نہیں دیتے تھے آج بھی جینے نہیں دیں گے۔۔۔ اور اب تو میں بھی چاہتا ہوں حمزہ کے پاس ہی رہے عنادل۔۔"

خرم نے جو جو دیکھا وہ بیان کرتا ہوا کہہ گیا۔۔۔ اسے حمزہ کی ناراضگی بری لگ رہی تھی لیکن یہ بھی سچ تھا سب سے پروٹیکیو جگہ عنادل کے لئے حمزہ کا ساتھ ہونا تھا۔۔۔

نیم رضامندی ظاہر کرتے وہ سب بھی اسلام آباد کے لئے نکل گئے آدھی رات ہو چکی تھی، رات کا اختتام ابھی باقی تھا۔۔۔

ہادیہ خرم کو فرنٹ مرر میں دیکھ رہی تھی۔۔ بوجھل سی آنکھوں پر اسے ترس آرہا تھا۔۔۔

ہادیہ کو لگتا وہ سب اس کی وجہ سے ہوا ہے۔۔۔ حمزہ کو لگتا اس نے سہی پروٹیکٹ نہیں کیا۔۔

عنادل کے گھر والوں کو لگتا ان کا کیئر سسٹم سہی نہیں تھا۔۔۔زامیہ کو لگتا وہ اپنے اکلوتی دوست کی بھی دیکھ بھال نہیں کر سکی۔۔۔میثم کو لگتا اس کا یہ مشن عنادل کو متاثر کر گیا۔۔۔

سب اپنی اپنی جگہ خود کو زمہ دار ٹھہراتے عنادل کے لئے ہی سوچ رہے تھے۔۔۔

فجر کے قریب وہ سب اپنے اپنے گھروں کو لوٹے تھے۔۔۔

وجاہت صاحب اور سکینہ بیگم نے حمزہ کی روم کی جانب نظر اٹھائی تو وہ بند تھا۔۔شاید وہ سو رہے تھے ان کے جاگنے پر بات کرنے کا سوچتے وہ بھی آرام کرنے چلے گئے۔۔۔

وہاں اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم بھی اپنے روم میں چلے گئے۔۔۔

خرم بھی روم میں چلا گیا ہادیہ باہر کھڑی ہاتھوں کو مسلتی خوفزدہ ہو رہی تھی۔۔۔

کہیں خرم دوبارہ اسے دیکھتے ہی غصہ نا ہو جائے۔۔۔یہ سب اس کی وجہ سے ہوا ہے عنادل کو حمزہ اس کی وجہ سے لے گیا ہے۔۔

وہ زامیہ کا فون ٹرائی کر کے اب تھک چکی تھی۔۔۔

وہ ایک ہفتے کا کہہ کر گئی تھی اور اب تو دو ہفتے بھی ختم ہونے کو تھے۔۔۔

"آپی آپ آجائیں تو میں یہاں نہیں رہوں گی۔۔"

ہادیہ دل میں سوچتی اندر جانے سے کترا رہی تھی۔۔۔

"اگر سیڑھیوں کی گنتی مکمل ہو گئی ہو تو اندر بھی آجاؤ۔۔"

اندر سے خرم کی نیند سے بوجھل آواز آئی تو وہ اچھل پڑی۔۔

ہاتھوں سے پسینہ صاف کرتی دروازہ جو کہ ادھ کھلا تھا اسے دھکیل کر اندر جھانکا۔۔ خرم اس کا لہراتا آنچل دیکھ کر اندازہ لگا چکا تھا وہ اندر آنے سے خوف کھا رہی تھی۔۔

اس کا تھوڑا سا سر دیکھتا خرم مسکرا دیا۔۔۔

اندر تاریکی تھی ہادیہ نے آنکھیں مسل کر اسے دیکھنا چاہا لیکن اس کا چہرہ صاف دیکھائی نہیں دیا۔۔۔

اندر داخل ہو کر ہلکے سے دروازہ بند کرتی ڈریس چینج کرنے کے لئے الماری سے ڈریس نکالتی واش روم میں جا گھسی۔۔۔

باتھ لے کر باہر نکلی تو ایک نیا مسئلہ اسے درپیش آگیا۔۔

اب وہ سوئے کہاں۔۔

صوفے پر سونے کا سوچتی ہوئی وہ اپنا تکیہ اٹھائے صوفے پر لیٹ گئی۔۔

"ہادیہ دو سیکینڈ میں اٹھ کر اپنی جگہ پر آؤ۔۔"

خرم کی آواز پر وہ آنکھیں میچ گئی۔۔

"ہادیہ کیا کم سنائی دیتا ہے آئی سیڈ کم ہیئر۔۔"

اب کے وہ تھوڑے سخت لہجے میں بولا تو ہادیہ فوراً دوسری سائیڈ پر آ کر لیٹتی کمفرٹر منہ تک تان کر لمبی لمبی سانسیں لینے لگی۔۔۔

دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا۔۔ آنکھیں ویسی ہی نیند کا خمار برداشت نہیں کر پا رہی تھیں اور بند ہوئے جا رہی تھی۔۔

اچانک اسے محسوس ہوا وہ کسی کے نرم سے حصار میں قید ہو چکی ہے۔۔

"سوری چائینز گرل۔۔۔ اتنے سخت لہجے میں بات کی تم سے۔۔"

وہ کہہ کر مزید اسے خود میں سمیٹے سو گیا اور ہادیہ دھڑ دھڑ دھڑکتے دل کے ساتھ کمفرٹر میں۔ سے تھوڑا سا چہرہ نکال کر اسے دیکھنے لگی جو اب اپنی تھوڑی اس کے کندھے پر ٹکائے ہوئے گرم سانسیں اس سے ٹکرا رہا تھا۔۔۔

وہ اسے سوتا دیکھ کر تھوڑی ہلکی پھلکی ہوتی آنکھیں بند کر گئی اگر حصار توڑنے کی کوشش کرتی تو وہ دوبارہ غصہ ہو جاتا۔۔ جب وہ غصہ کرتا تھا تو بالکل اس کی مامی کی طرح لگتا تھا۔۔۔

عنادل کسمسا کر اٹھتی حمزہ کا ہاتھ ہٹاتی چیخنے لگی۔۔۔

حمزہ نیند سے بوجھل آنکھیں رگڑتا اسے دیکھنے لگا۔۔۔

جو بیٹھی سر ہاتھوں میں گرائے روتی ہوئی چیخ رہی تھی۔۔۔

ارد گرد کا منظر بدل چکا تھا لیکن اسے کچھ دیکھائی کب دیتا تھا۔۔۔بس ایک ہی چیز کا رٹا لگائے طوطے کی طرح کہے جاتی تھی۔۔۔

حمزہ نے اب اس کے دماغ کے ساتھ کھیلنے کا سوچا تھا۔۔۔

انسان کی سوچ کے مطابق اگر کوئی ترکیب لڑائی جائے تو اسے اس کی سوچ سے ہی ہرایا جا سکتا ہے۔۔۔

"عینا یہ لو سفید پاؤڈر یہی چاہئیے تھا ناں تمہیں۔۔۔؟"

وہ سائیڈ ٹیبل سے سیم اسی شکل کا پاؤڈر نکالتا جو عنادل لیا کرتی تھی اسے دے گیا۔۔اور عنادل پاگلوں کی طرح پانی میں ڈالتی اسے پی گئی۔۔۔

لیکن وجود میں فرق نہیں پڑا سوچ میں البتہ یہ فرق ضرور آیا تھا اسے وہ پاؤڈر مل گیا ہے جو وہ کب سے مانگ رہی تھی۔۔۔

جھٹکے کھاتا وجود حمزہ اپنی گرفت میں لے گیا۔۔۔

عنادل کے ذہن نے یہ قبول کر لیا تھا وہ اس کا سکون آور پاؤڈر ہے حالانکہ جسم کی لرزش میں کوئی واضح فرق

نہیں آیا تھا۔۔۔

"اور چاہیئے۔۔"

عنادل اس کا حصار توڑتی نم آنکھوں سے دیکھتی اور کی ضد کرنے لگی۔۔۔

"ٹھیک ہے لے لو میں بہت سارا لایا ہوں۔۔"

وہ دوبارہ سے اسے وہ پڑیا پکڑاتا ہوا دیکھنے لگا۔۔ عنادل نے وہ بھی گھول کر پی لیا۔۔۔

ذہن نے مان لیا تھا یہ وہی پاؤڈر ہے لیکن باڈی ایکسیپٹ نہیں کر رہی تھی۔۔۔

عنادل کو سمجھ نہیں آیا تو ہولے سے سر حمزہ کے کندھے پر رکھ دیا۔۔

حمزہ کامیاب ہو گیا تھا۔۔۔ عنادل کو تھوڑا گھمانا تھا اور وہ گھوم بھی گئی تھی۔۔۔

وہ ملک پاؤڈر تھا جس کو اسپیشل حمزہ نے تیار کروایا تھا۔۔۔

نا اس کا کوئی ذائقہ تھا نا ہی خوشبو۔۔ بنانے والے نے حمزہ کی سوچ کے مطابق بنایا تھا۔۔۔

حمزہ اپنا تجربہ کامیاب ہونے پر پر سکون سا ہو گیا۔۔۔

اس کے سر رکھنے پر حمزہ نے اپنا سر بھی اس کے سر سے ٹکا دیا۔۔ بالوں کی ایک الگ مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرانے لگی۔۔۔

"عیناشاور لے لو۔۔۔پھر مام ڈیڈ سے ملتے ہیں۔۔"

وہ عنادل کو کھڑا کرتے ہوئے کہہ رہا تھا وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔۔

"سونا ہے۔۔"

وہ کہہ کر دوبارہ بستر پر چڑھنے لگی تھی۔۔حمزہ نے اپنی مام سے لا کر ایک ڈریس دیا اور اسے اٹھا کر واش روم میں بھیجتا باہر کھڑا ہو گیا۔۔۔

حمزہ نے اپنی عقل کا استعمال کرتے یہ پاؤڈر جو دیکھنے میں ہو بہو ڈرگز کی شکل کا تھا عنادل کو دیا اور اس کے دماغ نے بھی اس پاؤڈر کو ڈرگز جان کر ایکسیپٹ کر لیا بس جسم نہیں کر پا رہا تھا وہ ابھی بھی ڈرگز کی طلب کرتا مچل رہا تھا۔۔

بس کچھ وقت تک یہ گیم کھیلنا تھا اور عنادل کا اس لت سے پیچھا چھوٹ جانا تھا۔۔۔

وہ سکینہ بیگم کے ڈریس میں پوری طرح چھپ گئی تھی۔۔۔

ڈھیلا ڈھیلا سا سوٹ اس پر جچ رہا تھا۔۔اس میں نازک سا سراپا مزید چھپ گیا تھا۔۔

"آجاؤ عینا یہ تمہارا روم ہے۔۔۔"عنادل کنفیوژن لئے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔ذہن نے پوری طرح واقفیت نہیں دی تھی۔۔

وہ چلتی ہوئی واپس لرزتی بیڈ پر ٹک گئی۔۔

"میں بال بنا دیتا ہوں۔۔"

وہ ہیئر ڈرائیر اٹھا کر اس کے بال سکھانے لگا۔۔

پھر بالوں کو سلجھاتا سوچ میں پڑ گیا اب ان لمبے بالوں کو سمیٹے کیسے۔۔

عنادل ہاتھوں کی لرزش کو محسوس کرتی ہونق سی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

نیٹ پر سرچ کرتا ایک جوڑا دیکھتا بنانے لگا لیکن چار مرتبہ بنانے پر بھی وہ کھل جاتا۔۔

"یار تم لڑکیاں اتنے لمبے بال کیسے سنبھال لیتی ہو۔۔۔" حمزہ جھنجھلا کر کہتا عنادل کو ہنسنے پر مجبور کر گیا۔۔

"افففف کس قدر پیاری لگ رہی ہو مسکراتے ہوئے۔۔ اللہ پاک میری خوشیاں بھی تمہارے نام کر دے۔۔"

حمزہ اس کا چہرہ اپنی طرف کرتا جھک کر اس کے گالوں کو چوم کر کہتا واپس کھڑے ہو کر بالوں کا معرکہ سر کرنے لگا۔۔۔ اس کے لمس پر عنادل سمٹ سی گئی تھی۔۔ گال گلابی ہو گئے۔۔

اس نے بالآخر ڈھیلا سا جوڑا باندھ ہی لیا تھا۔۔۔

سر پر ڈوپٹہ ٹکائے اسے کھڑا کرتا ناشتے کے لئے باہر لے آیا۔۔۔

وہ دونوں ٹیبل پر ان کا انتظار کر رہے تھے۔۔

عنادل ہونق سی چل رہی تھی اس کے ساتھ موجود انسان کون تھا یہ دونوں کون تھے جو اسے مسکرا کر دیکھ رہے تھے ذہن مفلوج تھا لیکن منظر دیکھائی دیتا تھا چہرے شناخت نہیں ہو رہے تھے۔۔۔

ڈاکٹرز کا کہنا تھا جب تک ڈرگز کا اثر ختم نہیں ہوتا ان کا ذہن کام کرنے یا سمجھنے سے قاصر رہے گا۔۔۔

"میری بچی کیسی ہے؟ حمزہ نے تنگ تو نہیں کیا نا آپ کو۔۔۔؟"

سُکینہ بیگم محبت سے اسے ساتھ لگائے پوچھ رہی تھیں۔۔ وہ حمزہ کو دیکھنے لگی بات سمجھ نہیں آئی تھی۔۔۔

"مام عنادل کا ذہن ابھی مفلوج ہے وہ مجھے آپ کو یا حتیٰ کہ اپنے گھر والوں کو بھی ابھی نہیں پہچان سکتی ہے۔۔۔ ڈرگز کا اثر جیسے ہی زائل ہو گا وہ ہمیں پہچاننے لگے گی۔۔۔"

حمزہ عنادل کو دیکھتے ہوئے ان دونوں کو بتا رہا تھا۔۔۔

اسے تو یہ بھی معلوم نہیں تھا بات اس کی ہو رہی ہے۔۔۔

"آہ میری بچی کیا حال کر دیا ظالموں نے۔۔۔ حمزہ عنادل ٹھیک ہو جائیں گی فکر نہیں کرنا۔۔"

وجاہت صاحب سر پر ہاتھ رکھتے حمزہ کو تسلی دینے لگے۔۔۔

عنادل کو ایک کپ کافی دی گئی جس کا ذائقہ عجیب لگنے پر اس نے ایک گھونٹ بھر کر چھوڑ دیا۔۔۔

"مسز نوشین۔۔ عنادل کے لئے مینگو جوس لے آئیں۔۔"

اپنی میڈ کو آواز دیتا حمزہ سمجھ چکا تھا ڈرگز کے علاوہ کوئی چیز ابھی عنادل کو اپیل نہیں کرے گی۔۔۔

وہ کچھ دیر میں مینگو جوس عنادل کے سامنے رکھ گئی تھیں جسے عنادل نے شوق اور رغبت سے پیا تھا۔۔۔

وجاہت صاحب اور سکینہ بیگم اپنے بیٹے کو دیکھ رہے تھے جسے یہ تک معلوم تھا عنادل نا کہہ کر بھی کیا کہنا چاہ رہی تھی۔۔۔

"حمزہ کچھ دیر میں عنادل کے گھر والے آئیں گے آپ یہیں ہونگے ناں۔۔؟"

"جی ماما یہی ہوں عنادل کے ٹھیک ہونے تک اسی گھر میں ہی اپنی ٹائم ملو گا۔۔ آفس کا کچھ کرلیں ڈیڈ میں جا نہیں سکتا البتہ گھر رہ کر ہیلپ کر سکتا ہوں عینا کو اک پل کے لئے چھوڑنا میرے بس میں نہیں ہے۔۔۔"

حمزہ بے بس سا کہتے ہوئے وجاہت صاحب کو مسکرانے پر مجبور کر گیا۔۔۔

"ہم کب کہہ رہے ہیں آفس جاؤ بیٹے آپ گھر ہی رہیں میں اور وقاص دیکھ لیں گے۔۔۔ نور کی شادی ہے نیکسٹ منتھ ہم اٹینڈ کرنے دبئی جائیں گے اگر عنادل جانا چاہیں تو ہم سب چلیں گے ورنہ میں اور آپ کی ماما تو جائیں گے ہی۔۔۔"

وجاہت صاحب نے اٹھتے ہوئے ایک نئی اطلاع دی تھی۔۔۔

"گڈ ڈیسیژن ایسا کریں آپ اور ماما ہی چلیں جائیں میں عنادل کو کہیں نہیں بھیجنے والا۔۔"

حمزہ کہہ کر عنادل کی جانب آکر اسے اٹھانے لگا۔۔ عنادل اس کے ساتھ چلتی روم میں آگئی۔۔

اور آتے ہی اپنا ہاتھ چھڑوا کر بیڈ پر چڑھ کر لیٹتی کمفرٹر میں گھس گئی۔۔۔گلاس ڈور سے دھوپ چھن کر اندر داخل ہوتی عنادل کے چہرے پر آرہی تھی۔۔۔

حمزہ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کرٹنز گرادیئے۔۔کمرے میں نیم تاریکی پھیل گئی۔۔وہ کمبل میں سوتی عنادل پر جھک کر سر چومتا پلٹا اور کچھ فاصلے پر رکھی چیئر پر لیپ ٹاپ لئے بیٹھتا اپنا کام کرنے لگا۔۔

جتنے پروجیکٹ پینڈنگ تھے سب کو دیکھتے ہوئے کمپلیٹ کرتے ہوئے بار بار عنادل کی جانب دیکھتا۔۔وہ ہولے سانس لیتی پر سکون سو رہی تھی۔۔۔

حمزہ کام مکمل کرتا اٹھا اور کمفرٹر سے عنادل کا تھوڑا سا چہرہ باہر نکالا۔۔نرم گرم سانسیں اندر باہر کرتی وہ سکون سے سو رہی تھی۔۔۔

"سلیپنگ انوسینٹ بیوٹی"

حمزہ سرگوشی میں کہتا اس کے ماتھے پر لب رکھ گیا۔۔۔خرم کو میسج لکھ کر سینڈ کیا جس میں اسے ہدایت دی گئی تھیں آتے ہوئے عنادل کی تمام ضرورت کی چیزیں لیتے ہوئے آئے اور ساتھ عنادل کا لیپ ٹاپ بھی لے آئے موبائل وہ کہیں گرا چکی تھی لہٰذا اس کے پروپر ٹھیک ہونے پر حمزہ نے دوسرا دلانے کا سوچا ہوا تھا فلحال تو اسے اینیمے دیکھنے کیلیئے لیپ ٹاپ کافی تھا۔۔۔

حمزہ کسی سے سِٹنگ ایریا میں کال پر بات کر رہا تھا۔۔پلٹ کر دیکھا تو عنادل دوبارہ جاگ چکی تھی اور بری طرح رو رہی تھی، حمزہ حواس باختہ سا کال کاٹ کر اس کے پاس پہنچا۔اسے دیکھ کر وہ پاؤڈر مانگنے لگی تھی حمزہ نے اسے وہی ملک پاؤڈر کافی میں ملا کر دے دیا۔۔وہ اب اسے کھانے پینے کی چیزوں میں ملا کر دیتا تا کہ وہ کچھ کھا بھی لے ورنہ کمزوری تو اس کی آنکھوں اور جسم کی ہڈیوں سے واضح ہی تھی۔۔۔

وہ کافی کا کپ فنش کرتی ٹیک لگائے بیٹھ گئی۔۔

آنکھیں مسلسل بند ہی تھیں۔۔حمزہ نے آگے بڑھ کر ٹمپریچر چیک کیا جو کہ نارمل ہی تھا۔۔

اتنے میں دروازہ ناک ہوا۔۔

"حمزہ عنادل کی فیملی آئی ہے آپ انہیں نیچے لیکر آرہے ہیں یا ان کو ہم اوپر ہی لے آئیں۔۔"

سُکینہ بیگم دروازے سے آواز لگاتی حمزہ سے پوچھ رہیں تھی۔۔

حمزہ نے آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔۔۔

"مام انہیں اوپر ہی بھیج دیں مجھے نہیں لگتا عینا کی طبیعت ٹھیک ہے، سی مام کتنی کمزور ہو گئی ہے۔۔آپ اپنی فرینڈ سے کہیں ناں عینا کو آکر ایک بار چیک کر جائیں اور ان کا ڈائٹ پلان بتا دیں تا کہ اس کمزوری سے تو باہر آئیں۔۔"

حمزہ پریشان سا کہتا سامنے نیم دراز سی عنادل کو دکھاتے ہوئے کہنے لگا۔۔۔

"میر ابیٹا وہ ٹھیک ہو جائیں گی فکر نہیں کریں جن کے پاس آپ جیسے کیئرینگ سے انسان ہوں وہ بھی بھلا لمبے عرصے تک بیمار رہ سکتے ہیں۔۔؟ میں کال کر کے بلوا لیتی ہوں ہما کو وہ ابھی آکر دیکھ لیں گی عنادل کو۔۔۔"

وہ کہتے ہوئے حمزہ کے چہرے پر ہاتھ پھیرتی تسلی دیتی مڑنے ہی لگی تھیں حمزہ نے انہیں پکارا۔۔

"مام عنادل ابھی کسی کو پہچان نہیں رہی ہے۔۔ وہ صرف ابھی ایک چیز کو جانتی ہیں وہ ہے ڈرگ۔۔ اس کے علاوہ اس کے دماغ میں کوئی چیز کوئی رشتہ یاد نہیں ہے۔۔۔ آپ سے گزارش ہے عینا کے دماغ پر زور نہیں ڈلوایئے گا۔۔ میں باہر ہوں آپ عنادل کے ساتھ رہیئے گا۔۔ کچھ دیر تک آتا ہوں آفس سے ضروری فائلز لانی ہیں مجھے خود ہی جانا ہو گا۔۔۔۔

ایک منٹ کے لئے بھی اکیلے نہیں چھوڑیئے گا مام۔۔"

وہ ان کا ہاتھ تھامے التجائیہ کہہ رہا تھا انہیں اپنے بیٹے پر ٹوٹ کر پیار آیا۔۔ بھلا عنادل اتنی کیئر کے بعد جلدی ری کور کیسے نا ہوتی۔۔۔

"آپ بے فکر ہو کر اپنے کام کریں ہم ہیں ناں۔۔۔"

انہوں نے اس کی شانوں پر ہاتھ رکھ کر کہا تو سر ہلا کر ان کا ہاتھ چوم گیا۔۔۔

"تھینکس مام۔۔" اس کے کہنے پر انہوں نے خفگی سے اپنے بیٹے کو دیکھا تو ہنسنے لگا۔۔۔

حمزہ عنادل کی فیملی کو سلام کرتا باہر نکل گیا۔۔

کچھ اہم فائلز آفس اسے لینی تھیں اس لئے اسے آفس خود ہی جانا تھا۔۔

عنادل چپ چاپ ان لوگوں کو نثار ہوتے ہونق زدہ سی دیکھ رہی تھی۔۔۔

"میری بیٹی میرے ساتھ گھر چلے گی۔۔"

مہر النساء بیگم نے کہا تو سُکینہ بیگم نے پہلو بدلا۔۔ اگر وہ اسے لے جاتیں تو حمزہ بہت خفا ہوتا لہٰذا اس کے آنے تک تو انہوں نے عنادل کو جانے نہیں دینا تھا۔۔

"ماما آپ ایسے کیوں کر رہی ہیں حمزہ کو پتہ چلا تو وہ بہت خفا ہو گا۔۔"

خرم سے رہا نہ گیا تو کہنے سے نا رکا۔۔۔

"میں کونسا ہمیشہ کے لئے لے جا رہی ہوں بس کچھ دن کے لئے۔۔ میری بیٹی ہے عنادل خرم۔۔ دل چاہ رہا ہے کچھ دن سینے سے لگا کر رکھوں۔۔"

وہ کہہ کر منہ پر ہاتھ رکھے رونے لگیں۔۔ اس وقت روم میں عنادل کے ساتھ سُکینہ بیگم کے علاوہ خرم، مہر النساء بیگم اور ہادیہ موجود تھے۔۔

اسجد صاحب وجاہت صاحب سے باتوں میں نیچے لاؤنج میں مصروف تھے۔۔

"لیکن حمزہ کی اجازت کے بنا آپ نہیں لے جاسکتی ہیں عنادل کو۔۔انہیں معلوم ہوا تو ہم سے بلاوجہ ہی خفا ہو گا۔۔"

سُکینہ بیگم نے سنجیدگی سے کہا اور عنادل کو خود سے چپکا لیا۔۔

"لیکن میں صرف ایک دو دن کے لئے لے جانا چاہتی ہوں پھر بھلے حمزہ لینے آجائے۔۔"

انہیں بس عنادل اپنے سامنے چاہئیے تھی کچھ وقت کے لئے۔۔اتنے دن دور رہنے کے بعد وہ حمزہ کے لے جانے پر کچھ نہیں بولی تھیں لیکن انہیں اپنی بیٹی کو سامنے دیکھنا تھا۔۔اتنے دن کی کثافت کو دور کرنا تھا۔۔ اپنی ممتا اسے دے کر بتانا تھا وہ اس کی ماں ہیں۔۔۔لیکن ان کی بار بار ایک ہی تکرار اب انہیں غصہ دلا رہی تھی۔۔

"ماما۔۔"

"بس ہم کچھ سننا نہیں چاہتے ہیں ہم عنادل کو ساتھ ہی لیکر جائیں گے بس۔۔ہادیہ جاکر اپنے بابا سے کہیں اب چلنے کا ٹائم ہو گیا ہے۔۔"

انہوں نے اس بار جھڑک کر کہا ہادیہ نے ان کی بات پر خرم کی جانب دیکھا لیکن وہ اپنی ماں کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"ہادیہ جائیں ہم کچھ کہہ رہی ہیں آپ سے۔۔"

انہوں نے غصے سے کہا تو ہادیہ کو جانا ہی پڑا۔۔

سُکینہ بیگم اور وجاہت صاحب کے اسرار پر بھی مہر النساء بیگم نے ایک نہیں سنی تھی اور عنادل کو ساتھ ہی لے کر گئیں۔۔

عنادل حیرت سے ان کے ساتھ چلی گئی۔۔

یہاں سُکینہ بیگم سر ہاتھوں میں گرائے آنے والے وقت کا سوچ کر ہلکان ہو رہی تھیں جب حمزہ آتا اور کہتا انہیں ایک کام کہا تھا عنادل کو ساتھ رکھنے کا وہ بھی نہیں کر پائیں آپ۔۔۔وہ مسلسل سوچتے ہوئے اس کا ذکر وجاہت صاحب سے بھی کر رہی تھیں جو انہیں تسلیاں دے رہے تھے۔۔

حمزہ آفس پہنچا تو سب الرٹ ہوتے کھڑے ہو گئے سلام کے جواب دیتا وہ اپنے آفس میں آ گیا۔۔

وجاہت صاحب آفس آئے تھے لیکن کچھ وقت میں واپس گھر لوٹ آئے تھے ان کے مطابق ان کے لئے کچھ کام نہیں تھا اور مسٹر چوہان سب ہینڈل کر رہے تھے وہ خود کو آزاد محسوس کرتے لوٹ گئے تھے۔۔

"جلدی سے اس پروجیکٹ سے ریلیٹڈ تمام فائلز مجھے بھیجو۔۔"

سامنے کھڑے مینیجر کو حکم دیتا وہ گھر کال کرنے کا سوچ رہا تھا۔۔عنادل ذہن پر چھائی ہوئی تھی۔۔وہ خود وہاں تھا لیکن دل دماغ سب عنادل میں اٹکا ہوا تھا۔۔۔

وہ کال ملا رہا تھا کہ مینیجر ناک کر کے روم میں داخل ہوا تو حمزہ نے موبائل ٹیبل پر رکھ دیا۔۔

وہ تمام فائلز ریڈ کرتا مزید کچھ کام کرتا رہا اس دوران اسے کافی ٹائم لگ چکا تھا۔۔ جلدی جلدی کام کو سمیٹتا اٹھا عنادل کہیں اس کو ڈھونڈ نا رہی ہو یا ڈر گئی کی تڑپ میں خود کو کچھ نقصان نا پہنچا رہی ہو اچانک سے اس کا چہرہ آنکھوں کے سامنے آیا تو وہ آگے کا کام چھوڑے آفس سے نکل گیا۔۔

فائلز کو ڈیش بورڈ پر پھینکے وہ گاڑی ہائے وے پر دوڑا رہا تھا۔۔۔

گھر پہنچنے تک وہ سوچ سوچ کر خود کو اچھا خاصا پریشان کر چکا تھا۔۔۔

گھر میں سکوت سا تھا اور سامنے اس کے مام ڈیڈ بیٹھے کچھ سرگوشی کے انداز سے بات کر رہے تھے جبکہ چہروں پر واضح پریشانی تھی وہ کچھ غلط محسوس کرتا ان تک پہنچا۔۔

"مام عینا کہاں ہے۔۔؟"

وہ ڈائریکٹ اسی کا پوچھتے انہیں مزید پریشان کر گیا۔۔

"وہ لے گئے انہیں ہم نے بہت روکا لیکن وہ نہیں مانے لے گئے۔۔"

وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھیں حمزہ نے کتنے مان سے عنادل کو کچھ وقت کے لئے ان کے حوالے کیا تھا اور وہ اسے روکنے کے لئے کچھ نہیں کر پائیں۔۔۔

"مام روئیں تو نہیں آپ۔۔ میں ابھی لے آتا ہوں عینا کو۔۔"

NOVEL IN URDU

وہ انہیں روتے دیکھ کر کچھ نرم پڑا اور نہ عنادل کا جانے کا سنتے ساتھ ہی اس کے تاثرات بے حد سخت ہو گئے تھے۔۔

"نہیں بیٹا رہنے دیں انہیں کچھ دن وہاں ان کے ماں باپ کا بھی حق ہے وہ اپنی بیٹی کو اپنے پاس رکھیں اور وہ بیمار ہیں تو کیسے ان کے ماں باپ کے دل کو راحت ملے گی۔۔؟ آپ نہیں لائیں عنادل کو وہاں سے ایک دو دن کے لئے۔۔"

وجاہت صاحب نے رسان سے سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ ان کی بات پر نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

"میری عینا اب مجھ سے ایک پل دور نہیں رہے گی اور میری اجازت کے بنا اسے کوئی لے کر بھی کہیں نہیں جا سکتا وہ ضرور تڑپ رہی ہو گی ڈرگز کے لئے وہ لوگ ہینڈل نہیں کر سکتے میری عینا کو۔۔"

حمزہ سختی سے کہتا ہوا لمبے ڈگ بھرتا باہر نکل گیا۔۔

گاڑی کو ڈرائیو وے سے نکالتا تیزی سے گاڑی بھگا لے گیا۔۔ جبڑے بھینچے ہوئے تھے۔۔ لب سختی سے ایک دوسرے میں دبائے ایک ہاتھ سے اسٹیرنگ وہیل گھماتا دوسرے سے ماتھا مسلتا غصہ ضبط کر رہا تھا۔۔

ساری رات عنادل کی زرا سی آہٹ پر وہ چونک کر اٹھتا تھا اب کیسے اس کے بغیر سو جاتا۔۔۔

عنادل گھر پہنچی کچھ دیر تک تو نارمل رہی لیکن پھر اچانک سے چیختی چلاتی بال نوچنے لگی۔ سب گھر والے

گھبرا کر اسے دیکھ رہے تھے ہادیہ خرم کے پیچھے چھپی اس کا جنونی انداز دیکھتے ہوئے آنسو بہا رہی تھی۔۔

اس کی ماما بابا اسے پکڑنے کی کوشش کرتے لیکن وہ مسلسل چیختے اپنے بال نوچ رہی تھی پھر اپنے ہاتھ نوچنے لگی۔۔ خرم نے کافی روکنے کی کوشش کی لیکن عنادل بیٹھتے گلے کے ساتھ مسلسل چلا رہی تھی۔۔

"مجھے وہ چاہیئے وہ ان کے پاس ہے مجھے چاہیئے وہ۔۔۔وہ۔۔۔وہ۔۔۔"

وہ کہتی ہوئی مسلسل ان سے اپنا آپ چھڑواتی دروازے کی طرف بھاگ رہی تھی۔۔

"عنادل میرا بچہ میں دیتی ہوں بتاؤ کیا چاہیئے میری بچی کو۔۔؟"

ان کے پوچھنے پر عنادل نے اپنی ماں کو آنسو بھری سرخ آنکھوں سے دیکھا وہ اپنی بیٹی کی حالت پر تڑپ کر رہ گئیں وہیں خرم کو عنادل کو گھر لانے کے فیصلے پر پچھتاوا بھی ہوا تھا۔۔۔ وہ وہاں ٹھیک تھی بول نہیں رہی تھی تو کیا تھا اپنا حال بے حال تو نہیں کر رہی تھی۔۔

وہ سب اسے روکتے رہے لیکن عنادل بنا کچھ سنے اپنے آپ کو خراشیں پہنچانے سے باز نہیں آئی۔۔

"عینا۔۔"

حمزہ نے اسے بکھری ہوئی حالت میں دیکھا تو تڑپ لئے اسے پکار اٹھا اس کی پکار پر عنادل نے اس کی جانب دیکھا اسے صرف پکار سنائی دی تھی جو مسلسل وہ چند گھنٹوں سے سنتی ہوئی آ رہی تھی اور حمزہ کو دیکھ کر عنادل ڈرگز کی طلب لئے اس کے سینے سے جا لگی۔۔

وہ اس کے گرد اپنے بازو پھیلاتا، عنادل کے ہچکولے کھاتے وجود کو خود میں سمیٹ گیا۔۔

"کیا ہوا ہے میری عینا کو۔۔؟ کیوں خود کو تکلیف دیتی ہو یار اگر دینی ہے تو مجھے دے دو۔۔"

وہ اس کے ہاتھوں کو دیکھتا خود بھی اذیت کا شکار تھا۔۔

عنادل کے بال ٹھیک کرتا وہ اس کا ہاتھ تھامے باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ "گھر چل کر تمہیں دوا دیتا ہوں۔۔ کیا تمہیں بھوک لگی ہے۔۔؟" وہ اسے خود سے لگائے اس کے گرد اپنے ہاتھ پھیلائے ساتھ لئے دروازے سے گم ہو گیا۔۔

لیکن یہاں کسی نے نہیں روکا تھا آخر کیسے روکتے عنادل خود اس کی جانب بھاگی تھی اسے دیکھ کر اس کے چہرے پر سکون سا پھیلا تھا۔۔

سب واضح ہو چکا تھا اب عنادل بھی حمزہ کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی بھلے ہی اسے حمزہ سے لالچ تھا۔۔ سب گھر والے نم آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے حمزہ نے عنادل کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا تھا۔۔
مہرالنساء بیگم سمجھ چکی تھیں اور بہت کچھ واضح بھی دکھائی دے گیا تھا حمزہ ان کی بیمار بیٹی کو کیسے ہاتھ کا چھالا بنا کر رکھ رہا تھا انہوں نے عنادل کو گھر لا کر غلط کیا تھا۔۔۔

"میثم ہم کب جائیں گے اس جگہ سے یہاں تو سانس لینا محال ہے ایسا لگتا ہے جیسے ہر طرف دوائیں پھیلی ہیں

اور میں دوائی پر ریسرچ کر رہی ہوں۔۔"

زامیہ لیٹے لیٹے تھکی آواز میں اسے کہہ رہی تھی جو سامنے صوفے پر بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ دیکھ رہا تھا۔۔

"آپ کی ایک تو فضول سی باتیں۔۔ابھی مزید رہنا ہے آپ نے یہاں اس لئے یہیں لیٹی رہیں۔۔"

اس کے لیفٹ بازو پر سپورٹ بیلٹ لگی تھی تاکہ وہ ہلا نا سکے۔۔ مسلسل ڈاکٹرز کی تنبیہہ پر بھی وہ چلبلی بیٹھنے کا نام نہیں لے رہی تھی اس لئے ڈاکٹرز نے اس کے ہاتھ پر سپورٹ بیلٹ لگا کر بند کر دیا تھا۔۔

وہ مایوسی سے چار دیواری کو گھورنے کے بعد اب میثم کو گھور رہی تھی۔۔

"اللہ تم کتنے ظالم شوہر ہو بیوی یوں بیمار پڑی ہے خود مووی دیکھنے میں مگن ہو زرا لیپ ٹاپ لیکر ادھر تو آؤ میں بھی تو دیکھوں آخر کیا دیکھ رہے ہو۔۔؟"

اسے معلوم تھا وہ کام کرنے کی غرض سے لیپ ٹاپ لئے بیٹھا ہے لیکن زامیہ سے کہاں برداشت ہو رہا تھا وہ اس کے ہوتے ہوئے کسی دوسری طرف بھی دھیان دے اس سے باتیں کرنے کے بجائے۔۔

"زامی اٹس ارجنٹ !!جسٹ ٹین منٹس اٹس آل موسٹ ڈن۔۔" وہ لیپ ٹاپ پر گڑی آنکھیں اٹھاتا اسے دیکھ کر بے بسی سے بولا اور واپس لیپ ٹاپ پر نظریں جماتا انگلیوں کی رفتار تیز کر گیا۔۔

"تمہیں مجھ سے زیادہ یہ لیپ ٹاپ عزیز ہے میں سمجھ گئی۔۔"

وہ ناک چڑھا کر کہتی کروٹ لے کر لیٹ گئی جس سے زامیہ کی بیک میثم کی جانب ہو گئی۔۔

اس کے کہنے پر میثم نے ایک نظر اسے دیکھ کر جلدی سے کام کو وائنڈ اپ کر کے لیپ ٹاپ بند کیا۔۔

لمبی سانس لیتا اس کی جانب بڑھا۔۔وہ محسوس کرتی مسکراتی آنکھیں بند کر گئی۔۔اور جلدی سے سنجیدگی طاری کر لی۔۔

"زامی ایسے ناراض نہیں ہوا کریں میں بیچارہ پھر کہاں جاؤں گا۔"

وہ کہہ کر زامیہ پر جھکا اس کے گال کو دانتوں سے کاٹنے ہی والا تھا کہ دھاڑ سے دروازہ کھولتا کوئی اندر آیا۔۔ میثم سیدھا ہوا جبکہ زامیہ نے پٹ سے آنکھیں کھولیں اسے یہ خلل بالکل پسند نہیں آیا تھا۔۔

"ہائے۔۔زامیہ کیسی ہو تم۔۔؟ میثم کو سلام کرتی پلوشہ زامیہ سے مخاطب ہوئی۔۔

میثم ایک جانب ہوتا زامیہ کے تاثرات پر بامشکل ہنسی دبائے کھڑا تھا۔۔

"میں ٹھیک ہوں تم ٹھیک ہو گئی۔۔؟ (اتنی جلدی)۔۔

زامیہ ٹیک لگا کر بیٹھتی اس کے لائے گئے بکے کو سائیڈ ٹیبل پر رکھتی پوچھنے لگی۔۔اگلی بات دل میں ہی کہہ لی۔۔

"جی ہاں! میں کونسا بچپن سے ڈر گزر لے رہی تھی جو مجھے ری کور کرنے میں ٹائم لگتا ان لوگوں نے اغوا کرنے کے کافی دن بعد دینا شروع کیا تھا جب بابا نے ان کے آدمی چھوڑنے سے انکار کیا تھا۔۔"

وہ بتاتی میثم کو دیکھ رہی تھی جو زامیہ کو مصروف پا کر دوبارہ لیپ ٹاپ لئے بیٹھا تھا۔۔

سکن شرٹ بلیک پینٹ پر شرٹ کا ایک بٹن کھلا ہوا تھا جس سے میثم کا تھوڑا سا سینہ نظر آرہا تھا۔۔ سفید سی رنگت میں دبی دبی سی مسکراہٹ اس کو دلکش بنا رہی تھی۔۔

زامیہ نے گھور کر میثم کو دیکھا۔۔ نظروں کی تپش پر اس نے سر اٹھا کر زامیہ کو دیکھا وہ سرد تاثر سے اسے گھور رہی تھی اور پلوشہ نرم تاثر سے دیکھتی زامیہ کو جھلسا رہی تھی۔۔

"اگر میرے شوہر کی تصویر اپنی آنکھوں میں قید کر لی ہے تو جس کی عیادت کے لئے آئی ہو اس سے باتیں کر لو ورنہ تم نے میرا حال تو دیکھ ہی لیا ہے۔۔"

زامیہ بنا کوئی لحاظ کئے اسے بہت کچھ جتا گئی تھی کہ وہ اندھی نہیں ہے۔۔۔

میثم اپنا قہقہہ روکنے کے چکر میں منہ پر ہاتھ رکھے سرخ ہو رہا تھا۔ جبکہ شوخ سی نظریں زامیہ کے جلے بھنے انداز کو دیکھ رہی تھیں۔۔۔

کیا تھی وہ محبت کا انکار کرتی محبت جتا جاتی تھی۔۔۔

"اوکے میں چلتی ہوں دوستوں کے ساتھ پارٹی ارینج کی ہے۔۔"

وہ اتنے ڈائریکٹ وار پر دھواں ہوتے چہرے کے ساتھ اٹھتے ہوئے بولی تو زامیہ نے سکون کی سانس لی جبکہ میثم کو زامیہ کا انداز مزید دیکھنے کی چاہ تھی اس کے جانے سے ختم ہو جانا تھا اس لئے اسے روکنے کا کہہ گیا۔۔۔

"ابھی تو آئی ہیں آپ اتنی جلدی جا رہی ہیں بیٹھ جائیں۔۔"

میثم نے زامیہ کو دیکھتے ہوئے اسے کہا تو پلوشہ خوش ہو گئی۔۔

جب کہ زامیہ کی نظریں پلوشہ کے خوش ہوتے چہرے کی جانب تھیں۔۔۔ "میں مزید رک جاتی لیکن پارٹی میں جانا ہے آپ آیئے گا ناں گھر بابا بھی آپ کو یاد کر رہے تھے۔"

وہ رک جاتی لیکن وہ پہلے ہی پارٹی کا کہہ چکی تھی اس لئے اسے رکنا مناسب نہیں لگا۔۔

"جی آؤں گا اپنی مسز کے ساتھ۔۔"

"برائے مہربانی دیکھ کر آنا جانا کہیں پھر کہیں مجھے تمہیں چھڑوانے کے لئے نا آنا پڑے ویسے بھی میرا بازو اب فی الحال کام کا نہیں ہے۔۔"

زامیہ اسے باتوں میں لپٹے طنز سے بہت کچھ باور کروا چکی تھی۔۔ میثم کی بات کو نظر انداز کئے زامیہ نے فوراً سے بدلہ لیا تھا۔۔

"جی بہتر۔۔" وہ کہہ کر پاؤں پٹختی باہر نکل گئی پیچھے میثم کا روکا ہوا قہقہہ آزاد ہوا تو زامیہ اس کے مسلسل بلند آواز سے ہنسنے پر اسے گھورنے لگی۔۔۔

"میری جھلی سی بیوی۔۔" میثم نے کہہ کر اس کے گال کھینچے۔۔

"اپنا ہیرو والا لک ہر کسی کے سامنے نہیں آن کر لیا کرو۔۔" زامیہ اس کی شرٹ کے نیک بٹن کو اوپن دیکھ

کرترخ کر بولتی رخ پھیر گئی۔۔

وہ پہلے چونکا پھر اپنے گریبان کے بٹن دیکھتا مسلسل ہنسے گیا۔۔

"کبھی کبھار بالکل چھوٹی سی بچی لگتی ہیں آپ۔۔ دل چاہتا ہے کہیں چھپالوں۔۔"

میثم کہتا اس کے برابر میں ہی دراز ہو گیا۔۔

وہ کافی تھک چکا تھا لیکن زامیہ کی باتوں اور حرکتوں نے اس کو فریش سا کر دیا تھا۔۔

وہ زامیہ کو باتیں کرنے کے لئے اکسانے لگا۔۔ جبکہ وہ نو رسپانس کا بورڈ لگائے سوتی بن گئی۔۔

"ہادیہ یہ ایڈمیشن فارم ہیں لیکن اس کے لئے مجھے تمہارے تمام ڈاکیومینٹس چاہئیں۔۔ تمہارا ایڈمیشن کروا رہا ہوں کالج میں۔۔"

وہ رات میں ڈنر کے بعد فارم لئے بیٹھا اسے دکھاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"کیا میں آگے پڑھوں گی۔۔؟" وہ جوش سے پوچھتی ہوئی اس سے فارم لیکر دیکھنے لگی کہ اس کی بات میں کتنی صداقت ہے۔۔

"جی ہاں تمہارا ایڈ ہو جائے گا لیکن اس کے لئے مجھے ضروری کاغذات چاہئیے تاکہ میں فارم کی ریکوائرمنٹ پوری کر سکوں۔۔"

وہ کہتا اس کے خوشی سے جھلملاتے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔

پھر اچانک ہنس پڑا۔۔

"کیوں ہنس رہے ہیں آپ۔۔؟"

ہادیہ نے چونک کر پوچھا۔۔

"مجھے عنادل یاد آگئی۔۔ افففف جب جب ایڈمیشن کی بات کرو یا فارم دیکھاؤ بچوں کی طرح رونے لگتی تھی۔۔ عمیمہ اتنا سمجھاتی تھی پھر بھی عنادل نے آگے سے نو کو یس میں نہیں بدلنا ہوتا تھا۔۔ سکول سے لیکر اب تک عنادل نے پڑھائی کے معاملے میں رونے کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی رلایا ہے۔۔۔ اتنی ضدی وہ کسی معاملے میں نہیں ہے جتنی پڑھائی میں جبکہ وہ پڑھائی میں اچھی تھی پھر بھی اسے نہیں پڑھنا ہوتا تھا۔۔"

NOVEL IN URDU

خرم ہنستے ہوئے ہادیہ کو عنادل کی حرکتیں بتا رہا تھا وہ حیرت سے سن رہی تھی۔۔۔

"جب اچھا پڑھتی تھی تو پڑھائی سے کیوں بھاگتی تھی۔۔"

"کیونکہ اسے لوگوں میں جانے سے ڈر لگتا تھا۔۔ اسے گھر میں رہنا پسند ہے بجائے کچھ کرنے یا کہیں جانے کے ہم زبردستی لیکر جاتے ہیں لیکن وہ ہمیشہ بیمار پڑ جاتی ہے۔۔ آنکھیں تو تم دیکھ ہی چکی ہو۔۔۔ اس کے ساتھ اور بھی پرابلمز ہیں لیکن اب مجھے لگتا ہے حمزہ اسے ہینڈل کر کے جلدی صحتیاب کر دے گا۔۔"

خرم کہتا ہوا واپس ہادیہ کی جانب متوجہ ہوا جو اثبات میں سر ہلا رہی تھی۔۔

"ڈاکیومنٹس کا کچھ کرو بھئی۔۔" وہ کہتا اس کی توجہ واپس اہم مسئلہ کی جانب کر گیا۔۔۔

"مامی کے گھر ہیں۔۔ لیکن میں نہیں جاؤں گی لینے۔۔" وہ کہتے ہوئے باقاعدہ روہانسی ہو گئی تھی۔۔ جیسے خرم ابھی اسے وہاں لے جائے گا۔۔

"تم ایڈریس دے دو میں خود لے آؤں گا تمہیں تو میں کبھی وہاں نا جانے دوں۔۔"

وہ کہتے ہوئے ہاتھ پکڑ تا پاس بیٹھا گیا۔۔

وہ تھوڑی ریلیکس ہوتی فارم کو دیکھنے لگی تھی اس کی کتنی خواہش تھی وہ بہت زیادہ پڑھے۔۔ اور شاید خرم اس کی یہ خواہش پوری کر دینے والا تھا۔ واپس آنکھوں میں نمی اترنے لگی تھی۔۔

"نوہادی۔۔" وہ اسے رونے کی تیاری کرتا دیکھ سمجھ کر سرزنش کر گیا۔۔

جبکہ وہ نم آنکھوں سے مسکراتی سر اس کے کندھے پر رکھ گئی۔۔۔

محسن صاحب کی شادی ان کے والد صاحب نے زبردستی ایک یتیم بچی سے کر دی تھی محسن صاحب کے لاکھ انکار اور سخت رویہ کے باوجود بھی ان کے والد صاحب نے اپنی پسند کی لڑکی سے شادی کر کے ہی چھوڑی۔۔۔۔ وہ لندن میں ایک لڑکی کو پسند کرتے تھے اور اسی سے ہی شادی کرنا چاہتے تھے۔۔

جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اپنے والد صاحب سے تو بدظن ہوئے ہی ساتھ اپنی شریکِ حیات کو طنز طعنے دینے سے بھی باز نہ رہے۔۔

ماہم نور بہت سیدھی سادھی طبیعت کی تھیں۔۔ اور اپنے شوہر کے ہر طعنے کو صبر سے برداشت کر لیا کرتیں تھیں۔۔

محسن کے حساب سے ان کی شادی اونچے گھرانے کی ویل ایجوکیٹڈ لڑکی سے ہونے چاہیئے تھی اور جس کو وہ پسند کرتے تھے اس میں یہ سب کوالٹیز موجود تھیں۔۔

ماہم نور ٹھہری دسویں پاس بھلا اتنی کم تعلیم یافتہ سی لڑکی انہیں کہاں بھاتیں۔۔ ان کے طعنوں اور سخت رویہ میں وقت گزرنے کے ساتھ کمی آنے کے بجائے مزید سختی آتی گئی۔۔

اسی دوران زامیہ اس دنیا میں آئی لیکن بیٹی ہونے کے باوجود بھی محسن صاحب کا رویہ مزید بے زار اور متنفر ہو گیا انہیں بیٹے کی چاہ تھی اور زامیہ کو گود میں اٹھانا تو دور دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔۔

ماہم نور کی دل جوئی کو زامیہ کے دادا ابو شاہنواز چودھری تو ہمیشہ موجود رہتے تھے۔۔ زامیہ کو بے حد محبت سے پال رہے تھے۔۔ محسن اس دوران جب زامیہ محض چار سال کی تھی انہوں نے لندن جا کر دوسری شادی اپنی پسند کی لڑکی سے کر لی تھی۔۔

ماہم نور جو ہمیشہ سے محسن صاحب کی جانب سے دل گرفتگی کا شکار رہتی تھیں ان پر ایک اور قیامت گزری لیکن وقت نے انہیں اتنا مضبوط کر دیا تھا کہ وہ صرف زامیہ اور شاہنواز چودھری کے گرد زندگی کو

دیکھتی تھیں۔۔

شاہنواز چودھری کو ہمیشہ انہوں نے باپ کی جگہ دی تھی وہیں انہوں نے بھی ماہم نور کو بیٹی سے بڑھ کر عزت محبت دی تھی۔۔

لیکن ان کی زندگی بہت تھوڑی تھی۔۔ ایک رات چپکے سے وہ اس دنیا سے گزر گئیں تھیں۔۔ زامیہ اس وقت دس برس کی تھی۔۔ اس کے دادا ابو نے بہت مشکل سے سنبھالا تھا دس سال کی بچی کو۔۔

محسن صرف تدفین کے لئے آئے تھے اور زامیہ نے جب اپنے باپ کو پہلی بار دیکھا تھا۔۔ لیکن اس کے دل میں محبت کے بجائے تکلیف اور غصہ نے لے لی تھی۔۔ محسن صاحب نے ایک بار سر پر ہاتھ رکھا اور دوسرے دن کی فلائٹ سے شاہنواز صاحب کے لاکھ روکنے کے باوجود بھی کسی کی سنے بغیر جا چکے تھے۔۔۔

زامیہ نے اپنی ماں کو روتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ اس کے بابا کے بارے میں پوچھنے پر خوف سے چہرہ پیلا پڑتے ہوئے دیکھا تھا۔۔ وہ جب نہیں سمجھ سکتی تھی یہ سب کیوں ہے لیکن بہت جلد اس پر سب آشکار ہو چکا تھا۔۔۔

زامیہ نے دادا کے علاوہ صرف اپنی ماں کو دیکھا تھا۔۔ اسے مردذات سے ہی شدید قسم کی نفرت ہو گئی تھی لیکن کچھ وقت بعد یہ نفرت اسے صرف اپنے بابا سے محسوس ہوتی تھی۔۔ دوسرے بچوں کے بابا کو جب وہ اتنے لاڈ پیار اٹھاتے ہوئے دیکھتی تھی۔۔۔

ایک رات اس نے بہت رونے کے بعد یہ سوچ لیا تھا کہ اب کبھی نہیں روئے گی اور ایسے کام کرے گی جس سے لوگ اسے نازک لڑکی کے علاوہ مضبوط لڑکی کے طور پر جانیں۔۔۔

انٹر کے بعد دادا ابو کی لاکھ منتوں کے بعد زامیہ لندن اپنے باپ کے پاس چھٹیاں گزارنے کے لئے گئی تھی اور اس نے وہاں اپنے سے آٹھ سال چھوٹے سوتیلے بھائی کو دیکھا تھا۔۔۔ وہ بہت موٹا تھا اور اس کے بابا اس کے اس قدر لاڈ اٹھاتے تھے کہ زامیہ کو رونا آتا تھا جب وہ اتنے برس بعد گئی تو تب بھی اس کے باپ کا رویہ لیا دیا سا تھا جب کہ سوتیلی ماں گرم جوشی سے ملی تھیں۔۔ وہ بہت خوبصورت تھیں۔۔ زامیہ کو وہ بہت پسند آئی تھیں لیکن یہ بات اسے مایوس کرتی تھی کہ اس کا سگا باپ ہی اس کی شکل نہیں دیکھتا تھا نا ہی بات کرتا تھا اور اس کے بھائی کو گھنٹوں سینے سے لگائے بیٹھا رہتا تھا۔۔۔

ارد سے زامیہ کی کچھ دنوں میں اچھی دوستی ہو گئی تھی وہ بہت کیوٹ سا تھا لیکن کھاتا بہت تھا اس لئے زامیہ اسے پانڈا کہا کرتی تھی۔۔۔

دس پندرہ دن اس نے وہاں خوب انجوائے کر کے گزارے تھے۔۔۔ ارد سے لڑتی جھگڑتی رہتی اس نے یونہی ایک دن کہہ دیا وہ آرمی جوائن کرے گی لیکن اس کے باپ نے سن کر اسے بہت کچھ کہا تھا کہ لڑکیاں ایسے کام کرتی اچھی نہیں لگتی ہیں اور وہ اس کا رشتہ ڈھونڈ رہے ہیں جلد ہی اس کی شادی کہیں کر دیں گے۔۔ لیکن زامیہ کو جب سے ضد لگ گئی تھی وہ آرمی میں ہی جائے گی بھلے اس بار دادا ابو کی ہی مخالفت کا سامنا ہی کیوں نا کرنا پڑے۔۔۔

وہ لندن سے پاکستان واپس لوٹ گئی۔۔ ارد کا اداس چہرہ دیکھتے ہوئے وہ خود اداسی لئے لوٹ آئی۔۔۔

کچھ وقت گزرا اور اسے خبر ملی ارد ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں شدید زخمی ہوا ہے۔۔

دادا ابو سمیت اس نے بہت دعائیں کیں ادر کو زندگی مل جائے لیکن ایسا ممکن نا ہو سکا ارد زامیہ کو صرف کچھ وقت بھائی ہونے کا احساس دلا کر جا چکا تھا زامیہ نے کہا تھا وہ کبھی نہیں روئے گی وہ نا روتی اگر وہ ارد سے ملی نا ہوتی اس کے ساتھ اپنی زندگی کے حسین پل نہیں گزارے ہوتے۔۔۔ لیکن ارد نے بھائی ہونے کا احساس دلا کر اس سے بھائی چھین لیا تھا۔۔۔

زامیہ دوبارہ روئی تھی اور بہت روئی تھی اتنا کہ دادا ابو کو بھی رلا گئی تھی۔۔۔ گریجویشن کے بعد زامیہ نے براہِ راست دادا ابو سے آرمی میں جانے کا کہا۔۔ پہلے تو انہوں نے صاف انکار کر دیا لیکن زامیہ کی ضد پر انہیں ماننا ہی پڑا۔۔۔ اور زامیہ نے عام فورسز چوز کرنے کے بجائے سیکریٹ ایجنٹ بننے کو پریفر کیا۔۔۔

زامیہ نے پڑھائی کے ساتھ ٹیسٹ پاس کرنے کے بعد ٹریننگ اسٹارٹ کی۔ وہاں اس کے آفیسر اور ٹرینر سر میثم تھے۔۔ حد سے زیادہ سنجیدہ مزاج۔۔۔

زامیہ نے بہت ڈانٹ سنی تھی لیکن ہر بار سن کر ان سنی کر جاتی تھی۔۔

میثم نے جب سب اسٹوڈنٹس کا بیک گراؤنڈ چیک کیا تو اسے زامیہ کے ریلیٹو میں صرف دادا ہی ملے۔۔۔

میثم نے زامیہ سے اس کے ماں باپ کا پوچھا تو اس کا واضح جواب تھا مر گئے۔۔ وہ وقت کے ساتھ تلخ ہو گئی

تھی۔۔

میثم نے اتنے اسٹوڈنٹس کی ٹریننگ کی تھی لیکن زامیہ بہت مختلف تھی میثم کی توجہ اپنی جانب کرواتی تھی۔۔

ہر ٹیسٹ میں سب سے آگے رہتی تھی ایک جنون سا اس میں دیکھائی دیتا تھا۔۔

میثم کے ماں باپ کی بچپن میں ڈیتھ ہو چکی تھی اور کوئی رشتہ دار بھی نا تھا کچھ ٹائم تک میثم نے سڑکوں پر زندگی گزاری ایک رات بختیار خلجی کو وہ ایک سڑک پر ملا تو اسے اپنے ساتھ لے آئے۔۔۔اور اپنی ملازمہ سے اچھی پرورش کرنے کا کہتے ہوئے اسے اچھے سکول میں پڑھانے لگے۔۔

میثم کو جب سمجھ بوجھ آئی تو وہ ہاسٹل شفٹ ہو گیا بختیار خلجی نے بھی کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔۔انہیں اس کی خودداری پسند آئی تھی۔۔

میثم نے انہیں آرمی میں دیکھ کر ان سے درخواست کی وہ بھی انہیں آرمی میں بھیج دیں۔۔

انہوں نے میثم کی خواہش کا احترام کرتے ہوئے آرمی میں بھیج دیا۔۔۔پھر وہاں سے میثم اسپیشل برانچ میں چلا گیا۔۔

ٹریننگ لے کر اب وہ ایک اچھی پوسٹ پر تھا۔۔

ہر بیچ کی ٹریننگ ٹف تھی لیکن اس بار آئے بیچ میں کچھ نیا اور انوکھا تھا وہ انوکھی چیز زامیہ تھی۔۔۔

اس کی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے اسے میثم کی ٹیم کا حصہ بنا دیا گیا تھا۔۔

وہ سر سر کرتی نہیں تھکتی تھی اور میثم پر کچھ نئے جذبے آشکار ہوئے تھے۔۔ڈائریکٹ جا کر زامیہ سے اس کا اظہار کیا تو زامیہ نے آؤ دیکھا نہ تاؤ منہ پر گھما کر رکھ دیا۔۔۔اس وقت زامیہ بھول چکی تھی وہ اس کا سریا سینئر ہے۔۔چماٹ کھانے کے بعد میثم دلکشی سے مسکرایا تھا۔۔۔

اس کی توقع کے عین مطابق زامیہ نے ری ایکشن دیا تھا۔۔۔کچھ وقت کے لئے میثم نے خاموشی سادھ لی پھر زامیہ کے دادا ابو سے ملاقات کر کے اپنے حالِ دل بیان کر دیا۔۔زامیہ نے اسے کہا تھا ہمت ہے تو نکاح کر کے دیکھائے وہ بھی زامیہ چودھری ہے کبھی قبول نہیں کرے گی۔۔۔اسے میثم سے تو کیا کسی سے شادی ہی نہیں کرنی تھی اس کے مطابق جب اس کا باپ اس کی ماں کو چھوڑ سکتا ہے تو کوئی اسے بھی چھوڑ سکتا ہے اس نے سوچ لیا تھا اس کی تمام زندگی ملک اور قوم پر وقف ہو گی کسی رشتے میں بندھ کر اپنی محنت کو رائیگاں نہیں جانے دے گی۔۔۔

دادا ابو کے لاکھ سمجھانے پر زامیہ کی ناہاں میں نہیں بدلی۔۔ایک دن دادا ابو کو ہارٹ اٹیک ہوا تو زامیہ سے دوبارہ کہنے پر اس کو ہاں کرنا ہی پڑی لیکن میثم سے شدید قسم کا بیر پال لیا۔۔

بڑی مشکل سے نکاح کو قبول کیا تھا۔۔میثم کی ہر ممکن کوشش ہوتی تھی زامیہ اس پر یقین کرنے لگے لیکن زامیہ کا رویہ ہمیشہ سخت ہی رہتا تھا۔۔

زامیہ اور میثم کو ایک مشن میں ساتھ رکھا گیا تھا۔۔یونی میں ڈرگز کی سپلائی روکنی تھی اور ساتھ ہی وہاں

موجود گینگ کا بھی معلوم کر کے ان کو پکڑنا تھا۔۔زامیہ اسٹوڈنٹ بن کر گئی جبکہ میثم ایک اوباش سا اسٹوڈنٹ کا گیٹ اپ کر گیا۔۔۔جلد ہی اسے گینگ میں شامل کر لیا گیا۔۔اور خود کو جونی بنالیا۔۔بظاہر وہ ہر غلط کام کرتا تھا لیکن اندر سے کام کو صاف بھی کر دیتا تھا۔۔عنادل کو یونی میں غلط راہ بتانے کے بعد زامیہ کو اس کے پیچھے بھیجنا۔۔۔یونی میں ڈرگز رکھنے کے بعد خود آگ لگا دینا یہ سب کام میثم کرتا آرہا تھا۔۔۔

اس کا بھرپور انداز میں زامیہ ساتھ دے رہی تھی۔۔عنادل کو سیف رکھنا تھا لیکن وہ الجھ کر اس بات کا خیال ہی نہیں رکھ سکے کہ عنادل کو ڈرگز بھی دی جاسکتی ہے۔۔۔

حمزہ کے تعاون سے یونی کے اسٹوڈنٹ کی سب انفوان کے پاس تھی۔۔وہ دونوں عام بن کر کام کرتے تھے کہ لوگوں کو ان پر کبھی شک بھی نہیں گزرا۔۔وہیں زامیہ آئے دن یونی میں کچھ نا کچھ کر کے شغل لگائے رکھتی تھی۔۔مارنا پیٹنا تو اس کا سب سے پسندیدہ کام تھا۔۔

پھر اسے مشن کے لئے اچانک سے یونی سے غائب ہونا پڑا۔۔میثم نے ہی حمزہ سے کہہ کر اسے یونی سے آؤٹ کروایا تھا۔۔اور زامیہ کچھ وقت وہاں عنادل کے ساتھ رہنا چاہتی تھی لیکن میثم اور حمزہ نے اس کی ایک نا سنی۔۔۔

حمزہ سے شروع سے ہی زامیہ کو چڑ تھی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اپنے دماغ کا کچھ زیادہ ہی استعمال کرتا تھا۔۔۔مرڈر کیس کی رپورٹ بھی خود تیار کر لی تھی زامیہ کو ان سب کی ڈیٹیل کلیکٹ کرنی تھی لیکن حمزہ نے سب کام کر کے اس کی صلاحیت پر ٹینکر ہی الٹ دیا تھا۔۔۔

زامیہ بات نہیں کرتی تھی لیکن اس کی ہر صلاحیت اس کے سامنے تھی جو زامیہ کو بری لگتی تھی وہیں لڑکیوں کا اس پر کرش اسے برا لگتا تھا تو حمزہ کا بے نیاز سا رویہ زامیہ کو اچھا لگتا تھا۔۔۔ جعلی ٹام کروز نام دے کر زامیہ ریلیکس ہو گئی۔۔

لیکن جب جب موقع ملتا وار ضرور کرتی تھی اور عنادل سے مل کر سب جان کر زامیہ کو خوشی ہوئی تھی کہ وہ اپنی دوست کے ذریعے ہی سہی اس سے بدلہ لے گی۔۔

وہیں ہادیہ کا ملنا اور اس کی فیملی کا جان کر زامیہ نے اسے اپنے پاس رکھنے کا ہی سوچا تھا وہ جس معاملے میں حد سے زیادہ کنجوس ثابت ہوئی تھی وہ تھا کسی سے پیار اور کیئر جتانا۔۔۔ طنز میں لپٹے ہی وہ کیئر کرتی تھی۔۔ سخت رویہ سے محبت جتاتی تھی۔۔

میثم سے نکاح کے دو سال میں بہت کچھ الگ محسوس ہوا تھا لیکن بظاہر وہ بے نیاز لاپرواہ ہی رہی۔۔ دادا ابو ابھی بھی نوجوان سے دیکھائی دیتے تھے۔۔ حالانکہ عمر کے بڑھاوے نے انہیں کمزور کر دیا تھا۔۔ زامیہ سے اس کے باپ کے بارے میں بات کرنا چاہتے تھے لیکن زامیہ ہر بار اس بات پر کال کاٹ جاتی تھی۔۔ میثم اس معاملے پر کھل کر بات کرنا چاہتا تھا لیکن ڈرتا تھا وہ اس سے بھی متنفر نا ہو جائے۔۔

خود کے اوپر خول چڑھائے زامیہ ہر جذبے سے عاری لگتی تھی۔۔ لیکن میثم کے آگے خود کو بے بس محسوس کر کے آنسو بہا لیتی تھی۔۔

دادا ابو ہمیشہ اس کے کسی مشن پر جانے کے بعد منتظر سی نگاہیں دروازے پر ٹکائے رکھتے تھے۔۔ کوئی بھی

غیر معمولی بات ان کی جان لے سکتی تھی۔۔۔

زامیہ کے لئے وہ سب سے عزیز تھے اس لئے انہیں ہر دکھ دینے والی بات سے دور رکھتی تھی۔۔ وہ اسلام آباد میں میثم کے فلیٹ میں مقیم تھے جہاں زامیہ کے کہنے پر ملازمین کی ایک فوج ان کی ہر چیز کا خیال رکھتی تھی۔۔

وہیں میثم بھی جان دینے کی حد تک ان سے محبت کرتا تھا۔۔۔

ایک مہینہ گزر چکا تھا عنادل میں کافی چینج آیا تھا اب وہ کبھی کبھی ڈر گز مانگا کرتی تھی۔۔ لیکن گم سم عنادل میں بظاہر کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔۔ حمزہ جب بھی اسے باہر لے جانے کی ضد کرتا تو وہ رونے لگتی۔۔ حمزہ لاچار سا خاموش ہو جاتا تھا۔۔ وجاہت صاحب، سُکینہ بیگم کی محبت مزید بڑھتی جا رہی تھی۔۔ عنادل کو وہ تینوں ہی سر آنکھوں پر بیٹھا کر رکھتے تھے۔۔ زرا سی تکلیف پر عنادل کے ساتھ رہتے تھے۔۔

"عنادل تمہیں چائے بنانی آتی ہے؟" حمزہ کافی دیر سے اس پر نظریں جمائے بیٹھا تھا اور عنادل لیپ ٹاپ پر اینیمی دیکھنے میں مصروف تھی رات کے ایک بجے حمزہ کو کچھ انوکھا سو جا تھا۔۔

"نہیں۔۔" اس نے لیپ ٹاپ پر سے نظریں ہٹائے بنا جواب دیا۔۔

"تو سیکھنی چاہیئے نا ایسے کیسے تم اپنے شوہر کے دل میں جگہ بناؤ گی۔۔ چلو میرے ساتھ۔۔"

صوفے پر نیم دراز سا حمزہ اچانک اٹھتے ہوئے اسے بھی اٹھانے لگا۔۔

آنکھوں میں اب سرخی اترنے لگی تھی۔۔ دو گھنٹے سے لیپ ٹاپ کے آگے بیٹھے بیٹھے عنادل کی آنکھیں سرخی مائل سی ہو گئی تھیں لیکن وہاں پرواہ کسے تھی۔۔

حمزہ کی بات پر عنادل نے حیرت سے آنکھیں پھیلائے اسے دیکھا۔۔ جیسے اس نے کچھ غلط سنا ہو۔۔

"ایسے آنکھیں پھاڑ کر نہیں دیکھو اٹھو۔" حمزہ نے اب خود ہی لیپ ٹاپ بند کیا اور اس کا ہاتھ تھامے بیڈ سے کھڑا کیا وہ ہونق زدہ سی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

حمزہ سیڑھیوں سے اسے احتیاط سے نیچے لائے کچن میں لے گیا۔۔۔

"میں جیسے جیسے بتاتا جاؤں گا، ویسے ویسے کرو۔۔"

عنادل کو رونا آنے لگا۔۔ کہاں کچن اس کے لئے سسٹر کنور سیشن پلیس رہی تھی اور اب حمزہ اس سے کام کروا رہا تھا اس سے اچھی تو عمیمہ تھی بے اختیار عنادل نے سوچا۔۔

کبھی کبھی اسے اپنی ڈر گزرزدہ حالت یاد آتی تو سوچتی شاید وہ کوئی خواب دیکھ رہی ہے۔۔۔

حمزہ کے کہنے کے باوجود بھی عنادل شیلف سے ٹیک لگائے کھڑی ہی رہی۔۔

"عینا یہ دیکھو میں کیسے بنا رہا ہوں نیکسٹ ٹائم تمہارے ہاتھ کی چائے پیئوں گا۔۔۔ اور یہ آنسو بھی کچھ کام نہیں آئیں گے دھیان سے دیکھنا۔۔"

وہ اس کی آنسوؤں سے تر آنکھوں میں جھانکتا دیکھ کر خود ہی بنانے کا سوچتے ہوئے اسے کہنے لگا۔۔

اس کے یہ آنسو ہی حد سے زیادہ بے بس کرتے تھے۔۔۔

نمی کو انگلیوں کی پوروں سے صاف کرتا حمزہ پین میں دودھ ڈال کر چینی پتی ڈال کر بتانے لگا کہ کتنے کپ میں کتنی ڈالنی چاہئیے۔۔ وہ ہاں میں سر ہلاتی اس کی ترکیب کو دماغ میں بٹھانے کی کوشش کرتی کبھی اسے تو کبھی چولہے پر چڑھی چائے کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ دو کپ چائے کو اچھے سے جوش دے کر حمزہ نے کپوں میں انڈیل دی۔۔۔ عنادل اتنی صفائی سے اسے کام کرتا دیکھ کر شرمندہ ہوئی وہ لڑکی ہو کر ابھی چائے بناتی تو کچن میں طوفان سا مچ جاتا تھا لیکن حمزہ نے کچھ بھی گند کئے بنا صفائی کے ساتھ چائے بنالی تھی۔۔۔

"چائے پینے سے نیند نہیں آتی ہے۔۔" عنادل نے اس کے بڑھائے ہوئے کپ کو تھامتے ہوئے کہا تو وہ ہنس پڑا۔۔۔

"پتہ نہیں کس نے اتنی اہم معلومات دنیا تک پہنچائی تھی مجھے تو چائے پینے سے صحت پر کچھ اثر محسوس ہی نہیں ہوتا۔۔۔ تم بھی پی لو نا آئی تو ہم مووی دیکھ لیں گے وہ بھی تمہاری پسند کی۔۔"

حمزہ نے کہہ کر اس کی ناک دبائی تو وہ خفگی سے دیکھ کر سہلانے لگی۔۔ آج وہ کافی نارمل بی ہیو کر رہی تھی تو حمزہ نے اسے باتوں پر اکسانے کے لئے نیند سے بوجھل ہوتی آنکھوں کے باوجود چائے بنوانے کا سوچا لیکن اس کے آنسو دیکھ کر ارادہ ترک کئے خود ہی بنانے لگا۔۔۔

"چلو چلتے ہیں۔۔ تمہیں نیند آرہی ہے کیا۔۔ لیکن تمہاری آنکھیں لال ہو رہی ہیں میں تمہیں لیپ ٹاپ

لینے کی اجازت نہیں دوں گا سمجھی مائی انوسینٹ گرل۔۔"

اس کی آنکھوں میں بالکل نیند نہیں تھی جس سے واضح تھا وہ لال آنکھیں ہونے کے باوجود اینیمی دیکھے گی۔۔۔اس لئے حمزہ نے اسے وارن کر دیا۔۔۔

"لیکن پھر میں کیا کروں گی۔۔مجھے نیند نہیں آرہی ہے۔۔"

عنادل دوبارہ روہانسی ہوتی کہہ رہی تھی۔۔

"ہم باتیں کریں گے ناں۔۔میں تمہارادوست ہوں ناں۔۔کل مام ڈیڈ نور کی شادی پر دبئ جارہے ہیں واپسی ایک ہفتے بعد ہو گی تو میں سوچ رہا تھا ہم بھی کہیں چلتے ہیں کسی ٹرپ پر۔۔ تمہیں کہاں جانا پسند ہے اپنی فیورٹ پلیس بتاؤ۔۔"

حمزہ اسے اپنے ساتھ لگائے سیڑھیاں چڑھتا پوچھ رہا تھا کپوں کو ٹیبل پر رکھے وہ دونوں جا چکے تھے۔۔

"مجھے گھر میں رہنا پسند ہے کہیں جانا نہیں پسند۔۔"

وہ روم کا دروازہ کھولتے سب سے پہلے اندر جا کر سیٹنگ ایریا سے گزرتی ہوئی چار اسٹیپ سیڑھیوں کے چڑھ کر بیڈ پر دھپ سے لیٹ گئی۔۔کمزوری ابھی بھی تھی۔۔جس کی وجہ سے اتنا چلنا بھی اس کو پسینے سے شرابور کر گیا۔۔

حمزہ بھی اس کے برابر میں دراز ہوتا لیٹ کر خود میں بھینچ گیا۔۔عنادل خود کو چھڑوانے کی کوشش میں

ہلکان ہوتی بے بسی سے ڈھیلی پڑ گئی۔۔۔

"سو جاؤ عینا مجھے سچ میں نیند آ رہی ہے بہت۔۔ اور ہم گھومنے ضرور جائیں گے۔۔"

وہ اپنے ارادے سے آگاہ کرتا اس پر گرفت مزید سخت کئے آنکھیں بند کر گیا۔۔ نیند سے آنکھیں ویسے ہی بند ہو رہی تھی لیکن وہ عنادل کے سونے تک جاگتا رہتا تھا اسے یقین تھا عنادل اس کا حصار نہیں توڑ سکتی اس لئے پر سکون ہو کر آنکھیں بند کر گیا۔۔۔ اور عنادل اس کے دلکش سے چہرے کو کافی دیر تک تکنے کے بعد اس کے کندھے پر سر رکھے سو گئی۔۔۔ اسے نہیں معلوم تھا وہ اس کے لئے کیا تھا بس اتنا معلوم تھا اب وہ اس کے لئے ضروری ہو چکا تھا۔۔ اگر وہ دو تین گھنٹے بھی آنکھوں کے سامنے سے ہٹ جاتا تو عنادل کو لگتا حمزہ نے اسے تنگ آ کر چھوڑ دیا ہے۔۔ اس کی بے چین نگاہیں اور اضطراب حمزہ کی نظروں سے مخفی نہیں تھا لیکن عنادل کو عادت تھی اس کی اس عادت کو محبت میں تبدیل ہونے میں نا جانے کتنا ٹائم لگنا تھا لیکن حمزہ پر امید تھا وہ ضرور اس کی آنکھوں میں محبت دیکھے گا۔۔۔ جو حمزہ کی آنکھوں میں ہمیشہ عنادل کے لئے تھی۔۔۔

آج زامیہ گھر جا رہی تھی کونسے گھر اسے معلوم نہیں تھا۔۔۔ اس نے اپنے اپارٹمنٹ جانا تھا اور دادا ابو کو بھی وہیں لانے کا سوچا تھا اور میثم کو اس سے آگاہ کیا تو وہ سخت نظروں سے گھور کر جبڑے بھینچ گیا لیکن کچھ کہا نہیں۔۔ وہ روڈ پر گاڑی دوڑا رہا تھا۔۔ زامیہ نے اسے دیکھ کر نظریں پھیرتی سائیڈ ونڈو سے بھاگتی گاڑیاں

دیکھنے لگی۔۔

سپورٹ بیلٹ ابھی اتارنے سے منع تھا اس لئے زامیہ کا بازو سپورٹس بیلٹ میں قید تھا۔۔۔

اسے اپنے اپارٹمنٹ کے باہر گاڑی روکتے دیکھ کر زامیہ نے کچھ کہنا چاہا۔۔

"نو آرگیومنٹ زامی۔۔"

اس کے سختی سے کہنے پر زامیہ نے گاڑی سے اتر کر دروازہ زور سے بند کر کے اپنے غصے کا اظہار کیا۔۔۔

وہ اس کا ہاتھ جھٹکنے کے باوجود بھی مظبوطی سے تھامے اندر لے گیا۔۔

رات کے نو بج رہے تھے عموماً دادا ابو اس وقت ٹی وی لاؤنج میں نیوز دیکھا کرتے تھے۔۔اور حسبِ معمول وہ وہیں پر بیٹھے ٹی وی پر نشر ہوتی خبریں دیکھ رہے تھے۔۔

اچانک سے سلام پر وہ چونک کر پلٹے۔۔اور مسکراتے ہوئے دونوں کی جانب خوشی سے بڑھے لیکن زامیہ کی سپورٹس بیلٹ دیکھ کر پریشانی سے زامیہ کو دیکھنے لگے وہ کافی کمزور دیکھائی دے رہی تھی۔۔

"میری بچی میری پیاری بچی یہ کیا ہوا ہے میری بیٹی کو۔۔"وہ بے قرار ہوتے زامیہ کا سر کندھے سے لگائے پوچھ رہے تھے۔۔

"دادا ابو ریلیکس!!میں بالکل ٹھیک ہوں بس ایک چھوٹا سا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔۔اس لئے نہیں آسکی تھی آپ سے ملنے۔۔آپ ٹھیک ہیں نا۔۔؟کیا کھاتے رہے ہیں سب کی ڈیٹیل بتائیں مجھے اور آپ نے کیا کیا ان

دنوں۔۔؟"

وہ انہیں ساتھ لئے صوفے پر ہاتھ تھامے بیٹھ گئی۔۔ان کے چہرے پر پریشانی ویسی ہی تھی۔۔ جبکہ میثم پہلے ہی صوفے پر بیٹھا کم لیٹا ہوا زیادہ تھا ایک مہینہ زامیہ نے اسے جو ورزش کروائی تھی اس کی تھکن اتارنے کا موقع آگیا تھا۔۔

"بھئی دادا پوتی کا ایموشنل سین چل چکا ہے اب مجھ غریب کو کون پوچھے گا جسے ایک مہینے تک کاٹھ کا الو بنا کرر کھا ہوا تھا۔۔"

میثم بند آنکھوں سے دہائی یاں دیتا بول رہا تھا۔

"بیٹے جی آپ سے ہم بعد میں بات کرتے ہیں دو بار چکر لگا چکے ہیں مجال ہے ہمارے پوچھنے پر یہ بتا دیا ہو کہ زامیہ کہاں ہیں کیسی ہیں۔۔۔"

دادا ابو کافی غصے سے گویا ہوئے تو میثم نے ایک نظر زامیہ کی جانب دیکھ کر نظریں پھیر لیں۔

"آپ کی کٹو نے منع کیا تھا دادا ابو ورنہ آپ کو لے جاتا ہاسپٹل ان کے پاس۔۔

اور میں زامیہ کے ساتھ رہوں گا آج سے انہیں کوئی مسئلہ ہو گیا تو یہ کیسے مینج کریں گی۔۔۔"

اس کی بات پر زامیہ نے بوکھلا کر پہلے میثم پھر دادا ابو کی جانب دیکھا۔۔۔

دادا ابو نے اپنی مسکراہٹ دبائی اور اس کے غصے اور جھنجھلاہٹ کی وجہ بھی سمجھ آچکی تھی جبکہ زامیہ اس

کے لفظوں پر چکر کاٹتی ہونق زدہ تھی۔۔۔

"آپ کی بیوی ہیں جہاں چاہیں لے جائیں ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے بھلا۔۔" دادا ابو نے کہہ کر زامیہ کے ہوائیاں اڑاتے چہرے کو دیکھا۔۔۔

"میں ابھی ایسا کچھ نہیں چاہتی۔۔" وہ کافی دیر بعد غصے سے میثم کو جواب دینے کے بجائے دادا ابو کو کہنے لگی۔۔

"سب ہی اپنی مرضی کرتے ہیں۔۔۔ کسی دن میں بھی گولی کھا کر چلا جاؤں گا پھر شاید میری یاد آئے اور میرے جذبات بھی لوگوں کو سمجھ آنے لگیں۔۔۔" وہ کہتا لمبے ڈگ بھرتا اپنے کمرے میں جا چکا تھا جبکہ زامیہ اس کے لفظوں میں الجھی بے ترتیب ہوتی دھڑکنوں کا شور سن رہی تھی۔۔۔وہ جو اپنے لئے کہہ کر گیا تھا اس کے بارے میں سوچ کر بھی زامیہ کے رونگٹے کھڑے ہو گئے تھے۔۔

"زامیہ کبھی کبھی میثم کی بات بھی مان لیا کریں۔۔ اگر آپ اپنی دس منواتی ہیں تو ان کی ایک بات ماننے میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے۔۔۔"

زامیہ آنسو لئے دادا ابو کی بات سن رہی تھی پہلی بار میثم کا روڈ سا لہجہ ایسا لگ رہا تھا وہ میثم کو جانتی ہی نہیں ہے۔۔۔یا یہ کیئر کرنے والا میثم نہیں ہے۔۔۔

"میں کھانا کھا چکا ہوں اب آرام کرتا ہوں۔۔ آپ میثم کے لئے اور اپنے لئے کھانا لگوا لینا اور آرام کریں۔۔۔"

دادا ابو سر پر ہاتھ کر جا چکے تھے پیچھے زامیہ اکیلی بیٹھی پر سوچ نظروں سے میثم کے بند کمرے کو دیکھ رہی تھی۔۔وہ ایک مہینہ اس کے ساتھ رہی تھی۔۔ان دنوں زامیہ کے ہر نخرے کو میثم نے فرض سمجھ کر پورا کیا تھا۔۔ کبھی کبھی اتنا زچ کرتی تھی کہ اسے خود حیرت ہوتی تھی وہ ماتھے پر بل ڈالے بنا ہی اس کی ہر بات مان جاتا تھا۔۔اب وہ ایک بات نہیں مان رہی تھی۔۔

زامیہ نے سوچتے ہوئے اس کے کمرے کی جانب قدم بڑھائے۔۔۔

زامیہ ہلکے سے روم کا دروازہ کھولے اندر پہنچی تو میثم ماتھے پر ہاتھ رکھے لیٹا ہوا تھا۔۔۔

کمرے میں گھپ اندھیرا پھیلائے سوتا بنا ہوا تھا۔۔۔زامیہ کو اندھیرے سے مانوس ہونے میں ٹائم لگا۔۔ وہ چلتے ہوئے اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ ہٹانے لگی لیکن میثم نے کوئی حرکت نہیں کی وہ ہنوز ماتھے پر ہاتھ رکھے لیٹا ہی رہا۔۔۔۔

"میثم کھانا کھالو۔۔۔مجھے بہت بھوک لگ رہی ہے ہم کب سے سفر میں تھے کیا تمہیں نہیں لگ رہی ہے؟"

اس کے پاس تھوڑی جگہ بنا کر بیٹھتے ہوئے بازو ہلاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔

"مجھے بھوک نہیں ہے دادا ابو کے ساتھ جا کر کھالیں۔۔" وہ کہتے ہی اس کی طرف سے کروٹ لیکر لیٹ گیا۔۔

"دادا ابو کھانا کھا چکے ہیں اب آرام کر رہے ہیں میں انہیں بلاتی ہوئی اچھی لگوں گی بھلا۔۔ میثم اٹھو ناں کھانا کھاتے ہیں۔۔ سچ میں بہت بھوک لگی ہے۔۔"

وہ کہتی دوسری طرف جا کر اسے ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔

"مجھے نہیں کھانا ہے کہانا۔۔" میثم نے کہہ کر ہاتھ چھڑوانا چاہا لیکن زامیہ کی مضبوط گرفت پر اسے سختی کرنی پڑی جس کے نتیجے میں زامیہ بیڈ سے نیچے گر گئی۔۔ ایک تو وہ بیٹھی بھی کنارے پر ٹک کر تھی اوپر سے اسے معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ گر بھی سکتی ہے اس لئے ڈھیلی ہو کر بیٹھی تھی۔۔ گرنے پر زخم میں اچانک سے درد اٹھا۔۔

میثم اسے دیکھ کر بوکھلا کر جلدی سے اسے اٹھانے لگا۔

"آہہہہ میثم!! ایسے کون کرتا ہے۔۔" وہ زخم پر ہاتھ رکھے درد کی شدت کو برداشت کرتے گویا ہوئی تھی۔۔

"افففف مجھے کیا معلوم تھا آپ گر جائیں گی۔۔ کس نے کہا تھا میرے روم میں آئیں لگوالی نا چوٹ۔۔۔ کیا زیادہ درد ہو رہا ہے۔۔"

اس کے چہرے پر تکلیف کے آثار دیکھ کر میثم بے چینی سے پوچھ رہا تھا۔۔ جب کے وہ درد برداشت کرتے میثم کے چہرے پر چھائے سناٹے کو دیکھ کر شرارت سوچ رہی تھی۔۔

"اور نہیں تو کیا اتنا درد ہو رہا ہے اگر تمہاری وجہ سے میرے ہاتھ کو کچھ ہوا تو سوچ لینا۔۔ اگر کٹ گیا تو۔۔"

وہ ہنسی دباتی سوچ کر بولتی آنکھیں پھیلا گئی۔۔

"توبہ ہے زامیہ اب اتنا برا بھی دھکا نہیں دیا ہے میں نے کہ ہاتھ ہی کٹ جائے۔۔ اوور ایکٹنگ کی انڈسٹری ہیں پوری۔۔ چلیں کھانا کھاتے ہیں۔۔" وہ سمجھ کر نفی میں سر ہلاتا باہر نکل گیا۔۔

زامیہ پیچھے ہنستی ہوئی اس کے ساتھ ہو لی۔۔

کھانا کھانے کے بعد میثم اٹھ کر روم میں چلا گیا۔۔ پیچھے زامیہ بھی اس کے ساتھ آ گئی۔۔

"آپ کہاں آ رہی ہیں۔۔ یہ میرا روم ہے۔۔"

میثم نے اسے اپنے روم میں آتے دیکھ کر حیرت سے پوچھا۔۔

"ہیلو یہ میرا بھی روم ہے زیادہ ملکیت نہیں جتاؤ۔۔" وہ دروازے کو ہاتھ سے پکڑ کر کھڑا پوچھ رہا تھا زامیہ اس کے روم میں تھوڑی سی اندر کھڑی تھی۔۔ بولتے ساتھ ہی اس نے سر نیچے جھکا کر اس کے راستہ روکے بازو کے نیچے سے نکل گئی۔۔

میثم نے پلٹ کر دیکھا وہ اس کی الماری سے کمفرٹر نکال رہی تھی۔۔

"ابھی بھی وقت ہے سوچ لیں۔۔" میثم نے لبوں پر مسکراہٹ سجا کر کہا جب کے لائٹ براؤن آنکھوں میں ابھی بھی حیرت تھی۔۔

"جب ہاسپٹل میں ساتھ رہے تب نہیں سوچا تو اب سوچ کر میں نے کیا کر لینا ہے۔۔ تم اپنی سوچو مجھے برداشت کرنا آسان کام نہیں ہے۔۔"

وہ کہہ کر میثم کا ہی شرٹ اور ڈراوزر لیئے واش روم میں گھس گئی۔۔

میثم واپس اپنی جگہ پر آ کر لیٹ گیا۔۔ وہ واپس آئی تو کمفرٹر اوڑھے اس کے بازو کو پھیلائے اس پر سر رکھے آنکھیں بند کر گئی۔۔ اس کا بازو پکڑنے پر میثم نے آنکھ کھولے اسے دیکھا جو اس کے بازو کو کشن بنائے سر رکھے آنکھیں موند گئی تھی۔۔ وہ بھی مسکرا کر اسے دیکھتا سو گیا۔۔ کچھ کہتا تو شاید لڑ کر اس نے چلے جانا تھا عافیت اسی میں تھی خاموشی سے کام لیا جائے۔۔

هادیہ کا کالج میں ایڈمیشن ہو چکا تھا۔۔ بہت مشکل سے ڈاکیومنٹ خرم ہادیہ کی مامی سے لینے میں کامیاب ہوا تھا۔۔ آج ہادیہ کے کالج کا پہلا دن تھا وہ اتنی ایکسائیٹڈ تھی کہ خرم کو نیند میں بھی مسلسل اس کی آواز سنائی دیتی رہی تھی۔۔ وہ پریشان بھی تھی اکیلے کیسے جائے گی اور خوشی سے بتاتی بھی تھی وہ پڑھ کر کیا کیا بنے گی۔۔

خرم ساری رات ہمم ہاں کرتا رہا تھا اور وہ چند گھنٹے سونے کے بعد اس سے پہلے اٹھ کر پریس شدہ سفید یونیفارم کو دوبارہ پریس کر رہی تھی۔۔

خرم نے مندی مندی آنکھوں سے اس کو دیکھا۔۔

پھر اس کے پاس آکر حصار ڈالتا کھڑا ہو گیا۔۔

ہادی بس کر دو یار یہ پریس زندگی بھر نہیں چلے گی جو بار بار کئے جا رہی ہو۔۔"

"ہاں لیکن فرسٹ ڈے ہے ناں میں اچھی لگنا چاہتی ہوں تا کہ میری فرینڈز بنیں کالج میں۔۔"

خرم نے آنکھیں دیکھائیں۔۔

"حد ہے ایسے دوست بنتی ہیں کیا۔۔ ویسے بھی بن جائیں گی دوست تمہاری پاگل لڑکی اور زیادہ کسی سے فری ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور تم تو ہو ہی چائینز گڑیا۔۔ کسی کو پیارا لگنے کی ضرورت نہیں ہے مجھے لگتی ہو کافی ہے۔۔"

اس کی تعریف پر وہ سرخی چھلکاتا چہرہ جھکا گئی۔۔

خرم یک ٹک اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"اچھا اب مجھے جانے دو ریڈی ہونا ہے مجھے بھی۔۔"

خرم ہنس کر کہتا اس کی ناک دبا کر ہنسنے لگا۔۔

"میں نے آپ کو کب روکا ہے۔۔؟" وہ ہونق زدہ سی حیرت لئے پوچھ رہی تھی۔۔

"اور کیا صبح صبح اتنی پیاری لڑکی کو دیکھ لیا ہے اور اس پیاری لڑکی کی ادائیں مجھے روک رہی ہیں تو اس میں قصور کس کا ہوا بتاؤ۔۔"

وہ کہہ کر کپڑے لئے واش روم چلا گیا۔۔

پیچھے ہادیہ اس کے لفظوں میں گم مزید سرخ ہو رہی تھی۔۔

ناشتے کے بعد خرم نے اسے چلنے کا کہا تو وہ بیگ لینے روم کی جانب بھاگی۔۔ مہرالنساء بیگم اور اسجد صاحب خوش تھے ہادیہ کو اتنا پرجوش اور خوش دیکھ کر۔۔

وہ روم میں آئی تو خود کو دیکھنے لگی۔۔ فرنیچ چوٹی باندھے آنکھوں میں کاجل لگائے۔۔ سفید یونیفارم میں حسین لگ رہی تھی۔۔

وہ گول گھوم کر قد آور شیشے میں خود کو دیکھ رہی تھی۔۔

خرم نے کافی انتظار کے بعد خود روم میں آکر اسے دیکھا تو ہنسنے لگا۔۔

وہ اردگرد سے بے خبر خوش ہوتی گھوم رہی تھی۔۔ پھر اچانک خیال آیا وہ کس لئے آئی ہے تو بیگ اٹھا کر اچھے سے بلیک چادر میں خود کو چھپاتی پلٹی۔۔

خرم کو سامنے پا کر حواس باختہ سی ہو گئی اور شرم سے چہرہ جھکا گئی۔۔ وہ کیا سمجھے گا اتنی بڑی ہو کر بچوں کی طرح خوش ہو رہی ہے۔۔

یہ سوچتی خود کو پریشان کر رہی تھی۔۔

"چلیں چائنیز گرل ورنہ کالج کے پہلے ہی دن لیٹ ہو جاؤ گی۔۔"

پر شوخ نظریں اس پر ٹکائے وہ کہتا ہوا ہاتھ پکڑے لے گیا۔۔ورنہ وہ خرم کی نظروں سے پریشان ہوتی وہیں جمی رہتی۔۔

گاڑی میں فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے خرم نے اپنی سیٹ بیلٹ باندھ کر اس کی بھی سیٹ بیلٹ باندھتے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔راستے میں وقتاً فوقتاً وہ کچھ نا کچھ بولتی رہی کبھی پریشان ہوتی تو خرم کے سمجھانے پر سر ہلاتی کہ جیسے سمجھ گئی ہے۔۔

عنادل اب ڈر گز نہیں مانگتی تھی لیکن جسم میں کپکپی طاری رہتی تھی۔۔

وہ سو کر اٹھتی فریش ہو کر روم سے باہر آگئی تھی۔۔حمزہ ابھی بھی گہری نیند سو رہا تھا۔۔

عنادل نے دیکھا بھی نہیں کہ وہ آج اس کے جاگنے سے پہلے کیوں نہیں جاگا تھا بس فریش ہوتی باہر آگئی تھی۔۔

سُکینہ بیگم کو ٹی وی لاؤنج میں بیٹھا دیکھ کر ان کے پاس ہی چلی آئی۔۔

سلام کر کے ان کے ساتھ ہی صوفے پر ٹک گئی۔۔

"کیا ہوا کچھ پریشان لگ رہی ہیں۔۔؟حمزہ ابھی تک نہیں اٹھے۔۔؟وہ لیٹ تو نہیں اٹھتے کیا ان کی طبیعت ٹھیک ہے؟"

ان کے پوچھنے پر عنادل کو شرمندگی ہوئی کہ اس نے تو حمزہ کو دیکھا بھی نہیں تھا وہ کیوں سویا ہوا ہے۔۔

”اس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی یا وہ تھکن سے ابھی تک سو رہا تھا۔۔“

ان کے اس فکر بھرے سوالات پر وہ بے چین سی ہو گئی تھی۔۔

"میں نے دیکھا ہی نہیں ماما۔۔ میں ابھی دیکھ کر آتی ہوں۔۔" وہ شرمندہ سی نظریں ملائے بغیر کہتی اپنے روم کی جانب بھاگی۔۔

جہاں حمزہ ابھی تک ویسے ہی سو رہا تھا۔۔ اوندھے منہ بیڈ پر لیٹا تھا۔۔

عنادل منتشر ہوتی دھڑکن لئے اس کی جانب بڑھتے ہوئے سوچ رہی تھی کہ اسے جگائے کیسے۔۔۔

پہلے اس کے کندھے کی جانب ہاتھ بڑھایا لیکن پھر واپس ہاتھ کھینچ لیا۔۔۔ کچھ سوچتی وہ کرٹنز کے پاس پہنچ کر انہیں ہٹانے لگی کہ شاید گلاس ڈور سے آتی دھوپ کی روشنی سے آنکھیں کھل جائیں۔۔ لیکن حمزہ نے گلاس ڈور کی جانب سے رخ موڑ لیا۔۔ عنادل پریشان ہوتی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

اچانک یاد آیا عمیمہ اس پر پانی پھینک کر اٹھاتی تھی۔۔ اس کے سر پر پانی سے بھرا جگ تھامے اب پریشانی سے یہ سوچ رہی تھی کہ اگر اسے جگانے کا یہ طریقہ اچھا نا لگا تو وہ ڈانٹ نا دے اسے اور عنادل کو کسی کا سخت لہجہ کہاں برداشت تھا۔۔ لیکن اتنے دنوں کی نرمی نے عنادل کے اندر حوصلہ پیدا کر دیا تھا۔۔ اسی حوصلہ کے تحت عنادل نے آگے کچھ سوچے بنا اس پر سارا پانی انڈیل دیا۔۔

حمزہ جو اس کے آتے ہی جاگ چکا تھا اور سوچ رہا تھا وہ کیسے اسے جگائے گی اچانک پانی گرنے پر بڑبڑا کر آنکھیں مسلتا حیرت سے اٹھا۔۔ وہ عنادل سے اس قسم کا کچھ ایکسپیکٹ نہیں کر رہا تھا۔۔

وہ اس کے جاگنے پر ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

حمزہ نے آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ پکڑ کر خود پر گرا لیا۔۔ ساتھ ہی پانی سے بھرا گلاس بھی اس کے اوپر ڈال دیا۔۔۔ عنادل پر پانی پڑتے ہی مسلسل چھینکتے ہوئے حمزہ سے خود کو چھڑواتی اب رونے کو تھی۔۔

"افففف یار ایک تو تم اتنی سینسیٹو ہو نا تھوڑا سا پانی برداشت نہیں کر سکتی اور میں نے اے سی بھی فل کیا ہوا ہے۔۔"

وہ اس کے روم سے جاتے ہی اے سی فل کیئے واپس سو گیا تھا۔۔ اسے ہلکا ہلکا ٹمپریچر محسوس ہو رہا تھا۔۔ اتنے دنوں سے سہی سے سو نہیں پا رہا تھا اوپر سے فل اے سی میں سونے والا حمزہ عنادل کی وجہ سے اس کا ٹمپریچر کم ہی رکھتا تھا ورنہ وہ چھینکنے لگتی تھی۔۔ اتنے سارے کمرومائیز کرتا حمزہ بنا کوئی شکایت کیئے اس کی حد سے زیادہ کیئر کر رہا تھا۔۔

حمزہ نے اسے چھوڑ کر سائیڈ ٹیبل سے ریموٹ اٹھائے اے سی بند کیا۔۔۔

"چلو جلدی سے جا کر چینج کر و اب عینا۔۔"

مسلسل چھینکنے سے اس کی آنکھوں میں گلابی پانی تیرنے لگا تھا۔۔۔

حمزہ اس کی حالت دیکھتا خود اٹھ کر اس کے کپڑے نکال کر دیتا اسے واش روم میں بھیجتا خود واپس آ کر گیلا بیڈ دیکھنے لگا۔۔۔

"عینا بیڈ گیلا کر دیا۔۔" وہ بیڈ شیٹ اتار تا بڑبڑاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔ اب اسے یہاں بھی ٹھنڈے دماغ سے کام لینا تھا۔۔ اسے بالکل بھی اس قسم کی حرکت پسند نہیں تھی لیکن چونکہ یہ عنادل نے کیا تھا اس لئے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا۔۔ صبر کے گھونٹ بھر کر ہیئر ڈرائر سے بیڈ کو سکھانے لگا۔۔

حمزہ بھی مسلسل چھینک رہا تھا۔۔ لیکن اسے پہلے اپنا روم سیٹ کرنا تھا ورنہ اسے دیکھ دیکھ کر چڑ ہی ہوتی رہتی۔۔

عنادل کے باہر آتے ہی وہ اپنے کپڑے لئے چلا گیا۔۔

عنادل روم کا نقشہ درست دیکھ کر حیرت میں مبتلا ہوئی۔۔ اور واپس سکینہ بیگم کے پاس جانے کا سوچ کر روم سے باہر آ گئی۔۔۔

"آپ نے دوبارہ کپڑے چینج کر لئے۔۔"

وہ ابھی صاف ستھرا ڈریس پہن کر آئی تھی پھر دوبارہ سے ڈریس چینج دیکھ کر استفسار کرنے لگیں۔۔

"پوچھیں زرا اپنی بہو سے ماما یہ کر کے کیا آئی ہیں۔۔ مجھے جگانے آئیں تھیں مجھ بچارے پر پانی ہی چھینک دیا۔۔"

NOVEL IN URDU

حمزہ نے آتے ہوئے بات سن لی تو اس کے جواب دینے سے پہلے بول اٹھا۔۔

جبکہ عنادل شرمندہ ہوتی سر جھکائے بیٹھی رہی۔۔

"آپ نہیں جاگیں گے تو یہ ایسی ہی کریں گی ناں اور اس کے جواب میں آپ نے ہماری بیٹی کو ڈانٹا ہے نا دیکھیں کیسے رونے والی صورت بنا رہی ہیں۔۔۔ عنادل بیٹا ادھر آئیں اپنی ماما کے پاس۔۔"

وہ عنادل کو ہاتھ کے اشارے سے بلاتی حمزہ کو گھور کر رہ گئیں۔۔ جو مسلسل ہنس رہا تھا۔۔

"مام میں بھلا کیوں ڈانٹنے لگا وہ بنا ڈانٹ کے سہم جاتی ہیں میں نے ڈانٹ دیا تو بخار ہی چڑھ آئے گا انہیں۔۔۔"

وہ عنادل کو دیکھتا جواب دے رہا تھا جو سامنے صوفے سے اٹھ کر اس کی مام کے ساتھ چپک کر بیٹھ گئی تھی۔۔۔

ایسے جیسے اس نے پانی پھینکنے پر ڈانٹا ہو۔۔

"بیٹا ان کے نیلز دیکھیں کیسے نیلے ہو رہے ہیں۔۔"

سُکینہ بیگم نے اس کے نیلز دیکھ کر حمزہ کی توجہ اس جانب کی تو وہ بھی عنادل کے پاس آ کر بیٹھے اس کے نیلز دیکھنے لگا۔۔۔

"مام آئی تھنک عینا کو ٹھنڈ لگ رہی ہے۔۔ اسے اپنا ڈوپٹہ دے دیں۔۔ اور سوپ وغیرہ بنوا لیں۔۔"

وہ ماں سے بولتا اس کے سرد ہاتھ اپنے گرم ہاتھوں میں لے کر گرمائی ش دینے لگا۔۔ عنادل خفت زدہ سی حمزہ کی ک ئی یر دیکھ رہی تھی۔

"اور میرے لئے بھی لائٹ سا بریک فاسٹ بنوایئے گا مجھے فیور سا فیل ہو رہا ہے ہیوی ناشتہ نقصان دے سکتا ہے۔۔"

اس کے کہنے پر وہ سر ہلا کر اٹھتے ہوئے اس کے ماتھے پر ہاتھ رکھے چیک کرنے لگیں واقعی اسے بخار تھا۔۔

عنادل کو اپنا ڈوپٹہ اچھے سے اوڑھا کر مسکراتی ہوئی کچن میں ناشتے کا کہنے چلی گئیں۔۔

"میں ماما سے آپ کی شکایت کروں گی آپ نے بھی مجھ پر پانی پھینکا تھا جس کی وجہ سے مجھے فلو ہوا ہے اور سردی بھی لگ رہی ہے۔۔"

عنادل معصوم سی دھمکی دیتی اس سے دور ہوتی ڈوپٹہ میں خود کو چھپائے بیٹھ گئی۔۔

بال گیلے ہونے کی وجہ سے چھوٹا سا کیچر لگا کر سامنے کے بال سمیٹ کر باقی کھلے چھوڑے ہوئے تھے۔۔ پشت پر بکھرے نم بال اسے مزید کپکپاہٹ دلا رہے تھے۔۔

"اوہ عینا۔۔۔ لازمی کرنا میری شکایت۔۔۔ ویسے کتنا اچھا لگے گا جب میری مام سے میری شکایت کرے گی میری معصوم سی بیوی۔۔"

وہ اس کے قریب کھسک کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

"میں معصوم نہیں ہوں۔۔۔مجھے چالاکی بھی آتی ہے آپ کو بتاؤں گی کبھی۔۔"

وہ انگلی اٹھاتی وارننگ دیتے بول رہی تھی۔۔

حمزہ اس کی وارننگ پر اس کی انگلی اپنی مٹھی میں قید کئے ہنستا ہی جا رہا تھا۔۔سُکینہ بیگم نے اسے ہنستے دیکھ کر مسکرا کر اسے میڈیسن تھمائی۔۔

ناشتہ لگ گیا ہے آپ دونوں آجائیں اور آپ نے یہ میڈیسن لینی ہے ناشتے کے بعد اور آج عنادل کا چیک اپ کروانا ہے۔۔"

ان دونوں کو ناشتے کے لئے اٹھاتی بتانے لگیں تھیں۔۔

"جی مام بس ناشتہ کرلیں پھر ہاسپٹل کے لئے نکلتے ہیں۔۔کل سے میں آفس جوائن کر رہا ہوں عنادل آپ کی زمہ داری ہوں گی۔۔ان کے گھر والے میری اجازت کے بنا نہیں لے جاسکتے ہیں۔۔"

وہ کہہ کر ناشتہ کرنے لگا جب کے اس کے آفس جانے کا سن کر عنادل پریشان ہو چکی تھی۔۔اتنے دنوں سے وہ سائے کی طرح ساتھ تھا اب اتنے بڑے گھر میں وہ اکیلی کیا کرے گی۔۔سُکینہ بیگم سے کتنی باتیں کرلے گی۔۔اس کے ساتھ اینیمے کون دیکھے گا۔۔وہ نخرے کسے دیکھائے گی۔۔

میڈیسن لینا کون یاد کروائے گا۔۔کھانا اپنے ہاتھوں سے کون کھلائے گا۔۔اسے فور سفلی کون لیپ ٹاپ رکھنے کا کہے گا۔۔۔زامیہ سے بات کون کروائے گا۔۔

عنادل اتنا سب سوچتی حمزہ کو دیکھتے ہوئے پریشان ہو رہی تھی۔۔ سکینہ بیگم کے ناشتے کی طرف توجہ دلانے پر سر ہلا کر کھانے لگی۔۔ لیکن دماغ حمزہ کی آفس جانے والی بات پر اٹک چکا تھا۔۔۔

حمزہ جان ہی نہیں پایا وہ ان چند دنوں میں عنادل کے لیے کتنا ضروری ہو چکا ہے۔۔

اسے پتا ہی نہیں چلا اس کی عینا اب اس کے بغیر کچھ کرنے کا سوچ کر بھی پریشان ہو جاتی تھی۔۔ وہ عادت بن گیا تھا اس کی۔۔ محبت بھی بن جانے والا تھا۔۔ وہ دل جیت چکا تھا۔۔

وہ جان جاتا تو اپنا ہوش گنوا دیتا۔۔

حمزہ بظاہر ناشتے میں مگن تھا لیکن عنادل کی کیفیت سے باخوبی واقف تھا اور یہ سوچ کر دل مطمئن بھی تھا وہ اپنا ہی سوچتے ہوئے ہی سہی لیکن اسے سوچ تو رہی تھی۔۔ اس کے لئے یہی بہت تھا۔۔۔

ناشتے سے بھرپور انصاف کرنے کے بعد عنادل کی جانب دیکھا۔۔۔ اس نے ناشتے کے نام پر ایک ٹوسٹ بھی نہیں کھایا تھا۔۔۔

"عینا کے لئے پراٹھا بنا کر لائیں نوشین۔۔"

حمزہ کچن کی جانب رخ کئے پکارتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔ ساتھ عنادل کا حیرت سے کھلا منہ بھی پلٹ کر دیکھنے لگا۔۔۔

NOVEL IN URDU

"عینا تم اب پورا پراٹھا کھاؤ گی بہت کر لیا بچوں والا ناشتہ ایسے تو تم نے ہمیشہ کمزور ہی رہنا ہے۔۔۔" وہ تھوڑے مصنوعی غصیلے لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔۔

"آپ۔۔۔ آپ مجھے ڈانٹ رہے ہیں۔۔؟" وہ نم آنکھوں سے دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔

اس سے تو ٹوسٹ نہیں کھایا جا رہا تھا اور اس نے پراٹھے کا آرڈر دے دیا تھا۔۔ سوچتے ہوئے بھی عنادل کا دل کانپ رہا تھا۔۔ وہ کیسے اتنا ہیوی ناشتہ کرے گی۔۔

"جی بالکل ڈانٹ رہا ہوں۔۔ ڈئیر یہ آنسو کام نہیں آئیں گے۔۔ میں موبائل لے کر آتا ہوں جب تک آپ کا ناشتہ بھی آجائے گا۔۔ میں اپنی نگرانی میں کرواؤں گا۔۔ مام ڈیڈ کی شام کی فلائٹ ہے دبئی کی میں مام سے پوچھ کر آتا ہوں کب تک نکلیں گے۔۔۔"

حمزہ کہتا نیپکن سے ہاتھ صاف کرتا کرسی کھسکا کر اٹھا۔۔

اور اوپر فلور پر موجود اپنے روم سے موبائل لئے باہر آیا۔۔ اسے ابھی بھی حرارت محسوس ہو رہی تھی۔۔ پھر مہر النساء بیگم کے روم میں ناک کر کے اجازت ملنے پر روم میں پہنچا تو وہاں ان کو پیکنگ کرتے ہوئے پایا۔۔۔

"مام آپ لوگ کب تک نکلیں گے میں آپ لوگوں کو ایئرپورٹ تک سی آف کرنے چلوں گا۔۔"

حمزہ ڈھیلے ٹراوزر پر ٹی شرٹ پہنے بکھرے بالوں کے ساتھ کھڑا موبائل دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

"بیٹا ہم چلیں جائیں گے یہی کوئی چار بجے تک نکلیں گے۔۔ بیٹا عنادل کی ماما ہم سے کتنی بار کہہ چکی ہیں عنادل کو ان کے گھر بھیج دیں بھلے آپ بھی رک جائیں۔۔ اچھا نہیں لگتا یوں آپ نے ان کی بیٹی کو ان سے جدا ہی کر دیا ہے۔۔"

حمزہ موبائل پر ضروری میلز دیکھنے کے بعد پوری توجہ سے بات سن کر ان کے پاس بیٹھ گیا۔۔

"مام اتنے سالوں تک ان کے پاس رہی ہے عینا میں نے تو کچھ نہیں کہا ان کو۔۔"

حمزہ کے بے تکے سے جواب پر پہلے سُکینہ بیگم نے گھور کر دیکھا پھر ہنسنے لگیں۔۔۔

"آج کل کی نوجوان نسل پہلے شادی سے بھاگتی ہے پھر شادی ہونے کے بعد بیوی کو گھر بھیجنے کے معاملے پر ایک نئی تکرار کرتی ہے۔۔۔ ہم آجائیں واپس نور کی شادی سے پھر ہم دیکھتے ہیں آپ ہماری بچی کو ان کے گھر کیسے نہیں بھیجتے ہیں۔۔"

انہوں نے کان کھینچتے ہوئے کہا تو حمزہ بھی مسکرانے لگا۔۔۔

"اور ہاں ہم واپس آنے کے بعد باقاعدہ آپ کی شادی کریں گے۔۔۔ تاکہ لوگوں کو بھی تو معلوم ہو ہماری بھی بہو ہیں۔۔ ہمارے بیٹے سے بھی پیاری۔۔"

ان کے کہنے پر حمزہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے ان کو دیکھا۔۔۔

"مام آج کل میں دیکھ رہا ہوں ساس بہو میں بہت بن رہی ہے۔۔ پلیز عینا کو اپنے ان میلوڈراموں سے دور

رکھئے گا آج پانی پھینکا ہے کل ڈرامہ میں کچھ دیکھ کر کچھ اور ہی نا کر دیں۔۔۔

اور میں نے آپ کے آنے کے بعد عینا کو کہیں گھمانے لے جانا ہے۔۔ میثم کا ارادہ بھی ہے وہ زامیہ کی با قاعدہ سماجی اصولوں کے مطابق رخصتی کروائے۔۔۔ تو میں سوچ رہا ہوں ہم اسی میں ارینج کر لیتے ہیں۔۔ اور برائے مہربانی عنادل کو مجھ سے دور نہیں کریئے گا شادی کے نام پر میں نے پھر کسی رسم کو نہیں ماننا ہے۔۔"

حمزہ کہتے کہتے آخر میں وارن بھی کر گیا۔۔۔ اسے معلوم تھا جہاں عنادل کے گھر والے لے جانے کی کریں گے وہیں اس کے گھر والے بھی اسے سمجھائیں گے۔۔۔

اتنے میں موبائل پر کال آنے لگی تو وہ ایکسکیوز کرتا کال ریسیو کئے باہر چلا گیا۔۔۔ وجاہت صاحب آفس میں تھے۔۔ انہوں نے کسی کام سے حمزہ کو کال کی تھی۔۔۔

وہ بات کرتا ہوا ٹی وی لاؤنج میں آکر بیٹھ گیا۔۔

عنادل نے سر نکال کر دیکھا حمزہ کی پیٹھ اس کی جانب تھی۔۔ عنادل دبے پاؤں مہر النساء بیگم کے کمرے میں پہنچی جو گراؤنڈ فلور پر تھا۔۔۔

"کیا ہوا میرے بچے وہاں کیوں کھڑی ہیں اندر آئیں۔۔"

دروازے کی دہلیز پر کشمکش کی حالت میں گھری عنادل کو دیکھ کر انہوں نے پیار سے کہتے ہوئے پاس

بلایا۔۔۔

"ماماوہ میں۔۔"

وہ ہاتھوں کو باہم منسلک کئے کھڑی پریشانی سے ان کی جانب دیکھتے ہوئے متذبذب تھی۔۔

"جی بیٹا بولیں کیا آپ کو گھر جانا ہے یا حمزہ نے آپ کو کچھ کہا ہے ابھی بتائیں ہم ان کے کان کھینچتے ہیں۔۔"

عنادل کا ہاتھ تھامے پاس بٹھا کر وہ پوچھ رہی تھیں۔۔ حمزہ دروازے پر کھڑا بازو سینے پر باندھے عنادل پر فوکس کئے ساس بہو کی اپنے متعلق برائی سن رہا تھا۔۔ دونوں کا حمزہ کی جانب دھیان نہیں تھا۔۔۔

"آپ حمزہ سے کہیں ناوہ پراٹھا نہیں کھلائیں۔۔۔اور ان سے کہیں ناں وہ آفس نہیں جائیں میں اکیلی کیا کروں گی آپ لوگ بھی جارہے ہیں۔۔"

وہ بتاتے ہوئے باقاعدہ ان کے گلے سے لگ کر رونے لگی تھی۔۔۔ سہارہ ملتے ہیں اس نے شکایتوں کے انبار لگادیئے تھے وہ اب بھی مسلسل حمزہ کی شکایت لگاتے ہوئے رورہی تھی حمزہ آنسوؤں پر بے چین ہوتا مسکرا بھی رہا تھا۔۔۔ مہرالنساء بیگم کی اس کی جانب نظر اٹھیں تو پہلے گھوری سے نوازا پھر ہنسنے لگیں۔۔۔

"عنادل آپ نے تو ہمیں ڈرا ہی دیا تھا۔۔ ہمیں لگا آپ کو اپنے گھر کی یاد آرہی ہے۔۔"

وہ آنسو صاف کرتے ہوئے کہہ رہیں تھیں۔۔۔

"حمزہ یاد ہی نہیں کرنے دیتے انہیں۔۔۔کیسے یاد کروں۔۔ ماما کیا میں ڈر گز لیتی تھی۔۔؟ مجھے یاد آتا ہے

کچھ کچھ میں کیوں لیتی تھی۔۔؟ کیا حمزہ کو معلوم ہے؟"

وہ ان کے دوستی اور اپنائیت بھرے لہجے کی بدولت ان سے اب اپنے خوف کا اظہار کر رہی تھی۔

"عینا مام سے کیا پوچھ رہی ہو مجھ سے پوچھ لو سب، میں بتادوں گا انفیکٹ میں تمہارا دوست ہوں۔۔۔ چلو آجاؤ ناشتہ کر کے میڈیسن لو۔۔۔ ڈاکٹر کے پاس جانا ہے پھر مام ڈیڈ کو چھوڑنے میرے ساتھ چلنا ہے۔۔ پھر ہم نے اپنی شادی کی تیاری بھی کرنی ہے اتنے سارے کام ہیں اور تم یہاں بیٹھی ساس سے لاڈ اٹھوا رہی ہو۔۔۔"

حمزہ نے اس کی بات کو گھماتے ہوئے اسے اٹھاتے ہوئے کہا۔۔ وہ ناشتے کے نام پر منمنانے لگی تھی۔۔

ساتھ شادی کا سن کر سوچ بھی رہی تھی اس کی شادی تو ہو چکی اب کیسے ہو گی۔۔۔

حمزہ ناشتہ زبردستی فنش کرواتا اسے میڈیسن دیتا ڈاکٹر کے پاس لے گیا۔۔ جہاں سب کچھ پرفیکٹ تھا۔۔۔

"اتنی ساری شکایتیں ہیں حمزہ میر سے تو حمزہ میر سے کروناں تاکہ مجھے بھی معلوم ہو اور میں اپنی کوتاہیوں کا ازالہ بھی کر سکوں۔۔"

حمزہ ڈرائیونگ کرتے ہوئے حجاب میں لپٹے اس کے شفاف چہرے کی جانب دیکھ کر کہتے ہوئے واپس چہرہ سامنے موڑ گیا۔۔۔

"میں آپ سے کیا کہوں۔۔" وہ پتہ نہیں کیوں لیکن حمزہ سے ریزرو رہتی تھی۔۔۔

اور اسے یہ بات بالکل پسند نہیں تھی۔۔۔

"وہی جو مام سے کہہ رہی تھی۔۔عینا مجھے آفس جانا ہے کل سے ڈیڈ آفس نہیں ہونگے چوہان صاحب بھی جا چکے ہیں۔۔۔ تو مجھے ہی بزنس کو دیکھنا ہے۔۔۔اور رہی بات تمہارے اکیلے ہونے کی اس کا یہ حل ہے میں صبح جاتے ہوئے تمہیں تمہارے گھر چھوڑ جاؤں اور آتے ہوئے لے آؤں اگر زامیہ کے گھر بھی بولو گی تو لے جاؤں گا۔۔ آج کل کال پر ویسے ہی دھمکیاں دے رہی ہیں۔۔۔ میں آتے ہوئے ساتھ لے آؤں گا لیکن مجھ سے رکنے کے بارے میں کوئی بحث نا کرے تو بہتر ہے۔۔اور اگر کوئی کہیں لے کر جائے تو تمہارا پہلا میسج یا کال مجھے آنی چاہیئے میری اجازت کے بغیر کہیں نہیں جا سکتی ہو تم عینا۔۔۔ میں اب کسی بھی قسم کا نقصان نہیں اٹھا سکتا ہوں۔۔اتنے سال محبت کا انتظار کرتے ہوئے گزارے ہیں۔۔ سمجھ رہی ہو ناں عینا۔۔۔؟"

اس کے گود میں رکھے ہوئے ہاتھ پر نرمی سے دباؤ ڈالتے ہوئے حمزہ نے کہا تو عنادل نے چونک کر سر ہلایا۔۔

یعنی وہ جو خواب سوچ کر اپنی گزشتہ حالت دیکھتی تھی وہ سچ تھا۔۔۔حمزہ کی باتوں سے تو واضح تھا۔۔۔

اس پر پابندی لگا رہا تھا۔۔یہ سب عنادل کے لئے بالکل الگ تھا وہ تو ویسے بھی کہیں نہیں جاتی تھی۔۔

"کیا میں ڈر گز ایڈ یکٹڈ رہی ہوں۔۔؟"

عنادل بار بار پوچھنے کے باوجود بھی جواب نا پا کر بے چینی سے سوال کر رہی تھی۔۔

"ہمم وہ ایک حادثہ تھا اور حادثوں کو بھلا دینا چاہئیے لیکن تمہیں اب کیئر فُل رہنا ہوگا کچھ بھی غیر معمولی بات ہو ڈائریکٹ آکر مجھ سے کہو مجھ سے نہیں کہہ سکتی مام سے کہو اگر ان سے بھی جھجھک محسوس ہوتی ہے زامیہ۔۔ آپی یا اپنی ماما کسی سے بھی کہو لیکن کہنا لازمی ہے۔۔۔ اکثر ہم یہ سوچ کر در گزر کر دیتے ہیں چلو آج ہو گیا خیر ہے لیکن پھر ہمیں نیکسٹ ٹائم بتا دینا چاہئیے تمہارے لئے جوس کا لینا طلب بن گیا تھا اور تم نے کبھی اس بات پر غور نہیں کیا کچھ بھی ہوا اپنے تک یا اپنے روم تک ہی رکھا اگر اس وقت تم نے بتا دی ہوتی کنڈیشن تو عینا اتنا نقصان نہیں ہوتا۔۔ لیکن جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے۔۔"

وہ سنجیدگی سے کہتے کہتے آخر میں نرم مسکراہٹ سجائے اس کی جانب دیکھنے لگا۔۔

"اس میں اچھا کیا تھا حمزہ میر۔۔۔"

بے اختیار لبوں نے وہ لفظ ادا کئے تھے جن کی چاہ حمزہ کو نا جانے کب سے تھی۔۔۔

"اس میں اچھا یہ ہے کہ مجھے تمہاری اسٹڈی کے کمپلیٹ ہونے تک کا انتظار کرنا پڑتا اور اس حادثے سے تم میرے پاس آگئی ہو۔۔۔"

حمزہ کی اس بار مسکراہٹ بہت دلکش تھی جو عنادل کے پورا نام لینے کی بدولت آئی تھی۔۔

"ہاں ایک بات اچھی ہوئی میری پڑھائی سے جان چھوٹ گئی۔۔"

عنادل نے کہہ کر سکون کی سانس لیکر سائیڈ ونڈو سے بھاگتے مناظر کو دیکھا جیسے کتنا بڑا بوجھ اتر گیا ہو۔۔۔

"اوہ مائی سویٹ ہارٹ!!! یہ تو آپ کی سوچ ہے کہ حمزہ میر اس معاملے میں زرا بھی رعایت دے گا۔۔۔ تمہاری نیکسٹ کلاسز نیکسٹ منتھ شروع ہو رہی ہیں لہٰذا اپنا مائنڈ سیٹ تبدیل کر لو بیگم۔۔"

حمزہ نے سنجیدگی سے کہہ کر رخ پھیرا۔۔۔

"مطلب میں فیل ہونے کے باوجود یونی جاؤں گی۔۔"

وہ لڑاکا عورتوں کی طرح کمر پر ہاتھ رکھے پوچھ رہی تھی۔۔ حمزہ اتنے کانفیڈینس پر عش عش کر اٹھا یہ اسی کا دیا گیا اعتماد ہی تو تھا جو وہ آج لڑاکا خاتون بن گئی تھی۔۔

حمزہ نے اس کے انداز پر مسکراہٹ لبوں پر دبائی۔۔

"جی ہاں مڈ ٹرم تھے فائنلز باقی ہیں اس لئے بنا کوئی ارگیومنٹ کئے تم یونی جاؤ گی اور میں ہی تمہیں پڑھاؤں گا دیکھتا ہوں اس بار کیسے بچتی ہو مجھ سے۔۔"

وہ منہ پر ہاتھ پھیرتا کہہ رہا تھا اور وہاں عنادل نے رونا شروع کر دیا تھا۔۔

"ابھی کیوں رو رہی ہو عینا ایک منتھ ہے ابھی بعد میں رونا۔۔۔"

حمزہ کہہ کر اس کی آنکھوں سے بہتے موتی چننے لگا۔۔ گاڑی روک کر اسے اتارتے ہوئے اندر لے گیا جہاں وجاہت صاحب اور سکینہ بیگم ان ہی دونوں کے انتظار میں کھڑے تھے۔۔۔

"چلیں ہمیں دیر ہو رہی ہے۔۔" وجاحت صاحت نے کہتے ہوئے حمزہ اور عنادل کو ساتھ کھڑے دیکھ کر

نظر اتاری دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کھڑے مکمل لگ رہے تھے۔۔۔

"جی ڈیڈ چلیں۔۔عینا تم یہیں رکو ہم اپنی گاڑی میں جائیں گے مام ڈیڈ کو پرائیویسی بھی چاہیئے۔۔"

عنادل کو سُکینہ بیگم کے ساتھ جاتا دیکھ کر حمزہ نے کہا تو وجاحت صاحب ہنسنے لگے جبکہ سُکینہ بیگم نے سر پر ایک چپت لگائی۔۔۔

عنادل حمزہ کے ساتھ ہی ائیر پورٹ تک گئ جب کہ وہ دونوں ڈرائیور کے ساتھ دوسری گاڑی میں تھے۔۔ ان دونوں کے فلائٹ کے ٹیک آف ہونے کے بعد حمزہ اور عنادل گھر آنے کے بجائے لانگ ڈرائیو پر چلے گئے۔۔۔ حمزہ عنادل کو بچپن کی باتیں بتا رہا تھا اور عنادل حیرت سے اپنے متعلق باتیں سن کر شوکڈ تھی۔۔۔

وہ یہ سب بھی کرتا رہا تھا عنادل کے ساتھ۔۔ لیکن اب تو بالکل چینج تھا اس کی زیادہ مانتا تھا۔۔

حمزہ نے کافی ساری مشہور پلیسز دیکھائیں۔۔عنادل کو لگا اس نے دیکھی ہوئی ہیں لیکن یاد نہیں آیا کس کے ساتھ گئی تھی۔

حمزہ کی بے تکان سی گفتگو اور عنادل کے سوالوں کے ساتھ ان کا سفر بہت حسین رہا تھا۔۔

ہادیہ کالج سے لوٹی تو وہ اس قدر تھک چکی تھی کہ آتے ساتھ بنا کھائے پیئے سو گئی۔۔

صرف اپنے اوپر ڈریس چینج کرنے کا احسان کیا تھا۔۔۔

مہر النساء بیگم اسے کھانے کے لئے بلانے آئیں تو اسے سوتے ہوئے دیکھ کر واپس پلٹ گئیں۔۔۔ خرم بھی دو بار کال کر چکا تھا لیکن وہ نیند میں ہی موبائل سائلنٹ کئے سو گئی۔۔ ایکسا ٹمنٹ میں پوری رات نہیں سوئی تھی پھر کالج میں زیادہ وقت کالج میں نئی دوستوں کے ساتھ گھوم کر گزرا تھا۔۔ جہاں اس کی دوست یہ سن کر حیرت زدہ ہوئیں تھیں کہ ہادیہ شادی شدہ ہے وہیں خرم کے بارے میں بتانے پر اسے مسلسل چھیڑتی بھی رہیں تھی۔۔۔

وہ کبھی گھورنے کی ناکام کوشش کرتی کبھی اس کا چہرہ سرخی جھلکانے لگتا تھا۔۔۔ اس کی دوستوں کو اور موقع ملتا تھا اور اسے مزید چھیڑتی تھیں۔۔۔

"ہیلو ہادیہ کتنا سوتی ہو یار مجھے آئے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں مجال ہے جو چار چکر لگانے کے بعد میں نے تمہیں کروٹ بدلتے بھی دیکھ لیا ہو۔۔"

عیمہ جو آج دوپہر ہی گھر پہنچی تھی اس کے اتنا لمبا سونے پر زچ ہو چکی تھی۔۔ شادی کے بعد پہلی مرتبہ باقاعدہ طور پر بھابھی سے مل رہی تھی لیکن اس کے چار بار چکر پر بھی ہادیہ اٹھ کر ہی نہیں دے رہی تھی۔۔۔

"آپی آپ۔۔؟ آپ کب آئیں۔۔؟" وہ آنکھیں مسلتے ہوئے اٹھ کر کہتی اسے دیکھنے لگی۔۔

"مجھے آئے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے ہیں چلو اٹھو۔۔ بھائی سے کہوں گی ہادیہ کو کالج نا بھیجیں بہت سوتی ہے۔۔"

عمیمہ نے اس کے گال کھینچتے ہوئے کہا تو وہ چونک کر اسے دیکھنے لگی جہاں مذاق کا شائبہ بھی نہیں تھا۔۔

"پلیز آپی ایسا نا کریں پر امس کل سے نہیں سویا کروں گی۔۔"

وہ فوراً اس کا ہاتھ پکڑ کر منانے لگی۔۔ عمیمہ اس کی حرکت پر ہنستی ہی چلی گئی۔۔۔

"حد ہے ہادیہ میں مذاق کر رہی ہوں۔۔ عنادل کو بھی مذاق سمجھ نہیں آتے۔۔۔ ہائے میری شونا اتنے ٹائم سے نا بات ہوئی ہے نا ہی ملی ہوں۔۔ کیا عنادل یہاں آتی ہے۔۔؟"

عمیمہ نے حسرت سے بولتے ہوئے اس سے پوچھا ہادیہ نے نفی میں سر ہلا دیا۔۔۔ ایک بار ہی تو آئی تھی اور حمزہ لے گیا تھا۔۔ اس کے بعد سے اب ملنے جاتے تھے لیکن لیکر کوئی نہیں آیا تھا۔۔ حمزہ کے غصے سے اب تو سب ہی واقف ہو چکے تھے وہ عنادل کے معاملے میں کیا کچھ کر سکتا تھا۔۔۔

"کیا کچھ ہوا ہے میرے پیچھے مجھے ایسا لگ رہا ہے مجھ سے جیسے کچھ چھپایا جا رہا ہے۔۔

ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے لائٹ سی لپ اسٹک لگائے عمیمہ شادی کے بعد بہت مختلف ہو گئی تھی۔۔

خوش باش سی شکل اس کے خوشیوں سے پر مسرت زندگی کا پتا دے رہی تھی۔۔۔

"آپ ماما سے پوچھ لینا آپی یا عنادل سے میں کچھ نہیں کہہ سکتی بس اتنا بتا دیتی ہوں حمزہ بھائی عنادل کو خود سے دور نہیں رکھتے ہیں۔۔"

وہ کہتی آخر میں ہنسنے لگی۔۔

"ہنس کیوں رہی ہو۔۔؟" عمیمہ نے ہنسنے کی وجہ جاننی چاہی۔۔

"افففف آپی آپ دیکھنا حمزہ بھائی کو وہ کیسے بچوں کی طرح رکھتے ہیں عنادل کو اور تو اور ان کے جھوٹے آنسوؤں پر بھی اتنا حساس ہو جاتے ہیں۔۔"

"ہاں معلوم ہے مجھے۔۔ یہ حمزہ میرا ہے میری شونا کا حمزہ۔۔ چلو اٹھو ڈنر کی تیاری بھی کرنی ہے اتنا سوتی ہو تم ہادی۔۔۔ پہلے لنچ کرنا پھر میرے ساتھ ڈنر ریڈی کروانا پھر ہم عنادل کے چلیں گے۔۔"

عمیمہ نے اسے کھڑا کرتے ہوئے کہا۔۔

"آپی حمزہ بھائی کا روم۔۔ آپ بھی کہیں گی یہ روم ہے یا گھر کے اندر چھوٹا سا محل۔۔"

وہ جب سے حمزہ کا روم دیکھ کر آئی تھی حمزہ عنادل کی قسمت پر رشک کرتی تھی ایسا نہیں تھا وہ سب اپنے لئے بھی چاہتی تھی لیکن جو چیزیں حمزہ کے پاس تھیں وہ اسی پر ہی سوٹ کرتی تھیں۔۔

"ہم بھی دیکھ لیں گے ڈونٹ وری ہادیہ۔۔"

اس کے فریش ہو کر آتے ہی دونوں کچن میں گھسی رات کے کھانے کا انتظام کرنے لگیں جب کہ مہرالنساء بیگم ان سے باتیں کرتے ہوئے چھوٹے موٹے کام انجام دیں رہیں تھیں۔۔ عمیمہ کا چھلکتا انداز انہیں مطمئن کر گیا تھا وہ اپنی زندگی میں خوش ہے۔۔۔

صبح میثم کی آنکھ کھلی توزامیہ کا بایاں ہاتھ بیلٹ سے نکلا ہوا تھا۔۔

وہ بے خبر سوئی زامیہ پر جھک کر دیکھنے لگا وہ سو رہی ہے یا ناٹک کر رہی ہے لیکن وہ واقعی سو رہی تھی ہاسپٹل میں وہ سہی سے سو نہیں پاتی تھی اس لئے آج وہ پورے ماہ کی نیند پوری کرنے کا ارادہ رکھتے ہوئے خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہی تھی۔۔ میثم کی عادت تھی اس کے بھرے بھرے گال پر کاٹنے کی لیکن اس کی نیند کا خیال کرتے ہوئے وہ پیچھے ہو گیا۔۔۔

بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھ کر میثم نے نرمی سے بیلٹ میں ہاتھ ڈال کر اس کی گردن میں ڈالی۔۔ اس دوران وہ کسمسا کر اس کے گرد دوسرا ہاتھ پھیلا گئی تھی۔۔۔

میثم جو اٹھنے کا سوچ رہا تھا بے بس ہو گیا۔۔

اب وہ اٹھتا توزامیہ کی لازمی آنکھ کھل جاتی اس لئے اس کے کروٹ بدلنے تک اس نے اسی پوزیشن میں بیٹھے رہنے کا سوچا۔۔۔

اور اسے زامیہ سے باقاعدہ شادی کی بھی بات کرنی تھی۔۔۔

اس کا جواب تو میثم کو معلوم تھا لیکن دادا ابو سے امید تھی وہ زامیہ کو منا ہی لیں گے۔۔۔

وہ تھوڑی دیر بعد حصار توڑے پلٹی تو میثم فریش ہونے کے لئے اٹھنے لگا توزامیہ واپس اس کی جانب پلٹ کر سر اس کی گود میں رکھ گئی۔۔ میثم اب سمجھ چکا تھا وہ جان کر اس کے ساتھ یہ کر رہی ہے۔۔ اس کی تنگ

NOVEL IN URDU

کرنے والی عادت نہیں جائے گی اتنا تو اسے بھی یقین تھا۔۔

"زامیہ مجھے ناشتہ کرنا ہے یار چوہے دوڑ رہے ہیں پیٹ میں۔۔رات بھی نیند کے چکر میں ٹھیک سے نہیں کھایا تھا۔۔اوپر سے غصہ۔۔ آپ سو جائیں لیکن مجھے اٹھنے دیں۔۔"

میثم بال کو اس کے چہرے پر سے ہٹا کر کہتے ہوئے گال کاٹ گیا۔۔۔اس کے سونے کا احساس کر کے وہ نرمی برت رہا تھا وہ سو نہیں رہی تھی تو میثم نے بھی اپنا عمل مکمل کر ہی لیا۔۔

"میثم یہ کیا ہے۔۔ کسی دن میرا گال ہی کھا جاؤ گے۔۔

نہیں کرو آج ناشتہ مجھے ایسے ہی سونا ہے۔۔"

بند آنکھوں سے چڑ کر کہتے وہ واپس اس کی گود میں سر رکھ گئی تھی۔۔۔

"زامی سچی یار مجھے کچھ ضروری کام سے باہر جانا ہے بھلے اس کے بعد کہیں جانے نہیں دیجیئے گا۔۔۔"

میثم اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"کہیں تم مجھے چھوڑ کر کسی مشن پر تو نہیں جا رہے ہو نا۔۔؟"

زامیہ کی اب کے پٹ سے آنکھیں کھلیں تھیں اور وہ میثم کے سامنے بیٹھے آنکھیں دیکھاتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔۔۔

"نہیں بھئی ابھی میں لیو پر ہوں شادی کے بعد ہی کروں گا کوئی مشن ابھی بس اپنی بیوی پر دھیان دینا

ہے۔۔"

میثم آنکھ مار کر کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔

"اوہیلو بس فالتو کے خرچے کروالو۔۔ کوئی شادی وادی نہیں ہو رہی ہے بس ہو گیا نکاح ہو گئی رخصتی اب فالتو میں دنیا کو کیوں بتا رہے ہو زامیہ چودھری نے شادی کرلی ہے۔۔"

توقع کے عین مطابق اسے یہ بات پسند نہیں آئی تھی۔۔ جہاں لڑکیوں کی خواہش ہوتی ہے وہ بناؤ سنگھار کر کے دس لوگوں کے سامنے گردن اکڑا کر رخصت ہوں وہیں زامیہ کی الگ ہی سوچ تھی۔۔ اسے دنیا سے کوئی واسطہ ہی نہیں تھا اور واقعی نہیں تھا کوئی اس کے بارے میں کچھ بھی بولتا رہے زامیہ بھاڑ میں جھونک آتی تھی۔۔۔

لیکن کرتی اپنی ہی مرضی ہی تھی۔۔

"لیکن ہماری شادی حمزہ اور عنادل کے ساتھ ہی ہو گی۔۔ ہم دونوں ڈیسائیڈ کر چکے ہیں۔۔"

"اوہ تو یہ حمزہ کا پلان ہے۔۔۔ سہی ہے میں ریڈی ہوں۔۔" زامیہ پرسوچ نظروں سے مسکراتی میثم کو دیکھتے ہوئے ناجانے کیا پلان بنا رہی تھی اور اس کا یوں اتنی جلدی ہتھیار ڈال دینا یہ بات نارمل تو نہیں تھی۔۔۔

"اگر کچھ کرنے کا سوچ رہی ہیں تو بتادیں۔۔؟"

میثم شکی نظریں اس پر گاڑھے پوچھ رہا تھا۔۔۔

بال بے ترتیب اور ٹراوزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے کھڑا اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"کچھ نہیں بس میں نے سوچا عنادل دلہن بنے گی ساتھ اس کی دوست تو غضب ہی ہو جائے گا۔۔"

چلو ہٹو باتوں میں لگا دیا دادا ابو ویٹ کر رہے ہونگے۔۔"

وہ کہہ کر واش میں چلی گئی میثم پیچھے پیچ و تاب کھا کر رہ گیا۔۔

ڈنر پر خرم کا موڈ بہت خراب تھا ہادیہ کی جانب ایک بار بھی مسکرا کر نہیں دیکھا تھا اور ہادیہ وجہ سمجھنے سے قاصر تھی کیونکہ اس نے موبائل کالج سے آنے کے بعد دیکھا ہی نہیں تھا تو اسے کیسے معلوم ہوتا خرم اسے کالز کر تا رہا تھا۔۔ اور اب وہ کیوں ناراض ہے۔۔ ہادیہ سوچ سوچ کر تھک چکی تھی۔۔ اس کی جانب وہ دیکھ بھی نہیں رہا تھا اور وہ بس اس کے روم میں جاتے ہی پورے دن کی روٹین سنانے کو بے تاب تھی۔۔

عمیمہ بس کہنے ہی والی تھی کہ اسے عنادل سے ملنا ہے لیکن سامنے سے حمزہ اور عنادل آتے ہوئے دیکھائی دیئے۔۔ وہ ڈنر کر کے باہر گراسی لان میں چائے ہی پی رہے تھے۔۔

ان دونوں کو دیکھ کر سب کھڑے ہو گئے۔۔ اور عنادل تو عمیمہ کو دیکھ کر اپنا پسندیدہ مشغلہ رونے کا کام انجام دینے لگی۔۔۔

وہ جو گلے لگ کر روئی حمزہ کو ہی ڈانٹ کر چپ کروانا پڑا۔۔ وہ بہت زیادہ رونے لگی تھی شاید کچھ باتیں اسے پریشان کر رہی تھیں۔۔ جن کا اظہار وہ آنسوؤں سے کر رہی تھی۔۔

عمیمہ اسے اندر روم میں لے گئی اور دونوں بہنوں نے ایک ساتھ ٹائم گزارا۔۔ عنادل کو اپنے ساتھ ہوا جو جو یاد آیا وہ بتاتی گئی اور عمیمہ نم آنکھوں سے سنتے ہوئے کبھی اس کو گلے لگاتی کبھی اس کے ہاتھ چومتی۔۔۔

حمزہ سے عمیمہ نے بہت ریکوئسٹ کی اسے چھوڑ دے لیکن حمزہ کسی صورت تیار نہیں ہوا اور عنادل تین گھنٹے باتیں کرنے کے بعد بھی منہ پھلائے اور حمزہ سے ناراضگی جتاتے ہوئے واپس لوٹ آئی۔۔

حمزہ سارے گیٹ لاک کر کے اپنے روم کا گیٹ دھکیلنے لگا تو وہ کھلا ہی نہیں۔۔ بار بار پش کرتا لیکن نہیں کھلتا۔۔۔

"عینا یار دروازہ تو کھولو۔۔" وہ سمجھ چکا تھا۔۔ اس کو رکنے کی اجازت نا دینے کا بدلہ لے رہی ہے وہ۔۔۔

"نہیں کھولوں گی جائیں آپ۔۔"

وہ اندر سے تیز آواز میں کہہ رہی تھی لیکن باہر کھڑے حمزہ کو ہلکی ہی سنائی دی۔۔ لکڑی کا دروازہ ہونے کی وجہ سے باہر بہت دھیمی آواز آتی تھی۔۔۔

حمزہ نے اس کی نادانی پر مسکرا کر روم کو دیکھا وہ دروازہ تو حمزہ کے پاسورڈ ڈالتے ہی کھل جانا تھا۔۔۔

وہ کلک کی آواز سے کھل گیا۔۔۔

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔۔ عنادل کمفرٹر اوڑھے لیٹی ہوئی تھی۔۔

کپڑے بھی چینج نہیں کئے تھے ایسے ہی غیر آرام دہ لباس میں لیٹے ہوئی تھی۔۔

"عینا کپڑے چینج کرکے آؤ اور اپنے لئے دودھ گرم کرکے لاؤ ساتھ میرے لئے چائے بھی بنالانا۔۔"

حمزہ آرڈر دیتا بیڈ پر پھیل کر لیٹ گیا۔۔

"آپ کیسے آئے اندر۔۔؟ میں نہیں جارہی مجھے نیند آرہی ہے۔۔" وہ کہہ کر کمفرٹر تانے سونے لگی۔۔

"عینا تنگ نہیں کرو یار سچ میں سر درد ہورہا ہے صبح سے ٹمپریچر تھا اوپر سے تم نے پانی پھینک دیا تھا اب مجھے اب بہت ٹمپریچر فیل ہو رہا ہے اور دل کررہا ہے فل اے سی آن کردوں۔۔"

وہ سرخ آنکھوں سے اسے دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا واقعی اس کا بس نہیں چل رہا تھا عنادل کو روم سے نکال کر فل اے سی آن کردے۔۔۔

"تو آپ سِٹنگ ایریا کا اے سی آن کرلیں یا میں وہاں چلی جاتی ہوں آپ یہاں سو جائیں۔۔"

"ابھی بس مجھے چائے پلادو اور تم دوا لے لو عینا۔۔۔ میں بار بار ایک بات نہیں بول سکتا چائے نہیں بنانی نا بناؤ لیکن میڈیسن لے لو۔۔"

وہ کہہ کر آنکھوں پر بازو رکھ گیا۔۔ اسے آنکھیں کھولنے میں بھی اب دقت ہورہی تھی۔۔ اے سی بہت بری عادت تھی اسے۔۔ سردی گرمی ہر موسم میں وہ فل اے سی آن کرکے سوتا تھا لیکن جب سے عنادل

روم میں آئی تھی حمزہ نے ابھی تک اس کی موجودگی میں اے سی آن نہیں کیا تھا عنادل کو سردی بہت لگتی تھی۔۔۔

اور حمزہ کو کچھ بھی لگے اسے سکون ہی نہیں ملتا تھا۔۔

عنادل منہ بناتی اٹھ کر چائے دو منٹ میں بنالائی۔۔ اپنے لئے دودھ دو گھونٹ کالائی میڈیسن لی اور حمزہ کا چائے کا کپ سرہانے رکھ کر اسے دیکھنے لگی۔۔

ہاتھ بڑھا کر ماتھے پر رکھا۔۔ ٹمپریچر بڑھ رہا تھا۔۔

عنادل نے اے سی آن کر کے اس پر کمفرٹر ڈال دیا۔۔۔

چائے وہیں پڑی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔۔

عنادل پر کپکپی طاری ہونے لگی تو پانچ چھ قدم کے فاصلے پر موجود سیٹنگ ایریا میں آکر روم کا دروازہ لاک کئے وہیں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

پھر نیند آئی تو وہیں لیٹے سو گئی۔۔ رات کے کسی پہر محسوس ہوا اس کے گرد موجود رہنے والا حصار نہیں ہے تو چونک کر اٹھی۔۔ یاد کرنے پر اسے معلوم ہوا وہ خود اس حصار کو چھوڑے وہاں تھی۔۔

آہستہ سے روم ان لاک کئے وہاں گئی تو حمزہ کراہ رہا تھا۔۔ آگے بڑھ کر ماتھے پر ہاتھ رکھا تو وہ بخار میں تپ رہا تھا۔۔۔ عنادل کا دل ہی کانپ گیا وہ اکیلے اس سچویشن میں کیسے اس کی مدد کرے گی۔۔

"عنادل اے سی بند کر دو یا یہاں سے چلی جاؤ۔۔"

حمزہ نیند میں اس کے قریب آنے پر کہہ رہا تھا۔

وہ بخار میں بھی اس کا خیال کرنے سے پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔۔۔عنادل کی آنکھوں میں بے شمار آنسو آئے لیکن وہ ہلی نہیں۔۔۔

سوچتے ہوئے اس نے زامیہ کو حمزہ کے موبائل سے کال کی اور روتے ہوئے سب بتانے لگی۔۔حمزہ کا موبائل لئے وہ اس وقت سٹنگ روم میں تھی۔۔

زامیہ نے اسے ٹھنڈے پانی کی پٹیاں کرنے کا مشورہ دیا تھا۔۔وہ نیچے آکر فریج سے آئس کیوبز نکال کر باؤل میں پانی ڈالے پٹی لئے روم میں گئی اور حمزہ کے کرنے لگی۔آنکھوں سے آنسوں رواں تھے۔۔

وہ نیم وا آنکھوں سے اسے دیکھتا مسکرا رہا تھا۔۔وہ کیوں مسکرا رہا تھا عنادل کو ابھی اس سے مطلب نہیں تھا اسے بس بخار کا ٹمپریچر کم کرنا تھا۔۔۔

میڈیسن ڈھونڈتی عنادل نے پین کلر اور بخار کی گولیاں ڈھونڈ کر حمزہ کو اپنے سہارے سے اٹھاتے ہوئے ہتھیلی پر دے کر پانی کا گلاس تھمایا۔۔

حمزہ کھا کر واپس لیٹ گیا۔۔

عنادل بیڈ پر چڑھے اسے دیکھ رہی تھی۔۔حمزہ کو لگا وہ سٹینگ ایریا میں جا چکی ہے لیکن دیکھنے پر موم ہوا وہ

اس کے سر پر ہی بیٹھی ہوئی تھی۔۔۔

"عینا کیا ہوا۔۔؟ میں ٹھیک ہوں ڈونٹ وری۔"

حمزہ نے کہہ کر اس کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔وہ اس کا ہاتھ تھامے سینے پر سر رکھے لیٹ گئی۔۔۔

شرٹ کو مضبوطی سے تھاما ہوا تھا۔۔

"آپ نے مجھے عنادل کہا تھا۔۔"

وہ گیلی سانس کھینچ کر کہہ رہی تھی۔۔ سر سینے پر ہی رکھا تھا۔۔۔

"اوہ اچھا تو تمہارا نام یہ نہیں ہے۔۔"

حمزہ نے مسکرا کر اس کے گرد حصار باندھا۔۔

"نہیں آپ عینا ہی کہا کریں عنادل اچھا نہیں لگتا ناں۔۔"

وہ آنکھیں موندے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہہ رہی تھی۔۔۔

اسے سردی لگ رہی تھی حمزہ نے ریموٹ اٹھا کر اے سی بند کر دیا عنادل سے بڑھ کر اس کی عادت بھی معنی نہیں رکھتی تھی۔۔

"اوکے مائی سلیپنگ بیوٹی عینا! اب تمہیں سو جانا چاہئیے میں اب بہتر فیل کر رہا ہوں شکریہ اتنا خیال رکھنے کے لئے۔۔"

اس کے ماتھے پر لب رکھے وہ کہتا آنکھیں بند کر گیا۔۔

عنادل نے اپنا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا۔۔ وہ اتنی سی کئیر پر شکریہ ادا کر رہا تھا اور وہ خود تو اس کا سارا دن خیال کرتا تھا یہاں تک خود کو فراموش کر جاتا تھا۔۔

ہمیشہ اٹریکٹو پرسنالٹی رکھنے والا حمزہ عنادل کے لئے بہت سی چیزیں چھوڑ چکا تھا۔۔

عنادل نے سوچ لیا تھا اب وہ اسے زیادہ پریشان نہیں کرے گی۔۔

اپنی انگلی اس کے گال پر رکھے وہ مسکرا کر واپس سینے پر سر ڈالے سونے کی کوشش کرنے لگی۔۔

NOVEL IN URDU

ہادیہ پریشانی سے خرم کا نظر انداز کئے جانا برداشت کر رہی تھی۔۔

روم میں آتے ہی وہ ڈریس چینج کرتا سونے کے لئے لیٹ گیا۔۔۔

یہاں ہادیہ کا دل کہہ رہا تھا وہ انجانے میں کچھ کر چکی ہے صبح اس کا موڈ ٹھیک تھا لیکن اب۔۔۔

منہ بنا کر موبائل لئے سامنے صوفے پر بیٹھ گئی اس کی بیشمار مسڈ کال دیکھ کر وہ دنگ ہی رہ گئی یہ کال کب آئیں تھیں اور وہ کہاں تھی۔۔ اٹھائی کیوں نہیں۔۔۔ دل میں خود سے سوال کرتی وہ سوچ رہی تھی پھر یاد

آیا وہ تو سوتی رہی تھی۔۔

ناراضگی کی وجہ بھی سمجھ آچکی تھی۔۔

"سوری میں تھک کر سو گئی تھی اس لئے میسج نہیں دیکھا۔۔"

ہادیہ نے میسج ٹائپ کر کے اسے سینڈ کیا۔۔

مخصوص میسج ٹون کی آواز پر خرم نے سائیڈ ٹیبل سے موبائل اٹھا کر دیکھا۔۔سامنے ہادی نام سے میسج جگمگا رہا تھا۔۔

اوپن کر کے میسج پڑھا۔۔ہادیہ کا میسج سین کے نشان پر دل زور سے دھڑکا اب وہ کیا کہے گا۔۔؟

"گڈ اچھی بات ہے۔۔۔اٹس اوکے۔۔"

اس نے ریپلائی کے ساتھ خفگی ظاہر کرنے کیلئے غصے والے ایموجی بھی دے دیئے تھے۔۔

"آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں آج تو یہ بھی نہیں کہا صوفے پر کیوں گئی ہو ادھر آؤ۔۔"

وہ آنسو والے ایموجی کے ساتھ میسج بھیج رہی تھی۔۔

"تو تمہیں معلوم ہے مجھے کیا برا لگتا ہے تو خود سے ہی احساس کر لیا کرو ناں ہر بار میں کہتا اچھا لگتا ہوں۔۔ مجھے نیند آرہی ہے سونے دو اور سو جاؤ کالج بھی جانا ہے۔۔"

وہ میسج کر کے موبائل واپس سائیڈ ٹیبل پر رکھے سوتا بن گیا۔۔

اسے خود روڈ ہو کر اچھا نہیں لگ رہا تھا لیکن وہ آفس میں پریشان رہ کر اسے کس قدر کالز کر تا رہا تھا۔۔۔

اس سے پوچھنا چاہتا تھا سب ٹھیک رہا کیسا رہا دن لیکن اس نے کال اٹھانا تو دور سارا دن موبائل ہی نہیں دیکھا تھا۔۔۔

کچھ دیر تو وہ بیٹھی رہی لیکن پھر آخر کار اسے احساس ہو ہی گیا کہ اسے خود سے بھی کچھ باتیں سمجھ لینی چاہئیے۔۔۔

وہ اس کے سر پر پہنچ کر اس کو جگانے لگی۔۔

"کیا مصیبت ہو گئی ہے اب ہادی۔۔"

خرم نے جھنجلا کر پوچھا۔۔وہ شدید غصے میں تھا۔۔

"وہ مجھے کچھ بتانا ہے۔۔"

"لیکن مجھے کچھ نہیں سننا برائے مہربانی جہاں تھی وہاں جاؤ۔۔"

وہ اسے مناتی رہی پھر سارے دن کی روداد اسے سناتے سناتے نیند میں جھولنے لگی۔۔

خرم بظاہر سوتا بنا اس کی جانب پیٹھ کئے سب سن رہا تھا اچانک اس کے چپ ہو جانے پر پلٹ کر دیکھا تو آنکھیں بند تھیں۔۔

NOVEL IN URDU

"افففف یہ لڑکی کبھی خفا ہی نہیں رہنے دیتی ہے۔۔"

خرم اس کا سر تکیہ پر رکھے کمفرٹر سہی سے اوڑھاتا بڑبڑا رہا تھا۔۔۔

"زامیہ اتنی رات میں کس سے بات کر رہی ہیں۔۔"

میثم نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو وہ وہاں نہیں تھی۔۔ ٹیرس پر ٹھنڈی ہوا کے جھونکوں کو محسوس کرتی وہ آنکھیں بند کئے کھڑی تھی۔۔ کچھ سیکینڈ پہلے ہی عنادل کی کال بند ہوئی تھی۔۔

وہ حمزہ کے لئے اتنی پریشان تھی کہ اسے بلا رہی تھی لیکن زامیہ نے جانے کے بجائے اسے حل بتا دیا۔۔ اگر وہ ایسے ہی خود کو پیچھے رکھ کر دوسروں کا سہارا ڈھونڈتی رہی تو وہ کبھی حمزہ کے لئے فیلنگز نہیں رکھ پائے گی۔۔

اور اسے اب محسوس ہو جانا چاہئیے حمزہ کو کیا مقام دینا ہے وہ اس کے لئے کیا ہے کیوں ہے۔۔

زامیہ سوچتی ہوئی اسے جو سمجھا سکی سمجھا چکی تھی۔۔۔

"تھا کوئی تمہیں کیوں بتاؤں کس سے بات کر رہی تھی۔۔"

زامیہ نے محسوس کیا وہ بالکل اس کے پیچھے ہی کھڑا تھا۔۔ اس کے استفسار کرنے پر وہ سہی بات بتانے کے بجائے اسے چڑانے کے لئے گھما گئی۔۔۔

میثم نے برابر میں کھڑے ہوتے ہوئے تپ کر اسے دیکھا تو وہ کھکھلا کر ہنس دی۔۔

"اففف ایسے نہیں ہنسا کریں پھر آپ کو معلوم ہے میرا کیا کرنے کا دل کرتا ہے۔۔"

میثم نے کہہ کر اسے پکڑنا چاہا لیکن وہ روم میں بھاگی ساتھ ہی ٹیرس کا دروازہ بھی لاک کر دیا۔۔

"زامی واٹ اِز دِس بی ہیوئیر؟"

میثم گھور کر اسے دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔ وہ دروازے کے اس پار کھڑی زبان چڑا رہی تھی۔۔

"زامیہ آپ کہیں سے ایک آفیسر کی بیوی نہیں لگتیں۔۔ ناخود ایجنٹ لگتی ہیں۔۔ آپ کیا ہیں یہ ہی بتا دیں۔۔"

اس کی حرکتیں میثم کو کسی بچے کی طرح لگتی تھیں، کبھی کبھی وہ دادی اماں کی طرح لگتی تھی تو کبھی ایک معصوم چھوٹا سا شرارتی بچہ۔۔

دوپہر میں بھی جب وہ تھوڑا ریسٹ کرنے کے لئے لیٹا تھا تو اس کی آنکھ لگ گئی اور زامیہ نے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کے بالوں کی دو پونی بنادی تھی۔۔ اور پھر پکچرز کیپچر کر کے دادا ابو کو بلا کر بڑے مزے سے اپنے کارنامے دیکھا رہی تھی۔۔

دادا ابو سے قہقہہ لگائے بغیر رہا نہیں گیا تو وہ میثم کو دیکھ کر ہنستے ہی چلے گئے اور ان کی آواز سے میثم کی آنکھ کھل کر ان دونوں کو تالی مارتے ہوئے ہنستا دیکھ کر کسی انہونی کا احساس ہوا اور خود کو شیشے میں دیکھ کر پہلے

تو وہ کافی خفا ہوا پھر ان دونوں کے ساتھ مل کر ہنسنے لگا۔۔۔

دادا ابو نے بعد میں ڈانٹا بھی تھا لیکن زامیہ پر کسی ڈانٹ ڈپٹ کا اثر ہی کب تھا۔۔

میثم کو معلوم تھا زامیہ نے اپنی حرکتیں نہیں چھوڑنی ہیں چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔

"میں چودھری ہوں مسٹر میثم اور کس کتاب میں لکھا ہے ہم جان دینے والے لوگ زندگی کو نا جیا کریں سوچ لیں میں سیریس ہو گئی تو تمہیں ہی برا لگنا ہے۔۔"

وہ بیڈ پر آلتی پالتی مارے بیٹھی ہاتھ پر تھوڑی ٹکائے اسے دیکھتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

"اچھا چھوڑیں ہم کچھ نیو کرتے ہیں۔۔"

اچانک کسی خیال کے تحت اٹھتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر اس تک پہنچی۔۔

"اور ہم کیا کرتے ہیں۔۔ میر افلحال سونے کا موڈ ہے آپ کو جو کرنا ہے اکیلے کریں۔۔"

میثم کو اتنا تو معلوم تھا کوئی حرکت سوجھ رہی ہے اسے۔۔

"اوہووو سو جانا!! میں کونسا بارڈر پر کھڑا کر رہی ہوں۔۔ آجائیں کرکٹ کھیلتے ہیں اب تو میرا زخم بھی ٹھیک ہے۔۔۔"

وہ کہہ کر بنا اس کی سنے روم سے باہر نکلی اور دس منٹ بعد لوٹی تو اس کے ہاتھ میں بیٹ اور بال تھی۔۔

میثم اتنی رات میں کرکٹ پلیئر بننے کا سوچ کر زچ ہوا۔۔

"کرکٹ کے لئے گیارہ پلیئرز چاہئیے ہوتے ہیں اور ہم دو ہیں اس لئے ہم سوتے ہیں جب ٹیم بن جائے گی تب کھیل لیں گے۔۔ آجاؤ۔۔"

وہ بچنے کے لئے کہتا ہوا اس کا کندھا پکڑے لے جانے لگا۔

"میں بتا رہی ہوں سونے نہیں دوں گی۔۔ یہ بات تم جانتے ہو جو کہتی ہوں وہ کرتی ہوں۔۔ سوچ لو ایسی ایسی حرکتیں کروں گی نا ساری رات بیٹھ کر روگے۔۔۔"

وہ غصے سے کہتی پلٹ کر جانے لگی۔۔

"اوکے اوکے۔۔ لیکن ہم باہر گارڈن میں کھیلیں گے یہاں کی چیزیں بال کے ہٹ سے ٹوٹ جائیں گی۔۔ ایسے غصہ نہیں ہوا کریں نا۔۔۔"

اس بار میثم کو موقع ملا اور اس نے بنا موقع ضائع کئے غصے سے پھولے ہوئے گالوں میں اپنے دانت گاڑ دیئے۔۔۔

زامیہ بلبلا کر پیچھے ہوئی۔۔۔

"اس کا بدلہ ادھار رہتا ہے۔۔"

وہ گال پر ہاتھ رکھے بیٹ اسے دیکھاتے ہوئے وارننگ دے رہی تھی۔۔

"تو پھر میں ابھی ہی بہت سارا کاٹ لیتا ہوں۔۔ تا کہ ایک بار ہی بڑا سا بدلہ لے لیں۔۔"

میثم کہہ کر اس کی جانب بڑھا تو وہ بنا کسی جانب دیکھے دوڑتی ہوئی باہر کی جانب بھاگی میثم بھی اس کی جانب بھاگا۔۔

کرکٹ کھیلتے ہوئے زامیہ آؤٹ ہو جانے کے بعد بھی بیٹ نہیں دے رہی تھی۔۔

اور دونوں میں رات کے تین بجے اس بات پر لڑائی چل رہی تھی کہ اب اس کی باری ہے۔۔

ان کے شور شرابہ میں دادا ابو اٹھ کر آ گئے تھے اور دونوں کو آمنے سامنے لڑتا ہوا دیکھ کر سر پیٹ کر رہ گئے۔۔۔

"بچوں سنو میں امپائرنگ کروں گا دیکھتا ہوں کون چیٹنگ کرتا ہے۔۔"

ان کی آواز پر دونوں حیرت سے پلٹے۔۔

"نہیں آپ کو آرام کی ضرورت ہے آپ اندر جائیں۔۔"

زامیہ کو معلوم تھا اگر وہ بھی ساتھ رہے تو وہ چیٹنگ نہیں کر سکے گی اس لئے انہیں بہانے سے اندر بھیج رہی تھی۔۔

"نو دادا ابو آپ بھی دیکھیں آپ کی پوتی کس قدر چیٹر ہے۔۔ دادا ابو بھی دیکھیں گے آپ کتنی ایماندار خاتون ہیں۔۔"

NOVEL IN URDU

وہ انہیں ایزی چیئر پر بیٹھاتے ہوئے دل جلا دینے والی اسمائل پاس کرتا ہوا بولا تو زامیہ نے بیٹ پٹخ دیا۔۔

"میں نہیں کھیل رہی مجھے نیند آرہی ہے۔۔"

زبردستی کی جمائی روکتی وہ کہہ رہی تھی۔۔

یہاں دونوں کی ہنسی چھوٹی۔۔

"بیٹا بڑی ہو جائیں۔۔۔ یہ کیا جب معلوم ہوا چیٹنگ نہیں کر سکتی تو میدان چھوڑ رہی ہیں۔۔ میثم آجائیں ہم دونوں کھیلیں۔۔"

دادا ابو نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔۔

"اوکے ہم کیرم بورڈ کھیلتے ہیں۔۔"

زامیہ نے کچھ سوچ کر کہا۔۔

دادا ابو کی سانس پھول سکتی تھی وہ اسے چڑانے کے لئے کہہ رہے تھے لیکن اب وہ جاگ ہی چکے تھے تو زامیہ نے ان کے ساتھ بھی یادیں بنانے کا سوچتے ہوئے کہا۔۔۔

"چلیں پھر اندر۔۔"

دادا ابو نے اپنی فکر میں گھلتی زامیہ کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو وہ ان کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

پھر تھوڑی دیر میں آواز گونج رہی تھی زامیہ اکیلے بھی ان دو پر بھاری پڑ رہی تھی وہ آنکھوں سے بچ کر چیٹنگ کر رہی تھی اور وہ دونوں اتنی صفائی سے چیٹنگ پر دنگ تھے۔۔۔

حمزہ بہتر تو محسوس کر رہا تھا لیکن ابھی جسم میں جان نہیں آئی تھی۔۔وہ نقاہت محسوس کرتا صبح آفس جاتے ہوئے بے شمار تاکید کے بعد عنادل کو اس کے گھر چھوڑے آفس میں بیٹھا مسلسل کام کر رہا تھا۔۔

اچانک عنادل کا خیال آیا تو اسے کال ملا دی۔۔

مسلسل بیل جا رہی تھی لیکن کوئی اٹھا ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

کافی ٹرائی کے بعد کال اٹھا لی گئی تھی۔۔

"سوری موبائل روم میں تھا میں باہر تھی آپی کے ساتھ۔۔"

وہ فوراً وضاحت دینے لگی تھی۔۔

"اوکے بٹ جلدی اٹھا لیا کرو کال میں پریشان ہو جاتا ہوں۔۔

اپنے ساتھ رکھا کرو فون۔۔۔

کیسی ہو۔۔؟ کیا کر رہی ہو۔۔؟ میری یاد آ رہی ہے۔۔؟"

وہ پے در پے سوال کرتا اسے بوکھلانے پر مجبور کر گیا۔۔

وہ کیا بتاتی جب سے یہاں آئی تھی اسی کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔دس بار موبائل اٹھایا اس کو کال کر کے اس کی طبیعت پوچھے لیکن ہمت ہی نہیں ہوئی۔۔۔

وہ آپی سے باتیں کرتے ہوئے بھی بار بار حمزہ کا ذکر کئے جا رہی تھی بات کچھ ہوتی پہنچتی حمزہ نامے پر تھی۔۔

عمیمہ اس کا مذاق بناتی رہی کہ اسے تو کچھ ہو گیا ہے۔۔

آج سارا دن دور رہنے پر معلوم ہوا اسے تو بہت کچھ ہو گیا ہے۔۔۔

آس پاس اس کی آواز گونجتی۔۔عینا میڈیسن کا ٹائم ہو گیا عینا کھانا کھا لو عینا یہ عینا وہ۔

وہ بار بار چونک جاتی وہ تو اپنے گھر میں ہے حمزہ تو آس پاس ہے بھی نہیں اب اسے اپنی حالت پر رونا آ رہا تھا۔۔کس قدر بری عادت ڈال دی تھی اپنی۔۔

ناذہن ہٹ رہا تھا نا آس پاس اس کی کلون کی خوشبو جا رہی تھی۔۔

وہ سانس خارج کر کے بے آواز رونے لگی۔۔

وہ کیسے بتاتی اس کی کتنی یاد آ رہی ہے۔۔

"عینا آر یو اوکے ناں؟"

وہ مسلسل خاموشی پر پریشان ہوتا پوچھ رہا تھا۔۔

"آپ جلدی آجائیں پلیز۔۔"

وہ کہہ کر روتے ہوئے فون رکھ کر رونے لگی۔۔۔

حمزہ کال کٹ ہونے پر مسلسل کال کرتا رہا لیکن عنادل نے نہیں اٹھائی۔۔

صبح ہادیہ ڈرائیور کے ساتھ کالج جا چکی تھی۔۔

خرم کو جلدی جانا تھا اس لئے ڈرائیور کو اسے چھوڑنے کا کہہ دیا تھا۔۔

پِک کرنے کا اس نے کہا تھا وہ خود کرے گا۔۔۔

وہ آف ٹائم میں کالج کے باہر یہ سوچ کر کھڑا تھا ہادیہ کا موڈ خراب ہو گا اس نے کالج نہیں چھوڑا اور بنا بات کئے آفس چلا گیا لیکن سامنے سے بلیک چادر میں آتی ہادیہ اپنی دوستوں کی بات پر کھلکھلا کر ہنس رہی تھی۔۔ خرم کا موڈ جو ٹھیک ہوا تھا دوبارہ بگڑ گیا۔۔

اس کو چونک کر دیکھتی خوشی سے فرنٹ سیٹ پر آکر بیٹھی۔۔

"آپ کو معلوم ہے آج کیا ہوا کلاس میں۔۔؟" وہ بتاتے ہوئے بہت خوش دکھائی دے رہی تھی۔۔

خرم نے کچھ نہیں کہا۔۔وہ اس کے ہاں ہوں کہنے کا کب انتظار کرتی تھی وہ منع بھی کرے نا سنے پھر بھی وہ سب بتاتی تھی۔۔

"پروفیسر نے مجھے جی آر بنادیا کلاس کا اور وہ میری تعریف بھی کر رہے تھے۔۔اور جو گرلز مجھ سے چڑتی ہیں انہیں اچھا نہیں لگا۔۔کیا میں ان کے لئے جی آر کی آفر چھوڑ دوں۔۔؟"

وہ پوچھتی ہوئی اسے دیکھ رہی تھی۔۔

"نہیں۔۔جب کچھ کرنے کا موقع ملا ہے تو ضرور کرو۔۔"

وہ اتنا اچھا چانس حسد کرنے والی لڑکیوں کے لئے چھوڑ رہی تھی۔۔

خرم نے اسے دیکھ کر سوچتے ہوئے ریسٹورنٹ کے باہر گاڑی روکی۔۔

وہ اپنے حلیہ سے شرمندہ ہوتی اس کے ساتھ اندر بڑھ گئی۔۔

بھوک تو اسے بہت لگی تھی اور گھر جا کر کھانے کا ہی سوچتے ہوئے چوہوں کو بہلا بھی رہی تھی۔۔

"صبح بھی ناشتہ نہیں کیا تھا سچ میں بہت بھوک لگ رہی تھی۔۔"وہ خوشی سے چہکتے ہوئے اس کے آرڈر کی گئی چیزوں کو دیکھتی کھانے میں مگن ہو گئی۔۔

وہ بھی مسکرا کر کھانے لگا۔۔کچھ دیر پہلے یہ سوچ کر شرمندہ تھی لوگ دیکھیں گے یونیفارم میں تو کیا کہیں گے اب فکر سے آزاد کھانے میں مگن تھی۔۔۔

کھانے کے دوران مسلسل باتیں بھی کررہی تھی۔اس کے پاس آج کل بہت باتیں ہوتی تھیں پہلے بولتی نہیں تھی اب چپ نہیں رہتی تھی اسپیشلی خرم کے سامنے۔۔۔کالج کی ایک ایک پل کی رپورٹ دیتی کھانے سے لطف کم باتوں سے زیادہ اٹھارہی تھی۔۔

کھانے کے بعد خرم اسے باہر سے ہی گھر ڈراپ کرکے آفس چلا گیاوہ حسین مسکراہٹ سجائے گھر میں چلی گئی۔۔

حمزہ شام میں پریشان ساعنادل کے گھر پہنچاتو پوچھنے پر پتہ چلاوہ تو سورہی تھی۔۔

حمزہ ساراٹائم اس کے انداز پر پریشان رہاتھاکیوں روئی تھی وہ کیا کہناچاہ رہی تھی وہ مصروفیت میں بھی بہت سے اندازے لگاتارہا۔۔دل کررہاتھااڑکراس کے پاس پہنچ جائے لیکن اسی وقت میٹنگ کی کال آگئی اور پھر دوسری تیسری مٹنگز بیک ٹوبیک کرنی پڑی جس کے سبب وہ ٹائم نکال پایاناہی کسی اور سے کال کرکے پوچھ سکا۔۔۔

لہٰذاابھی ہی وہ فری ہوکر سیدھاعنادل کے گھر پہنچاتھا۔۔۔

سب سے سلام دعاکے بعد اجازت لیکر عنادل کے روم میں گیا۔۔۔

جہاں چارسواندھیرا پھیلا ہواتھا۔۔اوروہ سلیپنگ بیوٹی سونے میں مصروف تھی۔۔

وہ کمفرٹر میں گھسی کمرے میں اندھیرا کئے سو رہی تھی۔۔

حمزہ اس کے برابر میں دراز ہو گیا۔۔

پھر رخ اس کی جانب کیا۔۔

یقیناً کوئی بات تھی جو اسے پریشان کر رہی تھی۔۔ لیکن کیا تھی۔۔

حمزہ نے جھک کر غور سے دیکھنے پر اس کی پلکوں پر نمی محسوس کی۔۔

"افففف عینا کبھی کبھی سمجھ سے باہر ہو جاتی ہو۔۔۔"

اس کے کان کے قریب بولنے پر عنادل کی آنکھیں کھلیں۔۔۔ آنکھیں سرخ انگارہ ہو رہی تھیں۔۔

حمزہ نے شوکڈ ہو کر اس کی حالت دیکھی۔۔

وہ حمزہ کو خواب سمجھتے ہوئے اٹھ کر اس کے گلے لگ گئی۔۔ لرزتے ہوئے رونے لگی۔۔

حمزہ پریشان سا سمجھنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔۔۔

"کیا ہوا عینا۔۔؟ کچھ ہوا ہے؟ کہیں پین ہے؟"

وہ ہر سوال پر نفی میں سر ہلاتی روئے گئی۔۔

"آپ۔۔۔ آپ نہیں جایا کریں مجھے چھوڑ کر۔۔"

وہ روتے ہوئے ضدی بچے کی طرح کہہ رہی تھی۔۔

"میں کہاں جارہاہوں چھوڑ کر عینا یہی تو ہوں۔۔ کیا کوئی براخواب دیکھا ہے؟"

حمزہ مسلسل بالوں میں انگلی چلاتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔

سنہری آنکھوں میں تشویش سی تھی۔۔

"میں یہاں نہیں رہوں گی آپ کے ساتھ جانا ہے۔۔ اور آپ آفس نہیں جائیں گے۔۔"

حمزہ اس کی نئی ضد اور فرمائش پر پوری آنکھیں کھولے دیکھنے لگا۔۔۔

"کیا مطلب عینا۔۔ میں جب کہیں جاؤں گا نہیں تو کیا کروں گا۔۔ ہم بھوکے مر جائیں گے۔۔"

وہ سر پر ہاتھ پھیرتا ابھی بھی اسے سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔ کیا وہ کسی خواب کے زیرِ اثر تھی یا اسے کچھ ہوا تھا۔۔۔

"آپ کہیں نہیں جائیں گے بس۔۔" وہ چڑ کر اس کے ہاتھوں کو مضبوطی سے تھامے بس اپنی کہے جا رہی تھی۔۔

حمزہ نے پریشان نظروں سے اس کے ضدی پن کو دیکھا۔۔ جو روز بار وز ضدی بچے کی طرح نئی ضد لئے آجاتا تھا۔۔

"اوکے یہ بتاؤ ہوا کیا ہے؟ کیا کسی نے کچھ کہا ہے رو کیوں رہی تھی۔۔؟ آنکھیں بھی ریڈ ہو رہی ہیں۔۔؟

مجھے نہیں بتاؤ گی تو کسے بتاؤ گی۔۔؟"

وہ آنکھیں چھوٹی کئے اس کی بکھری حالت کو دیکھتا اس کے نرم رخسار کو لبوں سے چھو کر پوچھ رہا تھا۔۔۔

اس کے حدت بھرے لمس پر وہ جیسے ہوش میں آئی ی، اپنے بکھرے بالوں میں انگلی چلا کر انہیں سیٹ کیا اور شرمندہ سی نظریں جھکا گئی۔۔۔ وہ حمزہ کو خواب کا دھوکا سمجھ کر گلے لگی تھی لیکن وہ تو حقیقت میں اس کے پاس ہی تھا۔۔

سبکی محسوس کرتے عنادل زمین میں گڑنے کو تھی۔۔

"اوکے اپنا حلیہ درست کر کے آؤ عینا پھر ہم شاپنگ پر چلیں گے۔۔"

وہ اس کا گال تھپتھپا کر اٹھا۔۔ جس کے گال تپ رہے تھے۔۔ وہ جانتا تھا ابھی نہیں بتائے گی اسے کیا ہوا ہے لیکن کمفرٹیبل فیل کرے گی تو ضرور اسے بتائے گی۔۔۔

حمزہ سوچتے ہوئے اٹھا۔۔ اس کو الماری سے ایک ڈریس نکال کر دیتا خود نیچے آ گیا جہاں محفل جمی ہوئی تھی۔۔ آذان کے گھر والوں سمیت عنادل کے گھر والے چائے اور ریفریشمنٹ سے لطف اندوز ہوتے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔۔۔

"آنٹی انکل آپ لوگ سب جمع ہیں تو میں ایک ضروری اناؤنسمنٹ کرنا چاہتا ہوں۔۔"

حمزہ پاکٹ میں ہاتھ ڈالے گرے فارمل ڈریس میں چھا جانے والی شخصیت لئے کھڑا سب سے مخاطب تھا۔۔

لیکن مین فوکس عنادل کے پیرینٹس تھے۔۔

خرم ہادیہ سمیت سب گھر والے وہاں موجود تھے۔۔۔

خرم کچھ منٹ پہلے ہی آفس سے آیا تھا۔۔۔

"جی بیٹا کہیں کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔۔"

اسجد صاحب نے اسے دیکھتے ہوئے بولنے کا کہا۔۔

"نیکسٹ منتھ کی پندرہ کو عنادل اور میری باقاعدہ طور پر شادی ہو گی۔۔ لیکن آپ لوگوں کو بتادوں عنادل یہاں نہیں آئے گی۔۔ بھلے شادی سے ایک دن پہلے لے آئیں لیکن اس سے پہلے میں عنادل کو یہاں آنے کی اجازت نہیں دوں گا۔۔۔"

حمزہ نے اپنی بات کہہ کر دوٹوک لہجے میں فیصلہ بھی سنادیا۔۔۔

سب پریشان سے حمزہ کو دیکھنے لگے۔۔

"لیکن ہمارے یہاں لڑکیوں کی مایوں کی جاتی ہے جو عموماً ہم شادی سے تین دن پہلے رکھتے ہیں۔۔ کیا آپ مایوں نہیں کریں گے بیٹا۔۔"

مہرالنساء بیگم نے سیڑھیوں سے اترتی عنادل پر نظر ڈالتے اسے کہا۔۔

عنادل حمزہ کے برابر میں آکر کھڑی ہوگئی۔۔

NOVEL IN URDU

بلیک کیپری پر گھٹنوں تک آتی بلیک فروک پر ہم رنگ حجاب اوڑھے لبوں پر پنک لب اسٹک لگائے آج کچھ الگ لگ رہی تھی۔۔

حمزہ نے اس کے پاس آنے پر مسکرا کر دیکھا پھر نظریں ان کی جانب کر لیں۔۔

"مجھے ان رسموں میں کوئی دلچسپی نہیں ہے آنٹی مجھے صرف شادی ولیمے سے لینا دینا ہے اور میں عنادل کو بھی اجازت نہیں دوں گا کہ وہ ان رسموں میں حصہ لیں۔۔ میں دنیا کو کچھ نہیں کہتا لیکن میں خود کو اصولوں کا پابند رکھتا ہوں تو میرے اصول مجھ سے یہ کہتے ہیں جس شادی میں اسلامی اصول نا ہوں اس شادی میں برکت نہیں ہوتی تو لہٰذا میری مانیں ہماری مایوں ناہی رکھیں تو بہتر ہے، باقی آپ لوگ بڑے ہیں اور مجھ سے زیادہ سمجھدار۔۔"

حمزہ نے اطمینان سے انہیں اپنا نقطہ نظر دیا۔۔

NOVEL IN URDU

سب نے سمجھ کر سر ہلایا۔۔

"ٹھیک ہے مایوں نا کریں ہم فورس نہیں کر رہے لیکن آپ عنادل کو ایک ہفتے پہلے چھوڑیں گے یہاں۔۔۔"

اب کے عمیمہ بھی بول اٹھی۔۔ اس کی کنڈیشن ٹھیک نہیں تھی آذان ڈاکٹر کے پاس لیکر گیا تو خوشخبری کے ساتھ لوٹا۔۔ جب سے سب گھر والوں کے لبوں پر مسکراہٹ ہی بکھری ہوئی تھی۔۔

عمیمہ بھی خوش تھی اور آذان تو بے حد خوش تھا۔۔

عنادل کو اس بارے میں کچھ نہیں معلوم تھا۔۔

"نہیں آپی میں یہاں آکر کیا کروں گی۔۔"

عنادل نے بول کر زبان دانتوں تلے دبائی۔۔

حمزہ نے حیرت سے پلٹ کر دیکھا۔۔ پھر ہر بات واضح ہوتی چلی گئی اس کا رونا اس کا شرمانا وہ اتنا نادان تو نہیں تھا بس اس وقت عنادل کی حالت سمجھ نہیں پایا تھا لیکن اب تو ہر انداز ہی خوبصورت لگ رہا تھا۔۔ وہ اس کی عادی ہو چکی تھی۔۔ شدید عادی۔۔ اس کے لمس کی، توجہ کی، محبت کی اور نرمی کی عادی ہو چکی تھی۔۔

حمزہ کے لبوں پر دلکش مسکراہٹ ابھری اور عنادل کو دیکھتا رہا۔۔ عنادل نے اسے دیکھ کر شرمندگی سے سر جھکا لیا وہ کیا کہہ گئی تھی خود سوچ کر شرمندہ ہو رہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے عنادل جب راضی ہے تو ہم روکنے والے کون ہوتے ہیں۔۔"

عمیمہ کے کہنے پر سب نے لبوں پر مسکراہٹ سجا کر اسے دیکھا۔۔

وہ کچھ الگ رنگوں میں ڈھل رہی تھی وہ رنگ اسے مزید خوبصورت اور دلکش بنا رہے تھے۔ گھنی پلکیں سایہ فگن تھیں۔۔ حمزہ اپنا قہقہہ روکنے کے چکر میں ضبط سے سرخ ہوئے صرف مسکرا رہا تھا۔۔۔

"چلیں پھر شادی کی تیاری کریں ہماری شادی کے ساتھ ساتھ میثم اور زامیہ کی بھی شادی ہے مطلب آپ

لوگوں کو بہت ساری تیاریاں کرنی ہیں تو آج میں عنادل کو برائیڈل ڈریسز کی کلیکشن کے لئے لے جارہا ہوں آپ لوگ بھی اچھے سے تیاریاں کریں۔۔ ہم چلتے ہیں اللہ حافظ۔۔"

حمزہ نے مسکراہٹ کے ساتھ انہیں کہہ کر عنادل کا ہاتھ تھاما اور آگے بڑھ گیا۔۔۔

پیچھے سب نے اللہ حافظ کہا اور مہر النساء بیگم نے اللہ کی امان میں کہہ کر ان دونوں کو خوش دیکھ کر دعائیں دیں۔۔۔

"آپ نے تو مجھے نہیں بتایا زامیہ کی بھی شادی ہے۔۔۔"

وہ خفا ہوتی فرنٹ سیٹ پر بیٹھی سیٹ بیلٹ باندھ رہی تھی۔۔۔

"مائی سلیپنگ بیوٹی یہ بات تو زامیہ کو بتانی چاہئیے تھی نہ۔۔ نا کہ مجھے۔۔۔ تمہاری دوست کو تمہارا احساس نہیں ہے۔۔"

وہ مسکرا کر کہتا اس کے دل میں زامیہ سے لڑنے کے لئے خرافات بیٹھا رہا تھا۔۔

"میں زامیہ کو نہیں چھوڑوں گی دیکھ لینا آپ۔۔ اسے ہم شادی میں نہیں بلائیں گے۔۔"

وہ منہ بسورتی ہوئی کہتی بہت پیاری لگ رہی تھی کہیں سے نہیں لگ رہا تھا یہ وہی عنادل ہے جو کچھ دیر پہلے زمین میں گڑ جانے کو تھی۔۔

"اوہ ڈئیر تم بھول رہی ہو ان کی شادی ہمارے ساتھ ہی ہے۔۔۔"

حمزہ نے ڈرائیونگ کرتے ہوئے اس کی ناک دباتے ہوئے کہا۔۔ عنادل کو یاد آیا وہ کیا کہہ آئی تھی۔۔۔

پھر دوبارہ سرخ ہوتے گالوں کو حمزہ سے چھپاتی رخ موڑ گئی اور یہاں حمزہ با قاعدہ قہقہہ لگائے ہنس رہا تھا۔۔۔

"اوہ مائے لو کاش یہ کام پہلے کر دیتی تو ہم آپ کے دیوانے تو تھے ہی مجنوں بھی بن جاتے۔۔"

حمزہ نے شوخی سے کہا تو عنادل جھینپ گئی۔۔۔

حمزہ مسلسل تنگ کرتا اسلام آباد کے مشہور ترین مال سٹورس میں پہنچا۔۔

عنادل کو ایک ایک چیز اپنی پسند سے دلاتا رہا عنادل روہانسی ہو کر منع کرتی رہی وہ یہ سب نہیں پہنتی۔۔۔ اتنے ہیوی ایئر رنگز۔۔ ہائی ہیلز۔۔ ہیوی ڈریسز۔۔ لیکن حمزہ اس کی ایک نہیں سن رہا تھا۔۔

برائیڈل ڈریسز میں ایک لائٹ سا بال گاؤن میرون رنگ جس پر وائٹ اسٹون دمک رہے تھے، وہ لیا اور اس کے ہم رنگ سینڈلز، حجاب اور میچنگ ہیوی جیولری۔۔ عنادل روہانسی ہوتی منع کرتی رہی لیکن حمزہ آج اس کی سننے کے موڈ میں ہی نہیں تھا۔۔۔

"اوہ مائی ڈول ہم تو ریسیپشن کا ڈریس لینا ہی بھول گئے۔۔"

وہ اس ٹائم ریسٹورنٹ میں ڈنر کر رہے تھے۔۔ اچانک حمزہ کو یاد آیا۔۔

"نہیں آپ اب کچھ نہیں لیں گے میں دونوں دن یہی گاؤن پہن لوں گی اب میرا پاؤں دکھ رہا ہے۔۔"

وہ تھکن زدہ چہرہ لئے اسے ہری جھنڈی دیکھانے کے ساتھ عجیب ساحل دینے لگی۔۔

"دنیا کا آخری پیس میری کنجوس بیوی۔۔۔ تمہارے ہزبینڈ کو سب غریب کہیں گے جس کے پاس ولیمہ کے ڈریس کے پیسے نہیں تھے جو اپنی بیوی کو ایک ڈریس دو دن پہنا رہا ہے۔۔ ابھی اٹھو میں بار بار نہیں آسکتا ابھی تو میں نے اپنی شاپنگ بھی نہیں کی ہے۔۔"

وہ اس کے چہرے پر نظرے ٹکائے کہہ رہا تھا۔۔

آج پہلی بار وہ خود سے تیار ہوئی تھی وہ بھی اس کے لئے حمزہ کی نظریں اس کے چہرے سے ہٹنے سے انکاری تھیں۔۔

"میں نہیں جاؤں گی کچھ بھی کرلیں۔۔"

عنادل بازو فولڈ کرتی گردن اکڑا کر کہتی اسے گھورنے کے بعد چائی نیز رائی س کا چمچ منہ میں ڈال رہی تھی۔۔۔

اب اسے ڈر گز بالکل بھی یاد نہیں تھی۔۔ برین بھی بہت حد تک کور ہو رہا تھا۔۔ وینز اب ویک نہیں ہو رہی تھیں بلکہ ویسی ہی تھیں۔۔ ساری وجہ حمزہ کی حد سے زیادہ توجہ تھی جو کھانے پینے سے لیکر دوائی کے معاملے میں رہتی تھی۔۔ وہ کہیں بھی ہوتا گھر کال کر کے یاد دلاتا تھا کب عنادل کا کھانے کا ٹائم ہوا ہے۔۔۔ کھانے میں کیا دینا ہے۔۔ فروٹس کب دینے ہیں۔۔ ہر چیز کا پروپر دھیان رکھتا تھا۔۔ جس کی وجہ سے وہ اب باتیں نہیں بھولتی تھی۔۔

حمزہ نے مسکراہٹ دبا کر اسے دیکھا اور دیکھتا ہی رہا۔۔۔

"کیا مصیبت ہے۔۔"

وہ جھنجھلا کر نرم لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔اس کی سختی سے کہی بات میں بھی نرماہٹ ہی ہوتی تھی۔۔

"کون سی مصیبت مائی لائف۔۔"

حمزہ اسے کبھی کچھ کبھی کچھ نام دیکر تنگ کرتا تھا اور عنادل اس کے دیئے ناموں پر سرخ ہو جاتی تھی۔۔

"آپ یہ نہیں کہا کرے اور اپنی نظریں تو کھانے پر رکھیں۔۔"

عنادل اب رو دینے کو تھی۔۔

حمزہ نے ہنستے ہوئے اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

"اوہ مائی انوسینٹ بیوٹی۔۔۔ تمہیں نا دیکھوں تو اس لڑکی کو دیکھ لوں۔۔؟"

حمزہ نے معصومیت سجائے سامنے ٹیبل پر اکیلی بیٹھی لڑکی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا وہ کب سے حمزہ کو ہی دیکھ رہی تھی اور اس نے موقع سے فائدہ اٹھاتے عنادل کو چڑانے کا سوچا۔۔

عنادل نے ترچھی نظروں سے سامنے بیٹھی وائٹ شرٹ میں موجود اسٹائلش سی لڑکی کو دیکھا۔۔

حمزہ عنادل پر نظریں ٹکائے اس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا۔۔

"وہ مجھ سے زیادہ پیاری ہے کیا۔۔؟"

عنادل نے اسی لڑکی کو نظروں کی گرفت میں رکھ کر پریشان لہجے میں حمزہ سے پوچھا۔۔

حمزہ جو اسے چڑانے کا سوچ کر مزے سے بیٹھا تھا بدمزہ ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔۔

عنادل کا دماغ کب کہاں نکل جاتا تھا سمجھنا مشکل تھا۔۔وہ اسے چڑانے کا سوچ رہا تھا اور یہاں عنادل نے اسے ہی چڑا دیا تھا۔۔

"چلتے ہیں گھر ویسے بھی تم تھک چکی ہو عینا۔۔"

وہ کہتے ہوئے اس کا ہاتھ تھامے کھڑا کرتا والٹ سے پیسے نکال کر ٹیبل پر رکھے کارڈ میں ڈالتا نکلتا چلا گیا۔۔

عنادل نے دیکھا تھا اس لڑکی نے حمزہ کو آنکھ ماری تھی، حمزہ نے تو البتہ نہیں دیکھا تھا لیکن عنادل کی نظروں نے دیکھ کر ضرور زبان چڑائی تھی۔۔

"آئی بڑی میرے ہزبینڈ کو آنکھ مارنے والی۔۔"

وہ چلتی ہوئی دل ہی دل میں سوچ رہی تھی۔۔

حمزہ کا موڈ آف ہو چکا تھا اس لئے بنا کچھ کہے گھر کو روانہ ہوا۔۔۔

رات کے گیارہ بج چکے تھے شاپنگ اور ڈنر میں کافی ٹائم لگ گیا تھا۔۔

عنادل اس کی خاموشی نوٹ کرتی بے چینی سے پہلو بدل رہی تھی۔۔

لمبے راستے کے بعد وہ دونوں گھر پہنچے تو گھر سنسان تھا۔۔

حمزہ روم میں جا کر واش روم میں داخل ہوتا شاور لیتا ایزی کپڑے پہنے باہر نکلا تو عنادل لیپ ٹاپ لئے بیٹھی تھی۔۔

شاپنگ بیگز یونہی بیڈ پر پڑے تھے۔۔

حمزہ نے اس سے لیپ ٹاپ لے کر رکھا اور خاموشی سے جا کر بستر پر سے تمام بیگز اٹھاتا الماری میں رکھ کر واپس آیا۔۔بیڈ پر دراز ہوتا رخ موڑے سوتا بن گیا۔۔

"حمزہ میر "

عنادل کے لب ہولے سے پھڑ پھڑائے تھے اتنے کہ حمزہ کی سن کر دھڑکن بے قابو ہوئی۔۔

لیکن وہ ویسے ہی رخ موڑے لیٹا رہا۔۔

"حمزہ میر۔۔"

وہ دوبارہ کہتی اس کی بازو پر تھوڑی ٹکا گئی۔۔

"کیا آپ کو ویسی لڑکیاں پسند ہیں جیسی وہاں کیفے میں تھی۔۔۔ہیں ناں لیکن آپ تو مجھ سے محبت کرتے ہیں۔۔لیکن کیا آپ کمپرومائز کر رہے ہیں محبت میں۔۔۔"

بدگمانی کی حد تک پہنچی عنادل اب اپنے دل کی بات کہہ رہی تھی۔۔

"یا اللہ!! عینا میں کیوں کمپیر وماِئز کرنے لگا وہ محبت ہی نہیں جس میں کمپیر وماِئز ناہوں۔۔اور میں لڑکیوں کی جانب دیکھوں تو بتاؤں مجھے کیسی لڑکی پسند ہے مجھے تو ہمیشہ سے تم پسند تھیں عینا۔۔میں نے بس تمہیں ہی غور سے دیکھا ہے۔۔"

وہ اسے اپنی طرف کھینچ کر سینے سے لگا گیا۔۔

"سکول لائف ٹین ایج جب لفظ محبت سے انسان واقف نہیں ہوتا ہے عینا مجھے تب سے تم سے محبت تھی۔۔ تمہیں تو یاد بھی نہیں ہے میں تمہیں کسی سے بات بھی کرنے نہیں دیتا تھا۔۔بہت بار گھر بھی بلایا تمہیں تم ہر بار بہانہ کر دیا کرتی تھی۔۔اور ایک کلاس فیلو کے انوائیٹ کرنے پر چلی گئی تھی۔۔اس کے گھر تو نہیں گئی تھی لیکن اس کی ضد پر گئی ضرور تھی میں تم سے بہت ناراض ہوا تھا۔۔

تمہیں کامپیٹیشن میں زبردستی حصہ لینے پر مجبور کرتا تھا۔۔تاکہ تم میرے ساتھ رہو۔۔ تمہیں کوئی اپنا پارٹنر نا بنا لے اس لئے ٹیچر سے ضد کر کے تمہیں ہی پارٹنر بنواتا تھا۔۔

عینا میں نے نا کبھی تمہارے علاوہ کسی لڑکی کی جانب دیکھا ہے ناہی مجھے معلوم ہے اگر محبت ہو تو اس میں صورت کیسی ہو اس میں ڈریسنگ کیسی ہو۔۔میں ان سب میں کبھی پڑا ہی نہیں ناہی محسوس کیا میرے لئے تو ہمیشہ سے مکمل لڑکی تم رہی ہو اور تم ہی رہو گی۔۔

اور تم جیسی ہو انوسینٹ، معصوم سے سوال کرنے والی اپنی حدود میں رہنے والی، ڈریسنگ میں حجاب کو

فوقیت دینے والی میں تو کبھی تصور نہیں کر سکتا تھا میری عینا اس حد تک بدل جائے گی۔۔"

وہ نم آنکھوں سے مسکرا کر اسے دیکھتا بول رہا تھا اور عنادل آنسوؤں سے تر چہرہ لئے اسے سن رہی تھی۔۔

وہ جو بھی بول رہا تھا بہت اچھا بول رہا تھا۔۔ سچائی آنکھوں سے جھلک رہی تھی۔۔

آنکھوں کی نمی چیخ کر کہتی تھی عنادل حمزہ میر سے ویسی محبت کر لو جیسی وہ تم سے کرتا ہے۔۔

عنادل جیسے وہ تمہیں چاہتا ہے اس سے بڑھ کر تم اسے چاہو وہ چاہے جانے کے قابل ہے۔۔ تمہاری میموری نے اس کا نقصان کیا ہے سب نقصان اپنی محبت سے بھر دو۔۔

عنادل کے اندر کوئی مسلسل بول رہا تھا وہ اس کا دل تھا جو حمزہ کی محبت کی گواہی دے رہا تھا۔۔

اس کی بے لوث محبت کو قبول کر رہا تھا۔۔

"آئی ایم سوری حمزہ"

وہ ہچکیوں سے روتی حمزہ کے گلے میں بازو ڈالے اس کے سینے میں منہ چھپا گئی۔۔

"پاگل لڑکی سوری کیسا۔۔۔ میں نے تو کبھی نہیں کہا کہ اگر غلطی ہو یا نا ہو مجھے سوری کہو۔۔ کیونکہ مجھے تمہاری آنکھیں سب کہہ دیتی ہیں مائی سلیپنگ بیوٹی۔۔۔ میر کون لگائے گا حمزہ کے آگے۔۔؟۔"

وہ اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اس کے کان میں کہہ رہا تھا۔۔

"وہ میں بھول گئی تھی ناں اب سے حمزہ میر پکا۔۔

مجھے سب بھول گیا آپ کی کتنی قیمتی باتیں یادیں سب میں بھول چکی ہوں آپ کو کتنا غصہ آتا ہو گا ناں مجھ پر۔۔"

عنادل پیچھے ہوتی آنسو صاف کرتی پوچھ رہی تھی۔۔۔لہجے میں شرمندگی تھی جیسے اس نے جان بوجھ کر کچھ کیا ہو یا اس کے ہاتھوں میں اپنی لوس میموری لانا ہو۔۔

"عینا مجھے کبھی بھی ناہی برا لگا ہے ناہی اس بارے میں سوچتا ہوں اچھا ہے ناں زندگی تمہیں تمہاری یادوں کو باتوں کو بتاتے یاد دلاتے گزرے گی۔۔

اتنا نہیں سوچو مائی گرل۔۔شادی کے بارے میں سوچو ویسے کون سے سیلون جانا پسند کرو گی۔۔؟"

حمزہ نے مسکراہٹ دبا کر پوچھا اسے معلوم تھا عنادل کو سیلون کے نام بھی معلوم ناہونگے ایک بار ہی تو عمیمہ کی ضد پر گئی تھی۔۔

"میں وہیں سے تیار ہوں گی جہاں سے زامیہ ہوں گی۔۔"

عنادل نے مسکرا کر کہا۔۔حمزہ جو اس کو سیلون کی نام کی لسٹ دینے والا تھا خفگی سے دیکھنے لگا۔۔۔

"یعنی ان میڈم نے تمہیں اپنے ساتھ کر لیا۔۔"

"ابھی کچھ دیر پہلے ہی میسج آیا تھا نام ایڈریس سب بھیجا ہے زامیہ نے وہ وہیں سے ریڈی ہوں گی تو میں بھی وہیں سے ہوں گی اور آپ منع نہیں کریں گے۔۔"

عنادل نے کہہ کر آخر میں اسے انگلی دیکھا کر وارن کیا۔۔

حمزہ نے اس کی انگلی کو چوم کر اسے خود میں بھینچ لیا۔۔

عنادل نے ناہی کپڑے چینج کئے تھے ناہی منہ دھویا تھا۔۔

"ویسے ایک بات پوچھوں سچ سچ بتانا۔۔"

وہ شرمائی ی لجائی ی سی چہرہ اس کے سینے میں چھپائے ہوئے تھی چونک کر سر اٹھائے دیکھنے لگی۔۔

"آج اتنا تیار کیوں ہوئی ہو۔۔ خیریت تو ہے مجھ غریب پر کچھ رحم نہیں آتا۔۔"

وہ بھاری آواز میں بولتا اس پر جھکنے ہی لگا تھا کہ عنادل نے اپنے دانت اس کے بازوں میں گاڑے، گرفت ڈھیلی ہونے پر اس کے حصار سے نکلتی اچھل کر واش روم بھاگی۔۔ حمزہ بے چارگی سے بازو سہلانے لگا جہاں عنادل کے شدت بھرے ظلم سے جلن ہو رہی تھی۔۔

وہ اپنا نائیٹ ڈریس، ڈھیلی سی شرٹ اور کھلا ٹراؤزر چینج کرتی باہر آنے کا سوچنے لگی۔۔

حمزہ حیران تھا، عنادل سے ایسی امید تو نہیں تھی اسے۔۔ اس کا شک زامیہ پر گیا وہی اس کے کان بھرتی ہو گی۔۔

"زامیہ میری معصوم بیوی کو اس سے پہلے کچھ زیادہ ہی بہادر بنا دے کچھ کرنا ہو گا۔۔"

وہ تھوڑی کھجاتا سوچ رہا تھا اور سوچتے ہوئے عنادل کا انتظار کرتا لیٹ گیا عنادل پوری تسلی کے بعد باہر آئی

اور سمجھی حمزہ سو رہا ہے۔۔ آرام سے چلتی ہوئی دوسری سائیڈ لیٹ گئی لیکن اس کی سانسیں ہی بند ہو گئی جب حمزہ نے اسے سینے سے لگا کر اپنی بیئرڈ اس کے گال سے مس کی۔۔ عنادل آنکھیں میچیں سانسیں روک کر چبھتی بیئرڈ محسوس کرتی اس کے پر حدت حصار میں کپکپا کر رہ گ ئی ی تھی۔۔۔

"سو جاؤ مائی سلیپنگ بیوٹی آج بہت تھک گئی تھی ناں۔۔ معاف کیا۔۔"

حمزہ ہنس کر اس کی میچی ہوئی آنکھیں دیکھ کر پھونک مارتا پیچھے ہٹا۔ وہ سوالوں سے بچنے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی تھی اور حمزہ یہ جانتا تھا۔۔

وہ سر درد کی میڈیسن لیتا سونے لگا لیکن عنادل کا سر اپنے بازو پر رکھنا نہیں بھولا۔۔

بخار کم ہوا تھا لیکن شاپنگ کی تھکن نے اسے کافی تھکا دیا تھا۔۔

"زامیہ میں کہہ رہا ہوں آپ وہی ڈریس لیں گی جیسا میں کہہ رہا ہوں۔۔ کسی دن ان پینٹ شرٹس کو آگ لگا دوں گا۔۔"

لون میں ٹہلتا میثم زامیہ کو سختی سے منع کر رہا تھا اور وہ شاکڈ نظروں سے اسے دیکھتی ایک چیئر پر بیٹھی جبکہ دوسری چیئر پر ٹانگے پھیلائے ہوئی تھی۔۔

"اور تم مجھے جانتے ہو میں کیا کر سکتی ہوں۔۔

مجھ سے نہیں پہنا جائے گا لہنگا۔۔ معاف کرو مجھے۔۔۔۔ کہیں ہال میں گر گئی تو سب مزاق اڑائیں گے۔۔ نہیں نہیں بالکل نہیں۔۔"

وہ تصور میں ہی خود کو گرتا اور لوگوں کو ویڈیو بناتا دیکھ کر سختی سے اس کی نفی کرنے لگی۔۔

"میں ساتھ ہوں گا نہ کون گرائے گا یار آپ کو۔۔ میں ہاتھ پکڑے رکھوں گا۔۔

آپ نے نکاح اسپوئل کر دیا اس پینٹ شرٹ میں ہمارا نکاح ہوا تھا نہیں میں ہر گز بھی پینٹ شرٹ والی دلہن کا دلہا نہیں بنوں گا۔۔"

"تم تو میری تقدیر ہو پیا دلہے کیسے نہیں بنوں گے۔۔"

زامیہ مسکراتے لہجے میں کہہ رہی تھی۔۔

"پلیز ایک بات مان جائیں۔۔"

میثم اس کے سامنے آ کر بیٹھا تو زامیہ نے ٹانگیں سمیٹ لیں۔۔

"ایک بات کہہ کہہ کر ہزار باتیں منوا چکے ہو۔۔

روم میں شفٹ ہو گئی۔۔ ہاسپٹل میں ایک بیڈ پر پڑی رہی۔۔ ابھی مشن پر جانے نہیں دیا اب کیا کیا باتیں مانوں یہ ایک بات مجھے بہت مہنگی پڑتی ہے ہر دفعہ۔۔"

زامیہ گھورتی ہوئی اسے یاد دلا رہی تھی اس نے ایک بات مان جائیں کہہ کر کتنی باتیں منوائی ہیں۔۔

"اوکے یہ لاسٹ ہے سچی۔۔"

میثم نے ہاتھ کھڑے کرتے ہوئے کہا۔۔

"جھوٹ بالکل جھوٹ۔۔کچھ دن بعد ایک اور بات ماننے والی آجائے گی تمہیں یاد۔۔۔"

زامیہ کسی صورت لہنگا وئیر کرنے کو تیار نہیں تھی۔۔

"تو کیا آپ یہ پینٹ اور شرٹ اور اپنا وہ عجیب کورٹ پہنیں گی شادی پر۔۔"

میثم زچ ہوتا پوچھ رہا تھا۔۔

"اچھا ایک کام کرتے ہیں۔۔"

زامیہ مسلسل اسے پریشانی میں گھرے دیکھ کر ایڈوائس دینے لگی۔۔

"وہ کیا۔۔"

"میں لہنگا پہنے کو تیار ہوں لیکن۔۔"

زامیہ نے میثم کی جانب دیکھ کر جملہ ادھورا چھوڑا۔۔

"لیکن؟"

میثم نے آبرو اچکا کر پوچھا۔۔

"لیکن یہ کہہ میں سینڈل کے بجائے شوز پہنوں گی منظور ہے تو بولو۔۔"

زامیہ نے ایک ادا سے شولڈر سے نیچے جاتے کھلے بالوں کو جھٹکا دے کر کہا۔۔

میثم نے پہلے خونخوار نظروں سے گھورا پھر تن فن کرتا اندر چلا گیا۔۔

زامیہ ہنستے ہوئے اس کی دور جاتی بڑبڑاہٹ سنتی رہی۔۔

زامیہ نے ہر چیز میثم کی پسند کی پہننے کا سوچا تھا۔۔

اس نے نکاح پر بھی ڈیپ ریڈ لہنگا کے ساتھ ہم رنگ چیزیں بھیجی تھیں۔۔ لہنگا بہت یونیک اور خوبصورت تھا لیکن زامیہ میثم سے شادی پر راضی نہیں تھی دوسرا نکاح آناً فاناً ہوا تھا تو زامیہ نے وہ چیزیں سیف کر کے رکھی تھیں۔۔ اور میثم کو سرپرائز دینے کا پروگرام بناتی مسکرا رہی تھی۔۔

اسے مزید زچ کرنے کیلئے زامیہ کا روم میں نا جانے کا پلان بھی تیار تھا۔۔

صبح دادا ابو سے شادی تک روم بھی الگ کروانا تھا۔۔ یہ سب کر کے میثم کو ناراض کرنا تھا۔۔

تاکہ اسے شادی پر سرپرائز مل سکے اور خوشی سے دمکتا اس کا چہرہ دیکھ سکے۔۔

لہنگے کو تھوڑا نیو کرنے کیلئے زامیہ نے پہلے ہی دے دیا تھا۔۔ بس میثم سے ہر بات چھپائی ہوئی تھی۔۔

میثم کبھی اس کروٹ کبھی اس کروٹ ہوتا رہا لیکن زامیہ روم میں نہیں آئی۔۔

میثم نے ٹیرس سے جھانک کر دیکھا وہ باہر لون میں بھی نہیں تھی۔۔

اس کے روم کو لاکڈ دیکھ کر میثم سمجھ گیا وہ اپنے روم میں ہی سوئے گی۔۔

میثم مزید غصہ لئے اپنے روم میں چلا گیا۔۔

"میں بھی نہیں مر رہا ان کے بغیر۔۔"

اپنے دل کو سمجھاتا وہ زامیہ کی خالی جگہ تک رہا تھا۔۔

جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو واپس اس کے روم کے دروازے پر پہنچ کر کی ہول میں ڈبلیکیٹ چابی گھمانے لگا۔۔

لیکن بد قسمتی سے اوپر والا لوک لگا ہوا تھا۔۔

زامیہ کلک کی آواز پر ہنستی دروازے کو دیکھنے لگی۔۔

اس نے احتیاطاً اوپر دروازے کا لاک بھی لگا یا تھا۔۔

"مائے ہبی چچ چچ۔۔"

زامیہ افسوس سے کہتی بلینکٹ میں گھس گئی۔۔

سمجھتی کیا ہیں خود کو یہ۔۔"

میثم غصے سے دروازہ دیکھتا پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا۔۔

اپنے روم کی ٹیرس پر پہنچ کر خوفناک راستہ پھلانگتے ہوئے میثم زامیہ کے روم کی کھڑکی تک پہنچے اسے کھول رہا تھا۔۔

زامیہ گھپ اندھیرا کئے سو چکی تھی۔۔

میثم نے کافی حد تک شور کو روکا ہوا تھا۔اگر وہ اٹھ جاتی تو کھڑکی کھولنا ممکن تھا۔۔

بہت مشکل اور ہاتھ پر کٹ لگنے کے بعد میثم کھڑکی کھولنے میں کامیاب ہوا تھا۔۔۔

کھڑکی سے پھلانگ کر روم میں دیکھنے کی کوشش کرنے لگا۔۔ لیکن اندھیرے میں کچھ نظر نا آیا۔۔

بیچ میں موجود بیڈ پر زامیہ سوئی ہوئی تھی۔۔

"آہ میری سیکریٹ ایجنٹ کا رعب جھاڑنے

والی بیوی۔۔ آپ اپنے شوہر کو اندر آنے سے نہیں روک پائیں۔۔"

میثم زیرِلب کہتا بیڈ کی جانب بڑھ رہا تھا لیکن اپنے پیچھے کسی کا احساس ہوا تو پلٹ کر گھونسا مارتا ہوا اسے دبوچ گیا۔۔

"کون ہے تو اور میری بیوی کے کمرے میں کیا کر رہا تھا۔۔؟"

میثم کا گھونسا شولڈر پر لگا تھا۔۔

اور منہ کو دبوچے وہ پوچھ رہا تھا۔۔

"تمہاری بیوی کے کمرے میں صرف ایک چور ہی آسکتا ہے۔۔"

زامیہ کی آواز پر میثم نے آگے بڑھ کر لائٹ آن کی تو روم روشنی میں نہا گیا۔۔

"زامی آپ سو سوری مجھے لگا کوئی چور ہے۔۔"

"ہونا تم چور یہ کیا طریقہ ہے بھلا کھڑکی سے آنے کا۔۔"

وہ جو اس پر حملہ کر کے سبق سیکھانے کا سوچ رہی تھی بازی پلٹتی دیکھ صدمے میں آنے کے بعد دوبارہ شیرنی بن گئی تھی۔۔

"مجھے معلوم ہے مجھے زیر کرنے کی کوشش میں تھیں آپ اور خود ہو گئیں۔۔"

میثم تمسخر اڑاتا کہتا بیڈ پر لیٹ گیا۔۔

زامیہ کے گال سرخ ہوئے کوئی بات جو اسے معلوم نا ہو سکے ایسا ہو سکتا تھا بھلا۔۔

"اچھا نکلو میرے روم سے ہم شادی تک نہیں ملیں گے بس کچھ ٹائم ہے شادی میں "

زامیہ سے جب کچھ بات بنتے نہیں بنی تو اسے روم سے نکالنے لگی۔۔

"میں تو نہیں مانتا یہ سب۔۔ اتنے دن ساتھ رہی ہیں اب کیا قباحت ہے۔۔"

ہتھیلی پر سر جمائے کہنی بیڈ سے ٹکائے ٹی شرٹ اور کھلے ٹراؤزر میں خونخوار بنی اپنی بیوی کو دیکھ کر بس ہنس دینے کو تھا۔۔

"تم یہ سب حمزہ سے سیکھ رہے ہو میں سمجھ رہی ہوں۔۔"

میثم اس کی بات پر اٹھ کر اس تک پہنچا۔۔

"مجھے کسی سے کچھ سیکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔ مجھے آپ کے بنا نیند نہیں آرہی ہے۔۔ کمرہ کاٹنے کو دوڑ رہا ہے۔۔"

میثم بازوؤں میں اٹھاتا اس دھان پان سی لڑکی کو بیڈ پر پھینک گیا۔۔

"میثم کے بچے۔۔"

زامیہ چیختی رہی لیکن میثم نے منہ پر ہاتھ رکھے اس پر بلینکٹ ڈال دیا۔۔

کچھ دیر بعد خود چپ ہوتی اس کے سینے پر سر رکھے سو گئی تھی۔۔

میثم بھی سمجھتا مسکرا رہا تھا۔۔

"جادوگرنی۔۔" میثم نے ہولے سے کان میں کہا لیکن وہ سو چکی تھی۔۔

ہادیہ کی شاپنگ خرم کرواچکا تھا۔۔ ہر چیز ہادیہ کی پسند کی لی گئی تھی۔۔ وہ بہت دل سے ہر چیز لائی تھی کالج سے خرم نے کچھ ٹائم تک کے لئے آف لے لیا تھا۔۔

تمام گھر والوں کی ان دنوں مالز کے کافی چکر لگ رہے تھے۔۔ سب تیاریوں کے باوجود کبھی کچھ رہ جاتا تو کبھی کچھ۔۔۔ چاروناچار انہیں پھر وہ چیز لینے جانا پڑتا۔۔

حمزہ نے ہر چیز لینے سے صاف انکار کر دیا تھا۔۔

عنادل کی تمام شاپنگ بھی اس نے اپنی طرف سے کی تھی اور اپنی بھی۔۔۔

لاکھ منتوں کے بعد بھی حمزہ نے عنادل کے گھر والوں سے ایک چیز نہیں لی تھی۔۔

تھوڑی گنجائش نکال کر شادی سے ایک دن پہلے بھیجنے کے ساتھ شادی کے ہال وغیرہ کی زمہ داری عنادل کے گھر والوں نے لی تھی۔۔ لیکن حمزہ نے آخری وقت تک انہیں سمجھانے کی کوشش ضرور کی تھی۔۔

ہادیہ خوشی سے ادھر اُدھر بھاگتی تیاری میں مصروف تھی ساتھ ساتھ عمیمہ کا خیال رکھتی کبھی اسے جوس دیتی کبھی کچھ کھانے کا۔۔۔

عمیمہ اس کی بے لوث محبت اور خدمت پر پھولے نہیں سما رہی تھی۔۔

"ہادیہ بس کرو صبح سے کچن میں لگی ہو ادھر آؤ میرے پاس بیٹھو۔۔"

عمیمہ کو جوس دے کر وہ واپس کچن میں جانے لگی کہ عمیمہ کے ٹوکنے پر اس کے ساتھ ہی لاؤنج میں موجود

صوفے پر اس کے برابر میں بیٹھ گئی۔۔۔

"بس لنچ ریڈی کر رہی تھی ہو چکا ہے۔۔"

وہ چہرے پر بار بار آتی لٹ کو پیچھے کرتے بہت کمزور سی لگ رہی تھی۔۔

"ہادیہ بھائی کے آنے کا ٹائم ہو رہا ہے آج کل وہ جلدی آجاتے ہیں لنچ میں لگا دوں گی تم جلدی سے شاور لیکر اچھے سے تیار ہو کر نیچے آؤ۔۔ بھائی جب بھی آتے ہیں ایسی ہی گھومتی رہتی ہو۔۔ چلو شاباش اٹھو۔۔"

عمیمہ کے پیار سے سمجھانے پر وہ بے دلی سے اٹھتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔۔

"ماما۔۔"

عمیمہ نے مہر النساء بیگم کو کچن میں جاتے دیکھ پکارا تو وہ اس کے پاس آگئیں۔۔

"کیا ہوا بیٹا۔۔؟"

وہ پاس بیٹھتی پوچھ رہی تھیں۔۔

"ماما مجھے لگتا ہے ہادیہ پر کچھ زیادہ ہی زمہ داری آگئی ہے میڈ بھی چھٹیوں پر ہے آپ ایک اور میڈ رکھ لیں۔۔ اس کا چہرہ بھی بوجھل سا ہو رہا ہے۔۔ کچن میں لگی رہتی ہے یا پھر پڑھتی رہتی ہے۔۔ عنادل کی شادی سے فری ہو جائیں تو دونوں کو کہیں گھومنے بھیجیں۔۔"

عمیمہ سوچ سوچ کر بول رہی تھی۔۔۔

"بیٹا میں کہتی ہوں مجھے کام کرنے دو تو مجھے کچن سے نکال دیتی ہیں۔۔میں کیا کروں مجھے بھی احساس ہے لیکن وہ سنے تو۔۔کہتی بس سارے کام میں کروں گی آپ آرام کریں۔۔لو بھلا میں آرام کر کر کے بیزار نہیں آجاؤں گی۔۔

میری بہو ویسے لاکھوں میں ایک ہے عمیمہ بہت خیال رکھتی ہے کالج سے آکر پہلے مجھے سلام کر کے حال پوچھے گی پھر فریش ہو کر میڈ کی مدد کرواتی ہے۔۔"

مہرالنساء بیگم کی آنکھوں سے خوشی جھلک رہی تھی ان کے لہجے میں اپنی بہو کیلیئے محبت کے ساتھ فخر بھی تھا۔۔

"تو پھر ڈن کریں عنادل کی شادی ختم ہوتے ہی ہادیہ اور بھائی میرے ساتھ امریکہ جائیں گے۔۔"

عمیمہ سامنے سے آتے خرم کو دیکھ کر مہرالنساء بیگم سے بولنے لگی۔۔

خرم سلام کے بعد ان دونوں کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

"کون جارہا ہے آپ کے ساتھ امریکہ۔۔؟"

خرم عمیمہ کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا نظریں ارد گرد بھٹک رہیں تھیں۔۔عمیمہ نے دیکھ کر ہنسی روکی۔۔

"آپ دونوں جائیں گے ہمارے ساتھ۔۔ہادی کو دیکھیں بس گھر میں ہی رہتی ہے نا آپ اسے کہیں لیکر جاتے ہیں نا وہ خود آپ کو کہتی ہے سوچا میں ہی کچھ کروں تا کہ آپ آفس سے اور ہادی پڑھائی اور کچن سے

دور ہو سکے۔۔"

عمیمہ خفگی سے بھائی کو دیکھتے کہہ رہی تھی۔۔

انہوں نے گھومنے کا پروگرام بنایا تھا لیکن عنادل کی کڈنیپنگ میں اسپوئل ہو گیا۔۔

"چلو ٹھیک ہے لیکن بابا پھر اکیلے ہو جائیں گے۔۔"

ہادیہ فریش سی نیچے آئی ناک میں نوز پِن چمک رہی تھی خرم نے کچھ دن پہلے ہی اسے بطور گفٹ دی تھی لیکن پہننا بھول گئی تھی آج یاد آنے پر پہن آئی۔۔ لیمن کلر کا ڈریس تھا۔۔ڈوپٹہ کو سر پر ڈالا ہوا تھا، آنکھوں میں کاجل بھر کر چھوٹی آنکھوں کو بڑا کیا ہوا تھا، لبوں پر ریڈ لپ اسٹک لگائے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

وہ سیدھا کچن سے ٹھنڈا پانی لاتی اس کے سامنے کھڑی تھی۔۔

"آپ آرام سے جائیں بیٹا ہماری بیٹی کی شادی کو اتنا ٹائم ہو گیا ہے نا کبھی باہر گئے نا ہنی مون پر گئے۔۔ عمیمہ بیٹی ٹھیک کہتی ہیں آپ دونوں ٹکٹ بک کریں اور عنادل کی شادی کے بعد فوراً نکلیں۔۔ کالج میں ویسے ہی ونٹر بریک آنے والا ہے۔۔"

اسجد صاحب روم سے نکل کر ان کی محفل کا حصہ بنتے ہادیہ کو دیکھ کر کہہ رہے تھے۔۔ ان کے کہنے پر وہ خوشی اور حیرت سے سب کو دیکھ رہی تھی۔۔

اس نے امریکہ جانے کا کب سوچا تھا۔۔یا کہیں بھی جانے کا۔۔اس کے لئے یہ گھر اور اس گھر کے مکین ہی سب کچھ تھے۔۔

وہ خوشی سے خرم کے ہاتھ سے گلاس لیتی بنا خرم کو دیکھے کچن میں چلی گئی۔۔

عمیمہ بھی اٹھ کر اس کی ہیلپ کروانے چلی گئی۔۔

"جی کہہ تو آپ ٹھیک رہے ہیں بابا سمسٹر اسٹارٹ ہو جائیں گے ویکیشنز کے بعد اچھا ٹائم ہو گا ہادیہ کیلئے کچھ فریش مائنڈ بھی ہو جائے گا۔۔"

وہ کچن میں نظر آتی ہادیہ کو عمیمہ کی کسی بات پر کھلکھلاتے دیکھ رہا تھا۔۔

"چلیں پھر دیکھ لیں پانچ دن بعد عنادل کی شادی ہے حمزہ مانتے ہی نہیں ورنہ عنادل کو آج ہی گھر لے آئیں۔۔"

مہر النساء بیگم نے ہنس کر کہا تو وہ دونوں باپ بیٹے بھی ہنسنے لگے۔۔

"آپ کی بیٹی بھی کہاں رکتی ہیں۔۔انہیں بھی بس آتے ہی جانے کی لگ جاتی ہے۔۔"

اسجد صاحب نے نفی میں سر ہلاتے انہیں اپنی بیٹی کا بھی یاد دلایا۔۔

"بس جیسے رہیں خوش رہیں ماما عنادل کی خوشی سے بڑھ کر کچھ نہیں ہے ہمارے لئے۔۔"

خرم کے کہنے پر دونوں نے سر اثبات میں ہلایا۔۔

"آجائیں لنچ لگا دیا ہے۔۔"

ہادیہ کی پکار پر وہ دونوں اٹھ کر ڈائننگ ایریا میں پہنچے جبکہ خرم فریش ہونے کے بعد پہنچا۔۔

کھانا کھاتے ہوئے کبھی ہادیہ کو آنکھ مارتا کبھی نظروں سے پریشان کرتا اسے پزل کرتا خوش ہو رہا تھا۔۔

خرم کی حرکتوں پر اس کے حلق میں نوالہ اٹک رہا تھا۔۔

عمیمہ ہنسی دبائے ہادیہ کی حالت دیکھ رہی تھی۔۔

"میں کہہ رہا ہوں زامیہ آپ یہ ڈریس پہنیں گی شادی والے دن۔۔"

وہ موبائل پر ایک پکچر دیکھاتا غصے سے کہہ رہا تھا۔۔

"اور میں نے کہا میں آرڈر کر چکی ہوں اپنا ڈریس تو برائے مہربانی اپنی کرم نوازیوں سے مجھے دور رکھیں۔۔"

زامیہ اپنا سامان اس کے روم میں شفٹ کرنے کیلیئے پیکنگ کر رہی تھی۔۔ ورنہ تو اپنے اپارٹمنٹ میں موجود سامان کو اس نے خرم کے گھر میں موجود اپنے روم میں نہیں رکھا تھا اسے ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی لیکن اب اس اپارٹمنٹ میں اسے رہنا ہی نہیں تھا تو اپنا سامان ایک بڑے سے بیگ میں رکھ رہی تھی۔۔ میثم بھی اس کے سر پر کھڑا تھا ساتھ ساتھ ہیلپ کرواتا شادی میں لہنگا پہننے پر منا بھی رہا تھا۔۔

سانس لینے کے لئے بیٹھا تو یاد آیا اس نے ایک پیارا سا لہنگا اسکرولنگ کے دوران دیکھا تھا۔۔ زامیہ کو دیکھاتے ہوئے غصہ پی رہا تھا۔۔

"دیکھائیں تو زرا کیا لیا ہے آپ نے شادی کے لئے۔۔"

میثم اپنا موبائل رکھتا اس سے مخاطب تھا۔۔

"یہ دیکھو۔۔"

وہ پینٹ کی جیب سے موبائل نکال کر پکچر نکالتی اسے دیکھا رہی تھی۔۔

بلیک پینٹ پر ریڈ شرٹ تھی اور ساتھ ہی ریڈ اور بلیک لونگ سا کوٹ تھا۔۔

"زامیہ آر یو میڈ۔۔؟"

اسے تو تصویر دیکھ کر ہی پتنگے لگ چکے تھے۔۔

"یس آئی ایم ہبی جی۔۔"

وہ چڑاتے ہوئے اس کے ہاتھ سے موبائل اُچک گئی۔۔

اسے معلوم تھا میثم اس کا لیا گیا ڈریس دیکھنے کی ضد کرے گا اس لئے ایک پینٹ شرٹ کی پکچر ڈاؤن لوڈ کر کے اپنے پاس رکھی تھی تا کہ اسے اور زچ کر سکے۔۔۔

"میں نہیں آؤں گا شادی میں۔۔"

وہ غصے سے زامیہ کے بیگ کو پٹختا باہر نکل گیا۔۔

آج کل لڑائی کا موضوع زامیہ کی شادی کا ڈریس تھا۔۔

ہر دوسرے دن اس بات کو لیکر تکرار اور لڑائی معمول کا حصہ بن چکی تھی۔۔زامیہ مسکراہٹ روکے ہر ممکن کوشش کرتی کہ وہ غصہ ہو جائے اور وہ اس کی ضد اور ہٹ دھرمی کے آگے ہار مانتا لڑائی سے بچنے کے لئے چلا جاتا تھا۔۔۔

زامیہ کچھ گنگناتے ہوئے کپڑے رکھ رہی تھی۔۔جیسے اسے فرق ہی نا پڑتا ہو میثم کے ناراض ہونے سے۔۔۔

اس نے ریسیپشن کا ڈریس شادی کے بعد لینے کا کہا تھا۔۔شادی کے بعد دوسرے دن عنادل کا ریسیپشن تھا پھر میثم اور زامیہ کا۔۔

اس گیپ میں اس کا ارادہ دونوں دن کی شاپنگ کا تھا۔۔۔عنادل اور اپنے ریسیپشن کا۔۔۔

سُکینہ بیگم اور وجاہت صاحب نور کی شادی سے دو ہفتے بعد ہی لوٹ آئے تھے۔۔

حمزہ نے انہیں اپنی شادی کی ڈیٹ بتا دی تھی۔۔اس لئے تیاریوں کی وجہ سے وہ جلد ہی اپنا آگے کا پلان

کینسل کئے پاکستان آ گئے تھے۔۔

عنادل پوری طرح ٹھیک تھی اور اب تو کچھ زیادہ بول بھی لیا کرتی تھی۔۔

سُکینہ بیگم کے کہنے پر بھی حمزہ نے عنادل کو اس کے گھر رکنے نہیں جانے دیا تھا۔۔۔

سب ہی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔ حمزہ نے ویڈنگ پلینر ارینج کر کے گھر کو رنگ برنگے پھولوں اور لائٹس سے سجا دیا تھا۔۔

ہلہ گلہ شور شرابا ہر سو پھیلا ہوا تھا۔۔

سب کزنز کی رات گئے محفل لگی رہتی تھی۔۔

کچھ دور دراز کے رشتے دار بھی ایک ہفتہ پہلے سے وجاہت صاحب کے گھر آ گئے تھے۔۔ عنادل کو وہاں دیکھتے پہلے اعتراض کیا لیکن حمزہ کے دوٹوک انداز سے کہنے پر سب خاموش ہو گئے۔۔

عنادل کو پہلے شرمندگی ہوتی لیکن حمزہ کے سمجھانے پر وہ سب کے ساتھ بیٹھنے لگی تھی۔۔

مہمانوں نے اس کی معصومیت کو دیکھ کر پھر دوبارہ کچھ نہیں کہا تھا۔۔

بلکہ اسے دیکھ کر ہر کام میں آگے رکھتے تھے۔۔

عنادل یہ کیسا ہے عنادل کو دیکھا دو اس کی شادی ہے وہ جیسے کہے۔۔

ایسے بہت سے جملے دن رات گھر میں گونجتے تھے۔۔۔۔

جیسے جیسے شادی کے دن قریب آرہے تھے دل کی دھڑکن بڑھتی جارہی تھیں۔۔

حمزہ بھی وہی تھا گھر بھی وہی تھا بس اس میں بہت کچھ بدل چکا تھا۔۔

حمزہ کو دیکھ کر وہ اکثر پلکیں جھکا جاتی تھی تو کبھی اس سے چھپتی تھی۔۔

حمزہ مسکراہٹ لئے اس کا یہ انداز دیکھتا تھا۔۔

کبھی روم میں اس کے داخل ہونے پر سوتی بن جاتی تھی۔۔ حمزہ سب باتیں نوٹ کر رہا تھا لیکن کہہ کچھ نہیں رہا تھا۔۔

کبھی کبھی اس کی حرکتیں ہنساتی تھیں تو کبھی وہ اسے دیکھتا ہی رہ جاتا تھا۔۔

کبھی اسے دیکھ کر وہ کوئی کام کرتی بھول جاتی تھی۔۔ حمزہ محسوس کرتا تھا وہ اسے دیکھتے ارد گرد سے بے خبر ہو جاتی ہے۔۔

اس کی محبت کا آغاز ہی جان لیوا ثابت ہوا تھا۔۔

حمزہ اگر کبھی کچھ چھیڑنے کی خاطر کہہ دیتا تو عنادل پھر چھ سات گھنٹے تک اس کے سامنے نہیں آتی تھی۔۔

اس لئے حمزہ کی کوشش ہوتی تھی وہ اسے ابھی تنگ نا ہی کرے تو بہتر ہے، بعد میں فرار مشکل ہے ابھی مہمانوں کے سامنے کچھ کہہ نہیں سکتا تھا بعد میں بدلہ لینے کا سوچتے صبر کئے ہوئے تھا۔۔۔

ابھی بھی وہ آفس جانے کے لئے ریڈی ہو رہا تھا۔۔

اپنے فیورٹ پرفیوم کو خود پر بے دریغ چھڑکا تھا۔۔۔

سائیڈ سے عنادل نظر آرہی تھی جو اسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔ حمزہ مسکراہٹ دبائے بلاوجہ ایکشن مارنے لگا۔۔

پھر پلٹ کر اس کے پاس آیا تو وہ سرخی جھلکاتا چہرہ جھکا گئی۔۔

اور اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ حمزہ اس کی حرکت پر ہنستے ہوئے پاس بیٹھ کر ہاتھ کھینچنے لگا لیکن عنادل نے چہرے پر سے ہاتھ نہیں ہٹایا۔۔

اس کی زور زبردستی اور طاقت کی بدولت وہ ہاتھ ہٹانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔۔

"مائی لائف عینا! مہندی لگانے والی کچھ دیر میں آئیں گی میں تمہیں مہندی لگوانے کے بعد لنچ بریک میں لینے آؤں گا تیار رہنا تمہارے گھر سے کالز آرہی ہیں کب چھوڑ کر جاؤ گے عنادل کو۔۔۔

عینا کے دیوانے حمزہ میر۔۔"

وہ اپنے پاس سے ڈائیلاگ ایڈ کرتا اسے مزید شرمانے پر مجبور کر گیا۔۔

وہ بنا پلکیں اٹھائے یا اس کی جانب دیکھے بیڈ کی چادر کو تک رہی تھی۔۔ ناک سمیت گال سرخ ہو گئے تھے۔۔

اس کے ہاتھ بھی کپکپا رہے تھے کچھ کل ہونے والی شادی اور اپنی دل کی کیفیت کا اثر تھا وہ حالات کا مقابلہ نہیں کر پا رہی تھی نا ہی حمزہ کی آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت باقی رہی تھی۔۔ جذبوں کا سمندر دیکھنا اس کی بس کی بات نہیں تھی۔۔۔۔

سر ہلاتے ہوئے ارد گرد دیکھ رہی تھی۔۔ جیسے کہہ رہی ہو بول لیا تو آفس جاؤ۔۔

حمزہ ہنستے ہوئے اس کا سر اپنے سر سے ٹکرانے لگا تو عنادل نے آنکھیں بند کر لیں۔۔

"مائی بیوٹیفل وائف کیوں مجھے شرارت کرنے پر مجبور کرتی ہو۔۔"

وہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا ورنہ عنادل نے رونا شروع کر دینا تھا ویسے بھی اس سے بچنے کے لئے کیا کچھ نہیں کر رہی تھی۔۔

کل ان دونوں کی باقاعدہ شادی ہونی تھی عنادل کو اگر پہلے ہی اس کے گھر بھیج دیتا تو یہ اندازِ محبت کیسے دیکھ پاتا۔۔

عنادل نے اس کے جانے پر بھی اسے نہیں دیکھا تھا۔۔

"اپنا موبائل یہاں سے جانے کے بعد اپنے ساتھ ہی رکھنا میں ہر دس منٹ بعد کال کروں گا۔۔"

روم سے جاتے جاتے پلٹ کر کہتے ہوئے حمزہ نے ایک آنکھ ونک کی تو عنادل جو اس کی بات پر پوری طرح متوجہ تھی سٹپٹا کر چہرے پر تکیہ رکھ گئی۔۔

NOVEL IN URDU

"آپ بہت برے ہیں جائیں یہاں سے۔۔"

عنادل تکیہ میں منہ دیئے چیختی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔حالانکہ زامیہ نے ایسی حرکتوں پر حمزہ کو باندھ کر مارنے کا مشورہ دیا تھا لیکن وہ مشورہ بھول چکی تھی۔۔۔

"اوکے عینا تمہارا ہزبینڈ جا رہا ہے۔۔"

حمزہ قہقہہ لگاتا اس کی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہتا چلا گیا۔۔

پیچھے عنادل گالوں کو تھپتھپا کر ان کی سرخی کم کر رہی تھی۔۔۔

ناشتے کے کچھ دیر بعد مہندی لگانے والی اس کے روم میں آ گئیں تھیں سکینہ بیگم نے اس کی کمفرٹ کی خاطر اسے اسی کے روم میں مہندی لگوانے کا کہا تھا۔۔

عنادل اتنا بھرا ہوا ڈیزائن دیکھ کر رونے لگی تھی۔۔

وہ سٹپٹا کر حمزہ کو کال کرنے لگیں۔۔

"سر میم بھری ہوئی مہندی دیکھ کر رو رہی ہیں صرف ایک ہاتھ پر لگائی ہے ابھی۔۔"

وہ لڑکی پریشانی سے حمزہ کو بتا رہی تھی۔۔

"عینا کو موبائل دیں آپ اور آپ ویسی ہی مہندی لگائیں جیسی میں کہہ چکا ہوں۔۔"

اس کے کہنے پر اس لڑکی نے عنادل کو موبائل تھمایا۔۔

"مائی گرل ڈونٹ کرائی۔۔ کیا مسئلہ ہے بیٹھے بیٹھے تھک گئی ہو۔۔؟"

حمزہ نے نرم لہجے میں پوچھا تو عنادل گویا پھٹ پڑی۔۔

"آپ آجائیں پھر بتاتی ہوں آپ کو۔۔ اتنی بھری ہوئی مہندی کون لگواتا ہے۔۔ آپ بھی لگوائیں ورنہ میں یہ مہندی بھی خراب کر دوں گی اور دوسرے ہاتھ پر لگواؤں گی بھی نہیں زامیہ ٹھیک کہتی ہیں آپ اعلیٰ درجے کے کھڑوس انسان ہیں۔۔"

عنادل آنسو بہاتے ہوئے غصے سے کہتی جا رہی تھی وہاں حمزہ سے قہقہہ ضبط کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔۔

"زامیہ نے آپ کو اور کیا پٹیاں پڑھائی ہیں۔۔ روز ایک گھنٹہ کال پر وہ صرف میری ہی برائی کرتی ہیں یا کچھ اپنے ظلم و ستم بھی بتاتی ہیں۔۔ حد ہی ہو گئی میری بیوی کو میرے خلاف کر رہی ہے یہ پاگل عورت۔۔ عینا تمہیں نہیں معلوم زامیہ پر کیس بھی ہو سکتا ہے اور وہ جیل میں بھی جا سکتی ہیں۔۔"

حمزہ اس کے دماغ کے ساتھ کھیلتا ہنسی روکے اسے زامیہ پر کیس کرنے کا بتا رہا تھا۔۔۔

"کیا۔۔؟ نہیں زامیہ کو کچھ نہیں ہونا چاہیئے کل ان کی شادی ہے اور انہوں نے مجھے بتایا تھا وہ کل میثم بھائی کو شادی کے سرپرائز کے طور پر کمرے سے بھاگ جائیں گی۔۔"

عنادل جلدی جلدی میں بتاتی یہ بھول گئی تھی یہ راز تھا جو اسے نہیں بتانا تھا۔۔۔

"واٹ۔۔ہائے بیچارہ میثم میرا دوست میں اپنے دوست کو ہوشیار کر دوں جب تک تم مہندی لگواؤ ورنہ تم سے زیادہ اچھی لڑکیاں ہونگی کل تمہاری شادی میں۔۔"

وہ کہتا کال کاٹ گیا وہ رونا بھول کر خود کو اچھا دیکھانے کے لئے بنا مزید کوئی شور کئے اور روئے، مہندی لگوانے بیٹھ گئی۔۔

وہاں حمزہ میثم کو زامیہ کی کارستانی بتا رہا تھا جو کل اس کے ساتھ پیش آنے والی تھی۔۔

میثم سن کر پہلے ہونق زدہ ہوا پھر ہنستا ہوا حمزہ کے مزاق کو انجوائے کرتا رہا۔۔۔

"افففف زامیہ یار کل کے دن ایسا سرپرائز توبہ یہ لڑکی۔۔۔اتنی شرارتیں سوچی ہوئی تھیں تب ہی شادی کے لئے آرام سے راضی ہوئی ہیں۔۔"

میثم کہتا ہوا ہنسے جا رہا تھا۔۔۔

NOVEL IN URDU

حمزہ نے کہا تھا سوچ لے ابھی بھی وقت ہے کس سے شادی کرنے جا رہا ہے۔۔حمزہ اسے آخری وقت تک وارن کر رہا تھا لیکن میثم نے اپنی قسمت دو سال پہلے اپنے ہاتھوں سے پھوڑی تھی تو اب پچھتاوا کیسا۔۔بھلا۔۔۔

عنادل کی چار گھنٹے میں مہندی لگی۔۔ان لڑکیوں کے جانے کے بعد سُکینہ بیگم مہمانوں کے پاس سے اٹھ کر آئیں اور عنادل کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلانے لگیں۔۔۔

وہ نم آنکھوں کو بار بار جھپکتی رہی۔۔

ہاتھوں اور پاؤں پر خوبصورت ڈیزائن مہندی سے سجا ہوا تھا۔۔

ان کے کہے کے مطابق ایک گھنٹے بعد اسے ہاتھ پاؤں واش کرنا تھا۔۔

اسی لئے انہوں نے عنادل کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلا دیا۔۔۔

وہ وقتاً فوقتاً چائے، کافی تو کچھ دیر بعد جوس بھیجتی رہی تھیں تا کہ عنادل کے ساتھ ساتھ وہ لڑکیاں بھی فریش فیل کریں۔۔

"بیٹا روتے نہیں ہیں میں بھی آپ کی ماما ہوں ناں حمزہ کی مام سے زیادہ آپ کی ماما۔۔۔"

وہ ہنستے ہوئے اس کا سر چومتے ہوئے کہہ رہی تھیں عنادل ان کی بات پر مسکرائی۔۔۔

"میں سب سن رہا ہوں مام آپ میری مام نہیں رہی ہیں عینا کی ماما بن گئی ہیں۔۔"

حمزہ روم میں داخل ہوتا چہرے پر مصنوعی خفگی لئے کہہ رہا تھا۔۔۔

"ہاں تو سن لیں آپ۔۔۔ عنادل تو ہماری بچی ہیں۔۔ آپ سے زیادہ اچھی اور پیاری دیکھیں ہماری بات پر شرما رہی ہیں بھلا ایسی بچی دیکھی ہوگی۔۔"

سُکینہ بیگم کے پیاری کہنے پر عنادل نے شرما کر ان کے کندھے سے لگ کر چہرہ چھپایا یا بال پشت پر الجھے ہوئے سے بکھرے تھے وہ صبح والے حلیہ میں ہی تھی۔۔

"یہی تو جان لیوا ہے۔۔"

حمزہ عنادل کو بات بات پر شرماتے دیکھ کر ہولے سے بڑبڑایا تھا کہ صرف وہی سن سکا۔۔۔

"مام عینا کو ان کے گھر چھوڑنے جانا ہے کچھ کام ہے تو بتا دیں ہاتھ کے ہاتھ ہو جائے گا ورنہ رات لیٹ ہی آؤں گا۔۔"

وہ بیڈ پر دراز ہوتا عنادل کو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔

"نہیں بیٹا سب کام ہو چکا جو بعد میں یاد آیا وہ ڈرائیور سے کروالیں گے آپ مہندی ہٹنے کے بعد عنادل کو لے جاتے ہوئے ہمارے پاس آیئے گا ہم عنادل پر کچھ آیتیں پھونک کر بھیجیں گے۔۔ ہماری بیٹی کی حفاظت کیلئے۔۔ ہم سے ایک دن دور نہیں رہا جائے گا۔۔ بس جلدی سے ہمارے گھر آجائیں آپ عنادل۔۔"

حمزہ سے کہنے کے بعد انہوں نے عنادل کو پیار کرتے ہوئے کہا تو حمزہ نے دلچسپی سے عنادل کو دیکھا۔۔۔

وہ ایک نظر حمزہ کو دیکھ کر آنکھیں میچ گئی۔۔

سُکینہ بیگم کے جانے کے بعد ایک گھنٹہ ہوتے ہی عنادل نے ہاتھ اور پاؤں واش کیا۔۔۔

حمزہ نیچے کسی کام سے گیا تھا۔۔ واپس آیا تو سوکھی مہندی کی جگہ سرخ مہندی سے عنادل کے دودھیا ہاتھ پاؤں دمک رہے تھے۔۔

"بیوٹیفل عینا یہ بہت حسین لگ رہی ہے بالکل تمہاری طرح۔۔"

وہ ہاتھ اور پاؤں کو نظروں کی حصار میں رکھتے ہوئے کہتا آگے بڑھا۔

عنادل نے اس کی تعریف پر اپنے ہاتھ پاؤں دیکھے پہلی بار مہندی لگائی تھی اور اس قدر حسین لگی تھی کہ وہ بھی اپنے ہاتھ الٹ پلٹ کر دیکھ رہی۔۔

"چلیں مائی سلیپنگ بیوٹی۔۔"

حمزہ نے اس کا بیگ اٹھاتے ہوئے پوچھا تو عنادل نے حجاب لیکر چادر اوڑھ کر سر ہلایا لبوں پر قفل لگایا ہوا تھا۔۔۔

وہ سُکینہ بیگم اور اسجد صاحب سے ملتی باہر نکل گئی جہاں حمزہ اس کا بیگ بیک سیٹ پر رکھ رہا تھا۔۔۔

اس کے آنے پر گاڑی کا دروازہ کھولتا اس کے اندر بیٹھ جانے پر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا گاہے بگاہے اسے دیکھتا ڈرائیو کر رہا تھا۔۔۔

وہ پزل ہوتی اپنی حجاب ٹھیک کرتی کبھی اپنی مہندی سے سجے ہاتھ دیکھنے لگتی۔۔

"پانی میں کم ہاتھ ڈالنا ورنہ کلر پھیکا ہو جائے گا۔۔

اور میں جب جب کال کروں ریسیو کرنا اور رات جلدی نہیں سونا جب تک میں باتیں نا کر لوں اور میڈیسن ٹائم پر لینا۔۔ کسی کے ساتھ نہیں جانا کہیں۔۔ اور اگر کوئی تنگ کرے تو مجھے کال کرنا اور۔۔۔"

"اور بس مجھے معلوم ہے سب مجھے کیا کیا کرنا ہے میں بچی تھوڑی ہوں۔۔"

وہ برامانتے ہوئے اس کے اتنی ساری تلقین پر کہہ رہی تھی نظریں ابھی بھی اپنے ہاتھوں پر جمائی ہوئی تھی۔۔

"ہاں لیکن میں ایک دن کیسے رہوں گا کیا یاد آئے گی میری تمہیں۔۔"

سنہری براؤن آنکھوں میں اداسی تھی۔۔ عنادل نے جواب نہیں دیا۔۔

گھر آنے پر اسے اندر چھوڑتا حمزہ چلا گیا اور گھر میں موجود مہمانوں سمیت عمیمہ اور ہادیہ نے اسے بہت تنگ کیا۔۔

عمیمہ کہتی شادی سے دس منٹ پہلے آجاتی تو کوئی مسئلہ نہیں تھا ہم تمہیں جب بھی کچھ نہیں کہتے تو ہادیہ کہتی پتا نہیں بھائی کا دل کیسے لگ رہا ہو گا عنادل کی پکچرز دیکھتے گزارا کر رہے ہونگے۔۔۔

وہ جھینپتی سرخ ہوتی ان کی باتیں سنتی آخر میں رو دی۔۔

سب اس کی حالت سے محظوظ ہوتے بنا اس کے رونے کی پرواہ کئے اپنے شرارتی جملے اسے کہتے رہے پہلی دفعہ تو عنادل ان کے ہاتھ لگی تھی ایسے کیسے جانے دیتے۔۔ زامیہ سے میسج پر بات کرتی سب بتاتی آنسو والے ایموجی دے رہی تھی اور وہ میسج پڑھتے ہوئے قہقہے لگا رہی تھی۔۔۔

میثم زامیہ کو خوش دیکھ کر جل بھن رہا تھا کل شادی تھی اور ابھی تک وہ لہنگا پہننے پر اسے آمادہ نہیں کر پایا تھا۔۔۔

"اپنے شرارتی خرافات سے اس معصوم کو تو دور رکھیں۔۔"

میثم کہتا ہوا اس کے پاس بیٹھا۔۔

"آہاں ایسے کیسے ہی جی۔۔ اپنے کارنامے دل سے کروانے ہیں ہائے اتنی انوسینٹ ہے دل میں جو کہوں اس کا تھوڑا سا کام تو ضرور کرتی ہے۔۔۔

حمزہ کو باتیں سنانے کا یاد کروانا پڑتا ہے اسے۔۔

ابھی گاڑی میں اپنے گھر جاتے ہوئے بھی سنائی تھی۔۔

ایسی لڑکیاں مجھے بہت پیاری لگتی ہیں جو میری مانتی ہیں۔۔"

زامیہ موبائل کو ٹیبل پر گھماتے ہوئے عنادل کی نادانیاں اسے بتاتے ہوئے ہنسے جا رہی تھی۔۔

"ابھی میں نے کہا اتنی بھری ہوئی ی مہندی کون لگواتا ہے تو رونے لگی لیکن حمزہ نے لگوا کر ہی چھوڑی پلان فلاپ۔۔"

عنادل نے اسے مہندی کی پکچر سینڈ کی تو اچھی لگنے کے باوجود حمزہ کو تنگ کرنے کی خاطر زامیہ نے اسے اتنے ہیوی ڈیزائن پر پتہ نہیں کیا کیا کہا کہ وہ رونے لگی تھی۔۔۔

"بس کریں ناں ان دونوں کو خوش رہنے دیں آپ ہم دونوں کے بارے میں سوچیں کل شادی ہے اور آپ یہاں کوئی تیاری نہیں کر رہی ہیں مہندی لگوانے چلیں میرے ساتھ۔۔"

وہ اسے ہاتھ پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔

"میثم معلوم تو ہے تمہیں مجھے مہندی سے الرجی ہے۔۔۔ریڈ اسکن ہو جاتی ہے اوپر سے فلو الگ۔۔"

وہ منہ بناتے ہوئے بتا رہی تھی ورنہ عنادل کی مہندی دیکھ کر اس کا بھی دل تھا وہ بھی لگوائے۔۔

"اوہ ہاں میں تو بھول ہی گیا تھا۔۔۔کوئی بات نہیں بس آپ لہنگا پہن لیں یہی بہت ہو گا میرے لئے۔۔"

وہ دوبارہ اسی بات پر آ گیا۔۔۔امید بھری نظروں سے زامیہ کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"بالکل بھی نہیں میں گر جاؤں گی، دانت ٹوٹ جائیں گے، سب مذاق اڑائیں گے۔۔۔بالکل نہیں۔۔۔"

نفی میں سر ہلاتی وہ بالکل آمادگی ظاہر نہیں کر رہی تھی۔۔۔

"اوکے کریں اپنی مرضی۔۔۔میں بھی نہیں آؤں گا کل شادی میں۔۔"

وہ منہ پر تکیہ رکھے صوفے پر لیٹ گیا صاف اشارہ تھا وہ اس سے ناراض ہے۔۔۔

زامیہ اسے تصور میں سرپرائزڈ دیکھ کر پر جوش تھی اس لئے ناراضگی سے فرق نہیں پڑتا تھا۔۔۔

وہ سہج سہج کر چلتی ہوئی آرہی تھی ڈر تھا کہیں لمبے گاؤن میں الجھ کر گر ہی نا جائے۔۔۔

جب سے وہ اپنے گھر آئی تھی حمزہ کی ہر دس منٹ بعد آتی کال نے اسے پریشان کر دیا تھا۔۔۔

آج صبح سے صرف دو بار کال آئی تھی جس کا مطلب تھا وہ بہت مصروف ہے۔۔ مصروف کیسے نا ہوتا عنادل کو پورے وثوق کے ساتھ جو لے جانا تھا۔۔

ہمیشہ کے بندھن میں باندھنا تھا بہت سے لوگوں کی دعاؤں سمیت اپنی نئی زندگی کا آغاز کرنا تھا۔۔

عنادل ہال کے برائیڈل روم میں پریشان سی سب کی ہنسی مذاق میں رچی بسی گفتگو قہقہے سن رہی تھی۔۔

زامیہ کہاں تھی اسے نہیں معلوم تھا۔۔وہ خرم کے لینے آنے پر اسے بھیجتی خود پارلر میں ہی تھی۔۔

عنادل میرون بال گاؤن میں ہم رنگ حجاب اوڑھے میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

عمیمہ ہادیہ اور مہر النساء بیگم نے اس کے آتے ہی نظر اتاری تھی۔۔

ہادیہ اور خرم کے چہروں پر بھی مسکراہٹ رقصاں تھی۔۔

ہادیہ پنک کلر کی فراک میں مہر النساء بیگم کے ساتھ مہمانوں کو دیکھ رہی تھی جبکہ عمیمہ عنادل کے ساتھ تھی۔۔

اسجد صاحب اور خرم کال پر مصروف تھے۔۔ کسی کو ایڈریس سمجھاتے تو کبھی ارینجمنٹ چیک کرتے۔۔۔

عنادل کنفیوز اور پریشان سی منہ پھلائے بیٹھی تھی۔۔

"آپ نازامیہ کو دیکھایئے گا آپی۔۔"

وہ جب تک اسے دیکھتی رہی تھی اس نے برائیڈل ڈریس نہیں پہنا تھا عنادل کو بھی لگ رہا تھا وہ آج بھی اپنا قیمتی لباس ہی پہنے گی۔۔

"ہاں آتو جائے میڈم پھر ہی تو دیکھیں گے۔۔مجھے تو سوچ کے ہی ہنسی آ رہی ہے وہ لہنگے میں کیسی لگے گی۔۔"

عمیمہ نے مزاقاً کہا تو عنادل نے خفگی سے دیکھا۔۔

"وہ پتہ نہیں کیا پہنیں گی آپی۔۔اللہ جانے وہ کب کیا کر جاتی ہیں۔۔"

وہ پریشان سی اس کے تیار ہو کر آنے پر مہمانوں کا ری ایکشن سوچ کر پریشان تھی۔۔

زامیہ سر سے پاؤں تک چادر میں عنادل جہاں تھی وہاں پہنچی۔۔

منہ سے چادر ہٹانے پر عمیمہ اور عنادل تو غش کھاتے کھاتے بچے۔۔۔

"یار دل تم نے یہ گاؤن کیسے پہنا ہے مجھ سے تو چلا ہی نہیں جا رہا تھا۔

اتنی مشکل سے نظروں سے بچ کر یہاں تک پہنچی ہوں میرے جاننے والے دیکھ کر میرا مزاق بنائیں گے اب دیکھ لینا۔۔۔"

وہ چادر سامنے صوفے پر پھینک کر پہلی دفع کسی چیز سے ڈر رہی تھی۔۔وہ بھی ایک معمولی سی چیز۔۔۔

"آپ اتنی حسین لگ رہی ہیں کوئی کیا کہے گا بھلا یہی کہ آپ اس اسٹائل میں پیور بیوٹی لگ رہی ہیں۔۔"

عنادل نے آج سے پہلے کب زامیہ کو اس طرح دیکھا تھا۔۔

وہ خود بھی بلا کی حسین لگ رہی تھی زامیہ نے بول بول کر اس کے میک اپ میں ردوبدل کروایا تھا۔۔۔

زامیہ کے کھلے بال دونوں طرف سے آگے تھے۔۔

کانوں میں جھمکے جو اس کا کان دکھا رہے تھے۔۔

بندیا پہنے چوڑیوں سے ہاتھ بھرے۔۔ فیس پر لائٹ سا میک اپ کئیے وہ دل میں اترے جا رہی تھی۔۔

عنادل اس کے مقابلے میں زیادہ حسین لگ رہی تھی چونکہ زامیہ نے اس طرح نا ہی کبھی کپڑے پہنے تھے نا ہی بندیا جھمکے چوڑیاں پہنی تھیں اس کا روپ نیا اور انوکھا لگ رہا تھا، وہ ہر دوسرے دیکھنے والے کو متوجہ کر رہی تھی۔۔

"میثم بھائی تو گئے بھئی۔۔ اور حمزہ کا تو پوچھو ہی نہیں آتے ساتھ عنادل کو دیکھ کر ہال سے ہی نا لے جائے۔۔ میثم لحاظ کر لیتا ہے لیکن حمزہ بالکل نہیں۔۔

تم دونوں یہاں بیٹھ کر اپنے اپنے ہزبینڈ کی برائیاں کرو میں چلتی ہوں۔۔"

عمیمہ زامیہ کی روشن صورت دیکھ کر کہہ رہی تھی وہیں عنادل نے سن کر بلش کیا۔۔۔

عمیمہ کو آزان کا میسج موصول ہوا تھا۔۔ وہ باہر ہال میں بلا رہا تھا اس لئے وہ ان دونوں کو چھوڑ کر ہنستے ہوئے باہر نکل گئی۔۔۔

"میں بہت اوور لگ رہی ہوں دل میں منہ دھو آتی ہوں۔۔

شیشے میں خود کو دیکھتی پریشان سی زامیہ عنادل کو مزید پریشان کر رہی تھی۔۔۔

"آپ پاگل ہو گئی ہیں۔۔ آپ یقین کریں بہت پیاری لگ رہی ہیں۔۔ آپ کچھ کریں ناں حمزہ میر آنے والے ہیں مجھے نہیں جانا ان کے ساتھ۔۔"

عنادل نے اپنی بے چینی اس کے سامنے رکھی تو زامیہ سب بھاڑ میں ڈالتی حیرت سے پلٹی۔۔۔

"مطلب تم نہیں جانا چاہتی حمزہ کے ساتھ یعنی اپنے میر صاحب کے ساتھ ہائے مجھے تمہاری کچھ دن پہلے والی بات یاد آرہی ہے جب کہہ رہی تھی زامیہ صبح سے حمزہ سے بات نہیں ہوئی دیکھا بھی نہیں ہے مجھے رونا آرہا ہے۔۔"

زامیہ ہاتھ پر ہاتھ مارتے ہنستے ہوئے اس کی حالت سے محظوظ ہوتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

عنادل نے سرخ پڑتا چہرہ جھکا دیا۔۔

"بس ایسے ہی شرماتی رہو گی تو اپنے میر صاحب جو جعلی ٹام کروز ہیں ان کو سب کیسے معلوم ہو گا۔۔"

زامیہ مسلسل اس کی حالت پر ہنس رہی تھی۔۔

وہ شرماتی ہوئی اسے مزید شرارتی لہجہ اختیار کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔۔

"وہ جعلی ٹام کروز نہیں ہیں۔۔"

عنادل ہولے سے منمنائی۔۔زامیہ نے سن کر زوردار قہقہہ لگا کر اسے خود میں سمو لیا۔۔

"کیوٹ سی دل۔۔بہت پیاری لگ رہی ہو تمہارے میر صاحب تو گئے۔۔۔عمیمہ ٹھیک کہہ رہی تھیں۔۔ میثم لحاظ کرلے گا لیکن حمزہ تمہیں دیکھتے ہی کہے گا میں اپنی عینا کو لے جارہا ہوں آپ لوگ یہ رسمیں میثم کے ساتھ کریں۔۔"

زامیہ ہنستے ہوئے حمزہ کی نقل اتار رہی تھی اسے بھول چکا تھا وہ کچھ دیر پہلے اپنے میک اپ اور ڈریس کو لیکر رو رہی تھی۔۔۔

عنادل اس کی ایکٹنگ پر جھینپ کر ہنسنے لگی۔۔

NOVEL IN URDU

زامیہ نے اس کے سر پر محبت لٹاتے انداز سے بوسہ دیا تو عنادل کی آنکھیں جھلملا گئیں۔۔

"ہمیشہ خوش رہنا اور مجھے ساری انفو دینا اور مجھے نا جلدی آنی بنانا اور بیبی کا نام میں رکھوں گی۔۔ گھٹی بھی میں ہی دوں گی۔۔مجھے اپنا بھانجا بھانجی حمزہ یا تمہاری طرح بھولا بھالا نہیں چاہیئے اسے اپنی آنی کی طرح ہونا چاہیئے۔۔"

عنادل ہونق سی اس کی باتیں یا اپنے اور حمزہ کے لئے برائی سن رہی تھی۔۔

عنادل اس سے پہلے زامیہ کے لفظوں میں غوطہ زن ہو کر انہیں سمجھتی حمزہ اور باراتیوں کے آنے کا شور برپا ہو گیا۔۔

اور یہاں زامیہ کی شرارتیں مزید بڑھتی ہی چلی گئیں۔۔

حمزہ وائٹ کُرتا شلوار پر گولڈن کلر کی واسکٹ پہنے سحر انگیز شخصیت بنا ہال میں چھا رہا تھا۔۔ سنہری آنکھوں سے پھوٹتی خوشی اسے مزید پر کشش بنا رہی تھی۔۔ سرخ و سفید سی رنگت آج کچھ زیادہ ہی کھِل رہی تھی۔۔ بیئرڈ پر مخصوص سی مسکراہٹ سب کو سحر میں ڈال رہی تھی۔۔

سُکینہ بیگم حمزہ کے دائیں جانب ایک ہاتھ سے اپنی ساڑھی کا پلو پکڑے دوسرا ہاتھ حمزہ کے ہاتھ میں ڈالے ہوئی تھیں۔۔ وہیں وجاحت صاحب ڈنر سوٹ پہنے حمزہ کے بائیں جانب کندھے پر ہاتھ رکھے کھڑے تھے۔۔

استقبال کے بعد حمزہ کو اسٹیج پر بیٹھایا گیا۔۔

حمزہ کی بے چینی وقت کے ساتھ بڑھتی ہی جا رہی تھی۔۔ اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک اس کی عینا ابھی تک نظروں سے اوجھل پتہ نہیں کتنے وقت بعد اس کے سامنے آنی تھی۔۔

حمزہ کے آنے کے کچھ دیر بعد میثم اور زامیہ کے دادا ابو سمیت اس کے بابا اور سوتیلی ماں بھی مہمانوں کے ہمراہ ہال میں پہنچے۔۔۔

میثم کا اس کاری ایکشن سوچ کر برا حال تھا جب وہ اپنے بابا سمیت اسٹیپ مدر کو دیکھے گی۔۔۔

ان کا بھی پر وقار سا استقبال ہوا۔۔۔ میثم بلیک شیر وانی میں دراز قد لئے چھا رہا تھا۔۔

لائٹ براؤن آنکھوں میں خوشی کے ساتھ ساتھ تشویش بھی تھی۔۔

دادا ابو نے اسے ریلیکس رہنے کا کہا تھا لیکن وہ زامیہ کا اسپیشل دن برا نہیں کرنا چاہتا تھا نا ہی اس کے پیرینٹس سے کچھ کہہ سکتا تھا۔۔

زامیہ کی ڈریسنگ اس کے پیرینٹس کو دیکھ کر دماغ سے نکل چکی تھی اب نئی ٹینشن میں وہ گھرا ہوا مسکرا کر سب سے مل رہا تھا۔۔

حمزہ اور اس نے مل کر اپنی شوپنگ کی تھی۔۔ ان کی بیویوں کو ان دونوں کی شاپنگ سے غرض نہیں تھی تو ان دونوں نے یہ کام مل کر انجام دیا تھا۔۔۔

حمزہ مسکراتی آنکھوں سے اس سے گلے ملا اس کے چہرے پر چھائی پریشانی پر کچھ پل آنکھیں سکیڑے دیکھنے لگا۔۔۔ اس کے سب بتانے پر وہ اسے تسلیاں دینے لگا۔۔۔

ہال میں گانوں کے بول کے ساتھ کافی شور شرابہ بھی تھا۔۔

مہمانوں سے ہال بھر چکا تھا۔۔

"ابھی بھی وقت ہے زامیہ چڑیل نامی دلہن سے بچنے کا ورنہ پھر نا کہنا وارن نہیں کیا یا دوستی کا حق ادا نہیں

NOVEL IN URDU

کیا۔۔"

حمزہ اس کے چہرے پر چھائی پریشانی دیکھ کر اسے تنگ کرنے لگا۔۔ میثم نے ترچھی نظروں سے اسے گھورا۔۔

"اب تو یہ حادثہ ہو چکا ہے حمزہ ایسے حادثے تو میری زندگی میں روز ہونگے زرا میری شکل غور سے دیکھ لو کبھی میرا منہ ٹوٹا پھوٹا ملے تو سمجھ جانا زامیہ نے کسی بات پر پیٹ ڈالا ہے۔۔"

میثم اس کے مزاق پر خود اپنا مزاق بناتے ہوئے بیچارگی سے بولا تو حمزہ کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔۔

بات بات پر مسکرانا یا ہنسنا اسے اچھا لگ رہا تھا آج کچھ دل بھی بہت زیادہ خوش تھا۔۔

"فلحال تو آج تمہاری بیوی رخصت ہوتے ہی کہیں بھاگے گی میری بیوی نے بتایا ہے۔۔"

حمزہ دوبارہ ہنستے ہوئے اسے آگاہ کر رہا تھا۔۔

"بھاگنے کے ہر راستے مجھ تک ہی آتے ہیں"

میثم مسکراتی نظروں سے سر پر ہاتھ پھیرتا بولا تو حمزہ نے آنکھ ماری۔۔۔

"مام عینا کو اب لے بھی آئیں ہمیں آئے ہوئے پورے پندرہ منٹ اور انیس سیکینڈ ہو گئے ہیں۔۔"

سُکینہ بیگم اس کے نزدیک پہنچی تو حمزہ نے غصہ پیتے ہوئے کہا۔۔ میثم نے بھی فوراً ہاں میں سر ہلایا۔۔ وہ تو دیکھنے سے پہلے بتا سکتا تھا زامیہ نے اس کی بات نہیں مانی ہو گی آج بھی سر جھاڑ منہ پھاڑ کپڑے پہنے دلہن

NOVEL IN URDU

بن گئی ہو گی۔۔یاد آنے پر میثم کو دوبارہ صدمے کا دورہ پڑا۔۔

"لے آتے ہیں انہیں ہی لینے جا رہے ہیں تھوڑا صبر کر لیں سب کیا کہیں گے۔۔"

سُکینہ بیگم نے اپنے بے صبرے بیٹے کو دیکھ کر آنکھیں دکھائیں۔۔

"ابھی جا کر لے آئیں آنٹی۔۔"

اب کے میثم بھی بول پڑا تو وہ دونوں کی حالت پر ہنستے ہوئے ان دونوں کو لینے چلیں گئیں۔۔

دادا ابو بھی برائیڈل روم میں ہی موجود تھے۔۔

اور زامیہ کے صدقے واری جاتے ہوئے اس کی ڈریسنگ دیکھ کر ہنسنے کے ساتھ بہت خوش تھے۔۔۔

عنادل اور زامیہ کو باری باری لایا گیا۔۔

پہلے عنادل کو لایا گیا۔۔عنادل کے گھر والے اس کے دائیں بائیں گھیرے ہوئے لیتے ہوئے آرہے تھے۔۔ حمزہ نے اسے دیکھ کر اپنا ہاتھ اس کے آگے پھیلایا۔۔اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم نے اس کے دیکھنے پر ہاں میں سر ہلایا تو عنادل نے اپنا سیدھا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا۔۔

"بہت ہی زیادہ حسین لگ رہی ہو عینا میری نظر ہی نا لگ جائے۔۔۔اور اگر اتنے سارے مہمانوں میں سے کسی کی نظر لگ گئی تو۔۔؟چلو ہم ابھی چلتے ہیں۔۔"

عنادل کی نظریں اٹھنے سے انکاری تھیں۔۔شرم و حیا کا پیکر بنی عنادل اس کی بات پر آنکھیں پھاڑے اسے

دیکھنے لگی۔۔۔

"اوکے بس مزاق کررہا تھا۔۔ایسے تو نہیں دیکھو۔۔"

حمزہ ہنستے ہوئے اس کی پھٹی آنکھوں میں پھونک مارنے لگا۔۔

عنادل فوراً سیدھی ہوتی اردگرد دیکھنے لگی کسی نے دیکھا تو نہیں تھا۔۔

دھڑکن پورے وجود میں دھڑک رہی تھی۔۔ایسا لگتا تھا دل ابھی پسلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا۔۔ایسی سچویشن پہلے فیس نہیں کی تھی اسے بس رونا آتا تھا لیکن زامیہ نے کہا تھا رونے سے میک اپ خراب ہو جائے گا اور ہال میں سب اس پر ہنسیں گے۔۔۔

اسے حمزہ سے اپنے دل کی بات کہنی تھی لیکن دل کی منتشر دھڑکنیں تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی۔۔۔

"میرے والی کو بھی کوئی لے آئے۔۔"

میثم نے دادا ابو کو دیکھ کر دہائی دی تو وہ مسکرا کر ہادیہ کو جانے کا اشارہ کرنے لگے۔۔

ہادیہ اور دادا ابو کے ساتھ زامیہ غصے سے کچھ کہتی ہوئی آتے دیکھائی دی۔۔بس یہی وہ پل تھا میثم نے اپنا ہارا ہوا دل دوبارہ ہار دیا تھا۔۔

ڈیپ ریڈ لہنگا جو اس نے بہت شوق اور پسند سے اس کے لئے نکاح پر لیا تھا وہ آج پہنی اس کی دلہن بنی ہوئی تھی۔۔زامیہ کی جانب سے یہ سرپرائز اس کے لئے دنیا میں ملنے والے ہر سرپرائز سے مختلف اور انوکھا

تھا۔۔۔

"ہادی میں گر جاؤں گی اس سو میٹر کے لہنگے کو تو پکڑو۔۔"

ایک ہاتھ سے لہنگا تھامے اور دوسرے ہاتھ سے زامیہ کو پکڑے ہادیہ پریشان سی بار بار لہنگے کو اٹھا رہی تھی۔۔

دادا ابو نے دوسرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔۔

سیڑھیوں کے تین اسٹیپ اوپر موجود میثم بنا پلکیں جھپکائے دیکھ رہا تھا۔۔۔

تیسری سیڑھی کے آخر پر زامیہ پھسلنے ہی والی تھی میثم نے آگے بڑھ کر اس کے گرد حصار باندھ کر تھام لیا۔۔

فوٹو گرافر نے جہاں پکچر کلک کی وہیں کچھ منچلوں نے سیٹی بجائی۔۔

"آنکھیں ہٹا لو میثم ایسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہے ہو۔۔ میں گرتی نا تو پھر دیکھتے اس لہنگے اور تمہارا کیا حال ہوتا۔۔"

وہ دھمکی دیتی سیدھی ہوتی خود جا کر اسٹیج پر بیٹھ گئی۔۔۔

دونوں کپل کے اسٹیج تھوڑے فاصلے پر تھے۔۔

عنادل کے آنے کے بعد حمزہ نے کہیں نہیں دیکھا تھا اور عنادل سے باتوں میں ایسے مصروف تھا جیسے کافی

سالوں سے اس نے عنادل سے کوئی بات نہیں کی تھی یا دیکھا نہیں تھا۔۔

رسمیں شروع ہوئیں فوٹو سیشن ہوا، تین گھنٹے کی تقریب میں زامیہ جھنجھلا چکی تھی وہیں عنادل کو نیند کے غش آرہے تھے۔۔۔

زامیہ کے پاس اس کے بابا پہنچے تو اس نے شاکی نظروں سے دادا ابو اور میثم کو دیکھا۔۔

انہوں نے ہاتھ اس کے سر پر رکھنا چاہا۔۔ دادا ابو نے نظروں سے اسے سر آگے کرنے کا اشارہ دیا وہیں میثم نے بھی اسے نظروں سے اپنا سر پیچھے کرنے سے روکا۔۔ ورنہ زامیہ کی زندگی میں اب ان کی کوئی جگہ باقی نہیں رہی تھی۔

ان کی تنبیہہ یا التجائیہ نظروں سے مجبور ہو کر زامیہ نے اپنا سر انکے آگے کر دیا دونوں میاں بیوی نے خوش رہنے اور بہت سی دعائیں دیں۔۔ میثم مسکرا کر دعا وصول کر رہا تھا جبکہ زامیہ کا چہرہ سپاٹ تھا۔۔ اسے ان کے آنے کی کوئی خوشی نہیں تھی۔۔۔

وہ دونوں دعائیں دیتے اپنے گھر دادا ابو کی اجازت سے چلے گئے۔۔

رخصتی میں زامیہ تو نہیں البتہ عنادل خود تو بے تحاشہ روئی لیکن ہر ایک آنکھ کو نم کر گئی۔۔

حمزہ اسے چپ کراتا رہا۔۔

گاڑی نکل کر میر ہاؤس روانہ ہوئی۔۔ وہیں زامیہ بھی میثم کے ہمراہ روانہ ہوئی۔۔۔

بلیک آنکھوں میں شرارت ناچ رہی تھی جبکہ لائٹ براؤن آنکھیں اس کی آنکھوں کی شرارت پڑھتے محظوظ تھیں۔

عنادل کی دھڑکن پاس بیٹھا حمزہ بھی محسوس کر سکتا تھا۔۔اس نے پورا ٹائم شاید ہی کوئی دوبار اس کی آنکھوں میں جھانکا ہو گا۔۔

اس کی اتنی تیاری جو اس کے لئے تھی عنادل نے سہی سے دیکھی بھی نہیں تھی۔۔۔

اور حمزہ نے عنادل کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا تھا۔۔

بس میثم اور زامیہ کو مسکرا کر دیکھ کر بیسٹ آف لک کا انگوٹھا دیکھایا تھا۔۔

زامیہ نے دیکھ کر زیرِلب اپنا تکیہ کلام جعلی ٹام کروز کہہ کر منہ چڑایا تھا وہیں میثم نے اسے بھی انگوٹھا دیکھا کر روتی شکل بنا کر واضح بتایا تھا عنادل کے رونے دھونے سے وہ بھی واقف ہے۔۔۔

حمزہ اس پر دو حرف بھیج گیا۔۔

عنادل کو حمزہ کے کہنے پر اس کی کچھ کزنز کمرے میں چھوڑ آئی تھیں۔۔حمزہ نے کہا تھا کوئی بھی وہاں پانچ منٹ سے زیادہ نہیں بیٹھے گا۔۔عنادل کی حالت نیند اور تھکن سے خراب ہو رہی تھی۔۔

حمزہ تمام مہمانوں کو سی آف کر تا جب روم میں واسکٹ کے بٹن کھولتا پہنچا تو دیکھا عنادل چینج کئے روم میں

اندھیرا کئے سوئی ہوئی تھی۔۔

حمزہ کو غصہ اور صدمہ ہی لگ گیا۔۔ وہ فوراً عنادل کے سر پر پہنچا جو گہری نیند میں تھی۔۔

وہ یقیناً شاور لیکر آئی تھی۔۔ بالوں سے پانی کی بوندیں تکیہ گیلا کر رہی تھی۔۔ صاف شفاف دھلی سی رنگت میں وہ سوئی ہوئی تھی۔۔

حمزہ نے اس پر سے کمفرٹر کھینچ کر اسے کھڑا کیا۔۔ اس اچانک حملے پر عنادل چیخنے لگی تھی۔۔

"شٹ اپ عنادل۔۔"

وہ منہ پر ہاتھ رکھتا غصے سے کہہ رہا تھا۔۔

اس نے ابھی سہی سے دیکھا ہی کہاں تھا وہ سب کچھ اتار کر پھینکتے آرام سے سوتی اس کا آرام غارت کر گئی تھی۔۔

اس کے غصے پر عنادل بنا کچھ کہے منہ کھولے اسے تک رہی تھی اس نے عنادل پر غصہ یا کبھی سخت لہجے میں بات ہی کب کی تھی۔۔

آنکھوں میں فوراً پانی تیرنے لگا تھا۔۔ حمزہ کے چہرے کے تاثرات بھی بہت سخت تھے۔۔

"عنادل رونا نہیں۔۔ میں صرف تم سے کچھ چیزیں چاہتا ہوں کیا تم وہ بھی نہیں دے سکتی ہو عنادل۔۔ صرف توجہ اور میری کچھ باتیں مان جانا اس کے علاوہ میں چاہتا ہی کیا ہوں تم سے۔۔"

وہ اس کو مزید قریب کرتا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہہ رہا تھا۔ انداز نرم تھا۔۔ اس کا رونا پگھلا دیتا تھا۔۔

"میں نے آپ کے علاوہ سچی کسی کو نہیں دیکھا۔۔"

وہ روتی ہوئی نفی میں سر ہلاتی کہہ رہی تھی۔۔ اس کے جواب پر حمزہ کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ بکھری تھی۔۔

"انوسینٹ سلیپی بیوٹی۔۔ میں نے یہ نہیں کہا میرے علاوہ کسی کو دیکھا میں کہہ رہا ہوں میری اجازت کے بنا ڈریس چینج کیوں کیا۔۔"

وہ اس کی گردن میں دونوں ہاتھ ڈالے پوچھ رہا تھا۔۔

عنادل ہولے ہولے کانپ رہی تھی ویسے ہی شادی اور اپنی دلی کیفیت سے پریشان تھی، تھکن زدہ حالت الگ سونے کو اکسا رہی تھی اوپر سے حمزہ کی باتیں۔۔

"زامیہ نے کہا تھا آپ کو سرپرائز دوں جاتے ہی ڈریس چینج کر کے فریش ہو جاؤں۔۔۔"

عنادل لبوں پر زبان پھیرتی نڈھال سی ہو رہی تھی اصل وجہ بتا گئی۔۔۔

"یہ زامیہ میرے ہاتھوں ہی کسی دن شوٹ ہو گی۔۔

عینا اگر کوئی کچھ بھی کہے تو تمہیں ماننے کی کیا ضرورت ہے بھلا۔۔ میری ویلیو نہیں ہے زامیہ کی ہے۔۔ اس نے میرے جذبات کا قتل کیا ہے یہ چڑیل لیڈی میرے ہاتھوں جہنم میں جائے گی۔۔"

حمزہ سامنے کانپتی ہوئی عنادل کو نظر انداز کئے زامیہ کی بات پر اسے شوٹ کرنے کا سوچ رہا تھا۔۔

"نہیں صرف آپ کی اور آپی کی اور زامیہ کی بات مانتی ہوں۔۔ مجھے الجھن ہو رہی تھی ان کپڑوں میں سچی اور یہ دیکھیں میرے ہاتھ اور منہ پر نشان۔۔ ان کپڑوں کے ہیوی کام سے خراشیں پڑ گئی تھی اس لئے بھی چینج کئے ہیں صرف زامیہ کی وجہ سے تھوڑی۔۔"

وہ آنسو صاف کرتی اپنی دوست کے حق میں کہنے کے ساتھ ساتھ اپنے ہاتھ اس کے آگے کر کے دیکھانے لگی جہاں سفید ہاتھوں پر خراشوں کے نشان تھے اسے واقعی الرجی ہو گئی تھی۔۔ منہ پر بھی ناخنوں کے نشان تھے۔۔

وہ اس کے ناخن دیکھ کر چونکا جو نیلے ہو رہے تھے۔۔۔

"عینا تمہیں سردی لگ رہی ہے ادھر آؤ۔۔ "حمزہ سب غصہ بھولے سب باتوں کو چھوڑے اس کی حالت پر پریشان ہو گیا تھا۔۔ اسے جب سردی لگتی تھی تو اس کے ناخن نیلے ہو جاتے تھے ہونٹ اور ناک بھی سرخ ہو جاتے اور کپکپی چڑھ جاتی تھی عنادل کو پتا نہیں چلتا تھا اسے بتانا پڑتا تھا اسے سردی لگ رہی ہے۔۔

عمیمہ نے اسے یہ بات کتنی بار بتائی تھی اور حمزہ عنادل کی ہر بات حفظ رکھتا تھا یہ پہلی بار ہوا تھا۔۔

اس نے آدھی رات میں شاور لیا تھا۔۔ ہوا میں خنکی بڑھ رہی تھی اوپر سے شاور کا لینا۔۔ کام خراب کر گیا تھا۔۔

حمزہ اس پر دو بلینکٹ ڈالتا اس کے بالوں کو ٹاول سے خشک کر رہا تھا۔۔

"کیا میں سو جاؤں سچی بہت نیند آرہی ہے۔۔ آپ نے کل کال کر کے بھی ساری رات جگائے رکھا تھا۔۔ میری آنکھیں دیکھیں ریڈ ہو رہی ہیں روشنی چبھ رہی ہے۔۔"

عنادل کمفرٹر کے اندر منہ ڈالے نڈھال سی کہہ رہی تھی۔۔

حمزہ نے اٹھ کر کرٹنز ٹھیک کیئے۔۔ وہاں سے چاند کی روشنی ہوا سے ہلتے پردوں کے ساتھ اندر آرہی تھی۔۔

حمزہ چینج کرتا شاور لیکر واپس آیا عنادل سو چکی تھی۔۔

"مائی سلیپنگ بیوٹی۔۔ میری غفلت سے اتنا کچھ برداشت کرنا پڑا۔۔" وہ تاسف سے بولتا اس کے پاس لیٹ گیا۔۔ اس کی آواز کانوں سے ٹکرائی تو عنادل جو نیند میں جانے کو تھی پٹ سے آنکھیں کھول گئی۔۔

"کیا ہوا سلیپنگ گرل۔۔؟"

حمزہ جھک کر باری باری دونوں آنکھوں پر لب رکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

عنادل نے آنکھیں میچ لیں۔۔

"مجھے آپ سے کچھ کہنا ہے۔۔"

عنادل نے زور سے میچی آنکھوں۔۔ شور کرتی دھڑکن۔۔ کانپتے لبوں سے بڑی مشکل سے کہا۔۔

"ہاں کہو ناں میرا دل کان بنا صرف تمہیں ہی تو سنتا ہے۔۔" حمزہ نے ناک دبا کر کہا۔۔

"آپ عنادل نہیں کہا کریں۔۔"

اس نے منہ پر کمفرٹر ڈال کر کہا۔ حمزہ کا سامنا کرنا مشکل ہو رہا تھا۔۔

"بس اتنا ہی۔۔"

حمزہ جو خوش گمان ہو رہا تھا وہ کچھ اس کے لئے کہے گی اس کی یہ بات سن کر بد مزہ ہونے کے ساتھ ساتھ ہنسنے لگا۔۔۔

"نہیں ایک اور بھی بات ہے ناں۔۔ آپ پہلے آنکھیں بند کریں پھر کہوں گی۔۔"

عنادل منہ پر سے کمفرٹر ہٹاتی اسے دیکھ کر کہتی واپس پلکیں جھکا گئی۔۔۔

"اوکے میں ہم دونوں کی آنکھیں بند کر دیتا ہوں۔۔"

وہ جو کہنا چاہتی تھی حمزہ سمجھ رہا تھا لیکن اسے عنادل کا شرماتا چہرہ بھی دیکھنا تھا اس لئے اسے یہ مشورہ دینے لگا۔۔

حمزہ نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھنے کے بعد عنادل کی آنکھوں پر بھی ہاتھ رکھ دیا تھا۔۔

پھر اپنی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹا کر اسے دیکھنے لگا۔۔

"سپنوں میں کرتی رہتی ہوں...

اک تاج محل____تعمیر پیا

میرے من پہ قبضہ تیرا ہے

میں تیری ہوں تقدیر پیا..

"نہ سسی نہ میں ہیر پیا

میں بنو تیری تقدیر پیا۔۔"

لبوں پر مسکراہٹ سجائے سرخ تپتے گالوں کے ساتھ عنادل نے نرم آواز میں نظم سنائی جو اس نے کئی دن لگا کر مشکل سے یاد کی تھی۔۔بار بار دہرائی تھی مگر پھر بھی لائنز آگے پیچھے کر بیٹھی تھی۔۔حمزہ کے ہاتھ رکھے ہونے کے باوجود اپنے تپتے گالوں کو اپنے ہاتھوں میں چھپا لیا تھا۔۔

حمزہ اس کے نرم لہجے میں کیے اظہار اور اس کے چہرے کے رنگوں میں محو تھا۔۔

اس کے ہاتھ رکھنے پر ہوش میں آتا اسے خود میں بھینچتا اس کے تپتے گال شدت سے چومنے لگا۔۔

وہ جانتا تھا اس نے کتنی مشکل سے یاد کی ہوگی مگر اس نے یاد رکھی صرف حمزہ میر کے لیے۔۔

"تھینک یو سو مچ عینا۔۔اتنا پیار آرہا ہے ناں تم پر۔۔۔۔

ایک منٹ رکو۔۔"وہ کہہ کر سائیڈ ٹیبل کی ڈرار کھولتا منہ دیکھائی کے طور پر اس کے لئے جو گفٹ لیا تھا وہ نکالنے لگا۔۔

ایک ہارٹ شیپ کالاکٹ تھا اس کے بالکل بیچ میں سرخ سا موتی لٹک رہا تھا۔۔۔

اور دوسرے کیس میں ایک نازک سی ہیرے کی رنگ تھی۔۔اس میں صرف نازک سا ایک ہیرا لگا ہوا تھا۔۔

حمزہ نے پہلے انگوٹھی اس کی مخروطی انگلی میں پہنائی پھر گلے میں چین ڈال کر اسے لاک کیا۔۔۔

عنادل نیند سے بوجھل آنکھوں سے ان دونوں چیزوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کے سینے پر لڑھک کر سو گئی۔۔وہ انتظار میں رہا کہ گفٹ دیکھ کر کچھ کہے گی لیکن اس کی سلیپنگ بیوٹی کو ابھی نیند پیاری تھی۔۔

حمزہ شرارت سے کبھی اسے لبوں سے چھوتا، کبھی بالوں کے ساتھ کھیلتا رہا نیند آنکھوں سے بے انتہا خوشی ملنے کے سبب دور تھی۔۔۔وہ اس کے سو جانے کے بعد بھی بے تابانہ لمس اس کے چہرے پر چھوڑتا رہا تھا۔۔آج اس کے اظہار نے۔۔اس کے انداز نے۔۔جیسے حمزہ میر کی محبت کو پھر سے بڑھاوا دیا تھا۔۔

زامیہ مہمانوں کی پرواہ کئے بغیر خود ہی اٹھ کر میثم کے روم میں چلی گئی تھی۔۔

مہمان بیٹھے باتیں بنا رہے تھے میثم نے سنا تو خود ہی سب کا منہ بند کرنے کیلئے پہنچ گیا۔۔

"زامیہ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے کبھی آپ لوگ احساس ہی کر لیا کریں ان رسموں کو ادا کر کے آپ لوگوں کو جنت نہیں مل جانی ہے۔۔"

میثم اکھڑے انداز سے کہتا تن فن کرتا اپنے روم کی جانب چل دیا۔۔

دادا ابو نے بھی کچھ نہیں کہا وہ دونوں کے چہروں پر تھکن دیکھ چکے تھے۔۔

میثم روم میں پہنچا تو وہ خالی میثم کا منہ چڑا رہا تھا وہ بھول گیا تھا زامیہ نے کوئی پلان تیار کیا تھا۔۔

وہ شارٹ کٹ سے باہر کی لان کی جانب راستے پر مہمانوں سے بچ کر پہنچا۔۔۔

آنکھیں حیرت سے پھٹنے کو تھی۔۔

زامیہ کھڑکی سے لہنگا سمیت رسی کے ذریعے نیچے اتر رہی تھی۔۔وہ اپنے روم کی کھڑکی سے اتر رہی تھی۔۔ میثم کے روم سے وہ اپنے روم میں چلی گئی تھی۔۔

زامیہ بہت مشکل سے لہنگا سنبھالتی نیچے اترتی ہوئی میثم کی حالت کا سوچ کا اونچا ہنسی لیکن پلٹ کر دیکھنے پر زامیہ کی سانسیں ہی رک گئی تھی۔۔ آنکھیں حیرت سے باہر نکالے میثم کو سامنے کھڑے دیکھ رہی تھی۔۔

وہ سینے پر بازو فولڈ کئے تمسخر اڑاتی نظروں سے اس کے پلان کو چوپٹ کر کے خوش ہوتا دیکھ رہا تھا۔۔۔

"چچ چچ افسوس ہوا آپ کا پلان تو آپ کے ہبی نے خراب کر دیا۔۔۔"

میثم کہتا آگے بڑھا۔۔وہ دو قدم پیچھے ہوئی۔۔

پیچھے ہوتی ہوتی دیوار سے لگ گئی۔۔

میثم نے جانے کے تمام راستے بند کر دیئے جسے دیکھ کر زامیہ کی سانسیں بند ہونے لگیں۔۔

جتنی بھی بہادر تھی ایسے حالات کا مقابلہ اسے نہیں آتا تھا۔۔۔

"آپ اب مجھ سے بچ کر دیکھائیں۔۔"

میثم نے کہتے ہوئے لبوں کو سئیے زامیہ کو گود میں اٹھالیا۔۔

"اگر تم مجھے مہمانوں کے سامنے سے لیکر گئے تو اچھا نہیں ہو گا۔۔"مری ہوئی آواز میں دھمکی دیتی زامیہ اس کے سینے میں منہ چھپائے ہوئی تھی۔۔میثم نے پرواہ نہیں کی۔۔گنگناتے ہوئے وہیں سے لیکر گیا لیکن وہاں دادا ابو کے علاوہ سب رومز میں جا چکے تھے۔۔

دادا ابو نے دیکھ کر ان دیکھا کر دیا ایسے ہو گئے جیسے ان دونوں کو دیکھا ہی نا ہو۔۔۔

کمرے میں لا کر میثم نے اسے چھوڑا۔۔۔

"لاؤ منہ دیکھائی دو میری اور یہ گھر میرے نام کرو اور حق مہر بھی ابھی ادا کرو۔۔"

روم میں آتے ہی وہ شیرنی بنی اس کے سر پر کھڑی تھی۔۔

میثم نے مسکراتی نظروں سے دیکھ کر ایک چیک اور کنگن اس کی جانب بڑھائے۔۔

"یہ میں خود پہن لوں گی۔۔"

وہ کہتی پہننے لگی تھی میثم نے اس کے ہاتھ سے لیکر خود پہنائے تو زامیہ انہیں ہلا ہلا کر دیکھ رہی تھی۔۔

کانچ کی چوڑی وہ پہلے ہی اتار چکی تھی۔۔

میثم نے اس کی کلائی پکڑ کر اپنی جانب کھینچا۔۔زامیہ کا سر اس کے سینے سے ٹکرایا۔۔

"نماز پڑھ لیں پھر اوپر ٹیرس پر چل کر باتیں کریں گے میں آج تم سے وہ باتیں کرنا چاہتی ہوں شاید جو میں خود سے بھی نہیں کہہ پاتی تھی۔۔"

وہ نم آنکھوں سے اس کی گردن میں ہاتھ ڈالے کہہ رہی تھی۔۔ محبت تو ان آنکھوں میں بھی تھی۔۔۔

میثم نے پلکوں پر ٹکے آنسوں چن کر اثبات میں سر ہلایا۔۔۔

وہ چینج کرنے کیلئے ڈریس نکال رہی تھی پیچھے سے میثم کی آواز پر پلٹی۔۔

"ڈریس پہننے کیلئے شکریہ میری اتنی بڑی خواہش اپنے سکون کی قربانی دے کر پوری کی ہے آپ نے۔۔ میں دیکھ رہا تھا آپ کمفرٹیبل نہیں تھیں پھر بھی مجھے دیکھ کر مسکرا رہی تھیں۔۔

تھینک یو زامی۔۔ میرے دن کو اپنی اس پیاری سی تیاری سے اچھا بنانے کیلیئے۔۔"

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آکر رکا اس کا ہاتھ تھام کر جذبوں سے چور لہجے میں کہہ رہا تھا۔۔

زامیہ نے زور سے ہگ کر لیا۔۔۔

"میرے پاس تو پھر شکریہ کی ایک لمبی لسٹ ہے میثم تم میری باتوں عادتوں شرارتوں اور شریر سے بچے کو جھیلتے ہوئے بھی میرے رہتے ہو کچھ نہیں کہتے میں کیا تھوڑی سی خواہش پوری نہیں کر سکتی۔۔ میں تم سے تم جتنی تو محبت نہیں کر سکتی لیکن اپنی تقدیر میں بس ایک تمہارا نام لکھا ہے پیا۔۔۔"

وہ کہتی واش روم میں دوڑ کر گھس گئی۔۔

میثم اس کے شرمانے پر ہنستا رہا تھا۔۔

وہ شرماتی ہوئی کوئی ساحرہ لگتی تھی۔۔

وہ واپس فریش سی باہر آئی تو میثم بھی فریش ہوا دونوں وضو کرتے نماز پڑھنے لگے۔۔ اس کے بعد میثم نے سب سے چھپ کر چائے بنائی پھر دونوں کھلی چھت پر بیٹھے چاند کو تکتے باتوں میں مصروف تھے۔۔

زامیہ کی تھکن کو مد نظر رکھتے ہوئے میثم نے چائے بنائی تھی۔۔

زامیہ اپنے بچپن کی باتوں کو دہراتی آنکھوں کی نمی اندر دھکیل رہی تھی۔۔

آج اپنے باپ کو دیکھ کر سارے غم ہرے ہو گئے تھے ہر ماضی حال بنا سامنے نظر آرہا تھا۔۔

میثم کو بس کچھ باتیں ہی معلوم تھیں نا اس نے کبھی پوچھا تھا نا کسی نے بتایا تھا آج سن کر اس کا دل اس

شرارتی لڑکی میں چھپی معصوم سی چار سالہ زامیہ کو باپ کی کمی محسوس کرتے روتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

پھر اسے خود سے لگائے سر تھپکنے لگا۔۔وہ آنسو بہاتی اس کی شرٹ بھگوتی رہی تھی۔۔خوشی کا دن زامیہ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سبب بن گیا تھا۔۔

وہ معاف کر سکتی تھی لیکن اپنی ماں کی حالت جو اس کے باپ کی وجہ سے ہوئی تھی بھول نہیں سکتی تھی۔۔

وہ روتے روتے اس کے کندھے سے لگی ہچکیاں بھرتی سو گئی تھی۔۔

میثم نے گود میں اٹھایا اور روم میں آکر اسے لٹاتا اس کے پاس بیٹھا آنسوؤں سے تر بھیگی بند پلکیں دیکھتا رہا۔

آج سے پہلے اس نے اپنی زات سے جڑی کوئی غمگین بات اسے نہیں بتائی تھی۔۔

آج بتائی تھی کیونکہ اسے یقین ہو گیا تھا ان کا ساتھ اب مرتے دم تک قائم رہنا ہے۔۔۔

ہادیہ چینج کرنے کے بعد بالوں میں کومب کر رہی تھی۔۔کچھ مہمان جا چکے تھے کچھ مہمان ولیمے کے بعد جانے والے تھے۔۔

خرم سب کو گڈ نائٹ کہتا روم میں آیا تو مرر کو تکتی ہادیہ کو الجھے ہوئے بالوں میں کنگھا کرتے ہوئے پایا۔۔

وہ ایک ہی زاویہ میں کھڑی کچھ سوچتی مرر میں اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔۔

خرم نے پاس جا کر اس کے گرد حصار ڈالا تو وہ چونکی اور پھر پھیکا سا مسکرا دی۔۔

"کیا بات پریشان کر رہی ہے لٹل چائنیز گرل۔۔"

اس کے کندھے پر اپنی تھوڑی ٹکائے وہ سامنے مرر میں اس کے عکس کو دیکھ اس کے چہرے پر چھائی پریشانی محسوس کر رہا تھا۔۔۔

"کوئی بات نہیں ہے" اس نے جانا چاہا لیکن خرم نے مزید سختی سے پکڑ لیا۔۔

"بتاؤ ہادی۔۔" اس کے ضدی اور سختی سے پوچھنے پر وہ روتی ہوئی اس کے کندھے پر سر رکھ گئی۔۔

"کوئی مسلسل میسج اور کال کر کے تنگ کر رہا ہے کہتا ہے تمہارے ہزبینڈ کو بتا دوں گا تم گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی ہو۔۔"

وہ روتی ہوئی ہچکیاں لیتی بہت مشکل سے الفاظ ادا کر رہی تھی خوف بھی تھا کہیں دوسروں کی باتوں میں آکر خرم اسے چھوڑ نا دے بڑی مشکلوں کے بعد اتنے امتحان دے کر تو زندگی کو خوشی سے جینا شروع کیا تھا۔۔۔ اور اب خرم کی بدگمانی اس سے دور جانے کا خوف اسے ہولا رہا تھا۔۔۔۔

"موبائل دیکھاؤ اپنا۔۔"

اس کے سختی سے کہنے پر ہادیہ کا چہرہ لٹھے کی مانند پیلا پڑ گیا کیا وہ اس پر یقین نہیں کرتا تھا وہ سب تو پہلے ہی بتا چکی تھی پھر۔۔۔

ہادیہ اسٹیچو بنی اسے دیکھ رہی تھی۔۔ خرم نے خود ہی اس کا موبائل اٹھالیا۔۔ اور نمبر چیک کرتا پھر اسی نمبر پر کال کرتا اسپیکر آن کر گیا۔۔

"ہیلو کیسی ہو پرنسس۔۔ خود سے کال کی ہے خیریت تو ہے ہادیہ جی۔۔ یا تمہارا شوہر تم سے بدگمان ہو گیا ہے۔۔ اگر ہو گیا ہے تو میرے راستے اب بھی کھلے ہیں چھوڑو اسے میرے پاس آجاؤ ہم شادی کر کے اچھی لائف گزاریں گے۔۔"

اس کے جملوں پر ہادیہ بے آواز روتی ہوئی نفی میں سر ہلاتی خرم کو یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ وہ کسی کو نہیں چاہتی نا ہی اسے چھوڑ کر کسی کے پاس جانا چاہتی ہے الفاظ حلق میں اٹک رہے تھے ادا نہیں ہو پا رہے تھے۔۔

"لسن میں ہادی کا ہزبینڈ ہی ہوں اپنی لمٹ میں رہو تو بہتر ہو گا اس دفعہ چھوڑ رہا ہوں نیکسٹ ٹائم تم ایسے غائب ہو گے کہ کسی کو ڈھونڈے پر بھی نہیں ملو گے۔۔ کیا سمجھ رکھا ہے مجھے تمہاری باتوں پر ایمان لا کر میں ہادی کو چھوڑ دوں گا۔۔ لیکن یہ تمہاری خوش فہمی ہی رہے گی تمہاری تو کیا اس پوری دنیا کی باتوں میں آکر بھی میں ہادی کو نہیں چھوڑوں گا۔۔۔"

سامنے روتی کانپتی ہادیہ کو خود سے لگائے وہ فون بند کر گیا۔۔

"ہادی بس کر دو۔۔ مجھے تمہاری سچائی یا تمہارے پاسٹ کو بار بار دھرانے میں زرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔۔ لوگ تمہیں اس چیز سے خوف زدہ کریں گے جن سے تم ہمیشہ رہوں گی۔۔ اور ٹرسٹ می مجھ سے خوف

زدہ ہونے کی بالکل ضرورت نہیں ہے۔۔میں ایک بار بدگمان ہو کر بہت پچھتایا تھا اب دوبارہ کبھی نہیں ہو سکتا۔۔لوگوں کو لگتا ہے وہ رشتہ کمزور کرنے کے لئے کچھ کہہ دیں تو یقین کیا جا سکتا ہے لیکن میں نے تمہارے ساتھ اتنا توجی لیا ہے کہ میں یہ کہہ سکتا ہوں میری ہادی کبھی غلط نہیں تھی نا ہی اب کبھی ہو سکتی ہے۔۔وہ مرد ہی دوسرے ہوتے ہیں جو زندگی اپنے عزیز رشتوں کے ساتھ جینے کے باوجود بدگمان ہو جاتے ہیں۔۔میں اپنے سے جڑے رشتوں پر آنکھیں بند کر کے بھروسہ کرتا ہوں۔۔اور مجھے یقین ہے تم ہمیشہ میرا ساتھ دو گی۔۔ہمیشہ میرے ساتھ رہو گی۔۔ہمیشہ چھوٹی سی بات پر مجھ سے ڈرو گی۔۔اور میں تم سے یہ وعدہ پکے یقین کے ساتھ کرتا ہوں کبھی بھی تمہارا ساتھ نہیں چھوڑوں گا۔۔جب تک زندگی ہے تمہارے ہی ساتھ گزاروں کا تم سے محبت کرتے تمہاری ڈرپوک انداز کو انجوائے کرتے۔۔"

خرم اسے خود میں بھینچے کھڑا ہوا ہولے ہولے سر تھپکتا بول رہا تھا۔۔ہادیہ آنسوؤں پر بندھ باندھنے کی ناکام سی کوشش کر رہی تھی۔۔

خرم نے اسے تھوڑا دور کرتے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔

"مائی چائیز وائف اتنے یقین اور محبت دینے کے بعد بھی مجھ سے خوفزدہ ہو جاؤ گی مجھے یقین ہے۔۔"

خرم ہنستے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا جو خفگی سے دیکھ کر نظریں پھیر گئی تھی۔۔۔

خفت مٹانے کیلئے ادھر اُدھر دیکھنے لگی۔۔

"ڈرتی رہنا میں یہ کہنا چاہ رہا تھا اچھی بیویاں شوہروں سے ڈرتی ہوئی اچھی لگتی ہیں۔۔"

وہ ہنستے ہوئے اسے دیکھتے آنکھوں میں شرارت لئے کہہ رہا تھا۔۔

"ہم آپی کے ساتھ کب جائیں گے۔۔؟"

وہ بات بدلنے کی خاطر ٹاپک چینج کر گئی۔۔

"جب ہم ریسپشن سے فری ہو جائیں گے یعنی تین دن بعد کی فلائٹ ہے۔۔۔اور ہم عمیمہ کے ساتھ نہیں رہیں گے وہاں رینٹ پر اپارٹمنٹ لیں گے تاکہ ہماری وجہ سے کسی کو پریشانی نا ہو سہی ہے ناں اور ہمیں تھوڑی پرائیویسی بھی ملے ورنہ تم تو اپنی آپی کے ارد گرد ہی دکھتی ہو۔۔اپنے ہزبینڈ کو نو لفٹ دیکھا دیتی ہو۔۔"

وہ اس کے دور جانے پر واپس پاس کرتا اس کے چہرے پر خوشی دیکھ کر کہہ رہا تھا۔۔وہ باہر جانے کا سن کر بہت ایکسائٹڈ تھی۔۔

"آپی سے میری اچھی دوستی ہے اور ان کا بےبی آنے والا ہے میں ان کا بہت خیال رکھنا چاہتی ہوں اور ناں میں نے نام بھی سوچا ہے۔۔"

وہ ایکساٹمنٹ میں کہتی آخر میں منہ پر ہاتھ رکھ گئی۔۔وہ بھی کیا کہہ رہی تھی۔۔ عمیمہ کو جب اپنے دل کی بات بتائی تھی تو اس نے صاف کہہ دیا تھا اپنے بچوں کے نام رکھنا اس کا نام تو آزان اور وہ ہی رکھیں گے۔۔

ہادیہ کو بات یاد آئی تو منہ بنانے لگی۔۔

خرم دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔

"ٹھیک ہے نام جو بھی سوچا ہے سیف کر کے رکھنا ہادی۔۔ عمیمہ کو میں جانتا ہوں وہ تمہیں کیا کسی کو بھی ان کا نام رکھنے نہیں دے گی۔۔"

وہ ہنستے ہوئے سرخ پڑتی ہادیہ کو دیکھتے کہتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔۔ کپڑے ان کمفرٹیبل لگ رہے تھے۔۔

ہادیہ کی باتیں کبھی ختم نا ہونے والی تھیں۔۔ چھوٹی سے چھوٹی بات پر بہت ایکساٹمنٹ دیکھاتی تھی۔۔۔

خرم ہنستے ہوئے اس کی خوشی سی دمکتی چہکتی آوازیں سن رہا تھا۔۔

واپس آیا تو وہ اپنا بیگ پیک کر رہی تھی۔۔

"یہ بعد میں بھی ہو جائے گا ہادی۔۔ چلو جا کر چائے بنا کر لاؤ"

اس کے ہاتھ سے کپڑے لیکر واپس کبرڈ میں رکھتے اس نے اپنے نم بالوں کی چھینٹے اس کے منہ پر ماری تو وہ پاؤں پٹخ کر کچن میں آگئی۔۔

چائے بناتے ہوئے خرم کو اور بہت سی باتیں بتانے کا سوچتی دوبارہ ایکساٹمنٹ ہو چکی تھی۔۔

وہ دونوں جیسے ہی ہال میں انٹر ہوئے سپاٹ لائٹ نے ان کے گرد جیسے احاطہ باندھ دیا تھا۔۔

وہ حمزہ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے آہستہ آہستہ چلتی ہوئی پاؤں سے ٹھوڑی اونچی سلور کلر کی میکسی میں چلتی ہوئی آ رہی تھی۔۔

سلور کلر کی میکسی پر بلیک اور ریڈ کلر کا کام ہوا تھا۔۔ حمزہ اس کے لئے ریسیپشن کا دوسرا ڈریس لایا تھا لیکن اس کی حالت دیکھ کر آج ہی ارجنٹ یہ ڈریس منگوایا تھا جس میں عنادل اپنا ریسیپشن آسانی سے کمفرٹیبل ہو کر انجوائے کر سکے کل بھی وہ بہت بے چین تھی حمزہ اتنا خوش اور اس میں الجھا ہوا تھا دیکھ ہی نہیں سکا وہ بال گاؤن میں ان کمفرٹیبل ہے۔۔۔

اسے مزید پریشانی سے بچانے کے لئے خاص مخملیں کپڑے کا یہ ڈریس لیا تھا۔۔

وہ کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی۔۔ میک اپ میں اٹا چہرہ اس پر حجاب کی اوڑھنی اسے مزید خوبصورت اور دیدہ زیب بنا رہی تھی۔۔

NOVEL IN URDU

حمزہ بلیک کلر کا ڈنر سوٹ پہنے اس کے ساتھ چلتا ہوا خوشی سے دمکتا چہرہ لئے آج کی محفل میں کسی ریاست کا شہزادہ معلوم ہوتا تھا۔۔

عنادل جھکی پلکوں کے ساتھ بار بار کیمرہ مین کے اوپر دیکھنے کا کہنے کے باوجود نہیں دیکھ پا رہی تھی۔۔ ہال میں موجود سب کی نظر ان دونوں پر جمی ہوئی تھی وہ آج بھی لوگوں سے چھپتی پھرتی لڑکی آج محفل میں خود کو نمایاں دیکھ کر ہاتھوں کی بھیگتی ہتھیلی محسوس کر رہی تھی۔۔

زامیہ کو اور اپنے گھر والوں کو دیکھ کر تھوڑا اطمینان سا ابھرا تھا۔۔

"ریلیکس مائی گرل۔۔ میں ہوں ساتھ بی بریو مائی ہارٹ۔۔"

عنادل کے ہاتھوں کی لرزش محسوس کرتا حمزہ اس کے کان میں جھک کر کہہ رہا تھا۔۔

کیمرہ مین سامنے کھڑے کھچا کھچ کلوز اپ بنا رہے تھے۔۔

کچھ دور کھڑا کپل ان دونوں کی حرکتوں اور باتوں کو سمجھتے مسکرا رہے تھے۔۔

زامیہ نے آف وائٹ کلر کا ڈھیلا سٹائلش ڈریس پہنا ہوا تھا۔۔

اس کے بالکل پاس میثم کھڑا ہوا تھا۔۔

اس کی نظروں کا فوکس زامیہ تھی۔۔ ہال میں موجود لوگ بھی ان دونوں کی پکچرز کو اپنے موبائل کے کیمرے میں قید کر رہے تھے۔۔ آگے لوگوں کو بھی تو بتانا تھا انہوں نے ینگ ایج خوبصورت سا کپل دیکھا ہے۔۔۔

حمزہ نے جب محسوس کیا عنادل ریلیکس نہیں ہو پا رہی ہے تو کیمرہ مین کو مزید پکچرز لینے سے منع کر دیا۔۔۔

عنادل ریلیکس سی اسٹیج پر بیٹھی تو اس کے گھر والے اس سے ملنے پہنچے۔۔

ہادیہ پر سکون تھی اس کی زندگی میں اب کوئی خطرہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس سے خوف کھا کر وہ خرم سے فرار ہوتی۔۔ یا ڈر کر اپنی زندگی گزارتی۔۔

خرم نے وہ محبت اور مان بخشا تھا جس کا ہادیہ نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا۔۔ وہ رشتے ملے تھے جن کو

NOVEL IN URDU

ترستی تھی۔۔ماں باپ نہیں تھے ناہی اب کوئی رشتہ تھا جو کچھ تھا وہ خرم اور خرم کی فیملی تھی۔۔زامیہ نے بہن ناہوتے ہوئے اسے بہن کی طرح رکھا تھا۔۔وہ الگ تھی خیال رکھتی تھی احساس کرتی تھی پھر بھی محبت نہیں جتاتی تھی پہلے ہادیہ کو اس کی کئیر سمجھ نہیں آتی تھی لیکن وقت کے ساتھ وہ زامیہ کو سمجھ گئی تھی۔۔وہ شو نہیں کرے گی وہ اس کی بہن ہے یا اس پر محبت لٹاتے بتائے گی وہ اس کے لئے اہم ہے بس اپنی کئیر جو روڈ سی ہوتی ہے وہی جتائے گی۔۔لیکن اس کی ایک پکار اور تکلیف پر اس کے ساتھ ہی ہو گی۔۔۔

ہادیہ دور کھڑی زامیہ کو میثم کی کسی بات پر اس سے لڑتی ہوئی دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔۔

ہادیہ نم آنکھوں سے مسکرائی۔۔عنادل سے اچھی دوستی تھی لیکن حمزہ اسے کہیں چھوڑتا ہی نہیں تھا کہ وہ یا کوئی اور اس سے کھل کر بات کر سکیں۔۔

وہ حمزہ کے ذکر سے ہی سرخ پڑ جاتی تھی مزید چھیڑنے پر رونے لگتی تھی۔۔

ان دونوں کا کپل یونیک اور بہت پیارا تھا۔۔ہادیہ اکثر حمزہ کی پرسنلٹی کی تعریف کرتی تو عنادل اس سے بات نہیں کرتی تھی اور زامیہ کو جب بتاتی تو وہ ہنس ہنس کر اسے وجہ بتاتی تھی۔۔وہ ہر اس بندے سے جیلس فیل کرتی تھی جو حمزہ کی تعریف کرتا یا اس کے لئے کچھ برا کہتا۔۔

اب تو زامیہ کو بھی وہ جعلی ٹام کروز کہنے پر ٹوک دیتی تھی۔۔

ہادیہ اب جان کر اسے تنگ کرنے کیلئے بلاوجہ ہی حمزہ کی تعریف کرتی تھی۔۔

ابھی بھی اسے شرارت سوجھی تو آگے بڑھی۔۔

"حمزہ بھائی آپ آج کسی انگلش مووی کے ہیرو سے کم نہیں لگ رہے ہیں۔۔مجھے تو آپ رئیل ٹام کروز لگتے ہیں۔۔"

لونگ سی پرنسس فروک میں وہ دھپ سے عنادل کے برابر میں بیٹھتی حمزہ کو کہتے ہوئے عنادل کے چہرے پر چھائے جیلس کو دیکھتے ہوئے ہنس دینے کو تھی۔۔

"آپ کی سسٹر کو میں جعلی لگتا ہوں ویسے تعریف کا شکریہ چلیں یہ بتائیں میری عینا کیسی لگ رہی ہے۔۔ آپ کی سسٹر نے اتنا میک اپ کروایا ہے۔۔توبہ۔۔"

وہ کانوں کو ہاتھ لگا تابظاہر تو زامیہ کیلئے الٹا کہنے کیلئے کہہ رہا تھا لیکن عنادل کو لگا آج کی اس کی تیاری حمزہ کو پسند نہیں آئی ہے۔۔۔

ایک تو وہ ڈریس نہیں پہنا تھا جو اسپیشل حمزہ نے دونوں کی ڈریسنگ کو مد نظر رکھتے ہوئے بنوایا تھا اوپر سے زامیہ نے بیوٹیشن کو کہہ کہہ کر اوور میک اپ کروادیا تھا۔۔لامبی پلکیں نم ہوئیں۔۔

اس نے ذرا سی پلیکیں اٹھا کر حمزہ کو دیکھا تو حمزہ شوکڈ ہوا۔۔۔

ایک تو ہادیہ کی تعریف وہ مسکرا کر قبول کر کے اس کا دل جلا رہا تھا۔۔

"یہ تو ہر روپ میں پیاری لگتی ہیں۔۔"

ہادیہ نے محبت سے ساتھ لگاتے کہا عنادل مسکرا بھی نہ سکی۔۔۔

"عینا واٹ ہیپینڈ کچھ برا لگا ہے کیا۔۔؟"

حمزہ اس کی آنکھوں میں اتری نمی کی وجہ جاننا چاہ رہا تھا۔۔ سمجھ نہیں سکا اس سے پہلے حمزہ کے سامنے کبھی جیلس شو نہیں کیا تھا حمزہ کے لئے یہ نئی بات تھی۔۔

"آپ کو میں اچھی نہیں لگ رہی۔۔"

مری ہوئی آواز میں حمزہ کے کانوں سے اس کے الفاظ ٹکرائے تو حمزہ چونک سا گیا۔۔ اس نے کب کہا وہ اچھی نہیں لگ رہی ہے۔۔

ہادیہ خرم کے بلانے پر جا چکی تھی اب وہ دونوں اکیلے تھے۔۔

"میں نے کب کہا عینا اچھی نہیں لگ رہی اس سے زیادہ اچھی لگتی تو میں ریسیپشن ہی کینسل کروا دیتا بلکہ میں تو کہتا ہوں مہمانوں کو بس کھانا کھانا ہے تو یہ سب کھا لیں گے ہم چلتے ہیں۔۔"

حمزہ بے خود سا کہتا ہوا اس کی کمر کے گرد گھیرا ؤ تنگ کر گیا۔۔

عنادل کی پلکیں لرزیں۔۔ اس نے ابھی بھی نہیں بتایا تھا کسی لڑکی کا اس کی تعریف کرنا اسے نہیں پسند تھا۔۔۔

"تھوڑی سی شرم بھی شو کروا دیتے ہیں جو حمزہ میر کو چھو کر بھی نہیں گزری ہے۔۔ ہاتھ ہٹاؤ سب دیکھ رہے

ہیں کیا سوچیں گے۔۔"

زامیہ مصنوعی حیرت اور غصے سے اسے شرم دلا رہی تھی حمزہ نے ہاتھ ہٹانے کے بجائے عنادل کو زور سے بھینچ لیا۔۔ عنادل شرم سے سرخ ہوتی آنکھیں بند کئے اسے پیچھے کر رہی تھی۔۔

سب مہمان کھانے میں مصروف تھے اس لئے زامیہ کے علاوہ کوئی دیکھ نہیں رہا تھا۔۔

"انتہائی درجے کے کوئی ڈھیٹ انسان ہو تم۔۔"

زامیہ کہتے ہوئے دونوں کے بیچ دیوار بن کر بیٹھ گئی۔۔

حمزہ نے دانت پیس کر اسے دیکھا۔۔۔

"کل جب آپ کا ریسیپشن ہو گا نا دو الگ اسٹیج بنے گے ایک چڑیل کا اور ایک میثم معصوم سے انسان کا جو تمہارے چنگل میں پھنس چکا ہے بیچارے کو بہت روکا تھا لیکن کیا کر سکتے ہیں۔۔"

حمزہ منہ بناتا اسے آگاہ کر رہا تھا۔۔

"مجھے تو کوئی ایشو نہیں ہے اگر تم میرا ایک دن اور اگلے دن میثم کا ولیمہ کرواؤ تو بھی میں راضی ہوں۔۔ کیا کہتی ہو دل۔۔ ویسے بالکل بھی پیاری نہیں لگ رہی ہو۔۔"

حمزہ کو تنگ کرنے کے بعد اس کا رخ عنادل کی جانب مڑا تو عنادل حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔۔ میک اپ اس نے ہی بیوٹیشن کو ڈپٹ ڈپٹ کر کروایا تھا۔۔ اور اب اسے خود کے مشورے پر کیا گیا میک اپ پسند

نہیں آرہا تھا۔۔

عنادل نے حمزہ کو دیکھا وہ میثم کو اشارے سے بلا رہا تھا۔۔جو سب اریجنمنٹ دیکھ رہا تھا اس کے اشارے پر اسٹیج پر پہنچا۔۔۔

"میری بیوی کو تمہاری بیوی تنگ کر رہی ہے لہٰذا اس افلاطون کو یہاں سے لیکر جاؤ۔۔۔خود کی شکل دیکھی ہے میک اپ کے بعد بھی نہیں نکھرتی ہے۔۔"

حمزہ بدلہ چکاتا تمسخر لئے زامیہ کو دیکھ کر بولتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔وہ تو نہیں اٹھے گی یہ اسے معلوم تھا۔۔

"یار بیٹھ جاؤ یہ آپ اور تم، تم اور آپ والی لڑائی دیکھے زمانہ ہو گیا ہے۔۔میں زامی سے لڑ لڑ کر تھک چکا ہوں اب تم سے کچھ سیکھ لیتا ہوں ورنہ تمہیں معلوم ہے میں معصوم ہوں۔۔"

میثم بالوں میں ہاتھ پھیرتا اپنی معصومیت کے قصیدے پڑھتا زامیہ کے جلے بھنے انداز کو دیکھ رہا تھا۔۔

"خود کی بھی شکل دیکھ لینا جعلی ٹام کروز۔۔"

وہ تڑخ کر بولی تو میثم ہنسنے لگا۔۔اور حمزہ کے ساتھ بیٹھ گیا۔۔

"ہاں ابھی ہادیہ بتا کر گئی ہے اگر کوئی آپ کی پرسنلٹی کو اچھا نہیں سمجھے تو آپ سمجھ جائیں وہ آپ سے جیلس ہوتا ہے۔۔"

حمزہ اپنے پاس سے بات بنا کر کہتا عنادل کو دیکھ رہا تھا۔۔جو اس کی غلط بیانی پر اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔

"ہونہہ جیلس۔۔ویسے تمہاری وائف ہوتی ہے جیلس جب ہادی تمہاری تعریف کرتی ہے جب میں تمہاری برائی کرتی ہوں۔۔"

زامیہ ہنستی مزے سے عنادل کا راز فاش کر گئی تھی۔۔حمزہ نے سن کر حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاثرات سے اسے دیکھا۔۔۔

عنادل نے زامیہ کو گھورنا چاہا لیکن حمزہ کی خود پر ٹکی نگاہوں کو محسوس کرتی جھینپ کر زامیہ سے دور ہوئی۔۔

"تو اگر ہم حمزہ کی تعریف کریں گے تو ہماری چھوٹی سی گڑیا ہم سے تو ناراض نہیں ہوں گی نا۔۔"

میثم بھی آج پورے موڈ میں تھا۔۔اس کو کہہ کر حمزہ کو دیکھا جو مسکراتا ہوا دمکتا چہرہ لئے عنادل کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

"میں تو ناراض نہیں ہوتی کسی سے۔۔نا جیلس۔۔"

عنادل نے منمناتے ہوئے بچنے کی کوشش کی۔۔

"چلیں پھر آج حمزہ کو ہم لے جاتے ہیں۔۔کل ہمارا ریسیپشن ہے ہمارے گھر کے لان میں ہو گا تو ہم نے خود ہی بہت ساری تیاریاں کرنی ہیں۔۔"

میثم دوبارہ سے شرارتاً کہتا عنادل کے چہرے پر چھائی پریشانی دیکھ کر حمزہ کو اشارہ کر رہا تھا۔۔۔

عنادل نے منع کرتی نظروں سے حمزہ کو دیکھا۔۔جہاں حمزہ پیار بھری نظروں سے دیکھ کر ہنسا تھا وہیں زامیہ اور میثم کے قہقہے نہیں رک رہے تھے۔۔۔

عنادل کا بس نہیں چل رہا تھا دونوں کو کہیں غائب کر دے یا خود کہیں غائب ہو جائے اسے محسوس ہی نہیں ہوا وہ دونوں اسے تنگ کر رہے تھے وہ پوری طرح سیریس ہو کر جواب دیتی پریشان تھی۔۔

"اب بس کرو دونوں۔۔۔میری انوسینٹ وائف رونے لگتی ہے۔۔"

حمزہ نے زامیہ کو پکڑ کر عنادل کے پاس سے غصے سے اٹھایا جو اس کے کہنے پر نہیں اٹھ رہی تھی۔۔

"کھڑوس، جعلی ٹام کروز"

زامیہ غصے سے کہتی وہاں سے چلی گئی۔۔

میثم اور حمزہ اس کے جانے پر ہنسنے لگے۔۔عنادل نے پریشان نظروں سے اسے دیکھا۔

میثم بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چلا گیا۔۔۔

"عینا کب بڑی ہو گی۔۔وہ مذاق کر رہے تھے اور تم بالکل سیریس ہو گئی تھی۔۔۔ڈونٹ وری زامیہ ہمیں پرائیویسی دینے کی وجہ سے گئی ہے بس تھوڑی سی پاگل ہے غصہ دیکھاتی ہے۔۔"

حمزہ نے اسے سمجھاتے ہوئے ہاتھ تھاما۔۔

"میری انوسینٹ وائف جیلس ہوتی ہے۔۔افف مجھے بھی دیکھنا ہے جب تم جیلس ہوتی ہو تو کون سے

رنگ چہرے پر اترتے ہیں۔۔ ہمارا صنم بہت بے رحم ہے کسی دن جان لے لیگا ہماری۔۔"

"میں آپ کے صنم کی جان لے لوں گی۔۔"

عنادل حمزہ کی بات پر بنا سمجھے ہی کہتی خفگی سے دیکھنے لگی حمزہ کے قہقہہ لگا کر ہنسنے اور ماتھا چومنے پر بات سمجھ آئی تو اس سے بچنے کیلئے اسی کے سینے میں منہ چھپانے لگی۔۔

کیمرہ مین کی پکچر لینے کی فلیش لائٹ پر وہ پیچھے ہوتی نروس ہوئی۔۔ وہ بالکل غلط ٹائم پر آتا پکچر ز بنا رہا تھا۔۔۔

حمزہ ہنسے جا رہا تھا۔۔

ہنستے ہنساتے گنگناتے یہ دن بھی اختتام کو پہنچا۔۔۔

عنادل جب روم میں آئی تو غصے سے پنیں نکال رہی تھی۔۔ حمزہ نے اسے روکا۔۔۔

"مائی گرل سوری ناں مذاق تھا وہ۔۔"

وہ اسے کب سے تنگ کیئے جا رہا تھا جب سے اس کے جیلس ہونے کا معلوم ہوا تھا۔۔ اور زامیہ نے کہا تھا حمزہ سے ناراض ہو جاؤ تو عنادل اب غصے کے ساتھ ناراضگی دیکھا رہی تھی ورنہ اسے تو عجیب سی فیلنگ آرہی تھی جب جب حمزہ اسے تنگ کر رہا تھا۔۔۔

زامیہ کی باتیں مانتی وہ بنا کچھ سوچے سمجھے ری ایکٹ کرتی تھی۔۔

"چینج کر کے جلدی آؤ ہمیں کہیں جانا ہے۔۔"

عنادل نے اس کے کہنے پر وال کلاک کی جانب دیکھا جہاں سوئی رات ڈیڑھ بجے کا ہندسہ عبور کر رہی تھی۔۔

"اتنی رات میں کہاں جانا ہے آپ کو۔۔ میں تھک گئی ہوں سونا ہے بس مجھے۔۔۔"

وہ کھسکتی ہوئی اس کے سامنے سے جانے لگی حمزہ نے اس کی کوشش کو ناکام بنایا۔۔۔

"نا ایسا نہیں کرتے اچھی اور پیاری بیویاں دوستوں سے زیادہ اپنے شوہر کا کہنا مانتی ہیں۔۔ شاباش جلدی سے چینج کر کے کمفرٹیبل سا ڈریس پہن لو۔۔ حجاب لوز سا لے لینا جہاں ہم جائیں گے وہاں ہمارے علاوہ کوئی نہیں ہو گا۔۔"

حمزہ گال تھپتھپا کر اسے ڈریس نکال کر دیتا جانے کا اشارہ کرنے لگا۔۔۔

اسے آج اپنی آنکھوں کا ایک منظر پورا کرنا تھا۔۔۔

وہ منہ بناتی چینج کرتی کافی دیر میں نکلی تھی۔۔

"اتنی دیر لگا دی ہے عینا دو بج گئے ہیں۔۔ اب میرا ویٹ کرو شاور لے کر آتا ہوں۔۔"

وہ اس کا دھلا دھلا من موہنا چہرہ دیکھ کر کہتا جانے لگا۔۔

"زامیہ نے اتنا میک اپ کروایا تھا ریموو کرنے میں ٹائم لگا۔۔"

وہ ہاتھوں کو آپس میں مسلتی پریشان تھی وہ اتنی رات میں اسے کہاں لے جا رہا تھا۔۔۔

"اچھا کیا ناں چڑیل نے تمہیں اتنا حسین بنا دیا۔۔اب تم نے کبھی اتنا میک اپ کونسا کرنا ہے۔۔یہ بس لاسٹ ٹائم ہی تھا۔۔اس قدر حسین لگ رہی تھیں آنٹی انکل کا خیال نا ہوتا تو تمہیں وہیں سے اٹھا لاتا۔۔"

حمزہ نے واپس اس کی جانب قدم بڑھاتے ہوئے کہا اور آنکھوں کی لرزتی پلکوں کو چھوتا پیچھے ہٹا۔۔۔

وہ اس کے پاس آتے ہی کپکپانے لگتی تھی جیسے سردی لگ رہی ہو۔۔۔۔

حمزہ مسکراتا اس کا چہرہ نظروں میں اتارتا چینج کرنے چلا گیا۔۔۔

شاور لے کر باہر نکلا۔۔اپنے نم بالوں کو جھٹک کر عنادل کے منہ پر چھینٹے ماری۔۔وہ جو پاؤں جھلاتی بیڈ پر اس کے انتظار میں بیٹھی تھی اپنے منہ پر آئے پانی کو صاف کرنے لگی۔۔اب حمزہ کی عادت بن گئی تھی وہ جب شاور لیکر آتا اس کے منہ پر اپنے گولڈن سنہرے بالوں سے ٹپکتے پانی کی بوندیں گراتا تھا۔۔۔

عنادل شروع میں چڑتی تھی اب عادت ہو گئی تھی۔۔

ڈاکٹر نے عنادل کو پروپر ٹھیک کہہ دیا تھا۔۔حمزہ کی کئیر کی وجہ سے وہ میڈیسن اور ڈائٹ پروپر لیتی تھی۔۔ جس کی وجہ سے وہ مزید بہتر ہو رہی تھی۔۔لیکن سنسیٹیو ویسی ہی تھی جیسی پہلے تھی۔۔آنکھوں کا ریڈ ہو جانا۔۔روشنی چبھنا۔۔بات کچھ کچھ بھول جاتی تھی۔۔

حمزہ بالوں میں کومب چلاتے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنے آپ کو جگانے کی کوشش کر رہی تھی۔۔

مسکراتے ہوئے پلٹا۔۔"لمبا راستہ ہے سو جانا۔۔مائی سلیپنگ بیوٹی۔۔۔بہت سوتی ہو۔۔"

وہ چادر ہاتھ میں لئے بیٹھی تھی حمزہ نے اسے کھڑا کر کے اس پر چادر پھیلا دی۔۔پھر گود میں اٹھاتا روم سے باہر آگیا۔۔۔

مہمان جا چکے تھے اور اس کے مام ڈیڈ اپنے روم میں تھے۔۔۔

"حمزہ میر پلیز نیچے اتاریں میں خود چلی جاؤں گی۔۔"

وہ مچلتی نیچے اترنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہی تھی۔۔

"اتنی ہلکی سی ہو کھایا پیا کرو کل سے تم فروٹس ملک اور کھانا میرے سامنے کھاؤ گی۔۔

نیکسٹ ویک سے کلاسز اسٹارٹ ہیں۔۔پڑھنے کے لئے اچھی غذا لینی پڑے گی تمہیں۔۔"

وہ مسکراتا اس کے چہرے پر چھائی حیا کے رنگ دیکھتا دوسری جانب متوجہ کر گیا۔۔

اور عنادل سب بھلائے جذباتی سی حمزہ کو دیکھنے لگی۔۔۔

"نہیں مجھے نہیں جانا یونی آپ کو معلوم ہے وہاں میرے ساتھ کیا کیا ہوا تھا آپ اپنی انوسینٹ عینا کو وہاں بھیجیں گے۔۔۔؟"

وہ نم آنکھوں سے اسے دیکھ کر کہتی بڑی ہوشیاری سے اسے منانے کی کوشش میں تھی۔۔

ہاتھ ہنوز حمزہ کی گردن میں تھے حمزہ کی رفتار چونٹی سے بھی سست تھی وہ اپنی کار تک جلدی نہیں پہنچنا چاہتا تھا۔۔نا ہی اس کا دل کہہ رہا تھا یہ راستہ ختم ہو۔۔

اس کی بات پر حمزہ کا جاندار قہقہہ گونجا لیکن جلد ہی اس پر قابو پا لیا سب سو رہے تھے اور رات کے سناٹے میں اس کی آواز گونج رہی تھی۔۔۔وہ بے ساختہ اسے اپنے سینے سے لگا گیا۔۔

"یہ سب زامیہ کی کمپنی کا اثر ہے مائی گرل۔۔ تمہیں اس سے دور کرنا ہو گا۔۔۔ورنہ میری انوسینٹ وائف چالاک وائف بن جائے گی۔۔"

وہ اس پر جھک کر کہتا نیچے اتار گیا۔۔راستہ ختم ہو چکا تھا اور بہت جلد ہو گیا اس کی سست رفتار میں بھی۔۔۔

کار کا ڈور اوپن کرتے ہوئے اسے بیٹھا تا خود بیٹھا۔۔

راستے میں عنادل واقعی سو چکی تھی۔۔راستہ ایک گھنٹے کا تھا۔۔حمزہ نے اس کا لڑکھا ہوا سر ٹھیک کیا۔۔

اپنی منزل پر پہنچ کر حمزہ نے ڈور اوپن کرتے اسے گود میں اٹھایا تو عنادل جاگ گئی۔۔

"ہم آ گئے کیا۔۔"

گھپ اندھیرے میں عنادل خوف سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ہاں آ گئے ہم۔۔کیا تمہیں ڈر لگ رہا ہے۔۔؟"

حمزہ نے اسے دیکھ کر پوچھتے ہوئے موبائل کی ٹارچ روشن کی۔۔۔

اسے ایک جھیل کے پاس بیٹھا کر پورے چاند کی روشنی دیکھنے لگا۔۔۔

"آپ مجھے جنگل میں کیوں لے آئے۔۔ کیا جیلس والی بات کا بدلہ لیں گے۔۔۔؟ یا شیر کو کھلا دیں گے۔۔۔؟"

وہ کانپتی آواز میں اردگرد اندھیرے میں نظر آتے جنگل کو دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔

"بی بریو عینا۔۔ میں کیوں اپنی زندگی کے ساتھ ایسا کروں گا۔۔۔ یہیں بیٹھو اس چاند اور اس کی روشنی میں نظر آتی اس جھیل کو دیکھو۔۔۔ میں بس پانچ منٹ میں آیا۔۔"

وہ کہتا جانے لگا عنادل نے ہاتھ تھام کر منع کیا اسے واقعی ڈر لگ رہا تھا۔۔

"مجھ پر یقین ہے؟"

اس نے ہاں میں سر ہلایا۔۔۔

"بس پانچ منٹ یہ جنگل سیف ہے یہاں کوئی جنگلی جانور نہیں ہے۔۔۔۔ میں بس ابھی آیا۔۔"

وہ پیار سا کہتا ہوا اس بار اسے اکیلا چھوڑ کر سرپرائز دینے کیلئے چلا گیا۔۔

عنادل نے ٹراؤزر پر لوز سی ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔۔ اپنے لمبے بالوں کو کھولا ہوا تھا۔۔ چادر میں جو چھپے ہوئے تھے۔۔ آنکھوں میں نمی لئے حمزہ کے آنے کی دعا کر رہی تھی۔۔۔

حمزہ ایک شیشے کی بوتل میں کچھ چمکتا ہوا لیے اس کی جانب آیا تو عنادل نے پلٹ کر دیکھا۔۔

وہ بوتل جگنوؤں سے بھری ہوئی تھی۔۔

عنادل حیرت سے اٹھ کر اس کے پاس پہنچی۔۔

اور ہاتھ سے وہ بوتل لیتی بہت شوق اور اشتیاق سے انہیں دیکھنے لگی۔۔۔

"یہ کتنے پیارے ہیں ناں۔۔ کیا میں بوتل کھول دوں یہ بھاگیں گے تو نہیں۔۔"

عنادل انہیں دیکھتی آنکھوں میں جگنوؤں جیسی چمک لئے خوشی سے کھِلتی پوچھ رہی تھی۔۔۔

"نہیں عینا یہ اڑ جائیں گے۔۔ پتہ ہے میں تمہیں یہ دیکھانے کیوں لایا ہوں۔۔؟"

حمزہ نے اس کے جگنوؤں کی روشنی میں دمکتے چہرے کو دیکھتے ہو چھا۔۔ جوش میں چادر کندھے پر آگئی تھی حمزہ نے پرواہ نہیں کی کیونکہ ان دو کے علاوہ وہاں تھا ہی کون۔۔ لمبے بال پھیل سے گئے تھے۔۔

"کیوں؟"

وہ ان کو دیکھتی مگن انداز سے ایک نظر دیکھ کر پوچھنے لگی۔۔۔

"کیوں کہ میری اندھیری زندگی میں تم ان روشن جگنوؤں کی طرح ہو جو رات کے اندھیرے میں چمکتے ہیں۔۔ میں تمہیں کبھی اندھیروں سے اکیلے لڑنے نہیں دوں گا۔۔ تمہاری آنکھوں کے گلابی پن کا مقابلہ جب اندھیرے سے کیا کروگی میں تمہارے ساتھ ہوں گا۔۔۔ جب تم بھول جاؤ گی کوئی بات میں پیار سے

یاد دلاؤں گا۔۔

جب جھوٹ بولا کرو گی میں پکڑ لیا کروں گا۔۔جب میری بات نہیں مانو گی اپنے طریقے سے منوالوں گا۔۔ جب مجھ سے شرما کر دور جانے کی کوشش کرو گی میں ناکام کر دوں گا۔۔ کیا اب بھی تمہیں اپنے حمزہ میر پر یقین نہیں ہے وہ تمہیں اندھیرے میں چھوڑ دے گا۔۔؟"

وہ محبت سے چور لہجے میں کہتا اس کی سماعتوں میں اپنی محبت اور جذبات انڈیل رہا تھا۔۔

عنادل لرزتی پلکوں سے سنتی آخر میں روتے ہوئے اس کے سینے سے جا لگی۔۔

"مجھے محبت کرنا نہیں آتی نا ہی معلوم ہے محبت کا جواب کیسے دیتے ہیں۔۔"

وہ سوں سوں کرتی بتاتی حمزہ کو ہنسا گئی۔۔

"کون کہتا ہے محبت کا جواب دیا جاتا ہے۔۔ان کو لفظوں میں ڈھالنا حماقت ہے۔۔۔ تمہارے جذبے تمہاری یہ روشن آنکھیں سب کہہ دیتی ہیں ڈونٹ وری تمہیں سمجھنے کیلئے حمزہ میر ہے۔۔اور ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گا۔۔"

حمزہ نے اس کے ہاتھ سے بوتل لیتے جگنوؤں کو آزاد کیا وہ آزادی ملتے ہی اڑنے لگے۔۔

عنادل کچھ پل دیکھتی رہی پھر ان کے پیچھے کھلکھلاتی بھاگنے لگی۔۔ کچھ دیر پہلے وہ جنگل میں وحشت زدہ تھی لیکن اب اسے یقین تھا وہ مشکل میں پڑنے سے پہلے ہی نکل جائے گی حمزہ ساتھ تھا اسے بے فکر ہونا چاہیئے

تھا اور وہ تھی۔۔

حمزہ سینے پر بازو فولڈ کیئے عینا کو کھلکھلاتے دیکھ رہا تھا۔۔

اس نے اپنی پینٹنگ کو آج مکمل کر لیا تھا۔۔۔

اس نے عینا کو جیت لیا تھا۔۔۔اس نے اپنی محبت پالی تھی۔۔۔

جب وہ اس سے بہت دور چلے گئے تو عنادل منہ بسورے حمزہ کے پاس آگئی۔۔۔

"عینا۔۔"

عنادل نے اس کی پکار پر سوالیہ نظروں سے دیکھا۔۔۔"

"کیا وہ نظم دوبارہ سنا سکتی ہو جو کل سنا رہی تھی۔۔"

حمزہ گاڑی کے بونٹ پر اسے بیٹھاتا خود بھی بیٹھ گیا۔۔

"میں نے کل سہی نہیں سنائی تھی ناں ابھی میں نے دوبارہ یاد کی تھی اب مسٹیک نہیں ہو گی۔۔ایک بار پڑھ لوں۔۔"

بھولی سی صورت بنائے عنادل نے کہا تو حمزہ نے مسکرا کر ہاں میں سر ہلایا۔۔

وہ موبائل میں چار سے پانچ بار نظم دہرا چکی تھی۔۔حمزہ کو اس کا اس کے لئے محنت کرنا اچھا لگ رہا تھا۔۔

وہ آنکھیں بند کئے پڑھنا شروع ہوئی۔۔

نہ سسی نہ میں ہیر پیا

میں بنو تیری تقدیر پیا

پیروں میں باندھے بیٹھی ہوں

تیرے عشق کی زنجیر پیا

بن کملی پھروں میں در در

میرا دامن لیرو لیر پیا

سپنوں میں کرتی رہتی ہوں

اک تاج محل تعمیر پیا

میرے من پہ قبضہ تیرا ہے

میں تیری ہوں تقدیر پیا

میں قربان ازل سے تیرے پر

تو میرا انت آخیر پیا

وہ پڑھنے کے بعد حمزہ کو دیکھنے لگی جو اشتیاق اور حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا اس نے وہ نظم بالکل سہی پڑھی تھی۔۔

"کیا اس بار بھی غلط پڑھی ہے؟" وہ شرمندہ سی پوچھ رہی تھی۔۔

"نہیں میں سرپرائزڈ ہوں تم نے بالکل ٹھیک پڑھی ہے۔۔ وہ بے اختیار ہوتا اسے خود میں سمیٹتا گال چوم گیا۔۔

عنادل پہلے جھینپ گئی پھر خوشی سے چہکنے لگی اس نے نظم ٹھیک پڑھی تھی۔۔۔

"پھر آپ کو انعام دینا چاہیئے مجھے۔۔"

عنادل نے آنکھیں پٹپٹاتے اسے دیکھتے کہا۔۔

"لو یہ لو گفٹ۔۔"

حمزہ نے دوبارہ گال اور ماتھا چوما۔۔۔ وہ دور ہو گئی۔۔

"یہ نہیں چاہیئے مجھے۔۔ اینیمی دیکھنے کیلئے لیپ ٹاپ چاہیئے۔۔"

وہ خفا سی اس کے حصار سے نکل کر قدرے دور ہونے لگی حمزہ نے روک دیا ورنہ وہ سیدھے نیچے گرتی۔۔۔

"اوکے لیکن میرے ساتھ بیٹھ کر دیکھو گی ورنہ میں نہیں دے رہا لیپ ٹاپ۔۔"

وہ اس کو اس کا ہی لیپ ٹاپ شرطوں کے ساتھ دے رہا تھا۔۔

"نہیں آپ آفس ہونگے میں اکیلی ہوں گی تب دیکھا کروں گی بور ہو جاتی ہوں۔۔"

"نہیں ہو گی بور یونی اسٹارٹ ہونے والی ہیں۔۔ اور صرف فرائی ڈے نائٹ یا سٹر ڈے نائٹ ملا کرے گا لیپ ٹاپ اور وہ بھی میرے ساتھ بیٹھ کر دیکھنا ہو گا۔۔"

وہ صاف انکاری تھا اگر اکیلے اسے دیکھنے دیا جاتا تو گھنٹوں پھر اسے اپنی آنکھوں کی بھی پرواہ نہیں ہوتی تھی۔۔ اور آنکھیں لال کر کے اسے یونی سے آف کا بہانا مل جانا تھا۔۔

وہ غصے سے جمپ کرتی اترتی گاڑی میں بیٹھ گئی۔۔ صاف ظاہر تھا وہ ناراض ہو چکی ہے۔۔۔

"میں جب تمہیں ٹیوشن پڑھاؤں گا تو فیس بھی دینی پڑے گی تمہیں بہت پڑھا لیا فری میں۔۔"

حمزہ کہتا ڈرائیو کرنے لگا۔۔ عنادل نے منہ کھولے اسے دیکھا۔۔

"مجھے پڑھنا ہی نہیں ہے۔۔ تو فیس کیسی۔۔"

"مائی گرل خوش فہمی ہے حمزہ میر اس معاملے میں کوئی لچک دیکھائے گا۔۔۔ یونی تو جانا ہو گا اس بار ادھر ایسا کچھ نہیں ہو گا میں تمہارے ساتھ ہوں۔۔۔ جن کی غیر زمہ داری کی وجہ سے سب ہوا انہیں بھی سیٹ کر چکا ہوں سوچ لو ابھی بھی مجھے لیکچر رشپ کی آفر آئی ہوئی ہے میں یونی ورسٹی میں کلاسز دیا کروں گا اور تم گھر بیٹھ کر اینیمی دیکھنا۔۔"

اسے معلوم تھا عنادل اب جیلس فیل کرے گی اور اسے یونی نہیں جانے دے گی۔۔

"آپ یونی نہیں جائیں گے۔۔وہاں۔۔"

وہ کہتے کہتے رکی الفاظ نہیں مل رہے تھے ان لڑکیوں سے بھی دور رکھنا تھا اگر خود یونی میں لڑکیوں کا حمزہ پر کرش نا دیکھا ہوتا تو آسانی سے جانے دیتی لیکن اب تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔۔۔

وہ دونوں بحث کرتے فجر کے وقت پہنچے تھے۔۔

حمزہ نماز پڑھ کر جوگنگ کرنے چلا گیا جبکہ عنادل نماز پڑھتے ہی سو گئی۔۔

عنادل ابھی تک سوئی ہوئی تھی۔۔

کل کے فنکشن کی تھکن اور رات جنگل میں گزارنے کے بعد عنادل کمفرٹر میں منہ دیئے سو رہی تھی۔۔۔

حمزہ جوگنگ کے بعد سے عنادل کو اٹھانے میں ناکام ہوتا میثم کی کال پر اس کی طرف نکل گیا۔۔

نوٹ پیڈ پر نوٹ لکھ کر رکھ گیا تھا۔۔۔

میثم کے گھر کے لان میں تمام انتظامات کرنے تھے جس کی تیاری میں میثم کو اس کی ہیلپ درکار تھی۔۔

دادا ابو کی طبیعت ناساز تھی جس کی وجہ سے زامیہ اور میثم نے ان کو سفر کرنے سے بچانے کی خاطر ہر کام

ادھر ہی کروالیا تھا۔۔۔

زامیہ بھی ان کے ساتھ کہیں لائٹ لگاتی تو کہیں پھول لگاتی مصروفیت کے باوجود عنادل کو کال کر رہی تھی۔۔۔

"تمہاری بیوی کو سونے پر ایک سونے کا تمغہ تو ملنا ہی چاہیئے۔۔"

زامیہ نے کال ملاتے پاس کھڑے حمزہ کو دیکھ کر کہا۔۔وہ بھی اس کی بات سے متفق ہوا۔۔۔

"کیا ہے زامیہ سونے دوناں۔۔"

عنادل کی نیند میں ڈوبی آواز سنائی دی اس نے کال کو اسپیکر پر ڈالا ہوا تھا۔۔۔حمزہ نے سن کر نفی میں سر ہلایا۔۔۔

"گڈ آفٹر نون کا بھی ٹائم نکلنے والا ہے دل۔۔جلدی سے اٹھ کر ناشتے کے بعد میڈیسن لیکر یہاں پہنچو ورنہ حمزہ تمہیں گود میں اٹھالائے گا۔۔"

وہ اسے حکم دیتے ہوئے آخر میں شرارت سے بولی تو حمزہ نے گھورا۔۔۔

"حمزہ یہاں ہیں آپ کی بات نہیں مانیں گے۔۔"

عنادل کو رات میں یاد آیا وہ کیسے بار بار اسے گود میں اٹھا رہا تھا اور اب تو دن ہو چکا تھا سب دیکھ لیتے تو کیا سوچتے۔۔۔

"حمزہ یہیں ہیں میرے پاس وہ کیوں اٹھا کر لائیں گے آپ کے پاس۔۔۔؟"

حمزہ پیچ وتاب کھا کر رہ گیا اس نے نوٹ بھی نہیں دیکھا تھا۔۔

"حمزہ یہاں ہے اور تمہیں یاد ہے ایک لڑکی ہوا کرتی تھی نور جس کا حمزہ پر کرش تھا جس کی شادی بھی ہو گئی ہے وہ ناں یہاں میرے گھر آئی ہوئی ہے اور حمزہ کو میثم نے یہاں بلایا تھا لیکن وہ کام کرنے کے بجائے اس میسنی سے چہک چہک کر باتیں کر رہا ہے۔۔ سوچ لو چھکتے چھکتے تمہارا حمزہ میر ہاتھ سے نا نکل جائے۔۔۔"

اس سے پہلے حمزہ موبائل چھین کر کچھ کہتا زامیہ نے فون بند کر کے اپنی پاکٹ میں ڈال کر اس سے اس کا فون بھی لے لیا۔۔۔

"عنادل یہاں اگلے تیس منٹ میں ہو گی۔۔ کیا ہے نا میری فرینڈ سست ہے تیار ہونے میں ٹائم لگائے گی اسپیشلی جب تم کسی لڑکی سے بات کر رہے ہو۔۔"

زامیہ مسکراتے لہجے میں اسے بتا رہی تھی۔۔

حمزہ نے سنہرے گولڈن بالوں میں ہاتھ پھیرا۔۔۔

"اگر عینا آگئی تو تمہارے بچے مجھ پر جائیں گے یہ دعا دوں گا۔۔۔"

"اللہ نا کرے وہ بالکل مجھ جیسے ہونے چاہئیے کسی جعلی ہیرو کی طرح نہیں۔۔"

زامیہ کہتی پلٹ گئی۔۔

"میری بیوی کو تنگ کر لیا ہو تو ادھر آ جاؤ۔۔"

میثم کی پکار پر حمزہ اس کی جانب بڑھ گیا لیکن نظریں مین ڈور پر تھیں۔۔۔

اور واقعی عنادل خوبصورت سا ڈریس پہنے اگلے بیس منٹ میں وہاں تھی۔۔۔

حمزہ کو دیکھنے کے بعد وہ ارد گرد نور کو ڈھونڈ رہی تھی۔۔ حمزہ سمجھتا اپنی ہنسی کنٹرول کر رہا تھا۔۔ وہ تیار بھی ایسے ہو کر آئی تھی جیسے واقعی حمزہ دل ہار جائے۔۔

حمزہ کو دیکھ کر اس کی طرف بڑھی تو حمزہ نے اندر جانے کا اشارہ کیا۔۔ وہاں کافی لوگ تھے اور عنادل ریڈ پرنٹڈ سوٹ میں حسین لگ رہی تھی۔۔۔ وہ منہ بناتی اندر بڑھ گئی۔۔ اور زامیہ نے اس کا جو مذاق بنایا وہ رونے لگی۔۔۔

حمزہ نے ڈپٹ کر زامیہ کو چپ کروایا لیکن حمزہ کی وہ سنتی ہی کب تھی وقتاً فوقتاً موقع ملنے پر عنادل کی حالت کا مذاق بناتی رہی۔۔

شام میں سب تیار تھے۔۔

میثم کے کچھ خاص جاننے والے آئے ہوئے تھے۔۔ اور زامیہ کے بابا بھی تھے۔۔ زامیہ ان سے بظاہر مسکراتے ہوئے ہی ملی تھی۔۔

عنادل کی فیملی سمیت مہمان کم ہی تھے۔۔۔

پلوشہ میثم کو دیکھ کم گھور زیادہ رہی تھی۔۔

زامیہ بس اسے کھا جانے والی نظروں سے دیکھ رہی تھی کچھ کر نہیں سکتی تھی۔۔

دلہن دلہا کے لیے لان کے ایک طرف سرخ اور سفید گلابوں سے جھولا سجا کر رکھا گیا تھا۔۔

پھولوں اور لائٹوں سے سجا لان بہت خوبصورت لگ رہا تھا۔۔۔

زامیہ نے شارٹ لائٹ پنک کلر کی فراک پہنی ہوئی تھی۔۔ساتھ کھلے پائنچوں کا فلیپر تھا۔۔

ہائی ہیل میں اس کا دراز قد مزید نمایاں ہو رہا تھا۔۔

پنوں سے ٹکا سر پر ڈوپٹہ اور کھلے کرل ہوئے بال اسے الجھا رہے تھے۔۔

میثم کیمل کلر کا ڈنر سوٹ پہنے لائٹ پنک زامیہ کے ڈریس کی ہم رنگ ٹائی لگائے جچ رہا تھا۔۔

دونوں کا کپل اس وقت پرفیکٹ لگ رہا تھا۔

کیمرہ مین کے پوز بتانے پر زامیہ مزے سے وہی پوز دے رہی تھی۔۔

اور عنادل منہ کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔۔۔حمزہ سمجھتا اسے دیکھ رہا تھا پچھلی رات بھولائے نہیں بھول رہی تھی۔۔

عنادل نیوی بلیو کلر کی شارٹ فراک پر ہم رنگ اسٹون لگا حجاب پہنے لائٹ سے میک اپ میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔۔

آئیز لائٹ سی ریڈ ہو رہی تھیں۔۔ اتنے دن سے فنکشن اٹینڈ کر رہی تھی اور آج نیند پوری نہیں ہوئی تھی اس لئے اس کی آنکھوں میں گلابی پن اتر آیا تھا۔۔۔

حمزہ بھی نیوی بلیو ڈنر سوٹ پہنے اس کے ساتھ بیٹھا سب کی توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔۔۔

دونوں نیو میرڈ کپل تھے اور سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔۔ زامیہ کے پوز پر ہنس بھی رہے تھے جو خود بھی کیمرہ مین کو اپنے پوز بتا رہی تھی۔۔

میثم مسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلاتا اسے خوشی سے چمکتی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔۔ وہیں اس کے بابا نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔۔ وہ نا ہی پاسٹ میں جا کر اسے وہ محبت دے سکتے تھے جس کے لئے وہ ترستی آئی تھی نا ہی اب محبت سے گلے لگا سکتے تھے۔۔ انہوں نے اپنی زندگی خود اپنے ہاتھوں اور ناشکری سے تباہ کر دی تھی۔۔ ان کی بیوی نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا وہ مسکرا بھی نہیں سکتے تھے۔۔ بیٹا کھو دیا تھا بیٹی تھی لیکن اسے اپنا مانا ہی کب تھا جو بابا کہتی سینے سے لگتی۔۔۔ لاڈ اٹھواتی۔۔

باپ تو بیٹوں کا اول محبت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔۔ سب سے پہلی محبت لینے کی جگہ باپ کی ہی تو ہوتی ہے۔۔ لیکن وہ نا ہی زامیہ کو محبت دے پائے تھے نا ہی اسے اپنی اولاد سمجھتے تھے۔۔ ایک معصوم عورت نے ان سے وفادار محبت نبھاتے گزارتے اس دنیا سے آنکھیں موند لی تھی۔۔۔ جب بھی وہ زامیہ کو باپ ہونے کی

حیثیت سے محبت دے سکتے تھے، ماں کی جدائی کا دکھ بانٹ سکتے تھے لیکن وہ اپنی انا میں اسے تو سب سے محروم کر گئے لیکن خود بھی بیٹی جیسی نعمت سے محروم ہو گئے۔۔ وہ ان کے باپ کا اپنے دادا ابو کا خیال بیٹی کی طرح رکھتی تھی۔۔ اس کی محبت دیکھ دیکھ کر ان کی آنکھیں بھیگ جاتی تھی۔۔ وہ بھی اس محبت کے حقدار ہو سکتے تھے اگر بیٹے کو بیٹی پر ترجیح نہ دیتے رشتوں میں بیلنس رکھتے۔۔

لیکن اب ان کے پاس پچھتاوے اور تلخ ماضی کے سوا کچھ نہیں تھا۔۔۔ بیٹا کھو دیا تھا جس کا دکھ کم نہیں ہوتا تھا۔۔۔

وہ ہمیشہ کی طرح اب بھی بھاگنا چاہتے تھے اپنے ماضی سے، زامیہ سے، اس لئے کل کی فلائٹ سے وہ جا رہے تھے ساتھ اپنے بابا کو بھی لے جانا چاہتے تھے لیکن انہوں زامیہ کے ساتھ رہنے کو ترجیح دی تھی۔۔

اس لئے اب وہ دونوں ہی مایوسی کے ساتھ جانے والے تھے۔۔۔

سب مہمانوں کے جانے کے بعد دادا ابو نے دونوں کو ڈھیر ساری دعائیں دی تھیں۔۔ زامیہ نم آنکھوں سے ان کا ہاتھ چوم رہی تھی۔۔ میثم بھی ان کا دوسرا ہاتھ تھامے آنکھوں سے لگائے بیٹھا تھا۔۔۔

ان کے لئے دنیا میں وہ بہت اہم تھے ان کا ساتھ بہت اہم تھا ان کی دعائیں بہت اہم تھیں۔۔۔

زامیہ انہی کپڑوں میں ملبوس تھی اور دادا ابو کیلئے قہوہ بنا لائی تھی۔۔

ان کو آج کل کھانسی رہنے لگی تھی کچھ گھٹنوں کی تکلیف میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔۔۔

اسٹیک کے سہارے چلتے وہ بہت کمزور ہو گئے تھے لیکن خوش بھی تھے کہ وہ زامیہ کی ماں کو بتا سکیں گے ان کی بیٹی خوش ہے۔۔ اس نے حالات سے مقابلہ کرنا سیکھ لیا ہے۔۔۔ اس نے رشتوں پر بھروسہ کرنا بھی سیکھ لیا ہے۔۔۔

وہ تھکن سے چور ہوتی زامیہ کو دیکھتے مسکراتے اس کے ہاتھ سے کپ لینے لگے۔۔

پھر اس کے پاس بیٹھنے پر کانپتے لبوں سے ماتھے پر بوسہ دینے لگے۔۔

زامیہ نم آنکھوں سے ان کے گلے لگ گئی اسے ناجانے کیوں بہت رونا آرہا تھا۔۔۔ اسے اپنے باپ کا رویے کا دکھ تھا اسے معلوم تھا وہ پچھتا رہے ہیں لیکن وہ باتیں بھلانے سے نہیں بھولتی تھی۔۔ اس کی ماں کی حالت۔۔ اور اس کے باپ کا پلٹ کر نا دیکھنا۔۔ وہ دل میں اتنا کچھ رکھ کر اپنے باپ سے مسکرا کر دل کو مار کر کیسے مل سکتی تھی۔۔

اپنے دادا ابو کی حالت ان کا اپنے بیٹے کیلئے تڑپنا سب اس نے بچپن سے دیکھا تھا۔۔

میثم اسے بے چین نظروں سے دیکھ رہا تھا۔۔ اسے معلوم تھا وہ رونا چاہتی ہے۔۔ وہ جب کچھ نہیں کہتی تھی اس کا مطلب تھا وہ دل میں کسی بات کو لیکر ڈسٹرب ہے۔۔

دادا ابو کی طبیعت کی وجہ سے رو نہیں رہی تھی۔۔۔

دادا ابو نے اٹھتے ہوئے دونوں کو بھی اٹھایا۔۔

میثم انہیں کمرے میں چھوڑ کر پہنچا تو زامیہ ٹیرس سے باہر جھانک رہی تھی ڈریس نہیں بدلا تھا۔۔ اس کا دھیان ہی نہیں تھا۔۔

"کیا ہوا زامی کیوں بے چین ہیں۔۔؟"

میثم نے پیچھے سے آکر حصار باندھا تو زامیہ کا سحر ٹوٹا۔۔

"کچھ نہیں بس سوچتی ہوں بابا وہ سب نا کرتے تو آج ہم ہیپی فیملی ہوتے۔۔"

زامیہ نے اس کے سینے پر سر ٹکا دیا۔۔ وہ خود سے اب تھک چکی تھی۔۔

"جو ہوتا ہے اچھے کیلئے ہوتا ہے زیادہ نہیں سوچیں۔۔ میرے بارے میں سوچیں۔۔ معصوم سا پیارا سا ہزبینڈ ہوں آپ کا۔۔"

اس کے کہنے پر زامیہ نے سینے پر مکہ مارا۔۔

"نا ہی معصوم ہو نا ہی پیارے۔۔"

اس نے ناک چڑھا کر کہا تو میثم نے ناک پر دانت گاڑھ دیئے۔۔

"افففف اللہ۔۔ میری ناک گال سب کھا جاؤ گے تم۔۔۔"

وہ ناک کو سہلاتے اس کے انوکھے اندازِ محبت سے تنگ تھی۔۔

وہ جب اسے زامیہ کی کوئی حرکت پسند آتی تو وہ کاٹتا تھا۔۔اور زامیہ چڑ جاتی تھی۔۔

"تھوڑا ہیوی میک اپ کروا لیتی بیچاری چھوٹی گڑیا کو اتنا پریشان رکھا ہوا تھا کل۔۔"

وہ اس کے کندھے پر بازوں ڈالے اس کے سحر میں کھویا سا کہہ رہا تھا۔۔

"حمزہ کو چاروں شانے چت جو کرنا تھا۔۔عنادل کا مجھے معلوم ہے اب ہر جگہ لائٹ سے میک اپ میں گھومے گی اس لئے دو دن اس کے سر پر کھڑی رہی تھی تا کہ ان دو دونوں کو حمزہ زندگی بھر یاد رکھے سمجھے مائی ڈئیر ہبی۔۔"

وہ بھی اسی کے انداز میں اس کی گردن کے گرد اپنے ہاتھ پھیلائے بتا رہی تھی۔۔

"میں بھی تو یاد رکھنا چاہتا ہوں یہ دن۔۔۔میرے ساتھ یہ بے ایمانی کیوں۔۔"

میثم کی لائٹ براؤن آنکھوں میں خفگی ناچی۔۔۔

"تمہاری خیر ہے۔۔۔باس کی کال آئی تھی صبح چار بجے کی فلائٹ سے ملائیشیا جانا ہے کوئی گینگ وہاں سے پاکستان میں تباہی مچانے والا ہے سو سب باتیں سائیڈ میں رکھو اور پیکنگ کرو بارہ بج رہے ہیں صرف چار گھنٹے ہیں۔۔"

وہ ہاتھ ہٹاتی چینجنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔۔۔

میثم نے دانتوں کے نیچے اپنے باس کو پیسا جو شادی بھی انجوائے نہیں کرنے دے رہے تھے۔۔

"پتہ نہیں کیسے لوگ ہیں خود تو شادی کرتے ہی مشن پر نکل گئے ہونگے۔۔"

میثم مسلسل بڑبڑاتا غصہ پینے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

دادا ابو کو زامیہ نے امریکہ اپنے بابا کے پاس بھیجنے کا سوچ لیا تھا پھر وہ جب لوٹے گی تو انہیں لے آئے گی۔۔ ایسے وہ اکیلے کیسے رہیں گے۔۔

زامیہ میثم کی آوازیں سنتی بامشکل ہنسی روکے انجوائے کر رہی تھی۔۔۔

زامیہ میثم نے جاتے ہوئے دادا ابو کو امریکہ ان کے ساتھ بھیج دیا تھا۔۔اور خود دونوں مشن پر چلے گئے تھے جہاں نئے امتحان نئے لوگ نئی جنگ لڑنی تھی۔۔

میثم کو کبھی کبھی لگتا تھا وہ زامیہ کو کھو دے گا۔۔زامیہ کا جنون اسے بہت خوف میں مبتلا رکھتا تھا۔۔

وہ چپ سادھے ہوئے تھا اگر کچھ کہتا تو زامیہ نے اسے سیدھے کہنا تھا بزدل ہو۔۔اسے کیا معلوم رشتے انسان کو بزدل بنا دیتے ہیں۔۔ محبت انسان کو کہیں کا نہیں چھوڑتی۔۔

وہ عنادل اور حمزہ کو کال پر بتا چکے تھے وہ جا رہے ہیں۔۔

ہادیہ نے اس کے جانے کا سنا تو روتی رہی زامیہ نے اچھی خاصی سنائی تو وہ خاموش ہوئی۔۔

وہ ان سے رات کے آخری پہر مل نہیں سکتی تھی اس لئے کال پر بات کر کے جا رہی تھی۔۔

عنادل تو نیند میں بولتی رہی لیکن اس کے جانے کا سن کر بیدار ہوتی اچھی خاصی روہانسی ہو گئی تھی۔۔

تین مہینے کا مشن تھا اور تین مہینے کسی سے بات تک کرنے کی اجازت نہیں تھی اس لئے دونوں لمبی باتیں کرتے ڈرائیو کرتے ایئر پورٹ پہنچے۔۔

اور اختتامی کلمات کے بعد فلائٹ میں روانہ ہوتے ملائیشیا کے لئے نکل گئے۔۔ نئی جنگ نئے زخم اس مشن میں وہ کیا کھوتے اور کیا پاتے۔۔۔

سات سال بعد۔۔۔۔۔۔

"آپ اُسے تو دیکھیں میں اِسے دیکھ رہی ہوں۔۔ دو دو کو ایک ساتھ کیسے ہینڈل کروں۔۔۔ یہ سب آپ کی غلطی ہے۔۔"

ہادیہ رونی صورت بناتی اپنے ٹوئنز شرارتی بچوں سے تنگ تھی۔۔

پانچ سالہ لامیہ اور مصفرہ بہت شرارتی تھیں۔۔ ساتھ مل کر شرارت کرتی تھیں۔۔ اور ساتھ اپنے بڑے بھائی کو شامل کر لیتی تھیں۔۔

جو کہ چھ سال کا تھا۔۔ دامل تھوڑا سنجیدہ تھا اور نقش صورت میں ماں کی طرح تھا۔۔۔

چھوٹی گرے آنکھیں اور معصوم سی صورت۔۔

جبکہ وہ دونوں ٹوئنز ہونے کے باوجود ایک دوسرے سے مختلف تھیں۔۔

لامیہ کے بال گولڈن براؤن سلکی اور آنکھیں براؤن تھیں۔۔

جبکہ مصفرہ کے بال براؤن تھے اور آنکھیں لائٹ براؤن تھیں۔۔

"میں دیکھ لوں گا سب کو چائینز گرل۔۔ وقت کے ساتھ بُوڑھی تو ہوگئی ہو لیکن سمجھدار ابھی تک نہیں ہوئی ہو۔۔۔"

وہ ہنستا ہوا دونوں کو ریموٹ کیلیئے لڑتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔۔

دامل نے آکر دونوں سے ریموٹ لیکر ایل ای ڈی ہی آف کر دیا۔۔

وہ اپنی ماں کو ایسے رونی صورت میں دیکھتا تو اسے اپنی بہنوں پر غصہ آتا تھا۔۔۔

"اب تم دونوں مجھے یہاں نظر نا آؤ روم میں جا کر ہوم ورک کرو۔۔ ہر وقت کارٹونز دیکھتی رہتی ہو۔۔"

وہ بڑے بھائی ہونے کا رعب جھاڑتا انہیں ڈپٹ کر ان کے روم میں بھیجتا ماں کو تسلی بھری نظروں سے دیکھتا جانے لگا۔۔

"بس ایک یہ ہی میرا بیٹا ہے آپ سب میرے دشمن ہیں۔۔"

وہ اپنے بیٹے کو گلے سے لگائے ماتھا چومتی کہہ رہی تھی۔۔ دامل مسکرا کر باپ کو دیکھنے لگا۔۔ مطلب واضح تھا آپ سے بھی زیادہ۔۔۔

خرم ہنستا ہوا ہاں میں سر ہلا رہا تھا جیسے مانتا ہو اسے زیادہ فکر ہے۔۔

وہ باپ کے اشارے پر روم سے چلتا بنا۔۔

"ہادی اتنا پیار تو کرتا ہوں دیکھو تین تین بیبز ہیں دو تو تم پر ہیں بالکل۔۔"

خرم نے اسے قریب کرتے کہا تو ہادیہ نے گھورا۔۔

"وہ دونوں کتنی شرارتی ہیں میں کیا ایسی ہوں اور کتنا بولتی ہیں چپ ہی نہیں ہوتی ہیں صرف مبرم کی دہشت ہے۔۔ اور دامل کی تھوڑی سی میری تو سنتی ہی نہیں ہیں۔۔"

وہ منہ بناتی بتا رہی تھی اس کی ڈانٹ بھی تو ایسی ہوتی ڈانٹ کم پیار زیادہ لگتی تھی۔۔

"مجھ سے بھی ڈرتی ہیں۔۔"

خرم نے یاد دلایا اس کے ایک دفع کہنے پر وہ ہادیہ کو تنگ نہیں کرتی تھیں۔۔۔

ہادیہ نے پریگنینسی کے دوران بہت مشکل سے انٹر کیا تھا اس کے بعد آگے پڑھنا اس کے بس میں نہیں رہا تھا۔۔

تین بچوں کو پالتی وہ ہلکان ہو جاتی تھی۔۔ اس لئے تعلیم کا بھوت ان تینوں بچوں نے دنیا میں آ کر اتار دیا

تھا۔۔

جب عمیمہ آتی تو اس کے بچے اور یہ دونوں مل کر جو ادھم مچاتی تھیں ہادیہ کی جان پر بن جاتی تھی۔۔

اسجد صاحب اور مہر النساء بیگم اسے سمجھاتے تھے بچے ایسے ہی کرتے ہیں لیکن ہادیہ کی سمجھ سے باہر تھیں اپنی یہ دو بچیاں۔۔

"جی آپ ڈراتے ہی کب ہی لاڈ پیار میں بگاڑ رہے ہیں۔۔ میں انہیں بتا کر آتی ہوں آج ہمیں کِسوا کی برتھڈے پارٹی میں جانا ہے۔۔"

دامل کو پہلے ہی معلوم ہوتا تھا اور وہ ہادیہ کے ساتھ جا کر اسپیشل گفٹ بھی لے آیا تھا۔۔

تھوڑی دیر میں عمیمہ بھی اپنے دو بچوں کے ساتھ آنے والی تھی۔۔

"لامیہ بھائی جو کِسوا کیلئے گفٹ لائیں ہیں دیکھا ہے۔۔ اتنی پیاری بےبی فراک ہے بھائی ہم سے اچھے گفٹ کِسوا کو دیتے ہیں۔۔"

یہ مصفرہ تھی جو منہ پھلائے بیٹھی تھی اور اپنے بھائی کی برائی کرنے میں مصروف تھی۔۔

"بھائی ہر سال اسے ہی اچھے گفٹ دیتے ہیں ہم بھائی سے بات نہیں کریں گے۔۔"

لامیہ نے بھی آنکھیں پٹپٹاتے کہا۔۔

اندر آتی ہادیہ نے سب سن کر سر پیٹا۔۔

"تم دونوں کبھی جو اچھا سوچ لو اپنے بڑے بھائی کے بارے میں۔۔"

ہادیہ ان دونوں سے پریشان تھی کبھی وہ اپنے بھائی کیلیئے لڑ جاتی تھیں تو کبھی اس سے بلاوجہ ہی ناراض ہو جاتی تھیں جانتی بھی تھیں وہ کِسوا سے اٹیچ ہے اس کی دوستی اس کے ساتھ کچھ الگ ہے لیکن پھر بھی سمجھتے ہوئے بھی دونوں اپنا ہی دماغ لڑاتی تھیں۔۔۔

"پہلے آپ ہمیں آج کیلیئے بہت اچھا سا سوٹ دیں پھر ہم دامل بھائی کے بارے میں اچھا سوچیں گے کیوں مصفی۔۔۔؟"

مصفرہ نے تائیدی انداز میں سر ہلایا۔۔ دونوں کا وارڈروب کپڑوں سے بھرا ہوا تھا لیکن انہیں ہر فنکشن پر نیو چاہیئے تھا۔۔۔

اور ہادیہ آج کیلیئے بھی نیو ہی لائی تھی۔۔

انہیں کپڑے ان کی وارڈروب سے نکال کر دیتی دونوں کے خوشی سے چمکتے دیکھتی پلٹ گئی۔۔

نیچے عمیمہ آچکی تھی ہل چل سی مچ رہی تھی۔۔

وہ پاکستان آئی ہوئی تھی۔۔

اور قریب ہی اس کا سسرال تھا اس لئے روز کے ایک دو چکر لگتے تھے اس کے۔۔۔ صفاء تقریباً سات سال کی تھی اور اس سے چار سال چھوٹا تین سالہ راحم تھا۔۔ وہ توتلی زبان میں بولتا تھا۔۔ صفاء کو تفاء کہتا سب کو

ہنساتا تھا۔۔ آپی کہنے کا کہا جاتا تو منہ پھولا لیتا تھا۔۔

صفاء سانولی نمکین سی رنگت کی حامل بھولی سی صورت تھی سب کی آسانی سے بات مان جانے والی سب کے ساتھ خوش اسلوبی سے ملنے والی۔۔ اسکول میں ٹاپ کرتی ماں باپ کیلیئے فخر بنتی خوش باش سی صفاء سب کے دل میں گھر کرتی تھی۔۔

عمیمہ اور آذان اسپیشلی اپنی فیملی کے ساتھ کِسوا کی برتھڈے میں آئے تھے۔۔

عنادل بر امان جاتی اور کئی ہفتوں تک بات نہیں کرتی اس سے بہتر تھا وہ چند دنوں کیلیئے پاکستان ہی آجاتے۔۔

ہادیہ اور خرم دو بار اس کے پاس جا چکے تھے۔۔ ایک بار عنادل کی شادی کے بعد اور دوسری مرتبہ ان کی بیٹیاں جب ایک سال کی تھیں۔۔

عنادل ایک بار ہی گئی تھی اور بیمار پڑ گئی تھی اسے وہاں کا موسم راس ہی نہیں آیا تھا۔۔۔

عمیمہ کے آنے کے بعد گھر میں ایک ہل چل سی مچ گئی تھی اور یہ ہل چل تب اور بڑھ جاتی تھی جب کِسوا اور مبرم بھی ہوتے تھے دونوں ایک دوسرے کے دشمن تھے اور جب ساتھ ہوتے شکایتوں کے انبار ہوتے تھے۔۔۔

سب کِسوا کی برتھڈے میں جانے کی تیاریوں میں مصروف تھے۔۔

جو ایک بڑے سے ہال میں منعقد کی گئی تھی۔۔

ہادیہ عمیمہ اور سب سے ملتی ان کے لئے چائے اور ریفریشمنٹ کا انتظام کرنے لگ گئی تھی اس کے بعد اسے تیار بھی ہونا تھا۔۔

"ڈیڈی اپنی وائف کو سمجھالیں یہ اینیمی دیکھ دیکھ کر لیپ ٹاپ کی بیٹری ڈیڈ کر دیتی ہیں۔۔اور آنکھیں دیکھا کریں آپ ان کی آپ کے آنے سے پہلے ڈراپس ڈال ڈال کر ٹھیک کرتی ہیں۔۔"

وہ ان کے روم کا دھڑام سے دروازہ کھولتی اندر آتی کمر پر ہاتھ ٹکائے دوسرا ہاتھ نچا کر کہتی کہیں سے چار سال کی نہیں لگتی تھی۔۔

حمزہ جو عنادل کے گرد بازو حمائل کئے اسے آج کی پارٹی میں اپنا لایا ہوا ڈریس پہننے کیلئے منا رہا تھا اسے گھور کر پیچھے ہٹا۔۔

"ہاں نہیں دیکھ رہی میں بس یہ بتا دیں ماں کا لیپ ٹاپ میں کب تک یوز کروں گی اب میں بڑی ہو گئی ہوں۔۔"

وہ آنکھوں پر ہاتھ رکھے غصے سے کہہ رہی تھی عنادل نے حمزہ کو گھورنے کے بعد اس کی آنکھوں پر سے ہاتھ ہٹایا۔۔

"بیڈ مینرز بیٹا روم ناک کر کے آتے ہیں۔۔"

عنادل نے ہلکی سی چپت لگاتے کِسوا کو جھڑکا۔۔

"میں آپ کی شکایت لگانے آئی ہوں ڈیڈی سے۔۔

ڈیڈی سچی بتایا ہے ابھی جو کچھ بتایا۔۔ اگر مام روئیں تو سمجھ جائیں میں سچ کہہ رہی ہوں۔۔"

اس نے حمزہ کے پیٹ پر بیٹھتے ہوئے عنادل کی دوبارہ شکایت کی۔۔

صبح سے ایک جنگ اس گھر کا حصہ بنی ہوئی تھی۔۔

کِسوا کو عنادل کا پسند کیا ڈریس نہیں پہننا تھا اور جو وہ پہننا چاہتی تھی عنادل پہننے نہیں دے رہی تھی۔۔

حمزہ کبھی کبھی ان دونوں سے تنگ آجاتا تھا جو ماں بیٹی کم ایک دوسرے کی دشمن زیادہ لگتی تھیں۔۔

"میں اب نہیں روتی پوچھ لو اپنے ڈیڈی سے۔۔"

عنادل برا مان گئی کیا ضرورت تھی حمزہ کو بتانے کی اس کی مام بہت روتی تھی پڑھائی کے معاملے تو اِس معاملے میں تو اُس معاملے میں۔۔

عنادل چادر سمیٹتی دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ حمزہ عنادل اور کِسوا کو دیکھتا سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا ان دونوں کے درمیان ضرور کسی بات کو لیکر بحث چل رہی ہے۔۔

"ہاں جیسے میں تو آنکھوں سے محروم ہوں ابھی آپ کے رونے پر ڈیڈی نے کہنا ہے مائی انوسینٹ وائف، انوسینٹ بیوٹی، سلیپنگ بیوٹی۔۔"

کِسوا حمزہ کی نقل اتارتے ہوئے بہت سنجیدگی سے کہہ رہی تھی اور وہاں عنادل کی شکل رونے والی ہوگئی تھی۔۔ وہ بچی اس کی بیٹی ہرگز بھی نہیں تھی۔۔ ایسا عنادل کو بہت دفعہ محسوس ہوتا تھا۔۔

حمزہ منہ پر ہاتھ پھیرتا اپنی بھوری شیو کھجاتا ہنسی ضبط کررہا تھا۔۔۔

وہ دونوں ماں بیٹی کی فائٹ بہت شوق سے دیکھتا تھا۔۔۔

"مائی نوٹی بےبی کیوں مام کو تنگ کررہی ہو ابھی رونے لگیں گی۔۔۔"

حمزہ نے عنادل کو دیکھ کر کہا جو بس رونے ہی والی تھی۔

"ڈیڈی ان کو تو چھوڑیں آپ یہ بتائیں ان کا لیپ ٹاپ میرے حوالے کب کریں گے۔۔ یا مجھے نیو دلا دیں مجھے فائٹرز والی مووی دیکھنی ہے۔۔ مجھے بچوں والی اینیمی نہیں دیکھنی۔۔۔ اور ڈیڈی مام سے کہیں ناں مجھے آج کی پارٹی کی جو ڈریس آنی نے دی ہے وہ پہننے دیں۔۔"

وہ حمزہ کے گال اور ماتھے پر بوسہ دیتی چونا لگا رہی تھی حمزہ سمجھتے ہوئے مسکراہٹ روکے اپنی چار سالہ بیٹی کے ناٹک دیکھ رہا تھا۔۔ عنادل کو بلاوجہ تنگ کر کے وہ اپنی بات منوانے آئے تھی۔۔

بلیک اور گولڈن امتزاج کے گھنگھریالے بال چمکتی بلیو کانچ سی آنکھیں پھولے سے گال سرخ اور سفید سی

کِسوا بالکل گڑیا جیسی اور شرارت میں پتہ نہیں کس پر گئی تھی۔۔۔

"میں نے کہا تھا حمزہ میر کہ آپ زامیہ سے گھٹی نہیں دلوائیں گے اسے دیکھ لیں اپنی آنی پر چلی گئی ہے یہ۔۔ میں اسے زامیہ والا ڈریس نہیں پہننے دوں گی۔۔۔ پینٹ اور شرٹ ہے۔۔بیبی گرل ڈول جیسے ڈریسز لائی ہوں یہ وہی پہنے گی۔۔"

عنادل غصے سے حمزہ کو ہر بار گھٹی والی بات کہنے کے بعد وارننگ دے رہی تھی۔۔۔

"میں تو آنی والا ہی ڈریس پہنوں گی آپ ڈیڈی کی بات مانیں اچھی بیویاں بچوں کے ڈیڈی کی بات سنتی ہیں۔۔"

وہ بڑی معصومیت سے عنادل کو جواب دے گئی۔۔

یہ ڈائیلاگ حمزہ سے سنتی تھی اور اس میں اپنے پاس سے اضافہ کر کے عنادل کو لوٹاتی تھی۔۔

عنادل پاؤں پٹخ کر واک آؤٹ کر گئی۔۔ اسے ابھی تک لڑنا نہیں آیا تھا۔۔نا ہی اپنی شرارتی بیٹی کا مقابلہ کرتی تھی۔۔

"بری بات میری اکلوتی وائف کو ناراض کر دیا۔۔"

حمزہ مسکراتے ہوئے ڈپٹ رہا تھا۔۔

"چھوڑیں ابھی خود حمزہ میر کہتے ہوئے آئیں گی انہیں بھول جائے گا وہ ناراض ہو کر گئی ہیں۔۔

آپ سب چھوڑیں یہ بتائیں نامیں وہ ڈریس پہن لوں میرا اور آنی کا آج کا ڈریس سیم ہے سمجھا کریں ڈیڈی مام کو صبح سے سمجھا رہی ہوں۔۔"

وہ خوب سمجھتا تھا زامیہ کی تھیم کا ڈریس ویئر کر کے وہ مبرم کو چڑانا چاہتی ہے۔۔۔ مبرم کو اس کی ماں کی کاپی کرنا پسند نہیں تھا اور کِسوا وہی کرتی تھی۔۔

"مبرم کا موڈ سپوئیل نہیں کرو بیٹا ویسے آپ وہ ڈریس پہن سکتی ہیں۔۔"

اس کو محبت سے دیکھتا پیار کرتا حمزہ جانتا تھا وہ ہر بات نوٹ کرتی ہے۔۔ دونوں کی باتوں کو بہت زیادہ غور سے سنتی ہے اور دونوں کو انہی کی بات لوٹاتی ہے۔۔۔

حمزہ کو معلوم تھا وہ بہت شارپ مائنڈ کی بچی ہے۔۔

"ڈیڈی ویسے مام کا گریجویشن ہو چکا ہے میں بھی بڑی ہو گئی ہوں کیوں نا مام کو آگے ایڈمیشن لینا چاہئیے۔۔"

حمزہ اس کی باتوں پر ضبط کرتے کرتے آنکھوں میں آنسوں لے آیا تھا وہ نیچے باپ کی گود میں آتی عنادل کو دیکھ کر بڑی معصومیت سے کہہ رہی تھی۔۔ اور عنادل کا سکون غارت کر رہی تھی۔۔

عنادل نے پلٹ کر کھا جانے والی نظروں سے دیکھا کتنا رو پیٹ کر پڑھا تھا۔ کِسوا جب ہونے والی تھی اس کا لاسٹ سمسٹر چل رہا تھا حمزہ نا ہوتا تو عنادل کبھی بھی کچھ نہیں کر پاتی۔۔

عنادل کی کمزوری کی وجہ سے کِسوا پری میچور ہوئی تھی۔۔ اور ڈاکٹرز کے مطابق عنادل کے بچنے کے چانسز

کم تھے۔۔

حمزہ نے رو کر گڑ گڑا کر دونوں کی زندگی کی بھیک اپنے رب سے مانگی تھی اور ساتھ فیصلہ بھی کر لیا تھا عنادل کو اس تکلیف سے دوبارہ نہیں گزارے گا۔۔۔

کِسوا پر جان دیتا اس کی باتیں سنتا حمزہ کِسوا کا دوست تھا۔۔ روز رات کو اسٹوریز حمزہ میر ہی سناتا تھا۔۔

اس کا روم حمزہ نے اپنے روم کے سٹنگ ایریا میں بنوا دیا تھا۔۔ تاکہ وہ اسے دیکھتا رہے۔۔

وہ زامیہ سے بری طرح اٹیچ تھی۔۔ عنادل کو تنگ کرتی لاڈ اٹھواتی تھی۔۔ اسے عنادل کو تنگ کر کے مزہ آتا تھا۔۔۔

دادا دادی کی جان تھی۔۔ زامیہ اور میثم بھی اسے بہت چاہتے تھے۔۔ نانی کے گھر الگ اس کی باتوں کی وجہ سے ویلیو تھی۔۔

وہ ہادیہ کی بیٹیوں کو بھی خوب شرارتیں سیکھاتی تھی۔۔

دامل کی اور اس کی بہت بنتی تھی۔۔

راحم کو گود میں اٹھانے کی کوشش میں گرتی رہتی تھی۔۔ صفاء کو البتہ اپیا کہتی عزت کرتی تھی۔۔۔

مبرم کو جنگلی شیر کہتی تھی۔۔ اگر بھائی کہنے کا کہو تو ناراض ہو جاتی اور بات نہیں کرتی تھی۔۔۔ مبرم سے تو کبھی شاید ہی اس نے ڈھنگ سے بات کی ہو گی۔۔۔

"بات توٹھیک ہے میری پرنسز کی توکیاخیال ہے تمہاراایڈمیشن کروادیا جائے۔۔"

حمزہ کِسوا کے بال ٹھیک کرتا اس سے پوچھ رہا تھا۔۔۔جو بیٹی کو آنکھیں نکالے گھور رہی تھی۔۔

"میں ہر گز بھی نہیں پڑھوں گی اپنی پرنسز کو ہی پڑھائیں۔۔"

"مام ویسے میں اچھی بچی ہوں آپ کی طرح نا روتی ہوں نا ہی سکول جانے میں تنگ کرتی ہوں۔۔ہیں ناں ڈیڈی میں مام سے زیادہ اچھی ہوں ناں۔۔؟"

حمزہ دونوں کی زبانی فائٹ میں ہر بار پھنس جاتا تھا عنادل اس کے جواب کی منتظر تھی۔۔

"ڈیڈی مام آپ کو ایسے گھور رہی ہیں اگر آپ نے منع کیا تو آپ کو روم سے نکال دیں گی۔"

سُکینہ بیگم اور وجاہت صاحب آتے اپنی پوتی کی باتوں پر عنادل اور حمزہ کو دیکھتے ہنسے لگے۔۔

"کیوں تنگ کرتی ہیں ہماری معصوم بہو کو۔۔"

سُکینہ بیگم نے آنکھیں دیکھاتے پوچھا۔۔وہ تھوڑی بوڑھی ہو چکی تھی بالوں میں چاندنی آگئی تھی۔۔اپنے گھر کی اکلوتی رونق کو دیکھتے خوش ہوتے اس کی باتوں پر ہنستی تھی اور ساتھ عنادل کی سائڈ بھی لیتی تھیں۔۔۔

"گرینی مام کو سب معصوم کہتے ہیں حالانکہ بچے معصوم ہوتے ہیں۔۔"

حمزہ نے اسے گود سے اتارا اور عنادل کو اشارہ کرتا روم میں گیا۔۔

وہ اب ان دونوں کے ساتھ اپنی باتیں مٹکاتی ہنسا رہی تھی۔۔

گرینڈ پا اور گرینی کو بھی وہ ان کے بیٹے کی اولاد نہیں لگتی تھی ہر بات کا جواب حاضر رکھتی تھی۔۔۔

"عینا کِسوا کو وہی ڈریس پہننے دو جو وہ کہتی ہے۔۔ تمہیں معلوم تو ہے زامیہ کی چیزوں کو کتنے دل سے استعمال کرتی ہے۔۔"

عنادل کے بالوں کی خوشبو کو خود میں اتارتے ہوئے وہ عنادل سے ریکوئسٹ کر رہا تھا۔۔

"یہ میری بیٹی نہیں ہے حمزہ۔۔"

وہ روتی ہوئی کہہ رہی تھی۔۔

عنادل یہ ہماری ہی اکلوتی اولاد ہے مان لو بس ہم دونوں میں سے کسی پر نہیں گئی ہے۔۔"

حمزہ ہنستے ہوئے آنسو پونچھ کر کہتا اس کے دلکش چہرے کو نظروں کے حصار میں لیتا اپنے لب آنکھوں پر رکھ گیا۔۔

"لیپ ٹاپ کم یوز کیا کرو ورنہ معلوم ہے نا ایک جاسوس بھی ہے اس گھر میں۔۔"

حمزہ نفی میں سر ہلاتا اپنی بیٹی کی باتیں سوچتا ہوا ہنسے جا رہا تھا۔۔۔

سکول سے آنے کے بعد پانچ بار کال کر کے صرف یہ بتاتی تھی عنادل نے آج کیا کیا۔۔ میڈیسن لی کہ نہیں کتنی دیر انیمی دیکھی۔۔

حمزہ اگر یہ سب عنادل کو بتا دیتا تو وہ مزید روتی اس لئے چپ ہی رہا۔۔

"مائی انوسینٹ بیوٹی۔۔ایسے نہیں شرماؤ چار سالہ بیٹی ہے ہماری اب بھی شرماؤ گی۔۔"

حمزہ نے اسے نرم سے حصار میں لیتے گھیرا تنگ کیا۔۔

"دور ہو جائیں ورنہ ابھی آتے ہی آپ کی نقل اتارتے ہوئے یہ سب کہے گی۔۔"

عنادل کا ان دونوں کی پرائیویسی کو ڈسٹرب کرنا نہیں پسند تھا وہ اپنی بیٹی سے بھی جیلس ہوتی تھی۔۔

حمزہ کی محبت میں اتنا بدل چکی تھی حمزہ اگر اپنی بیٹی کو بھی امپورٹنس دیتا تو عنادل ناراض ہو جاتی تھی۔۔

حمزہ کتنی دیر ہی اس کے انداز کو انجوائے کرتا اس کے جلے بھنے انداز پر سمجھا تا وہ اس کی بیٹی ہے۔۔

عنادل سمجھ کر بھی نا سمجھی کا مظاہرہ کرتی تھی۔۔

آج تک عنادل اپنے گھر رکنے نہیں گئی تھی حمزہ جانے نہیں دیتا تھا عنادل کو اس کے سینے پر سر رکھے بنا نیند نہیں آتی تھی۔۔

حمزہ کسوا کے پیدا ہونے کے بعد ہی مشہور اور نامور بزنس مین میں شمار ہونے لگا تھا اور بزنس ٹائیکون بن گیا تھا۔۔

"آنے دو آتے ہی میری پرنسز سمجھداری سے کہے گی ڈیڈی میں نے کچھ نہیں دیکھا بس یہ بتا دیں وہ کر دیں۔۔"

حمزہ نے ہنس کر اپنی بیٹی کا انداز اپنایا تو عنادل نے ہنس کر اس کے کندھے پر سر رکھ دیا۔۔۔

وہ پیچ و تاب کھاتی اِدھر سے اُدھر ٹہلتی غصے سے بھری ہوئی تھی۔۔ دونوں باپ بیٹے غائب تھے۔۔

ادھر زامیہ کِسوا کے پاس جانے کیلئے تیار کھڑی تھی۔۔

بلیک شرٹ پر ہلکی سی گلے پر ایمبرائیڈری ہوئی تھی اور وائٹ پینٹ میں بلیک لانگ کوٹ پہنے ریڈ لپ اسٹک لگائے بال اب کمر سے بھی نیچے تھے انہیں کھلا چھوڑے وہ کہیں سے چھ سالہ مبرم کی ماں نہیں لگ رہی تھی کوئی دیکھتا تو کہتا یہ ماں بیٹے نہیں بہن بھائی ہیں۔۔۔

میثم جیسے ہی گھر میں داخل ہوا اس کی تیاری دیکھ کر چونکا اور چلتا ہوا اس کے پاس آیا۔۔

"اتنی حسین بن کر کہاں جا رہی ہو۔۔۔؟"

وہ نظروں سے اسے آنکھوں میں اتارتے پوچھ رہا تھا اور ادھر زامیہ کا غصہ مزید بڑھ گیا۔۔

"اپنی بیٹی کی برتھڈے میں جب دونوں باپ بیٹوں کو سیر سپاٹوں سے فرصت مل جائے تو آجانا دیر ہو رہی ہے مجھے۔۔"

وہ ہائی ہیل میں ٹک ٹک کرتی تھوڑا ہی آگے بڑھی تھی میثم نے اسے کھینچ کر قید کر لیا۔۔۔

"آہاں ایسے کیسے جانے دوں آپ کو۔۔۔ لوگوں کی ایج بڑھتی ہے تو وہ ڈھل جاتے ہیں آپ نکھر رہی ہیں

مجھے معلوم ہے یہ سب میری محبت کا کمال ہے۔۔"

میثم کی نظریں ہٹتی تو وہ کہیں جانے کا سوچتا بھی۔۔زامیہ ہتھیاروں سے لیس اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔۔۔

"ہو گیا ٹھرک پن یا ابھی باقی ہے ہٹو پیچھے مبرم آرہا ہے۔۔"

سامنے سے دراز قد کالی گہری آنکھوں اور سرخ سفید رنگت والے اپنے بیٹے کو آتے دیکھ زامیہ نے دھکا دے کر میثم کو پیچھے کیا وہ دل پر ہاتھ رکھتا صوفے پر گر گیا۔۔۔

مبرم کی ان پر نظر نہیں پڑی تھی۔۔وہ فون کو ہاتھوں میں گھماتا ہوا چلا آرہا تھا۔۔

پیلی ٹی شرٹ میں وہ واقعی سورج مکھی کا پھول لگ رہا تھا۔۔۔

وہ پیدائشی ساٹھ فیصد سورج مکھی تھا۔۔آنکھیں کالی سیاہ تھیں جو زامیہ پر گئیں تھیں۔۔

اور بال پیلے اور گولڈن سے تھے۔۔زامیہ اسے دھوپ میں نہیں نکلنے دیتی تھی سکول کے علاوہ ناہی کہیں جانے دیتی تھی۔۔

پھر بھی وہ کہیں نا کہیں نکل جاتا تھا۔۔

"گلاسز کہاں ہیں تمہارے۔۔؟کتنی بار کہا ہے باہر جاتے ہوئے لگا لیا کرو۔۔دیکھ رہے ہو اسے کیسا لال ٹماٹر ہو رہا ہے۔۔آنکھیں بھی لال ہو رہی ہیں۔۔"

وہ ہمیشہ سے مبرم کیلئے ایسے ہی ڈانٹ کر کئیر شو کرتی تھی مبرم مسکراتا باپ کے پاس جا بیٹھا۔۔

"مام بہت ڈانٹتی ہیں ڈیڈ۔۔کیا چینج نہیں ہو سکتیں۔۔؟"

مبرم نے باپ کو دیکھ کر شرارت سے پوچھا۔۔گھر میں وہ جتنے اچھے موڈ میں رہتا تھا باہر جا کر لوگوں کی باتیں سن کر اتنا ہی خراب موڈ رہتا تھا۔۔۔

"نہیں بیٹا یہ والی مام سے ہی کام چلانا پڑے گا۔۔۔آپ کی شادی دیکھ بھال کر کریں گے۔۔ہم تو پاگل تھے محبت میں مارے گئے۔۔"

میثم کی نظریں اس کے گرد ہی اٹکی ہوئیں تھیں۔۔اس نے کافی مایوسی سے بیٹے کو جواب دیا۔۔۔

"باتیں بند کرو اور چلنے کیلئے تیار ہو ورنہ تم مجھ سے پاکٹ منی لیکر دیکھاؤ۔۔"

زامیہ ٹک ٹک کرتی باہر نکل گئی عنادل کا میسج آیا تھا وہ لوگ نکل رہے ہیں۔۔

"ڈیڈ میں اس اوور ایکٹر کی پارٹی میں نہیں جا رہا آپ جائیں ورنہ مام آپ کو میرے روم میں بھیج دیں گی۔۔۔"

وہ آنکھوں میں ناچتی شرارت لئے باپ کو زچ کر رہا تھا۔۔

"بہت بگڑ رہے ہو۔۔اٹھو جانا پڑے گا آپ کی مام کی جان ہیں آپ کی دشمنِ جان۔۔۔"

وہ اسے اٹھاتا خود بھی اٹھ کھڑا ہوا۔۔

زامیہ ان دونوں کے ڈریس ہینگ کر کے گئی تھی۔۔

وہ دونوں باپ بیٹے زامیہ سے واقف تھے اگر نا جاتے تو کئی مہینوں تک اس ایک بات کو لیکر طعنے مارنے تھے۔۔

مبرم کے ہونے کے تین سال بعد زامیہ کے دوسری اولاد کی خوشخبری آئی لیکن ایک مشن کے دوران گولی لگنے سے زامیہ نے اپنا بچہ دنیا میں آنے سے پہلے ہی کھو دیا تھا۔۔اس مشن میں میثم بھی بری طرح زخمی ہوا تھا۔۔

اور اسی سال ہی دادا ابو کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔۔

زامیہ اور میثم کو حمزہ اور عنادل نے سہارا دے کر ثابت کیا تھا وہ ان کے اچھے اور برے وقت کے ساتھی ہیں۔۔

زامیہ کے بابا بستر مرگ پر تھے وہ سب بھلائے ان کی خدمت میں لگی رہی لیکن وہ بھی ایک سال پہلے چل بسے۔۔ان کی وائف امریکہ سے نہیں آئی تھیں۔۔انہوں نے جو اس کی ماں کے ساتھ کیا تھا وہی ان کی بیوی نے ان کے ساتھ کیا۔۔

بیمار آدمی کو چھوڑے اپنے گھر چلی گئیں۔۔

اور زامیہ کو اپنے باپ کی حالت پر ترس آگیا۔۔وہ دل سے معاف کرتی سب بھلائے ڈیڑھ سال تک

خدمت کرتی رہی پھر وہ بھی اس دنیا سے چل بسے۔۔اب زامیہ کا میثم اور مبرم کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔۔

اس کے پاس خون سے انمول رشتے عنادل اور ہادیہ کی صورت موجود تھے۔۔۔

وہ دونوں تیار ہوتے ہال کیلئے نکل گئے۔۔۔

عنادل بلیک ساڑھی پہنے الجھی الجھی سی مہمانوں کو دیکھ رہی تھی۔۔ساڑھی سمبھالے نہیں جا رہی تھی حمزہ کی ضد پر پہننی پڑی تھی۔۔سرخ حجاب میں لائٹ سے میک اپ کئے

وہ حمزہ کو پری پیکر کا کھلا ثبوت لگ رہی تھی۔۔۔

حمزہ کی ضد پر اس نے آج پہلی بار ساڑھی پہنی تھی۔۔

حمزہ اسے دیکھتا مہمانوں کو خوش آمدید کر رہا تھا۔۔

بلیک کرتا پاجامے میں بلیک واسکٹ پہنے وہ آج بھی پہلے کی طرح وجیہہ تھا۔۔۔

"عینا ایک جگہ بیٹھ جاؤ میں دیکھ رہا ہوں سب۔۔"

حمزہ اسے ہلکان ہوتے دیکھ اسے ایک چیئر پر بیٹھائے پانی کا گلاس تھماتے فکر مند ہوا۔۔۔

"کتنی حسین لگ رہی ہو لُک۔۔" وہ اپنے موبائل میں دونوں کی پکچر لیتا مسکرا کر دیکھا رہا تھا۔۔

"ڈیڈی آپ نے اپنی پرنسز کی تو پکچر لی ہی نہیں۔۔"

بلیک شرٹ اور وائٹ پینٹ پہنے ٹیل پونی کو جھلاتی ہوئی آنکھوں میں شرارت اور خفگی لئے دیکھتی پرنسز ہی لگ رہی تھی۔۔۔

ناجانے وہ کہاں سے ٹپک پڑی تھی عنادل نے منہ بنایا حمزہ نے عنادل کے منہ کے زاویے دیکھ کر مسکراہٹ لئے اپنی بیٹی کو اٹھا کر گود میں لیا۔۔۔

حمزہ اور عنادل کی اس میں جان جان بستی تھی۔۔ عنادل بظاہر اس سے چڑتی اسے مزید شرارت پر اکساتی تھی لیکن اس کے لئے فکر مند رہتی تھی۔۔ سکول جانے پر اس کے آنے کا انتظار بے صبری سے کرتی تھی۔۔

حمزہ نے اسے گود میں لینے کے بعد عنادل کو کھڑے کرتے عنادل کو موبائل تھماتے دوسرے ہاتھ سے بازو حمائل کرتے قریب کئے عنادل کو سیلفی لینے کا کہا۔۔

تین چار بار لینے پر ایک کوئی ڈھنگ کی آئی تھی۔۔

"مام کو سیلفی لینا بھی نہیں آتی۔۔ ڈیڈی آپ مام کو ویسے کس کریں جیسے کرتے ہیں ناں ماتھے پر۔۔"

کِسوا کے کہنے پر حمزہ نے عنادل کو دیکھا جو روہانسی اور شرمیلی صورت بنائے حمزہ سے نظریں نہیں ملا رہی تھی۔۔

"کم آن ڈیڈی آپ تو مام کو دیکھ کر دنیا بھول جاتے ہیں۔۔"

کِسوا نے دوبارہ ٹوکا تو حمزہ کے چہرے پر دلکش سی مسکراہٹ ابھری واقعی وہ عنادل کو دیکھ کر سب بھول جاتا تھا۔۔۔

حمزہ نے عنادل کو بنا کسی کا لحاظ کئے قریب کرتے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔اپنی بیٹی کی اتنی پیاری فرمائش کیسے ٹال سکتا تھا۔۔۔

کِسوا نے دھڑا دھڑ پکچرز لیں۔۔۔

زامیہ کو آتے دیکھ کر آنی کہتی موبائل حمزہ کو پکڑاتی اس کی جانب دوڑی۔۔

وہ اسے دیکھتے نیچے بیٹھی پیار کرنے لگی۔۔اور پھر اسے گفٹ تھماتی اس کے ساتھ پکچرز لیتی خوشی سے باتیں کرنے لگی۔۔۔

سب مہمان آچکے تھے عنادل کی فیملی مبرم اور میثم۔۔۔

"تم ہمیشہ زامی آنٹی کی کاپی کیوں کرتی ہو۔۔وہ تم سے زیادہ پیاری لگتی ہیں۔۔"

لامیہ نے اپنے بھائی سے باتیں مٹکاتی کِسوا سے کہا تو اس نے مسکرا کر دیکھا کچھ دور مبرم پارٹی سے لاتعلقی اختیار کئے ان کی باتیں سن رہا تھا۔۔۔

"کیونکہ زامی میری آنی اور سیکینڈ مدر ہیں۔۔

اور وہ ہیں ہی پیاری تو لگیں گی بھی ناں۔۔ میری توریئل مدر بالکل ڈول کی طرح ہیں وہ دیکھو۔۔"

کِسوا نے بنا برا مانے زامیہ کی تعریف کے ساتھ عنادل کی بھی کی۔۔

مبرم نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔۔ وہ اس کی ماں پر قبضہ جمانے کے ساتھ اپنی ماں کو بھی کسی کو پیار کرنے نہیں دیتی تھی۔۔

جب بھی عنادل کہیں جاتی کِسوا سمیت اپنے گھر کے ہر بچے کیلیئے شاپنگ کرتی تھی۔۔

اور مبرم کی کچھ خاص اور یونیک ہوتی تھی۔ اس کی بہت سی چیزیں یونیک تھیں۔۔ وہ خود بھی تو یونیک تھا۔۔۔

"مبرم بھائی بیٹھے ہیں تم ان کی مام کے بارے میں ایسا نہیں کہو۔۔۔"

مصفرہ نے خبردار کیا۔۔ اگر ان دونوں کی لڑائی شروع ہو جاتی تو کوئی دونوں کو روک نہیں سکتا تھا۔۔۔

"تو سننے دو سورج کو میں کونسا برائی کر رہی ہوں۔۔"

کِسوا نے چھوٹی ناک چڑھا کر کہا۔۔

"اچھا اب لڑنے مت لگ جانا کِسوا"

صفاء نے مبرم کو آتے دیکھ اس سے کہا۔۔

دامل مسکرا کر کسی دوسرے بچے سے بات کر رہا تھا۔۔

"میری مام سے دور رہو یہ لاسٹ وارننگ ہے چڑیل تمہارے لئے۔۔"

مبرم نے سرخی جھلکاتا چہرہ لئے کہا۔۔

لائٹ سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔۔

"میری آنی ہیں دور رکھ کر دیکھاؤ۔۔۔"

وہ بھی دوبدو بولی۔۔

"میری مام کی کاپی مت کیا کرو کاپی کیٹ۔۔"

مبرم نے سپاٹ لہجے میں کہا۔۔۔

"میں آنی کے جیسے ڈریسز پہنوں گی تم روک کر دیکھاؤ سورج کے ڈر سے باہر نہیں نکلنے والے۔۔"

کِسوا ہر لحاظ بھلائے اپنی دشمنی نبھا رہی تھی۔۔

عنادل نے دونوں کو لڑتے دیکھا تو ان تک پہنچی۔۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں۔۔ مبرم کِسوا نے کچھ کہا ہے؟"

عنادل خفگی سے اپنی بیٹی کو دیکھ کر سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی۔۔ مبرم کا چہرہ حد درجہ سرخ تھا یہ جب ہوتا تھا جب وہ غصے میں ہوتا تھا۔۔۔

یا دھوپ میں رہتا تھا۔۔

"پھپھو کِسوا نے کچھ نہیں کیا۔۔"

دامل ابھی بول ہی رہا تھا عنادل نے ٹوک دیا۔۔

"دامل اور آپ سب جائیں میں کِسوا سے خود پوچھ لیتی ہوں۔۔ اور دامل آپ اس کی بے جا سائیڈ نہیں لیا کریں۔۔"

عنادل کے کہنے پر سب بچے چلے گئے پیچھے وہ دو رہ گئے تھے۔۔۔

مبرم نے سب حرف بہ حرف بتا دیا۔۔۔

عنادل نے اپنی بیٹی کو دیکھا جو مبرم کو غصہ لئے دیکھ رہی تھی۔۔

"کتنی بری بات ہے کِسوا سوری کرو بڑے ہیں تم سے بھائی کہا کرو۔۔ بھائی نہیں کہہ سکتی تو عزت سے بیش آیا کرو بہت بد تمیز ہو رہی ہو۔۔ تمہاری بر تھڈے کا لحاظ نہیں ہوتا تو تمہیں دو تھپڑ لگانے تھے میں نے۔۔ اس کی مام ہیں تم برداشت کرتی ہو جب میں کسی بچے کو پیار کرتی ہوں۔۔"

عنادل بولنے پر آئی تو بولتی چلی گئی کِسوا روتی ہوئی وہاں سے نمکین پانی سے بھری ایک نظر مبرم پر ڈال کر

NOVEL IN URDU

بھاگ گئی۔۔

مبرم اس کی آنکھوں میں اپنے لئے نفرت اور آنسو دیکھ کر بے چین ہوا وہ یہ تو نہیں چاہتا تھا وہ اپنے اسپیشل ڈے پر روئے یا کوئی اسے ڈانٹے۔۔۔

لیکن اس کے پاس جانا اپنی انا کو مارنا مبرم کے لئے آسان نہیں تھا۔۔۔

اس لئے خاموشی سے عنادل کو اسے مناتے دیکھ رہا تھا۔۔

رونے سے گال سرخ ہو گئے تھے۔۔ گڑیا سی روتی ہوئی پیاری لگ رہی تھی جیسے عنادل ہر روپ میں پیاری لگتی تھی ویسے ہی مبرم کو بھی وہ چلبلی پیاری لگ رہی تھی لیکن بھلا ہو دشمنی کا جو وہ پیاری لگتے ہوئے بھی بری ہی لگتی تھی۔۔ عنادل اور زامیہ کی لاکھ کوششوں کے باوجود دونوں دوستی نہیں کرتے تھے۔۔۔

بلآخر وہ مان گئی تھی جب حمزہ نے اسے پیار سے منایا تو۔۔۔ اور ابھی خوش سے چہکتی کیک کاٹتی سب کو کھلا رہی تھی۔۔

مبرم کو عنادل کے کہنے پر کھلانے آئی مبرم نے منہ پھیر لیا۔۔ زامیہ کی گھوری پر منہ کھولا تو اس نے آدھا کیک منہ میں ڈالا آدھا اس کے فیس پر لگا دیا۔۔۔

سارے بچوں نے کِسوا کے منہ پر کیک لگایا تو وہ کھکھلاتی ہنستی مبرم کی نظروں میں تھی۔۔ اسے اس کی ہنسی سے چڑ ہو رہی تھی۔۔ غصے سے منہ صاف کرتا وہ محفل سے نکل گیا۔۔ زامیہ نے اسے روکا لیکن وہ ڈرائیور

کو بلا کر بناز امیہ کی سنے جا چکا تھا۔۔

عنادل اور حمزہ ساتھ کھڑے اپنے گھر کی خوشی کو دیکھ رہے تھے سب خوش تھے۔۔ ایک کے علاوہ۔۔۔

سب سے گفٹ وصول کرتی شکریہ کرتی اپنے ڈیڈی اور مام کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ بھی مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہے تھے۔۔۔

اسجد صاحب مہر النساء بیگم اپنے زندگی میں فرض ادا ہو جانے پر اب عمرے کے لئے جانے والے تھے۔۔

وجاہت صاحب کا سر فخر سے بلند تھا ان کا بیٹا پاکستان کا بڑا بزنس مین تھا۔۔ سکینہ بیگم نم آنکھوں سے آج اترتی خوشیوں کی نظر اتار رہیں تھیں۔۔۔

حمزہ نے سب کی نظروں سے بچتے عنادل پر آتے پیار پر لبیک کہتے بھینچ کر شدت سے بوسہ دیا۔۔۔

وہیں زامیہ میثم کے سینے پر سر رکھے سب کی خوشیوں کو دیکھ رہی تھی۔۔

"ڈونٹ وری زامی مبرم تھوڑا انٹروورٹ ہے اس لئے اسے فور سفلی کہیں جانے کا نہیں کہا کرو۔۔ سب جب اسے سورج مکھی یا کسی اور نام سے پکارتے ہیں تو وہ ہرٹ ہوتا ہے۔۔"

میثم نے حصار باندھے فکر مندی سے مبرم کے بارے میں سوچ پڑھتے ہوئے اسے سمجھایا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔۔

اسے بھی کہاں پسند تھا سب کی محفل میں وہ بیگانہ رہتا تھا۔۔ ہادیہ اپنی بیٹوں کو دامل کو تنگ کرتے دیکھ

انہیں ڈپٹ رہی تھی۔۔

"بس کرو کتنا ڈانٹتی ہو میری گڑیا کو۔۔"

خرم نے ان دونوں کو جانے کا اشارہ کیا وہ ماں کی ڈانٹ سے بچنے کی خوشی میں اور زامیہ سے ملنے اس کی طرف بھاگ گئیں۔۔۔زامیہ سے ہادیہ کی شکایت لگانی تھی۔۔۔

"دامل سے کل سکول آف کروانے کا کہہ رہی ہیں دونوں۔۔اب دانٹوں بھی ناتو کیا کروں۔۔"

خرم بات سمجھتا ہنس کر کمر کے گرد حصار باندھنے لگا لیکن اسی وقت ولن بنا دامل راحم کو گود میں اٹھائے آگیا۔۔

"یہ آپ کے پاس آنے کی ضد کر رہا تھا میں لے آیا۔۔ماموں ماموں کر رہا ہے۔۔"

دامل راحم کو خرم کو دیتا واپس بچوں کی محفل میں مڑ گیا۔۔

جہاں کِسوا مزے لے لے کر کچھ بتا رہی تھی۔۔۔

"اچھا ہوا آپ کے ساتھ، موقع دیکھتے ہیں نا محفل۔۔"ہادیہ ہنس کر جان چھوٹ جانے پر بچ کر بھاگی۔۔

کچھ دیر بعد حمزہ اور عنادل سمیت سارے گھر والے ایک ٹیبل پر بیٹھے باتیں کرتے کھانا انجوائے کرتے ہنسی خوشی محفل کا حصہ بنے ہوئے تھے۔۔۔

زامیہ اور میثم سب سے باتوں میں مصروف تھے۔۔

حمزہ کا پاس ایک کارڈ تھا اور وہ کارڈ جب چلاتا تھا جب عنادل پریشان یا اس سے خفا ہوتی تھی۔۔

اسے کلیجی سے الرجی تھی اور حمزہ اتنی کھاتا کہ اس کی آنکھیں خون جھلکانے لگتی تھیں۔۔

عنادل سب باتیں بھولے۔۔ سب شکویں سائڈ پر رکھے اس کی آس پاس رہتی تھی۔۔ وہ حمزہ میر کی سوچ سے ناواقف حمزہ کی کئیر کرتی تھی۔۔

اور حمزہ اسے اپنے لئے پریشان دیکھ کر سکون محسوس کرتا تھا۔۔

حمزہ کی باتوں پر عنادل چھینپتی اسے گھورنا چاہ رہی تھی لیکن ناکام ہو رہی تھی وہ ہنستا آج بھی اس کے چہرے کے رنگ دل و جان سے دیکھنے کا عادی تھا۔۔۔ بچپن سے جوانی اور جوانی سے آگے کا سفر ابھی جاری تھا۔۔

NOVEL IN URDU

سپنوں میں کرتی رہتی ہوں

اک تاج محل تعمیر پیا

میرے دل پر تیرا قبضہ ہے

تو بنے میری تقدیر پیا

نہ سسی نہ میں ہیر پیا

میں ہوں تیری تقدیر پیا

تو چاند کے جیسا لگتا ہے

تو میری چاندنی رات پیا

میں رب سے تجھ کو مانگو اور

کروں یہی دعا پیا

تو بنے میری تقدیر پیا

میں بنوں تیری تقدیر پیا!!

NOVEL IN URDU

ختم شُد۔۔۔۔۔۔